كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ

للہ الحمد والمنۃ کہ تذکرہ جامعہ اولیاء اللہ و صوفیہ کرام از بدء اسلام تا قرن دہم

المسماۃ بہ

نعمت عظمیٰ

حصہ دوم

جسکو

جناب مولانا سید عبد الغنی صاحب وارثی اسسٹنٹ اکونٹنٹ جنرل
سرکار عالی نظام و مترجم کتاب یوذاسف و بلوہر و کلم الروحانیہ و
مصنف تنقیح حقوق نسواں نے عالم ربانی غوث الصمدانی امام
عبد الوہاب شعرانی کی مشہور و معتبر و مستند کتاب طبقات الکبریٰ
سے جو عربی زبان مین ہے صداقت سے سلیس و با محاورہ اُردو مین
ترجمہ کیا

محمد رحیم الدین خان ولد بشیر الدین خان کے اہتمام سے مطبع شمسی آگرہ مین طبع ہوا

طبع اول پانسو جلد
(جملہ حقوق محفوظ ہین)
قیمت فی جلد ۲؍

كَلَّآ إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَن شَآءَ ذَكَرَهُ

لله الحمد و المنة کہ تذکرہ جامعہ اولیاء اللہ و صوفیہ کرام زبدۂ اسلام تا قرن دہم

المسماۃ بہ

نعمت عظمیٰ

حصہ دوم

جسکو

جناب مولانا سید عبد الغنی صاحب وارثی اسسٹنٹ اکونٹنٹ جنرل سرکار عالی نظام و مترجم کتاب بوذاسف و بلوہر و کلم الروحانیہ و مصنف تنقیح حقوق نسوان نے عالم ربانی غوث الصمدانی امام عبد الوہاب شعرانی کی مشہور و معتبر و مستند کتاب طبقات الکبریٰ سے جو عربی زبان مین ہے صاف و سلیس و بامحاورہ اردو مین ترجمہ کیا

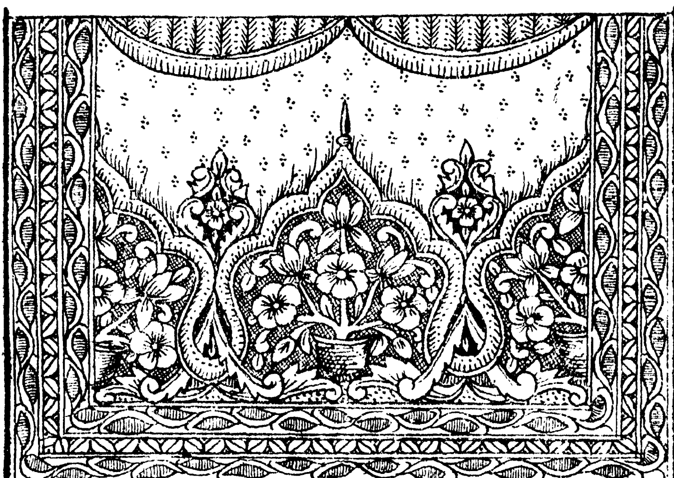
محمد رحیم الدین خان و بشیر الدین خان کے اہتمام سے مطبع شمسی آگرہ مین طبع ہوا

طبع اول پانسو جلد

(جملہ حقوق محفوظ ہین)

قیمت فی جلد [illegible]

فہرست اسماء مندرجہ جلد دوم نعمت عظمیٰ بترتیب حروف تہجی۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

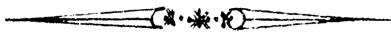
(۱۹۷) ابوالحسن محمد بن سعید وراق رحمہ اللہ تعالےٰ

بڑے بزرگون اور ابوعثمان رحمۃ اللہ کے قدیم مریدون مین سے تھے اور انھی کی روش وطرز پر انکے کلام بھی ہین - علوم ظاہریہ کے عالم تھے اور معاملات دقیقہ اور عیوب افعال پر کلام کرنے کی قدرت رکھتے تھے - تین سو بیس ۳۲۰ھ ہجری کے پیشتر ہی سعادت اخروی کے شوق مین دار دنیا سے کوچ کر گئے - آنکے کلمات مین سے ہے کہ عفو مین شریفانہ برتاو یہ ہے کہ معاف کر دینے کے بعد تم اپنے بھائی کے گناہ کو مطلق یاد نکرو - بخیل سے تنگدلی کبھی جدا نہین ہوتی - جو دل کہ مرنے والے ہین اونکی زندگی اوس زندۂ جاوید کی یاد مین ہے جو کبھی نہ مرے گا - اور سب سے زیادہ خوشگوار زندگانی اللہ تعالیٰ کے ساتھ جینا ہے نہ غیر کے ساتھ - یہ کہتے تھے کہ ابتدا مین جب ہم ابوعثمان

حیری کی مسجد مین رہتے تے ہمکو حکم تہا کہ جو کچہہ فتوحات آئین اون مین ہم ایثار کرین اور کچہہ باقی رکہکر رات کو نہ سوئین اور جو ہمارے ساتہہ بُرائی سے پیش آئے اوس سے اپنے نفس کیلیئے بدلہ نہ لین بلکہ اوس سے عاجزی کرین اور جب ہمارے دل مین کسی کی حقارت کا خیال آئے تو ہم اُسکی خدمت بجا لائین اور اُسکے ساتہہ احسان کرین یہانتک کہ وہ خیال مٹ جاے - اور انکا قول ہے کہ جو شخص اپنے نفس اور اپنے غیر سے اور خلق کی رویت سے فنا ہوا اُسکا باطن خیرات و احسانات کے مشاہدہ سے زندہ ہوا - سب سے زیادہ فائدہ مند اللہ تعالی کے امر و نہی - وعدہ وعید اور ثواب و عذاب کا علم ہے اور سب سے اعلی اللہ تعالی اور اُسکے اسمار و صفات کا علم ہے قطعیت کے خوف نے عاشقون کی جانین گُھلا دین اور عارفون کے جگر کباب کر ڈالے - مخلوق کے ساتہہ اُنس وحشت ہے اور اوس سے طمانینت حماقت اور اوس سے تسکین حاصل کرنی بےبسی اور اس پر بہروسا کرنا بودا پن اور اس پر اعتماد کرنا گہاٹا اُٹھانا ہے -



(۱۹۸) ابو الحسن علی بن سہل صائغ دینوری رضی اللہ عنہ



بہت بڑے بزرگ تہے - انہون نے مصر مین رہنا اختیار کیا تہا اور تین سو تیس ۳۳۰ھ ہجری مین وہین سے آخرت کا سفر کیا - بڑی ہیبت والے تہے جو کوئی انکو دیکہتا تہا وہ ان سے ڈرتا تہا اور اللہ تعالی کے معاملہ مین مخلصین مین سے تہے - انکا قول ہے کہ مرید کو چاہیے کہ دو مرتبہ دنیا کو چہوڑے پہلی مرتبہ تو اوسکی دلچسپیون اُسکی نعمتون اُسکے طرح طرح کے

ماکو ہون اور شہروبون اور اُسکی سب چیزون سے دست بردار ہو جاسے اور جب اُسکا تارک مشہور ہوجاسے اور اُسکے ترک کی وجہ سے اُسکی تعظیم وتکریم ہونے لگے تو اوسوقت اُسکو اپنے حال پر اس طور سے پردہ ڈالنا چاہئے کہ دنیا دارون کی طرف جھکے تاکہ اُسکا ترکِ دنیا دنیا کی طرف جھکنے اور دنیا کو تلاش کرنے سے بڑہ نہ جاسے یا اُسکا فتنہ اسکے فتنہ سے زیادہ نہو جاسے - اور جب اِن سے غیب کی چیز پر آنکھون کے سامنے کی چیز سے دلیل لانے کو کہا جاتا تو کہتے تہے کہ جو آنکھون کے سامنے موجود اور دیکھا جاتا اور اپنا مثل رکھتا ہے اُس سے اُسکے صفات پر کیونکر دلیل لائی جاسکتی ہے جو نہ سامنے موجود ہے نہ دیکھا جاسکتا ہے اور جسکا نہ مثل ہے نہ شبیہ - اُنکا قول ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی محبت کے میدان مین آیا اوسپر چارون طرف سے بلائین آفتین اور مصیبتین ٹوٹ پڑین - بہائیون پر واجب ہے کہ جب کبھی اکٹھا ہون تو ایک دوسرے کو حق کی اور صبر کی نصیحتین کرے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر[ع] اور تم جو اپنے نفس کو دوست رکھتے ہو بس یہی اُسکو ہلاک کرتا ہے

(۱۹۹) ابواسحٰق ابراہیم بن داؤد قصار رقی رضی اللہ عنہ



یہ ملک شام کے بہت بڑے بزرگون مین سے اور جنیدؒ اور ابن الجلاءؒ کے ہمنشینون مین سے ستھے مگر انہون نے بہت بڑی عمر پائی تھی اور ملک شام کے اکثر بزرگون کی صحبت

ع تیسوین پارہ کا اٹھائیسوان رکوع - اور ایک دوسرے کو حق کی پیروی کی ہدایت کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کرنے کی ہدایت کرتے رہے (وہ البتہ گھاٹے مین نہین ہین) ۱۲

اُٹھائی۔ کبھی اُنھون نے فقر کو ہاتھہ سے نہ دیا برابر مجرّد اور اہل فقر کے دوست رہے
تین سو چھبیس ۳۲۶ ہجری مین جامۂ ہستی سے ہاتھہ دہو بیٹھے۔ آنکا قول ہے کہ دنیا کی دو ہی چیزین
ہمکو بس کرتی ہین فقیر کی صحبت اور دل کی محبت۔ اور ظاہری آنکھین قوی ہین اور
دل کی آنکھین کمزور ہین۔

(۲۰۰) ممشاد۔ دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بہت بڑے بزرگان قوم [عہ] مین سے تھے۔ ابن الجلا اور اُن سے اوپر کے بزرگو
کی صحبتون مین رہتے تھے۔ علوم قوم مین آسمان کے تارے توڑنے والے بہت
بڑے حال والے اور صاحب فتوت تھے دو سو نناوی ۲۹۹ ہجری مین اعلیٰ علیین کو سدھارے
آنکے اقوال مین سے ہے کہ۔ طریق حق دور و دراز اور ہمراہ اللہ تعالیٰ کے ساتھہ صبر نہایت
دشوار ہے۔ اگر اگلون اور پچھلون سب کی حکمتین تم مین جمع ہون اور تم ولیون اور مقربون کے
احوال کا دعویٰ کرو تو جب تک کہ تمھارا باطن اللہ تعالیٰ سے تسکین نہ پاوے اور جو کچھہ اُسنے
تمسے وعدہ کیا اور تمھاری قسمت مین لکھہ دیا ہے اُسکی نسبت اُسکی ضمانت پر اعتبار نہ کرلو
اُسوقت تک ہرگز عارفون کے درجہ تک تم نہین پہونچ سکتے جسکا مقصود اللہ تعالیٰ
ہوگا اوسپر نہ قدر کا ہاتھہ پہونچے گا اور نہ خطرون کا قبضہ ہوگا۔ یہ کہتے ہین کہ مین جب
کبھی کسی فقیر کے پاس گیا تو تمام نسبتون علمون مین امیر فتون سے خالی ہوکر گیا اور اُن برکتون

عہ تصوف کی تمام کتابون مین لفظ "قوم" سے عموماً جب تک کہ کوئی قرینہ اس کے خلاف نہو گروہ صوفیہ
مراد ہوتا ہے ۱۲

کا منتظر رہا جو اُسکے دیکھنے سے اور اُسکی باتون سے مجھپر نازل ہون اور اُسکی وجہ یہ تھی کہ جو شخص کسی بزرگ کے پاس کچھ لئے ہوئے گیا وہ اپنی پونجی کے سبب سے اُسکے دیکھنے اُسکی ہمنشینی اُسکے ادب اور اُسکے کلام کی برکتون سے الگ رہا - آنکا بیان ہے کہ مجھے اپنی سیاحت کے زمانہ مین ایک بوڑھا آدمی ملا اور چونکہ اُسمین نیکی کی علامتین نظر آئین مینے اُس سے کہا کہ مجھے کوئی بات کام کی بتاؤ اُسنے کہا کہ اپنی ہمت کی نگہداشت کرو کیونکہ ہمت ہی سب باتون کا پیش رو ہے - جسکی ہمت درست ہوئی اور جو اُسمین سچا نکلا اُسکے باقی سب اعمال و احوال درست ہو گئے - یہ کہا کرتے تھے کہ سب سے اچھا اوس شخص کا حال ہے جسنے خلق اللہ کی رویت کو اپنے نفس سے نکال پھینکا ہے اور خلوتون مین اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے باطن کی نگہداشت کی ہے اور سب کامون مین اُسی پر بھروسا کیا ہے - انکا قول ہے کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ و السلام کی روحین کشف و مشاہدہ کی حالت مین ہین اور اولیا کی روحین قُرب و اطلاع کی حالت مین - یہ کہتے ہین کہ بیس برس سے مین اپنے دل کو اللہ تعالےٰ کے ساتھ کھو بیٹھا ہون اور بیس برس سے کسی چیز کے لئے "کن فیکون" (ہو جا - پس وہ ہو جاتی ہے) کہنا اللہ عزوجل کے ادب سے ترک کئے بیٹھا ہون - بعضون نے کہا ہے کہ اسکے معنی یہ ہین کہ پہلے یہ اپنے قلب کیطرف اور پھر اپنے قلب سے اللہ تعالیٰ کیطرف رجوع ہوا کرتے تھے - اور کسی چیز کے لئے کن فیکون کہنا ترک کرنے سے مقصود یہ ہے کہ یہ مستجاب الدعوات تھے جب دعا کرتے تھے تو قبول ہوتی تھی اسکے بعد ترقی کرکے اللہ تعالیٰ کیطرف گئے پس اپنی مراد چھوڑکر اللہ کی مراد کے ساتھ ہو گئے اور دعا کرنا ترک کر دیا - آنکا بیان ہے کہ ہمارے پاس ایک شخص تھا جو اپنی خوراک کو گھٹاتے گھٹاتے ایک گٹھلی پر لے آیا تھا اور اسکے بعد اُسکی غذا صرف

پانی تھی- آن سے کسی نے کہا کہ فقیر جب بھوکا ہو تو کیا کرے- انھون نے کہا کہ نماز پڑھے- اُسنے کہا کہ اگر نماز پر قادر نہو؟ انھون نے کہا کہ سو رہے- اُسنے کہا کہ اگر سو نہ سکے- انھون نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فقیر کو تین حالتون سے باہر نہ جانے دیگا یا قوت بخشے گا- یا غذا پہونچاسے گا یا اُسکو اپنے پاس بُلا لیگا- واللہ اعلم

(۲۰۱) ابو الحسن خیر النسّاج رضی اللہ تعالیٰ عنہ



یہ اصل مین سُرّ من رای کے تھے مگر بغداد مین رہتے تھے- انھون نے ابو حمزہ بغدادی کی صحبت پائی اور سری سقطی سے ملاقات کی تھی- اور نوریؒ کے ہمنشینون مین سے تھے - اور جیسا کہ کہا گیا ہے ایک سو بیس برس کی عمر طویل پائی- اور خواصؒ و شبلی رحمہا اللہ نے انکی مجلس مین توبہ کی تھی اور یہ ایک گروہ کے پیر تھے - انکے اقوال یہ ہین صبر مردون کے اخلاق مین سے ہے اور رضا کرام کے اخلاق مین سے ہے - وہ عمل جسمین بندہ انتہا کو پہونچ سکتا ہے اپنی تقصیر و بے بسی و کمزوری کا دیکھنا ہے - اور ایک دن موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل کے سامنے ایک قصہ بیان کیا اسپر اُس جماعت کے ایک شخص نے زور سے نعرہ مارا - موسیٰ علیہ السلام نے اسکو ڈانٹ دیا- پس اللہ تعالیٰ نے اُنکو وحی بھیجی کہ اے موسیٰ ان لوگون نے ہماری خوشبو ظاہر کی اور ہمارے عشق مین فریاد کی پھر تم میرے بندون کو جھڑکتے کیون ہو ؎

تو برائے وصل کردن آمدی ۔۔۔ نے برائے فصل کردن آمدی

موسیا آداب دانان دیگر ند ۔۔۔ سوختہ جان و روانان دیگرند

(۲۰۲) ابو حمزہ خراسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ

کہتے ہین کہ یہ اصل مین نیشا پور محلہ ملقاباد کے رہنے والے تھے بزرگان بغداد کی صحبتون مین رہے اور جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمنشینون مین سے تھے۔ اور ابو تراب نخشبی وابوسعید خراز کے ساتھ انہون نے سفر کئے تھے۔ یہ بہت بڑے فتوی دینے والے دیندار اور پرہیزگار تھے تین سو نو ۳۰۹ھ ہجری مین راہی ملک بقا ہوے۔ امام احمد حنبل کا معمول تھا کہ جب اُنکے سامنے تصوف کا کوئی مسئلہ پیش ہوتا تو ان سے کہتے کہ صوفی صاحب آپ اسمین کیا کہتے ہین۔ یہ کہتے ہین کہ مین ایک خط دار کمل مین برابر احرام باندھے ہوے رہا ہر سال ایکہزار فرسخ سفر کرتا تھا اور برسون تک جب مین احرام سے باہر آتا تو پھر نیا احرام باندہ لیتا تھا۔

مین کہتا ہون کہ فقیر کیلیے ننگے بدن رہنا اسباب کی طرف اشارہ ہے کہ باطن مین ہستی سے تجرد ہے۔ اور یہ جو اُنکا قول ہے کہ ”جب مین احرام سے باہر آتا تو پھر نیا احرام باندہ لیتا“ اس سے مراد یہ ہے کہ جب کبھی مین خواہش کیطرف مائل ہوتا تو تو یہ کی تجدید کر لیتا تھا واللہ اعلم

(۲۰۳) ابو عبداللہ حسین بن عبداللہ بن ابو بکر جنگی رضی اللہ عنہ

بصرہ کے بڑے بزرگون مین سے تھے۔ تیس برس تک اپنے گھر کے ہو رہے مین

رہے اوس سے باہر نہ نکلے۔ انکا مجاہدہ برابر لگاتار جاری رہتا تھا اور اُسوقت تک اُسمین فرق نہ آیا جب بصرہ والون نے انکو وہان سے نکال دیا۔ یہ بصرہ سے نکلکر سوس[ع۵] آسے اور وہین انھون نے رحلت کی انکی قبر وہان مشہور اور لوگون کی زیارت گاہ ہے اس قوم کے علم واصول کے عالم اور پرہیزگار روزبان آور تھے۔ انکا قول ہے کہ سماع تصریح کے ساتھ جفا ہے اور سماع اشارہ کے ساتھ تکلیف ہے اور نہایت لطیف سماع وہ ہے جو گوش دل سے سننے والون کے سوا اورون پر بھاری ہو۔ تمکو کوئی چیز کسی چیز سے الگ نہین کر سکتی مگر اُسیوقت جب جدا کرنے والی چیز تمہارے نزدیک زیادہ تر کامل واعلیٰ اور پوری ہو کیونکہ اگر اُسکی ہی جیسی یا اوس سے اُتری ہوئی ہوگی تو تمکو الگ نہ کریگی پس جو چیز قلب پر غالب رہتی ہے اُسیکا حکم چلتا ہے اور بس۔ تمام مخلوقات غیب کے بارہ مین لمبے چوڑے دعوے کرنے کے باعث امتحان مین مبتلا ہوئی پس جب شہود کی ہیبت کا اُن پر سایہ پڑا تو گونگی ہوگئی اکھڑ گئی اور لاشئے ہوگئی اور اگر اپنے دعوون مین سچی ہوتی تو مشاہدہ کے وقت باہر آتی جیساکہ تمام لوگون مین سے صرف ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی شفاعت کیلیئے باہر نکل آئے اور کہنے لگے کہ شفاعت کیلیئے مین ہون شفاعت کیلیئے مین ہون اور موقف کی ہیبت سے نہ ڈرے کیونکہ اُنپر سچائی کے قدم کا اثر تھا۔ اور وہی شخص اجنبی غریب الوطن ہے جو وطن مین ہو اور اُسکے ہمجنس کم ہون۔



ع۵ علاقہ اہواز مین چھوٹا سا شہر ہے جس کو سوس بن سام بن نوح نے بسایا تھا۔ یہین دانیال علیہ السلام کی قبر ہے ۱۲ مترجم

(۲۰۴) ابوجعفر احمد بن حمدان بن علی بن سنان رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ بہت بڑے بزرگان نیشاپور مین سے تھے - انہون نے ابوعثمان کی صحبت
پائی اور ابوحفص سے ملاقات کی تھی - یہ پرہیزگارون اور خائفون مین سے تھے -
آخر عمر مین بیس برس تک مکّہ معظمہ سے جدا نہوے یہ مکہ ہی مین تھے کہ تین سو سات
یا آٹھ ہجری مین ابوبشر کی وفات واقع ہوئی جو اپنے وقت مین فقرا حرم مین یکتا تھے
اور خود یہ تین سو گیارہ ۳۱۱ ہجری مین راہی ملک بقا ہوئے - انکے اقوال یہ ہین :- فرمانبردارون
کا اپنی طاعت کی وجہ سے نافرمانون پر بڑائی جتانا انکے گناہون سے بدتر اور اُنکے
لئے گناہون سے زیادہ تر مضر ہے - جیساکہ بندہ کی غفلت کسی ایسے گناہ کی توبہ
سے جسکا اوسنے ارتکاب کیا ہو اسکے ارتکاب سے بدتر ہے - تم گنہگار آدمی سے
ایک گناہ کے باعث جسکا تمکو گمان ہے دشمنی رکھتے ہو اور اپنے آپ سے بہتیرے
گناہون پر بھی جسکا تمکو یقین ہے دشمنی نہین رکھتے - جسکے دل مین اللہ تعالیٰ کی عظمت
نے گھر کیا وہ ہر ایسے شخص کی تعظیم کرے گا جو اللہ تعالےٰ کے ساتھ عبودیت کی
نسبت رکھتا ہے اور جو شخص سب سے الگ ہو کر اللہ تعالیٰ کا ہو رہا ہے اُسکی سچائی کی
علامت یہ ہے کہ دنیا کے مصائب یا اور کوئی چیز اُس کو اللہ کے ساتھ مشغول
رہنے سے نہ روکے -

(۲۰۵) ابو بکر بن حجدر شبلی رضی اللہ عنہ

اور انکی قبر پر "جعفر بن یونس" لکھا ہوا ہے۔ یہ اصل مین خراسان کے تھے مگر بغداد
مین پیدا ہوئے اور وہین انہون نے نشو و نما پایا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا انہون نے
خیر نساج کی مجلس مین توبہ کی۔ اور ابو القاسم جنیدؒ اور اُنکے ہمعصر بزرگون کی
صحبتون مین رہے۔ اور علم و حال و ظرف مین اپنے وقت کے یکتا ہوے۔ انہون
نے امام مالک کے مذہب مین تفقہ حاصل کیا اور بہت حدیثین لکھین۔ ستاسی سال دنیا
مین رہے اور تین سو چونتیس ۳۳۴ھ ہجری مین ہمیشہ کے لئے اسکو خیرباد کہی۔ اور بغداد مین
مقبرۂ خیزران کے اندر دفن ہوئے۔ انکی قبر وہان مشہور ہے اور لوگ اُسکی
زیارت کو جایا کرتے ہین۔ ابتدا مین انکی ریاضتین انتہا درجہ کی تھین۔ انکا بیان ہے
کہ بیداری کی عادت ڈالنے کو اور اسلئے کہ مجھے نیند نہ آجاے فلان فلان رات
کو مینے اپنی آنکھون مین نمک ڈالا تھا اور جب معاملہ اور آگے بڑھا تو مینے سلائی گرم
کرکے اپنی آنکھون مین پھیری۔ قوم صوفیہ کے علم کے بارہ مین کہا کرتے تھے کہ اُس
علم کا کیا پوچھنا ہے جسکے مقابلہ مین علمار کا علم اک تہمت ہے۔ اِن سے کسی نے کہا
کہ ایک دن ابو تراب نخشبی کو جنگل مین بھوک لگی تو انہون نے سارے جنگل کو کھانا
ہی کھانا دیکھا۔ اسپر انہون نے کہا کہ یہ ایک بندہ تھا جسکے ساتھ نرمی برتی گئی ورنہ اگر
تحقیق کے مقام تک پہونچے ہوتے تو ویسے ہوتے جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ مین اپنے رب کے سایہ مین رہتا ہون وہ مجھے کھانا کھلاتا اور پانی

پلاتا ہے۔ آن سے پوچھا گیا کہ آدمی کب مرید ہوتا ہے تو انہون نے کہا کہ جب اُسکے حالات سفر و حضر اور غیبت و حضور مین برابر رہین۔ ایک مرتبہ ان سے کسی نے پوچھا کہ دنیا کیسی چیز ہے۔ انہون نے جواب دیا کہ ایک ہانڈی ہے جسکو جوش دیا جا رہا ہے اور ایک پاخانہ ہے جو بہا جا رہا ہے۔ یہ اپنی مناجات مین کہا کرتے تھے کہ خلق نے تیری نعمتون کے لیئے تجھسے محبت کی اور مینے تیری بلاؤن کیلیئے۔ انکا قول ہے کہ اللہ تعالی نے اُن لوگون کے جو وسیلے واسطے ہین اُنکی ہمتون کی بلندی کے سبب سے رتبے بلند کیئے ہین پس انبیا علیہم الصلواۃ والسلام کو جو کشف ہوا تھا اگر اُسکا ایک ذرہ اولیا پر جاری کیا جاوے تو وہ بیکار اور دور از کار ہو جائین۔ ایک مرتبہ انکو عصر کی نماز مین اسقدر دیر ہو گئی کہ آفتاب ڈوبنے کو آیا۔ اُسوقت انہون نے نماز پڑھی۔ اور مذاق کے طور پر ہنسنے اور کہنے لگے کہ کیا خوب کسی نے کہا ہے **شعر**

عشق مین آج ایسا بھولا ہون نماز
روز و شب مین کچھ نہین ہے امتیاز

یہ کہا کرتے تھے کہ جس صدیق کو معجزہ نہو وہ جھوٹا ہے۔ اسی وجہ سے جب یہ بیمارستان مین داخل ہوئے تو وزیر نے انکے پاس آکر کہا کہ تمہارا وہ قول کیا ہوا کہ "جس صدیق کو معجزہ نہو وہ جھوٹا ہے،، اب تمہارا معجزہ کہان ہے انہون نے کہا کہ میرا معجزہ یہی ہے کہ اللہ تعالی کی اُسکے اوامر و نواہی مین موافقت کرتا ہون۔ ان کا قول ہے کہ نہ مرید کو وقفہ نہ عارف کو علاقہ نہ عاشق کو گلہ نہ صادق کو دعوی نہ خائف کو قرار نہ مخلوق کو اللہ تعالی سے فرار۔ جائز ہے۔ یہ اپنے زمانہ کے لوگون کو کہا کرتے تھے کہ تم قبر مین ہو۔ اور

اسکی وجہ جو پوچھی گئی تو کہا کہ تم مین سے ہر شخص اپنی پوشاکون مین گڑا ہوا ہے۔
اس پر اُس شخص نے کہا کہ تب تو ہمارا شمار مردون مین ہے - انہون نے کہا کہ ہان مارے
پڑے سوتے ہین اور جاہل مردہ ہین - اِن سے کسی نے کہا کہ آپنے اپنی کل پوشاکین
پھاڑکر پھینکدین حالانکہ عید چلی آتی ہے اور لوگ آرایش وزیبایش مین مصروف
ہین اور آپ اس حال مین ہین - انہون نے کہا کہ فقیر کا بناؤ سنگمار اُسکا فقر
اور اُس فقر پر صبر ہے - انکا قول ہے کہ آفتاب ڈوبتے وقت اسی لیئے زرد ہو جاتا
ہے کہ کمال کی جگہہ سے الگ ہوتا ہے اسلیئے خوف مقام سے پیلا پڑ جاتا ہے
اور یہی حال مومن کا ہے کہ جب اُسکے دنیا سے باہر نکلنے کا وقت قریب آتا ہے
تو اُسکا رنگ زرد پڑ جاتا ہے کیونکہ وہ مقام سے ڈرتا ہے اور جب آفتاب نکلتا ہے
تو روشن رہتا اور چمکتا ہے اسی طرح مومن بھی جب اپنی قبر سے نکلے گا تو
اُسکا چہرہ روشن اور چمکتا رہے گا - ایک مرتبہ ان سے ایک شخص نے پوچھا کہ
تم کون ہو انہون نے کہا کہ وہ نقطہ جو حرف بار کے نیچے ہوتا ہے - اسپر اُس شخص
نے کہا کہ تم میرے معشوق ہو جبتک کہ تم اپنا کوئی مقام نہ ٹھیراؤ - یہ کہا کرتے تھے کہ میری
ذلت نے یہودیون کی ذلت کو مات کر دیا - بعض عارفین نے اسکے یہ معنی بیان کیے
ہین کہ ذلیل کی ذلت اُسی مقدار سے ہوا کرتی ہے جس مقدار مین اُس شخص کی عظمت
سے واقفیت ہوتی ہے جسکے اعتبار سے ذلت ہوتی ہے - اور اسمین کوئی شک
نہین ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت سے شبلی رح کو باعتبار یہودیون کے بہت زیادہ واقفیت
تھی اسلیئے ان کی ذلت بھی یہودیون کی ذلت سے بڑھی ہوئی تھی - ایک شخص انکے پاس
آکر کہنے لگا کہ حضرت میرے بال بچے بہت ہو گئے ہین اور میری تدبیرین کچھ کام نہین

کرتین - انہون نے اُس سے کہا کہ اپنے گہر جا کر دیکھو جتنے لوگون کا رزق تمہارے ذمہ ہو اُن سب کو اپنے گہر سے نکال دو اور جتنے لوگون کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہو اُنکو اپنے گہر مین رہنے دو - جب کوئی اونی چادر ٹوپی یا عمامہ انکے دل مین کہب جاتا تہا تو اُسکو لپیٹ سپیٹ آگ مین ڈالدیتے اور جلا دیتے تہے اور کہتے تہے کہ اللہ تعالے کے سوا جس چیز کی طرف نفس مائل ہو اُسکو تلف کر دینا واجب ہے - اسپر ان سے کسی نے کہا کہ آپ اُسکو خیرات کیون نہین کر دیتے انہون نے کہا کہ جب وہ چیز باقی رہے گی تو ممکن ہے کہ اورون کے پاس اُسکو دیکہکر نفس خوش ہو اس لئے اللہ تعالیٰ کیطرف بعجلت متوجہ ہونے کیلئے جلانا ہی مناسب ہے کہ اس سے وہ چیز بہت جلد ضائع ہو جاتی ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کو جب ختنہ کرانے کا حکم ہوا تو انہون نے فوراً بسولے سے کام نکال لیا اور اُن سے کسی نے پوچہا کہ آپ استرے کے آنے تک ٹہیر کیون نہ گئے تو کہا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم مین دیر لگانا بہت سخت ہے - انکا قول تہا کہ مین آرام نہ لونگا مگر اُسی وقت جب روے زمین پر اللہ تعالیٰ کا کوئی ذکر کرنیوالا نہ دیکہونگا - بعضون نے کہا ہے کہ انکا مقصود یہ ہے کہ مین آرام نہ لونگا مگر اُسیوقت جب حضرت شہود مین داخل ہو جاؤنگا کیونکہ وہان ذکر ہی نہین ہے اسلیے کہ ذکر جو دلیل ہے حجاب کے ساتہہ ہوا کرتا ہے اور جب مدلول مشاہدہ مین آگیا تو دلیل گئی گزری ہوئی بلکہ اُسکا خیال و خطرہ بہی دل مین نہ آنا چاہئے - ان سے پوچہا گیا کہ صوفیون کا یہ نام کیون رکہا گیا ہے انہون نے کہا کہ اسوجہ سے کہ انمین وہ بات کچہہ باقی رہگئی ہے اور اگر ایسا نہوتا تو اس نام کو اُن سے کیا تعلق تہا - انکا قول ہے کہ جو شخص توحید کے ایک ذرہ پر بہی مطلع ہوا وہ اُسکے بوجہ کیوجہ سے ایک پر ہی اُٹہانے سے

عاجز ہے۔ جسنے اُسکو اُسی کے ذریعہ سے ڈہونڈہا اُسکی توحید درست ہے، اور جسنے اُسکو اپنے نفس کے ذریعہ سے ڈہونڈہا اُسکی توحید درست نہین ہے۔ حضرت شبلی رحمۃ کے خادم ابوبکر دینوری کہتے ہین کہ مینے اُنکو وفات سے پہلے کہتے ہوئے سنا کہ میری حکومت کے زمانہ کا ایک درہم ظلم کا میرے ذمہ تہا اور ہرچند مینے اُسکے مالک کی طرف سے ہزارون درہم خیرات کردیئے تاہم میرے دل پر سب سے بڑا بار اُسی کا ہے۔ ایک مرتبہ ان سے پوچہا گیا کہ معرفت کیا چیز ہے۔ انہون نے کہا کہ اُسکا اول اللہ ہے اور آخر وہ ہے جسکی کوئی انتہا نہین ہے۔ یہ کہا کرتے تہے کہ عارف نہ اپنے غیر کو دیکہتا نہ اپنے غیر کا کلام زبان پر لاتا اور نہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کو اپنا نگہبان پاتا ہے۔ عاشق جب کلام نہ کرے گا تو ہلاک ہوگا اور عارف جب کلام کرے گا تو ہلاک ہوگا حضرت شبلی کے سوا اورون کا یہ قول تہا کہ عارف جب کلام کرے گا تو غیر کو ہلاک کرے گا اور جب چپ رہے گا تو اپنے آپ کو ہلاک کرے گا اسلیے اپنی نجات مقدم ہے ایک مرتبہ یہ امام کے پیچہے نماز پڑہ رہے تہے اور اُسنے یہ آیت پڑہی ولئن شئنا[عہ] لنذہبن بالذی اوحینا الیک آلایۃ اسپر انہون نے بے ساختہ اس زور سے چیخ ماری کہ معلوم ہوتا تہا ابہی انکی روح پرواز کرجائیگی اور کہا کہ یہ اُسکا خطاب اپنے دوستون سے ہے پہر ہمارے جیسے لوگون کے ساتہ کیسا خطاب ہوگا ۵

آشنا را حال این دو اے بر بیگانہ

عہ پندرہوین پارہ کا دسوان رکوع (سورہ بنی اسرائیل کی چہیاسیوین آیت) اس آیت کے بقیہ الفاظ یہ ہین ثم لا تجد لک بہ علینا وکیلا ۵ اور پوری آیت کا ترجمہ یہ ہے۔ اور اگر ہم چاہین تو جو ہمنے تمہاری طرف وحی کے ذریعہ سے بہیجا ہے اُسکو اُٹہالیجائین پہر تمکو اُسکے لیے ہمارے مقابلے مین کوئی حمایتی بہی نہ ملے ۱۲

لوگون نے انکو بہت کم سونے پر ملامت کی تو انہون نے کہا کہ مینے حق کو اپنے آپ سے
کتنے سُنا کہ جو سو یا وہ غافل ہوا اور جو غافل ہوا وہ محجوب ہوا اور یہی باعث تہا جو مینے اپنی آنکھون
مین نمک کا سرمہ ڈالا تہا تا کہ مین سوؤن نہین - حصریؒ سے اُنکی ابتدا کے زمانہ مین
انہون نے کہا تہا کہ اگر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک تمہارے دل مین اللہ کے سوا
کوئی اور خیال آ سے تو تمپر میرے پاس حاضر ہونا حرام ہے - انکا قول ہے کہ خانہ کعبہ
مین خلیل علیہ السلام کے آثار ہین اور دل مین اللہ عزوجل کے اور خانہ کعبہ کے بہی ستون ہین
اور دل کے بہی - مگر اُسکے ستون چٹانون کے ہین اور دل کے ستون انوار معرفت کی کانون
کے - یہ کہتے تہے کہ بنی عامر کے مجنون سے کسی نے پوچہا کہ کیا تمکو لیلی سے محبت ہے
اُسنے کہا کہ نہین - پوچہنے والے نے کہا کہ یہ کیون - اُسنے کہا کہ اسلیے کہ محبت تو
وصال کا ذریعہ ہے اور اب ذریعہ ہوا ہو گیا اب تو لیلی مین ہون اور مین لیلی ہون - ابن
بشّار لوگون کو منع کیا کرتے تہے کہ شبلیؒ سے نہ ملو اور اُنکی باتین نہ سنو - مگر ایک
دن ابن بشّار شبلیؒ کا امتحان لینے کو آئے اور انہون نے شبلیؒ سے پوچہا کہ پانچ
اونٹون مین کسقدر زکوٰۃ ہے - اسپر شبلیؒ نے سکوت کیا تو ابن بشّار نے اسپر بہت زور
دیا - آخر شبلیؒ نے کہا کہ شرع سے تو ایک بکری واجب ہے اور ہم جیسے لوگون پر کل اونٹ
اسپر ابن بشّار نے پوچہا کہ اس زکوٰۃ مین آپکے کوئی مقتدا بہی ہین - انہون نے
کہا کہ ہان - بشّار نے پوچہا کون - انہون نے کہا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جنہون نے
اپنا مال سارے کا سارا دیدیا تہا اور اسپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا تہا کہ
تمنے اپنے بال بچون کے لئے کیا چہوڑا ہے تو اُنہون نے جواب دیا تہا کہ اللہ اور اُسکے
رسولؐ کو یہ سُنکر ابن بشّار واپس چلے گئے اور اسکے بعد سے پہر کسی کو شبلیؒ کے پاس آنے

سے منع نہ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول قُلْ عٰ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ کے متعلق انہون نے کہا ہے کہ سر کی آنکھون کو اُن چیزون سے نیچی کرو جنکو اللہ تعالےٰ نے حرام فرمایا ہے اور دل کی آنکھون کو غیر خدا سے نیچی کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول عٰ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ۝ کے بارہ مین انہون نے کہا ہے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کا قلب ہے کیونکہ وہ عہد کی خیانت اور مُقدّر پر چاہے جس طرح کا ہونا راضی ہونے سے بچا ہوا تھا۔ ان سے حدیث اذا رایتم اھل البلاء فاسئلوا بکم العافیہ (جب تم بلا اونکو دیکھو تو اپنے پروردگار سے عافیت کی درخواست کرو) کے متعلق پوچھا گیا تو انہون نے کہا کہ بلا والے وہی ہین جو اللہ تعالیٰ سے غافل ہین۔ ایک عید کو انہون نے دو نئے کپڑے زیب تن کئے اور لوگون کو دیکھا کہ کپڑون کی وجہ سے ایک دوسرے کو سلام کرتا ہے اس سبب سے انہون نے اپنے دونون کپڑے تنور مین ڈالدئے۔ اور اسکا باعث جو پوچھا گیا تو انہون نے بیان کیا کہ مینے چاہا کہ جسکو یہ لوگ پوجتے ہین اُسکو جلادون۔ اسکے بعد انہون نے نیلے اور سیاہ کپڑے پہنے۔ اور انکی عادت تھی کہ جب انکے پاس کوئی فقیر آتا تو اوس سے کہتے کہ کہو تمہارے پاس کوئی خبر یا کوئی نشانی بھی ہے بعدہٗ اس مضمون کا شعر پڑھتے ؎

نہ پوچھو حال لیلیٰ کا کوئی بھی یہ نہین کہتا
یقیناً ہے مجھے معلوم منزل اُسکی ہے اُس جا

عٰ اٹھارہوین پارہ کا دسوان رکوع (سورہ نور کی تیسوین آیت) مسلمانون سے کہو کہ اپنی آنکھین نیچی رکھین۔

عٰ اونیسوین پارہ کا نوان رکوع (سورہ شعرا کی نوویں آیت) مگر جو پاک دل لیکر خدا کے حضور مین حاضر ہوگا ۱۲

حافظ علیہ الرحمۃ ؎

کس ندانست ع؎ کہ منزلگہِ معشوق کجا است

این قدر ہست کہ بانگِ جرسے می آید

پہر وہ کہتے کہ تیری ہی عزت وجلال کی قسم ہے کہ دونون جہان مین تیرے سوا کوئی خبر دینے والا نہین ہے - اور یہ کہا کرتے تہے کہ آفتابون کے آفتاب کی نسبت تمہارا کیا گمان ہے وہان جاکر سب ظلمت ہی ظلمت ہین - نقل ہے کہ شبلیؒ کی مجلس مین ایک شخص زور سے چیخا تو اُسکو اُنہون نے دجلہ مین ڈالدیا اور کہنے لگے کہ اگر سچا ہوگا تو اللہ تعالی اُسکو اُسیطرح نجات دیگا جسطرح موسی علیہ السلام کو اُسنے نجات دی تہی اور اگر جہوٹا ہوگا تو اللہ تعالی فرعون کی طرح اسکو بہی غرق کردے گا - اور کہا کرتے تہے کہ جسنے مجاہدون کے ذریعہ سے حق کو تلاش کیا آپنے مطلوب سے دور جا پڑا اور جسنے حق تعالی کو اُسی کے ذریعہ سے ڈہونڈہا وہ اُس تک پہونچا اور اُسکے بعد اس مضمون کے شعر پڑہا کرتے تہے ؎

سُہیل و ثریا کا کیا جوڑ ہے ۔۔۔ دونون ہون اکجا یہ ممکن نہین

وہ ہے زینت افزای خاکِ یمن ۔۔۔ فلک اس سے ہی شام کی سرزمین

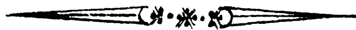
(۲۰۶) ابو محمد عبداللہ بن محمدؒ مرتعش نیشاپوری رحمہ اللہ تعالے

ابو حفص و ابو عثمان و جنید رحمہم اللہ تعالی کے ساتہہ رہے اور بغداد مین اقامت اختیار

ع؎ ترجمہ ؎ کہان ہے منزل معشوق کسکو ہے معلوم ۔ جو ہے تو یہ کہ جرس کی صدائین آتی ہین ۱۲

کی یہانتک کہ بزرگان عراق مین یکتاے زمانہ ہوے - لوگ کہتے تھے کہ تصوف مین بغداد کے عجائب تین بزرگ ہوئے اشارات مین شبلی - مکاشفات مین مرتعش اور حکایات مین جعفر خلدی - یہ شونیزیہ کی مسجد مین رہا کرتے تھے اور تین سو اٹھائیس ۳۲۸ھ ہجری مین بغداد سے اصلی دارالسلام کو سدہارے - انکے کلام یہ ہین :- غیر خدا سے دل کا تسکین پانا ایک عذاب ہے جسمین اللہ تعالی بندہ کو دنیا مین مبتلا فرماتا ہے - چیزون کی حقیقتین چلی گئین اور انکے نام باقی رہ گئے پس نام موجود ہین اور حقائق مفقود ہین اور دلون کے اندر دعوے چھپے ہوے ہین اور زبانین اُنکو بیان کر رہی ہین اور عنقریب یہ زبانین اور یہ دعوے بہی چلے جائینگے پس نہ کوئی زبان گویا پائی جائے گی اور نہ کوئی مدعی صاحب ملے گا - اور مسلمان خلق کا محبوب ہوتا ہے اور مومن خلق سے غنی ہوتا ہے - ایک مرتبہ انہون نے رمضان کے اخیر عشرہ مین اعتکاف کیا اور متعبدون کو تہجد اور قاریون کو قرآن پڑہتے دیکہا تو یہ اعتکاف توڑ کر وہان سے باہر نکل آئے - اور اسکا باعث جو پوچہا گیا تو انہون نے کہا کہ جب مینے اُنکو اپنی طاعت کے تئین بڑی چیز سمجہتے اور اپنی عبادت پر بہروسا کرتے دیکہا تو اس خوف سے کہ کہین انپر بلا نازل نہو مجہے نکل بہاگنے کے سوا کوئی چارہ نہ تہا -

(۲۰۷) ابو علی رودباری - جنکا نام احمد بن محمد تہا - رضی اللہ تعالے عنہ



یہ کسریٰ کی ذریات مین سے اور بغداد کے باشندے تہے - انہون نے مصر مین سکونت اختیار کی تہی اور وہان کے شیخ تہے - اور تین سو بائیس ۳۲۲ھ ہجری مین رہین وفات پائی اور قرانہ مین

ذو النون مصری کے قریب دفن ہوئے - جنیدؒ و نوریؒ و ابو حمزہؒ بغدادی کی صحبتون مین
رہے تھے - اور حدیث کے حافظ خوش طبع اور طریقت کے عارف تھے - اپنے
استادون پر فخر کرتے اور کہتے تھے کہ میرے شیخ تصوف مین جنیدؒ - فقہ مین ابو العباس[ع۵]
بن سُریج - ادب مین ثعلب[ع۵] - اور حدیث مین ابراہیم حربی[م۵] تھے رضی اللہ عنہم اجمعین -
انکا قول ہے کہ اشارت اُس سے جدا ہونے کے سوا کچھہ نہین ہے جو مشار الیہ مین سے
دل مین موجود ہے اور حقیقت مین یہ ہے کہ اشارہ کے ساتھہ علتین ہوتی ہین اور علتین
حقائق سے دور ہین - آن سے کسی نے کہا کہ ایک شخص باجے سنتا اور کہتا ہے کہ یہ
میرے لئے حلال ہین کیونکہ مین ایسے درجہ پر پہونچا ہون کہ اختلاف مجھہ مین اثر نہین کرتا
اسپر انہون نے کہا کہ ہان پہونچا تو ہے مگر جہنم مین - یہ کہتے تھے کہ اگر اہل توحید تجرید کی
زبان سے کلام کرین تو کوئی عاشق باقی نہ رہے جسکو موت نہ آجاے - کیونکہ جو چیزین
اُسکے حضور مین آسکتی ہین وہ توسعہ اپنی ذاتون کے اپنی ذاتون سے اُسمین فنا ہوگئی

ع۵ یہ شافعی مذہب کے عظما اور اسلام کے امامون مین سے تھے - انہین کے ذریعہ سے مذہب شافعی اکثر ملکون مین پھیلا
ساڑھے ستاون سال کی عمر مین ۲۵ - جمادی الاول ۳۰۶ھ ہجری مین بغداد مین فوت ہوے - مترجم مختصراً از ابن خلکان ۱۲

ع۵ ابو العباس کنیت احمد نام اور ثعلب عرف تھا - نحو و لغت مین کوفیون کے امام تھے - ابن الاعرابی و زبیر
بن بکار کے شاگرد - اور اخفش اصغر اور ابو بکر بن الانباری وغیرہ کے استاد تھے - بقول معتبر ۲۰۰ھ ہجری مین پیدا اور
۲۹۱ھ ہجری مین فوت ہوئے - ۱۲ مترجم مختصراً از ابن خلکان -

م۵ مشہور اماموں مین سے حافظ حدیث اور امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ کے سرمایہ ناز شاگرد تھے - غریب الحدیث
اور بہت سے مسانید اور دوسری کتابین بھی انکی تالیف ہین ۱۹۸ھ مین پیدا ہوے اور ۲۸۵ھ مین فوت ہوے - ۱۲
مترجم از فوات الوفیات و تاج العروس

ہین یا کیونکر چیزین اُس سے غائب ہوسکتی ہین وہ تو اُسی کے ذریعہ سے اپنی صفات
کے ساتھ ظاہر ہوئی ہین بس پاک ہے وہ جسکے سامنے نہ کوئی چیز حاضر ہے اور نہ
جس سے کوئی شے غائب ہے۔ جب قلوب کو ذات حق کے مشاہدہ کا شوق ہوتا ہے
تو اُنکو اسمار القار کیے جاتے ہین پس اُنکو سکون ہوجاتا ہے اور وہ انکی طرف مائل ہوجاتے
ہین اور ذات تجلّی کے وقت تک پردہ مین رہتی ہے اور اللہ تعالی کے قول وللّٰہ الاسماء[ع]
الحسنی فادعوہ بہا[۵] کا مطلب یہی ہے کہ حقایق کے ادراک مین ان
اسمار پر ٹھیرو۔ حق تعالی نے نامون کو خلق کے لئے اسواسطے ظاہر کردیا کہ عاشقون کے
دل ان سے تسکین پائین اور عارفون کے دل ان سے انس حاصل کرین۔ مشاہدات
دلون کے لئے ہین۔ مکاشفات باطن کے لئے معاینات بصیرتون کیلیے اور مرئیات
آنکھون کے لیے۔ جسنے اپنے آپ کو ایک مرتبہ بھی دیکھا وہ موجودات مین سے کسی
چیز پر عبرت کی نگاہ ڈالنے سے اندہا ہوگیا۔ جب کسی نے دعوی کیا تو ضرور حقائق
سے خالی کردیا گیا اور اگر وہ کسی چیز مین تحقیق کو پہونچا ہوتا تو حقیقت ہی اُسکی طرف
سے بولتی اور اُسکو دعوے کا محتاج نہ رکھتی۔ اور تصوف معشوق کے دروازہ پر دہنی
دینے کا نام ہے گو ہنکال ہی کیون نہ دیا جاے۔ اور ایک اور مرتبہ جوان سے تصوف
کے بارہ مین پوچھا گیا تو انہون نے کہا کہ تصوف دوری کی کدورت کے بعد قرب کی صفائی
کا نام ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ ہمنے ایسے لوگ دیکھے ہین جو بغیر آپس کے وعدون کے
اکٹھا ہوتے اور بغیر باہمی مشورہ کے متفرق ہوجاتے تھے۔ ان سے جب کوئی فقیر جانے کی

ع ۵ نوین پارہ بارہوان رکوع (سورہ اعراف کی ایکسو اسّیوین آیت) اور اللہ کے نام اچھے ہین تو اُسکے
نام لیکر پکار۔ ۱۲

اجازت چاہتا تو یہ جواب نہ دیتے اور مُنہ پھیر لیتے اور کہتے تھے کہ یہ بھی بندہ سے اللہ تعالیٰ
کے ناراض ہونے کی ایک علامت ہے کہ ذکر کی مجلس جب طول پکڑے تو وہ گھبرانے
لگے کیونکہ اگر وہ اسکو دوست رکھتا تو اُسکی حضوری کے ہزار برس بھی آنکھ جھپکنے کے
برابر نظر آتے۔ انکا قول تھا کہ ایسے کاملون کے سوا جن پر اللہ تعالیٰ کی ہیبت چھاگئی ہو
اورون کو مناسب نہین ہے کہ کم عمرون کی تعلیم و تربیت کرین اور ایک کامل نوعمر لڑکون کو
تعلیم کرتے تھے مگر جبتک اُنکی ڈاڑھیان نہ نکلتی تھین بہت ہی تھوڑے آدمی اُن سے
واقف ہوتے تھے - یہ کہتے تھے کہ ہمارے پاس بغداد مین بیس جوان تھے اور
ہر ایک کے ساتھ ایک ایک نوعمر لڑکا تھا - یہ سب کے سب ایک جگہ مین جمع تھے - اور
انہون نے نوعمرون مین سے ایک کو اپنی ضروریات لانے کو بازار بھیجا اوسنے بہت
دیر لگائی اور ان لوگون کو اُسکی دیر پر غصہ آیا - آخر وہ ہنستا ہوا اور ہاتھ مین ایک خربزہ
اوچھالتا ہوا پہونچا - یارون نے اوس سے پوچھا کہ یہ خربزہ تو کتنے مین لایا - اُسنے
کہا کہ بیس درہم (سوا چھ روپے) مین - یارون نے کہا کہ اسقدر گران ہونے کا سبب؟
اُسنے کہا کہ مینے ایک فقیر کو اسپر ہاتھ رکھتے دیکھا اسلیے مینے خیال کیا کہ اُسکے
ہاتھ رکھنے سے تمکو برکت حاصل ہوگی - اُسکے اس فعل سے سب خوش ہوئے اور
سب نے خربزہ کو آپس مین تقسیم کیا اور اُسکو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ اہل طریق کی تعظیم تیرے
دل مین اور زیادہ کرے - چنانچہ وہ نوعمر بہت بڑے اہل طریق مین سے ہو کر مرا -

ابو علی رودباری فقیرون کو حلوا کھلایا کرتے تھے اور ایک مرتبہ انہون نے کئی بورے
قند منگوایا اور حلوائیون کو بلوا کر اُسکی دیوارین معہ محرابون اور کنگرون کے قندہی کے منقش
ستونون پر بنوائین - اور جب یہ میٹھی مگر ناپائدار عمارت بنکر کھڑی ہو چکی تو صوفیون کو بلوا کر

اُسکو ڈھوایا۔ تڑوایا اور تڑوایا۔ اور خود شکر خدا کرتے رہے۔

(۲۰۸) ابو علی محمد بن عبدالوہاب ثقفی رحمۃ اللہ تعالے

ابو حفص اور حمدون قصار سے ملے اور اکثر علوم شرع کے امام تھے اور اُسکے ہر فن مین دستگاہ تام رکھتے تھے۔ بعد کو انہون نے اپنے اکثر علوم کو بیکار کردیا اور علوم صوفیہ کو اپنا شغلہ بنایا اور اُسمین بہت ہی عمدہ تقریرین کین اور نیشاپور مین انہین سے تصوف کا ظہور ہوا۔ عیوب نفس اور آفات افعال پر تمام بزرگون سے انکی تقریرین عمدہ ہوتی تھین تین سو اٹھائیس ۳۲۸ھ ہجری مین راہی ملک بقا ہوئے۔ انکے اقوال مین سے ہے۔ کمال عبودیت یہی ہے کہ علل اشیا کی معرفت سے بالکلیہ عاجز و قاصر رہے۔ جو شخص بڑے لوگون کی صحبت مین طریق خدمت کے سوا اور طرح پر رہا وہ اُنکے فوائد اور اُنکی نگاہون کی برکات سے محروم رہا اور اوسپر اُسکے انوار کچھ بھی ظاہر نہونگے جسپر نفسانی خواہش غالب ہوگی اُس سے اُسکی عقل پوشیدہ رہیگی۔ غفلت نے لوگون کی معاش و افعال و احوال کی راہون کو وسیع کردیا ہے اور بیداری و پرہیزکاری نے لوگون کے لئے اونکو تنگ کردیا ہے۔ اگر کوئی شخص سارے علوم کا جامع ہوجائے اور بہت سے گروہون کی صحبت مین رہے توبھی مردان راہ کے رتبہ کو نہین پہونچ سکتا مگر کسی پیر یا ادب دینے والے نصیحت کرنیوالے پیشوا کی بتائی ہوئی ریاضت سے اور جسنے ایسے حکم کرنیوالے اور منع کرنیوالے سے جو اُسکے افعال کے عیوب اور اُسکے نفس کی رعونتون سے آگاہ کرتا رہا ہو ادب نہ سیکھا ہو اُسکی پیروی معاملات

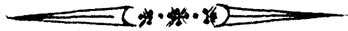
کی درستی مین جائز نہین ہے ۔ اس اُمّت پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جسمین کوئی
مومن اچھی طرح سے زندگی بسر نہ کر سکے گا مگر کسی منافق پر بھروسا کرنے کے بعد - اور یہ
اپنی تقریرون مین کہا کرتے تھے کہ اے وہ شخص جسنے ہر شئے کو لا شئے پر بیچ ڈالا اور
ہر شئے کے بدلے لا شئے کو خریدا -

(۲۰۹) ابو عبداللہ محمد بن منازل نیشاپوری رضی اللہ تعالی عنہ

ملامتیہ گروہ کے شیخ اور نیشاپور مین یکتائے روزگار تھے اور انکا ایک خاص طریق
تھا جسمین یہ منفرد تھے - حمدون قصار کی صحبت مین رہے اور اُنکا طریق سیکھا
ظاہری علوم کے عالم تھے اور انہون نے بہت حدیثین لکھی تھین - ابو علی ثقفی انکی عزت و
عظمت اور بہت قدر کرتے تھے تین سو انتیس ۳۲۹ھ ہجری مین نیشاپور سے راہی جنت ہوئے -
انکے کلمات مین سے ہے - جس فقیر نے کسب اور روٹا دائے جانے کی ذلتین نہ
اُٹھائین اُسمین کچھ بھلائی نہین ہے - جسنے اپنے نفس سے اپنے نفس کا سایہ
اُٹھا لیا لوگ اُسکے سایہ مین رہین گے - آپنی زبان سے اپنا حال بیان کیا کرو اور دوسرون
کے احوال کے ناقل نہ ہو - آپنے علم سے جب خود تمہین منتفع نہوے تو اور کوئی اوس
سے کیونکر نفع پائیگا - جسنے ایسی چیز کو ضروری بتالیا جسکی اُسکو حاجت نہین ہے اُسنے
اپنے احوال مین سے اُس چیز کو ضائع کیا جسکی اُسکو احتیاج ہے اور جو اُسکے لئے لابدی
ہے فقیرون مین سے جسنے کسی ایک فریضہ کو بھی ضایع کیا ضرور وہ سنتون کے ضائع کرنے
مین مبتلا ہوا اور جو فقیر سنتون کے ضایع کرنے مین مبتلا ہوا وہ بدعتون مین مبتلا ہونیکے

قریب پہونچا - کسی کے لئے کسی حال مین تسلیم اور دعویٰ دونون جمع نہین ہو سکتے -
اگر کسی بندہ کی عمر بھر مین ایک سانس بھی بغیر ریا و شرک کے درست ہو جاسے تو اُس کی
برکتین آخر زمانہ تک اوسپر اثر کرین - ہمارے دل مین تو ربوبیت کے اوصاف چھپے ہوئے
ہین پھر عبودیت کا اظہار کسلئے کرتے ہو؟ جس شخص کے علمون مین سے کسی چیز
کی تمکو احتیاج ہو اُسکے عیبون مین سے کسی پر نظر نہ ڈالو کیونکہ اُسکے عیبون کا دیکھنا
تمکو اُسکے علوم کے فائدہ سے محروم رکھے گا - اور تمہارے وقتون مین سے سب سے
زیادہ فضیلت اُسوقت کو ہے جسمین لوگ تمہاری بدگمانی سے بچے رہین -

(۲۱۰) ابو مغیث حسین بن منصور حلاج رحمہ اللہ تعالیٰ



یہ اصل مین بیضا رفارس کے تھے مگر ملک عراق کے شہر واسط مین انہون نے نشو و نما
پایا تھا - جنید بغدادی و عمرو بن عثمان مکی و نوطی وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین کی صحبتین پائی تھین -
بزرگان دین کو انکے معاملہ مین اختلاف ہے - اکثر بزرگون نے انکو تسلیم نہین کیا اور
اسکا انکار کیا ہے کہ تصوف مین انہون نے قدم بھی رکھا تھا - اور بعض نے انکو قبول کیا
اور صوفی مانا ہے - آخر الذکر گروہ مین ابو العباس بن عطا و محمد بن حنیف[ع] اور ابو القاسم

[ع] مترجم کہتا ہے کہ اصل عربی مین دونون جگہہ" محمد بن حنیف" لکھا ہے - لیکن غور کرنے سے معلوم ہوا کہ محمد
بن خفیف صحیح ہے تصحیف کاتب سے خفیف کا حنیف ہو گیا ہے - اسلئے کہ محمد بن حنیف نام کے کوئی بزرگ
نہ رسالہ قشیریہ مین مذکور ہین اور نہ اس کتاب مین - حالانکہ ابو العباس بن عطا اور ابو القاسم نصر آبادی
کے ساتھہ بطریق استناد اُنکا نام لیا جانا خود اس امر کا مقتضی ہے کہ وہ بھی بڑے پایہ کے شخص ہون -

نصر آبادی ہین۔ ان بزرگون نے انکی ستایش کی۔ انکے حال کو درست بتایا۔ انکے کلام کو نقل کیا اور انکو ایک محقق قرار دیا ہے۔ یہانتک کہ محمد بن حنیف کہا کرتے تھے کہ حسین بن منصور ربانی عالم تھے۔ تین سو نو ۳۰۹ھ ہجری کی چوبیسوین ذیقعدہ کو سہ شبہ کے دن بغداد کے باب الطاق مین قتل ہوئے **مین کہتا ہون** کہ جیسے ابن خلکان مین جو کچھ لکھا ہوا دیکھا ہے وہ یہ ہے کہ ”حسین حلاج قتل کئے گئے مگر کوئی ایسی بات جو قتل کا موجب ہو انکی نسبت ثابت نہوئی تھی“ اور امام قشیری نے جہان اہل سنت کے عقائد کے ساتھ انکے عقیدہ کا ذکر آغاز کتاب مین انکی نسبت حسن ظن کا دروازہ کھولدینے کیلئے کیا ہے وہان انہون نے انکے پاک صاف ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے بعدہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴) بہرحال مین اس خفیف غلطی کو نظرانداز کرکے اور اپنے نزدیک اسکو صحیح مانکر کہ دوسرا نام محمد بن خفیف ہی ہے کہتا ہون کہ اس کتاب کے تراجم نمبر (۱۸۵) و (۲۲۴) و (۲۳۹) کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تینون بزرگون مین سے ہر ایک بجاے خود ایسے معاملہ مین جیسا کہ حلاج کا ہے قوی حجت ہے۔ کیونکہ یہ تینون جامع علوم ظاہریہ و باطنیہ اور منصور حلاج کے ہمعصر تھے۔ علاوہ بران ابن خلکان نے منصور حلاج کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ امام ابو حامد احمد غزالی نے اپنی کتاب مشکوٰۃ الانوار مین ایک باب منصور حلاج کی برأت مین لکھا ہے جسمین انہون نے انکے کلمات ”انا الحق“ وغیرہ کی بہت ہی عمدہ توجیہ و تاویل کی ہے۔ اور بتلایا ہے کہ عشق مین ایک درجہ ایسا ہوتا ہے کہ عاشق اپنے آپ کو معدوم اور اپنے ہر رگ و ریشہ مین معشوق ہی کو موجود پاتا ہے یہی مضمون اس فارسی کے مشہور شعر مین ادا کیا گیا ہے ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی ۔۔۔ تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگرے

مجنون کی بھی یہ حالت ہوئی تھی کہ ”انا لیلیٰ“ ”انا لیلیٰ“ کہا کرتا تھا۔ راقم کا مقصود اس خامہ فرسائی سے یہ ہے کہ جو کٹھ ملا اور قلاعوذئے کہ بے تحقیق ایسے لوگون کو جھٹ کا فر کہہ دیتے ہین وہ اپنے دین و ایمان پر

انکی نسبت جو گفتگو ہے اُسکے باعث مردان راہ کے آخر مین انکا ذکر کیا ہے۔ اور
مینے انکے متعلق مقدمہ مین شرح و بسط کے ساتھ لکہا ہے۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔
آپکے اقوال مین سے ہے کہ:۔ لوگون کو نام کے پردہ مین رکہا تو زندہ رہے اور اگر
اُن پر قدرت کے علوم کہول دیتا تو حواس باختہ ہوجاتے اور اگر اُنکے لئے حقیقت
کو کہول دیتا تو مرہی جاتے۔ اللہ تعالیٰ کے نام ادراک کی حیثیت سے نام ہین اور
حق کی حیثیت سے حقیقت ہین۔ جب بندہ چلکر مقام معرفت تک پہونچتا ہے تو اُسکے
خواطر کے ذریعہ سے اُسکو وحی ہوتی اور اُسکے باطن مین پہرہ بیٹھا دیا جاتا ہے کہ تسبیح
کیا کرے اور حق کے سوا کسیکا خیال اُسمین نہ آنے پاوے اور عارف کی علامت یہ ہے
کہ دنیا و آخرت سے فارغ ہو۔ آن سے پوچہا گیا کہ مرید کسکو کہتے ہین تو انہون نے کہا
کہ جو شخص کہ اپنے اول قصد مین اللہ تعالیٰ کی طرف سے نشانہ لگائے پس جبتک کہ
پہونچے نہین عروج نہ کرے۔ یہ سولی پر تہے کہ ان سے کسی نے پوچہا کہ تصوف
کیا چیز ہے۔ اُس سے کہنے لگے کہ یہ وہ چیز ہے جسکی سب سے ہلکی حالت یہ ہے جو
تم دیکہہ رہے ہو۔ انکا قول ہے کہ جسنے اعمال پر نظر کی وہ معمول لہٗ سے حجاب مین
رہا اور جسنے معمول لہٗ پر نظر کی وہ اعمال کے دیکہنے سے حجاب مین رکہا گیا۔ جو شخص
غیر خدا کو دیکہتا یا غیر خدا کو یاد کرتا ہے اُسکو یہ کہنا جائز نہین ہے کہ مینے اُس خدا سے
یگانہ کو دیکہا ہے جس سے آحاد ظہور پذیر ہوئے ہین۔ جسکو توحید کے انوار ست
کر دیتے ہین اُسکو تجرید کے بیان سے روک دیتے ہین اور جسکو تجرید کے انوار ست

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵) رحم کرین اور دوسرون کو کہتے کہتے واقع مین خود ہی نہ ہوجائین۔ احتیاط حسن ظن
کا ادنیٰ درجہ کف لسان ہے ۱۲

کردیتے ہین وہ توحید کے حقائق زبان پرلاتا ہے کیونکہ جوکچہ باتین دل مین چھپی ہوتی
ہین انگوست ہی ظاہر کردیا کرتا ہے۔ جسنے ایمان کی روشنی سے حق کو ڈہونڈہا وہ اس
شخص جیسا ہے جو ستارون کی روشنی سے آفتاب کو تلاش کرتا ہے۔ اُس سے
نہ مین جدا ہوا نہ ملا۔ سچا متوکل اُسوقت تک نہین کہاتا جبتک کہ شہر مین اس کہانے
کا اس سے زیادہ مستحق موجود ہوتا ہے۔ تصوف کے بارہ مین ان سے سوال ہوا تو
انہون نے کہاکہ وہ وحدانی الذات ہوتا ہے جسکو کوئی قبول نہ کرے اور وہ اللہ تعالےٰ
کی نسبت اور اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ کرنیوالا ہوتا ہے۔ اور ایک شخص انکے پاس
آکر کہڑا ہوا اور پوچہنے لگاکہ وہ حق تعالیٰ کون ہے جسکی طرف تم اشارہ کرتے ہو انہون
نے کہا کہ جو سارے خلق کو بیمار ڈالتا اور خود بیمار نہین ہوتا ہے۔ اُن سے کسی نے
پوچہا کہ موسیٰ علیہ السلام کا کلام کے وقت کیا حال تہا۔ انہون نے کہاکہ موسیؑ کے
لئے حق سے ایک ظہور جلوہ گر ہوا پس موسیؑ کا کوئی اثر باقی نہ رہا پہر موسیٰ موسیٰ سے فنا
ہوگئے اور موسیٰ کو موسیؑ کی کچہ خبر نہ رہی بعدہٗ اُسنے کلام کیا پس کلام کرنے والا ہی
وہ تہا جس سے کلام کیا گیا تہا کیونکہ موسیؑ جمع کی حالت مین آگئے تھے اور اپنے آپ
سے فنا ہوگئے تہے ورنہ موسیؑ خطاب کے برداشت کرنے یا اُس سے ایا کرنے
کی طاقت کہان سے لاتے مگر وہ اللہ ہی سے قائم ہوئے اور اُسی کے ذریعہ سے
انہون نے سُنا۔ آنکا قول ہے کہ جب بندہ پر ہمیشہ بلا آتی رہتی ہے تو وہ اُس سے
مالوف ہوجاتا ہے۔ ابو العباس رازی کا بیان ہے کہ میرا بہائی حسین بن منصور کا
خادم تہا وہ کہتا تہا کہ جب وہ رات آئی جسکی صبح کو وہ قتل ہونیوالے تہے مینے اُن سے
عرض کیا کہ اے میرے سردار آپ مجہسے کچہ وصیت کرین۔ انہون نے کہاکہ اپنے

نفس سے کسی دم غافل نہ رہو اگر تم اُسکو مشغول نہ رکھو گے تو وہ تمکو مشغول رکھیگا اور جب صبح ہوئی اور وہ قتل کے لیے باہر لائے گئے تو کہنے لگے کہ گیانہ کا ایک کو اپنے لیے الگ کر لینا بس کرتا ہے۔ بعدہٗ وہ بیڑی پہنے ہوئے اس مضمون کے اشعار پڑھتے اور اٹھلاتے ہوئے جاتے تھے ؎

میرا ہمدم نہین جفا پیشہ	اُس سے مجکو نہین یہ اندیشہ
تھی پلائی جو خود وہ پیتا ہے	میزبانون کا جیسا شیوہ ہے
چل چکے دور تب منگائی تیغ	جان اوس سے مجھے نہین ہے دریغ
گئے ہاتھی سے کہانا ہے شوار	دوست اژدر کا ہے اُسیکا شکار

اسکے بعد انہون نے کہا کہ یَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ؏۔ اسکے بعد وہ کچھ بھی نہ بولے یہانتک کہ جو ہونا تھا وہ اُنکے ساتھ ہوا۔ قضاعی کہتے ہین کہ وہ جعفر بن معتضد کی خلافت مین قتل ہوئے اور پہلے اُنکے دونون ہاتھ اور دونون پانون کاٹ ڈالے گئے بعدہٗ اُنکا سر قلم ہوا اور آگ مین جلایا گیا خدا اُن پر رحم کرے۔ فتاد کہتے ہین کہ ایک دن مین حلاج سے ملا تو انہون نے میرے سامنے پہلے اس مضمون کا شعر پڑہا ؎

ذرا سی جان ہے یا مر مٹے گی	درِ جانان پہ یا جا کر رہے گی

؏ پچیسوین پارہ کا تیسرا رکوع (سورہ شوریٰ کی اٹھارہوین آیت) جنکو قیامت کا یقین نہین وہ تو اُسکے لئے جلدی مچارہے ہین اور جو ایمان والے ہین وہ اُس سے ڈر رہے ہین اور جانتے ہین کہ قیامت کا آنا برحق ہے ۱۲

اور پہر انہوں نے اور چند شعر پڑہے جنکے ترجمے یہ ہین ؎

دوئی مجہ مین اور حق مین باقی نہین	دلیل اسکی گو مجکو آتی نہین
وہ خود مستدل - دال و مدلول ہے	یہی قول معقول و منقول ہے
یہی ہے عقیدہ یہی ہے یقین	یہی میری توحید و ایمان و دین
یہ ہے نور حق کی تجلی عیان	جو ہے جلوہ گر یان بصد زیب و شان
صنائع نہین ذات باری پہ دال	حدوث انمین - اور ہے قدم اسکا حال

ابو العباس بن عطار رحمہ اللہ تعالے کو حلاج نے یہ رقعہ لکہا تہا خدا تمہاری عمر دراز کرے اور تمہاری سناونی مجہے نہ سنا سے جسکی بنا عمدہ ترین حکم قضا و قدر اور شہرت خبر ہے اور نیز تمہاری محبت و مودت کے گوناگون نقش اور رنگا رنگ اتار جنکو نہ کوئی نامہ ٹہیک ٹہیک بیان کر سکتا ہے نہ کوئی خامہ تفصیل کے ساتہ لکہہ سکتا ہے اور نہ کوئی عتاب میٹ سکتا ہے بعدہٗ اُسکے نیچے اس مضمون کو عربی اشعار مین ادا کیا تہا ؎

یہ نامہ مین تمکو تو لکہتا نہین	مخاطب ہے خود روح میری جناب
بہلا روح و عاشق مین بہی بُعد ہے	جو اُسکی طرف سے ہو اسکو خطاب
تمہارا جو خط ہے وہی ہے مرا	ہر اک نامہ خود ہی ہے اپنا جواب

(۲۱۱) ابو الخیر اقطع (دست بُریدہ) تیناتی رحمہ اللہ تعالی



یہ اصل مین مغرب کے تہے اور تینات مین سکونت پذیر ہوئے تہے - انکی ولایت کی

علامتین اور کرامتین اسقدر ہین کہ اُنکا بیان موجب طوالت ہے - عبداللہ ابن الجلار اور دوسرے بزرگون رحمہم اللہ کی صحبتون مین رہے - اور توکل مین اپنے زمانہ کے یکتا تھے - درندے اور حشرات الارض ان سے مانوس تھے اور انکی فراست بڑی تیز تہی - کچھ اوپر تین سو چالیس ہجری مین مصر سے راہی ملک بقا ہوے اور منارہ دیلمیہ واقع قرافہ صغریٰ کے پہلو مین دفن ہوے - آنکا بیان ہے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار مبارک پر پہونچا اور اُسوقت مین بھوکا تہا مین کہا کہ یارسول اللہ مین آپکا مہمان ہون اور وہان سے کنارہ ہو کر منبر کے نیچے سو رہا خواب مین مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور دونون آنکھون کے مابین مینے بوسہ دیا آنحضرت صلعم نے مجھے ایک روٹی مرحمت فرمائی اور اُسمین سے نصف مینے کہائی اور خواب سے جب مین بیدار ہوا تو باقی نصف روٹی میرے ہاتھ مین تہی - آنہون نے جعفر خلدی کو لکھ بہیجا تہا کہ اس زمانہ مین فقیرون نے تمکو جاہل قرار دیا ہے اور اسکے باعث خود تم ہو کیونکہ کمال سے پہلے تم شیخ بن بیٹھے اور اورون کی ادب اموزی مین اپنے نفس کی تادیب سے غافل ہوگئے - آنکا قول ہے کہ اللہ کا ذکر کرنے والے کے لئے اُسکے ذکر کا کوئی معاوضہ سامنے نہین آتا اور جب کوئی معاوضہ سامنے آیا تو وہ اپنے ذکر سے خارج ہوگیا - انکے پاس بغدادیون کی ایک جماعت بڑبڑاتی ہوئی پہونچی اور یہ انکی باتون سے گہبرائے اسلئے اُنکے پاس سے باہر نکل آئے - اُسیوقت ایک درندہ پہونچا اور گہر کے اندر چلا گیا - اُسکو دیکھکر ایک دوسرے سے چمٹ گیا اور سب چُپ ہوگئے - اُنکی حالتین بدل گئین رنگ دگرگون ہوگیا اور سب بہت ہی خوف زدہ ہوگئے اُسوقت ابوالخیر نے اُنکے پاس آکر کہا کہ وہ دعوے کیا ہوئے اور پہر درندے کو اُنکے پاس

سے ہنکال دیا۔ ابراہیم رقی کہتے ہین کہ مین ابوالخیر تیناتی کو سلام کرنے کے ارادہ
سے اُنکے پاس گیا ہوا تہا کہ مغرب کا وقت ہوگیا اور انہون نے مغرب کی نماز پڑہی مگر
سورۂ فاتحہ درست نہ پڑہی اسپر مینے اپنے دل مین کہا کہ مین بیفائدہ سفر کرکے آیا بہرحال
نماز سے فارغ ہوکر مین طہارت کیلیے باہر نکلا تو مجہپر شیر جہپٹا مین لوٹ آیا اور اُن سے
کہنے لگا کہ مجہپر شیر جہپٹا اسکو سنکر وہ باہر نکل آئے اور انہون نے اسکو ڈانٹ بتائی اور
کہا کہ کیا مینے تجہسے نہین کہا ہے کہ میرے مہمانون کے سامنے نہ آیا کر یہ سنکر وہ شیر
کنارہ ہوگیا اور مینے باہر جاکر طہارت کی اور جب مین واپس آیا تو اُنہون نے مجہسے
کہا کہ تم ظاہری باتون کے درست کرنے مین پہنسے اسلیے شیر سے ڈرے اور ہم باطنی
امور کی درستی مین مشغول ہوئے تو شیر ہمسے ڈرے۔ یہ کہا کرتے تہے کہ دیکہو خبردار
اللہ تعالی سے یہ درخواست نہ کرنا کہ ہمکو صبر عطا فرمائے بلکہ اللہ تعالی سے یہ درخواست
کرنا کہ تمہارے ساتہ نرمی کرے اسلیے کہ یہی بہتر ہے اور ہمارے جیسے لوگون پر صبر کی
تلخیان برداشت کرنی بہت دشوار ہے۔ زکریا علیہ الصلوٰۃ السلام جب یہودیون سے
بہاگ نکلے اور ایک درخت نے اُنکو آواز دی کہ میری طرف چلے آؤ اور وہ درخت
اُنکے لئے پہٹ گیا اور وہ اُسکے پیٹ مین گہس گئے اور وہ درخت سوا اُنکے پہر
برابر ہوگیا تو اُنکے ایک دشمن نے آکر اُنکی عبا پکڑ لی اور دوسرون کو آواز دی کہ زکریا
یہ رہے۔ چنانچہ اُن لوگون نے آرہ نکالا اور اُس درخت کو چیرنا شروع کیا اور جب آرہ
زکریا علیہ السلام پر پہونچا تو اُنہون نے زور سے آہ کی اُسوقت اللہ تعالی نے زکریا علیہ
السلام کو وحی بہیجی کہ ہمکو اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ اگر تمسے دوسری آہ نکلی تو مین
نبوت کے دفتر سے تمہارا نام مٹادونگا آخر زکریا علیہ السلام نے جی دباکر صبر کیا اور

دو ٹکڑے کردئے گئے مگر اُف نہ کی۔ انکے اقطع یعنی دست بریدہ ہونے کا سبب
یہ ہوا کہ انہون نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد کیا تھا کہ مین کسی چیز کی طرف جسکو زمین اُگاتی
ہے خواہش سے ہاتھ نہ بڑہاؤنگا مگر اُنہون نے بھول کر بُن کے پودے سے ایک
خوشہ توڑا اور اُسکو چباہی رہے تھے کہ وہ عہد یاد آیا تو (فوراً) انہون نے فوراً خوشہ کو
پھینکدیا اور جو مُنہ مین رہ گیا تھا اُسکو تھوک دیا اور شرماکر بیٹھہ گئے یہ کہتے ہین کہ مین اچھی
طرح سے بیٹھا بھی نہ تھا کہ سوارون اور پیدلون نے مجھے گھیر لیا اور مجھسے چلنے کو
کہا چنانچہ وہ مجھے لئے ہوئے اسکندریہ کے سمندر کے کنارہ پر پہونچے وہان پہونچکر
مینے دیکھا کہ ایک حاکم ہے اور اُسکے سامنے کچھ حبشی ہین جنہون نے رہزنی کی تھی اور
سپاہی مجھے سیاہ فام دیکھکر اور نیز اس وجہ سے کہ میرے پاس ڈھال۔ تلوار اور
حربہ وہتھیار تھے یہ سمجھے کہ بلاشبہ مین بھی انہین مین سے ہون۔ خلاصہ یہ کہ حبشیون
کے ہاتھہ اور پانون کاٹے گئے اور جب میری نوبت آئی تو مجھسے بھی کہا گیا کہ اپنا ہاتھہ
بڑہا چنانچہ مینے بڑہا دیا اور وہ کاٹ ڈالا گیا پھر کہا گیا کہ اپنا پانون بڑہا مینے اپنا پانون بھی
پھیلا دیا اور کہا کہ اے میرے معبود وسردار وآقا میرا ہاتھ تو گنہگار تھا مگر میرے
پانون نے کیا کیا ہے۔ یہ کہنا ہی تھا کہ ایک سوار پہونچا اور حاکم کے پانون پر گر پڑا اور
کہنے لگا کہ یہ ایک نیکوکار شخص ابوالخیر تیناتی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ سُنکر حاکم نے
اپنے آپ کو زمین پر ڈالدیا اور میرے کٹے ہوئے ہاتھ کو زمین سے اُٹھا کر بوسہ دیا
اور وہ مجھسے لپٹ گیا اور عذرخواہی کرنے لگا مینے اُس سے کہا کہ مینے پہلے ہی سے
تجھے معاف کردیا ہے ہاتھہ نے گناہ کیا تھا اسلئے وہ کاٹا گیا ؎

ہرکس از دستِ غیر نالہ کند　　　سعدی از دستِ خویشتن فریاد

(۲۱۲) ابو بکر بن محمد بن علی بن جعفر کتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکی اصل بغداد سے ہے - جنید و نوری و ابو سعید خراز کی صحبتین پائین - انہون نے مکہ معظمہ مین اقامت اختیار کی و رتین سو بائیس ۳۲۲ھ ہجری تک جسمین انہون نے وفات پائی وہین رہے - یہ علم طریقت کے اُن امامون مین سے ایک تھے جنکی طرف اُنگلیان اُٹھتی تھین - مرتعش رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ کتانی حرم کے چراغ ہین - انکے اقوال مین سے ہے کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگو تو فوراً عمل شروع کردو - اپنے جسم سے دنیا مین رہو اور اپنے قلب سے آخرت مین رہو - غفلت سے بیدار ہونے کے وقت کی پریشانی اور حظِ نفس سے روگردانی اور قطعیت کے خوف کی کپکپی ثقلین کی عبادت سے افضل ہے - ایک مرتبہ انہون نے ایک بوڑھے آدمی کو سوال کرتے ہوئے دیکھکر کہا کہ اِس شخص نے اپنے چھٹپن مین اللہ تعالیٰ کے کام کو ضایع کیا اسلیے جب یہ بوڑھا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اسکو ضائع کیا - اور انکا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف احتیاج کا مرتبہ درست ہو اعنایت بھی درست ہوئی کیونکہ یہ دونون ایسے حال ہین کہ ایک دوسرے کے بغیر درست نہین ہوتا - شہرت شیطان کی باگ ہے اور جسنے شیطان کی باگ پکڑی وہ اُسی کے پاس رہا - اِن سے پوچھا گیا کہ وہ سُنّتین کونسی ہین جنمین کسی اہل علم کو اختلاف نہین ہے - انہون نے کہا کہ دنیا مین زہد نفس کی سخاوت اور خلق کی نصیحت - اور اِن سے پوچھا گیا کہ دنیا کی نسبت زہد کیا ہے تو انہون نے جواب دیا کہ چیز کے چلے جانے سے دل کا خوش ہونا اور تمام خلائق کی اذیتون کو برابر

برداشت کرتے رہنا اور جو مصیبت اُسکو لوگون سے پہونچے اُسکی نسبت یہ کہنا کہ مین تو اس سے زیادہ کا سزاوار ہون اور یہ سمجھنا کہ مین آگ کا سزاوار تھا اور خاکستر پر صلح ہو گئی - اور ان سے کسی نے پوچھا کہ عارف کسکو کہتے ہین - انہون نے کہا کہ جو شخص پہلے کامون مین اللہ تعالیٰ کے حکمون کی موافقت کرے اور اپنے احوال مین سے کسی مین اُسکی مخالفت نہ کرے اور اُس سے بہ تکلف اُسکے اولیا جیسی محبت کرے اور پلک جھپکنے بہر بہی اُسکے ذکر سے باز نہ رہے - اور انکا قول ہے کہ صوفیہ ظاہر کے غلام باطن کے آزاد ہین - جب کسی سر کیلیے حق کے حقائق کی تجلی ہوئی تو اُسنے اُس سر سے گمانون اور آرزون کو دور کردیا کیونکہ جب کسی سر پر حق چہا گیا تو اُسنے اُسکو مغلوب کرلیا اسلیے اُسکے غیر کا اُسمین کوئی اثر باقی نہ رہے گا - اللہ تعالیٰ کے متعلق علم اُسکی کامل ترین پرستش ہے - اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون کے ایک گروہ کی طرف دیکھا تو اُسکو اپنی معرفت کا اہل نہ پایا اسلیے اُسکو اپنی خدمت مین لگا دیا - اور ہم فقیرون کا گروہ اپنے ابتدا ر امر مین عشار کے وضو سے صبح تک نماز پڑہا کرتا تھا مگر پہر جو ہمنے دیکھا تو جو شخص ہم مین سے سویا کرتا تھا اُسکو ہمنے اپنے آپ سے افضل پایا انکی عادت تہی کہ جب انکو کسی فقیر کی نسبت خبر پہونچتی تہی کہ وہ دنیا کی طلب مین ایک قدم بہی چلا ہے تو اُسکو چہوڑ بیٹھنے اور کہتے تھے کہ یہ طریقت سے باہر نکل جانا ہے فقیر کی تو شان یہ ہے کہ دنیا ہی اُسکے پیچہے پیچہے چلے - آن کا بیان ہے کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ میرے لیے دعا فرمائین کہ میرا دل مردہ نہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر روز چالیس مرتبہ یَا حَيُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ (اے ہمیشہ

زندہ رہنے والے اے ہمیشہ قایم رہنے والے تیرے سوا کوئی معبود نہین ہے) پڑھا کرو - یہ کہتے ہین
کہ مینے خواب مین ایک حور دیکھی اور اُس سے مینے پوچھا کہ تو کون ہے - اُسنے کہا
کہ جنت کی حورون مین سے ہون - مینے اُس سے کہا کہ تو مجھسے بیاہ کرلے - اُسنے
کہا کہ میرے مالک سے پیغام کرو - مینے پوچھا کہ تیرا مہر کیا ہے - اُسنے کہا کہ نفس کو
اُسکی مالوفات سے روکنا - آنکا قول ہے کہ تین سو نقیب ہوا کرتے ہین ستر نجیب
چالیس ابدال - سات اخیار - چار عُمد (ستون) - اور ایک غوث - اور نقیبون کا مسکن
مغرب - نجیبون کا مصر اور ابدال کا ملک شام ہے اور اخیار روے زمین مین سیاحت
کیا کرتے ہین اور عُمد زمین کے گوشون مین رہتے ہین اور غوث کا مسکن مکہ معظمہ ہے -
پس جب عامۂ خلائق کے معاملہ مین کوئی حاجت پیش آتی ہے تو اُسکے لیے نقیب
گڑگڑاتے ہین پھر نجیب پھر ابدال پھر اخیار پھر عُمد پھر غوث - مگر غوث کا سوال ختم بھی
ہونے نہین پاتا کہ اُسکی دعا قبول ہوجاتی ہے - آنکا مقولہ ہے کہ مخلوقات سے مانوس
ہونا عقوبت ہے اور دنیا اور اہل دنیا سے نزدیک ہونا معصیت ہے اور اُنکی طرف مائل
ہونا عذلت ہے - آنکا قول ہے کہ عبادت کے بہتر باب ہین جنمین سے اکہتر اللہ تعالیٰ
سے حیا کرنے مین ہے اور ایک سب قسم کی بھلائیون مین - اور یہ کہا کرتے تھے کہ
جو بندہ صبح کو اپنے دل مین دو فکرین یعنی فکر گناہ و فکر مال لیکر اٹھا اوس سے مجھکو کوئی
واسطہ نہین ہے -

(۲۱۳) ابو یعقوب اسحق بن محمد نہر جوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جنید - عمرو بن عثمان مکی - ابو یعقوب سوسی وغیرہم بزرگون کی صحبتون مین - اور بہت

برسون تک حرم محترم کے مجاور رہے - اور تین سو تیس ۳۳۰ھ ہجری مین خلد برین سدہارے
لوگون کا جو یہ قول ہے کہ "سوء ظن کے ذریعہ سے لوگون سے بچو" اسکے متعلق
ان کا قول ہے کہ خود اپنے بارہ مین سوء ظن ہونا چاہئے نہ اورون کے بارہ مین - ان کا
مقولہ ہے کہ جسکی سیری کہانے سے ہے وہ ہمیشہ بہوکا ہے اور جسکی امیری مال سے
ہے وہ ہمیشہ فقیر ہے اور جسکا باطن خلق کے عطیہ کی طرف مائل ہے وہ ہمیشہ محروم ہے
اور جو کسی امر مین غیر اللہ سے مدد چاہتا ہے وہ ہمیشہ رسوا ہوتا ہے - اور یہ کہتے ہین
کہ اللہ والون نے حقائق کو ڈھونڈھا تو خلائق کے سردار ہوگئے اور اسی لئے لوگون
نے کہا ہے کہ حق ڈھونڈھا نہین جاتا کیونکہ جو گم ہوگیا ہو وہ ڈھونڈھا جاے اور نہ اُسکا
ادراک ڈھونڈھا جاتا ہے کیونکہ اُسکی کوئی انتہا نہین ہے اور جو موجود کا وجود چاہے وہ
دہوکے مین ہے اور جو کچہ ہمارے پاس موجود ہے وہ حال کی معرفت اور علم کا کشف
بلاحال کے ہے - اللہ تعالیٰ کے قول عـہ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ
وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ کے متعلق یہ کہتے ہین کہ اگر اُنکی (یوسف
علیہ السلام کی) قیمت دونون جہان ہی قرار پاتی تو اُنکے مشاہدہ اور اُنکی خصوصیت کے
اعتبار سے ناچیز ہی سمجھی جاتی - انکا قول ہے کہ دلون کے مشاہدہ کو تعریف (پہچاننا) کہتے ہین اور
روحون کے مشاہدہ کو تحقیق (پانا) - جو شخص سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا عارف ہے اُسکو اُسکے
اُسکے بارہ مین سب سے زیادہ تحیر ہے - ایک مرتبہ ان سے اہل تصوف کو پوچھا گیا
تو اُنہون نے کہا کہ آہ آہ یہ ایک امت تھی جو جاچکی - بعدہ انہون نے سوال کرنیوالے

عـہ بارہوین پارہ کا بارہوان رکوع (سورہ یوسف کی بیسوین آیت) اور قافلے والون نے کم دامون
یعنی چند درہم کے عوض مین اسکو خرید لیا ۱۲

سے کہا کہ بھائی جان تصوف دلون کے نعرے ہین جو حضور کی امانتون کے باعث نکلتے ہین اور یہ وہ امانتین ہین کہ جس وقت دل ذرون کی صورت مین تھے اُن کو حق نے مخاطب کیا تھا جسکی خبر اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى کے ذریعہ سے دیگئی ہے اور انکا قول ہے کہ جو آنکھون نے دیکھا ہے اُسکی نسبت علم کی طرف ہوتی ہے - اور جو دلون نے دیکھا ہے اُسکی نسبت یقین کیطرف کیجاتی ہی - ان سے کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کیطرف جانیکی کونسی راہ ہے انہون نے سائل سے کہا کہ جاہلون سے بچو عالمون کی صحبت مین رہو - علم کو کام مین لاؤ - اور ہمیشہ ذکر کیا کرو تب تم اہل طریق مین سے ہو جاؤ گے

(۲۱۴) علی بن محمد مُزیّن رحمہ اللہ تعالیٰ

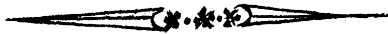
سہل بن عبد اللہ اور جُنید بن محمدؒ اور انکے طبقہ کے بزرگان بغداد کی صحبتین اُٹھائین - اور مکہ کی اقامت و مجاورت اختیار کی اور وہین تین سو اٹھائیس ۳۲۸ھ ہجری مین وفات پائی بہت بڑے متورع اور عمدہ حال کے بزرگ تھے - اُنکا قول ہے کہ جب آخرت ظاہر ہوئی تو اُس سے دنیا فنا ہوئی اور جب اللہ تعالیٰ کا ذکر ظاہر ہوا تو اُسمین دنیا اور آخرت فنا ہوئی اور جب اذکار مضبوط و استوار ہوے تو بندہ اور اُسکا ذکر کرنا فنا ہو گئے اور مذکور اور اُسکے صفات باقی رہ گئے - ان سے کسی نے توحید کو پوچھا تو انہون نے کہا کہ توحید یہی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو بذریعہ معرفت کے ایک جانو اور اُسکو بذریعہ عبادت کے ایک جانو اور ہر چیز مین جو تمکو مفید یا مضر ہو اُسکی طرف رجوع کرنے کے ذریعہ سے اُسکو ایک جانو اور یہ سمجھو کہ جو کچھ تمہارے دل مین گزرتا ہے یا جسکی طرف تمہارا اشارہ کرنا ممکن ہو

اللہ تعالیٰ اُسکے خلاف ہے اور یقین مانو کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اوصاف اُسکی مخلوق
کے اوصاف کے مبائن ہین اُسکے اوصاف قدیم ہونے کے سبب سے مبائن ہین جسطرح
کہ مخلوقات کے اوصاف حادث ہونے کی وجہ سے مبائن ہین - انکا قول ہے کہ اللہ
تعالیٰ کی طرف اُسیقدر راہین تہین جسقدر ستارے ہین مگر اُن مین سے صرف ایک
ہی راہ رہگئی ہے اور وہ فقر کی راہ اور سب راہون سے سیدہی ہے جسنے اپنے
آپ سے راہ ڈہونڈہی وہ پہلے ہی قدم مین ہبٹکا اور جس سے ہبلائی چاہی جاتی ہے
اُسکو چشم زدن مین راہ دکہلائی جاتی ہے یہانتک کہ مقصد کو پہونچ جاتا ہے -
جو اپنے عمل پر نازان ہو وہ صاحب استدراج ہے اور جو اپنے برُے احوال کو
عمدہ سمجہتا ہو وہ مبتلائے مکر ہے اور جو اپنے آپ کو پہونچا ہوا گمان کرتا ہو وہ غرور مین
پہنسا ہوا ہے اور سب سے عمدہ حال والے وہ بندے ہین جو اپنے احوال مین مجہول
ہون ایک کے سوا کو مشاہدہ نہ کرتے ہون اور نہ اُسکے سوا کسی سے مانوس ہون
اور صرف اُسی کے مشتاق ہون جسنے اپنے پروردگار سبحانہ و تعالیٰ کے مشاہدہ
سے مُنہ پہیرا اُسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی طاعت و خدمت مین پہنسایا اور جسکے لئے احتراق
کا ستارہ نکلا اُسکو اُسنے افتراق کے وسوسون سے غائب کردیا - یہ کہا کرتے
تہے کہ اگر تم کسی شخص کو پاک و صاف کرکے صدیق بنادو تو اگر پلک جہپکنے بہر بہی اُسکے
دل مین دنیا رہجائے تو اللہ تعالیٰ اُسکو کسی شمار مین نہین لینے کا یہانتک کہ اگر دنیا
کی جگہہ دل مین صرف اسلئے بہی ہے کہ اُسکو اپنے بہائیون پر خرچ کریگا تو بہی وہ
فلاح نہ پائے گا اور جسنے دنیا مین سے قوت سے زیادہ رکہہ چہوڑا اُسنے دنیا کو
اپنے دل مین جگہہ دی - اور اگلے زمانہ کے نیکوکار دنیا کو دل مین جگہہ نہ دینے کے

باعث بازی لے گئے اور اسکو انہون نے اللہ والون کی رہبانیت اور حواریون کی حالت قرار دیا تھا - اسپر ان سے ایک شخص نے کہا کہ اگر کوئی آدمی دنیا کو اسلئے دل مین جگہ دے اُسکو اپنی ذات مین اور اپنی عیال وغیرہ مین خرچ کرے تو اسمین کیا ہے ؟ اُسکے جواب مین انہون نے کہا کہ ہمین ان لغزشون سے معاف رکھو - جو شخص کہ اس سے خدا کو چاہے اُسکو اسبارہ مین اللہ سے سچا ہونا اور دنیا کے سارے دروازون کو یکبارگی بند کر دینا چاہئیے ورنہ اُسکو ظاہری علم کیطرف رجوع کرنا اور اُسکی رعایت کرنا چاہئیے بس اُسکے ذریعہ سے لے اور لوگون کو دے اور عام وخاص کا فرق کرے - واللہ اہل طریقت مین سے جو ہلاک ہوا وہ اسی سے ہلاک ہوا کہ اُسکے نفس مین غنا کی حلاوت باقی تھی اور ظاہری آمدنیون کو اُسنے قبول کیا اور ظاہری حالت پر وہ ٹھیرا رہا قسم ہے اُسی معبود کی جسکے سوا کوئی معبود نہین کہ مین ایسے لوگون کو جانتا ہون جنکے پاس دنیاوی مال واسباب آتا ہے اور اُسکو وہ خاصکر اپنی ذات مین خرچ نہین کرتے بلکہ اللہ تعالے کے حقوق مین تقسیم کر دیتے ہین اسپر بہی باوجود بری الذمہ ہونے کے یہ امر اُنکے لئے حجاب اور اللہ تعالی سے قطع کر دینے والا ہے - اُنکا قول ہے کہ اگر تم مین سے کسی کے پاس ایسی جگہہ سے کہانا آئے جسکا اُسکو گمان بہی نہو تو اُسکو کہا لینا چاہئیے کیونکہ ایک مرتبہ میرے سامنے کہانا پیش ہوا اور مینے اُسکو نہ کہایا تو چودہ روز تک مجہپر بہوک کی مار پڑی یہانتک کہ جب مین سمجہا کہ میری سزا ہوئی ہے اور مینے اللہ تعالی سے توبہ کی تو مجہہ سے بہوک کی تکلیف دور ہوئی ورنہ مین ہلاک ہی ہوگیا تہا - اور یہ کہا کرتے تہے کہ بندہ کی خودپسندی اللہ تعالی کی ناراضی سے ہوتی ہے اور یہ ابدی ناخوشی تک پہونچاتی ہے - خدا

اس سے محفوظ رکھے۔

(۲۱۵) ابو علی حسین بن احمد کاتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ



مصریون کے بڑے پیران طریقت مین سے تھے۔ ابو بکر مصری و ابو علی رودباری وغیرہ کی صحبتون مین رہے تھے اور اپنے وقت کے یکتا تھے یہانتک کہ ابو عثمان مغربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسکے حق مین کہا تھا کہ ابو علی بن کاتب سالکون مین سے ہین اور مغربی رحمہ اللہ تعالیٰ انکی تعظیم اور انکی شان کی عظمت کرتے تھے کچہ اوپر تین سو چالیس ہجری مین ملک بقا کو سدہارے۔ آنکا قول ہے کہ معتزلہ نے عقل سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ کی اسلیئے خطا کی اور صوفیہ نے علم سے اللہ عزوجل کی تنزیہ کی اس لئے یہ ٹھیک نشانہ پر پہونچے جسنے حکمت کی بات سنی اور اُسپر عمل نہ کیا وہ منافق ہے۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ہے کہ جسنے ہمپر صبر کیا وہ ہم تک پہونچا۔ بدکارون کی صحبت بیماری ہے اور اُسکی دوا اُنکی مفارقت ہے۔ عاشقون سے نسیم محبت کی خوشبوئین پہوٹتی ہین گو وہ اُسے چہپائین اور محبت اُن سے ظاہر ہوتی ہے گو وہ اُسے پوشیدہ رکہین اور اُنکو پہچنوانی ہے گو وہ اسپر پردہ ڈالین۔ سب چیزون کی پیشرو ہمت ہے اسلیئے جسنے ہمت کو درست کیا اُسکے پاس اُسکے توابع بہی سیدہے اور درست ہوکر آئینگے کیونکہ فرعین احوال کی تابع ہوا کرتی ہین اور جسنے اپنی ہمت کو مہمل رہنے دیا اُسکے پاس اُسکے توابع بہی مہمل ہوکر آئینگے اور مہمل احوال و افعال حق تعالیٰ کی لباط کے شایان نہین ہین۔ اور انکا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کو اپنی ذکر کی حلاوت عطا فرماتا ہے پس اگر

بندہ اُس سے خوش ہوا اور اُسکا شکر بجالایا تو اُس کو اپنے قرب سے مانوس فرماتا ہے اور اگر اُس نے شکر مین کوتاہی کی تو اُسکی زبان پر ذکر کو چھوڑ دیتا اور اُس کی حلاوت چھین لیتا ہے

(۲۱۶) ابو الحسین بن حیان جمال رحمہ اللہ تعالیٰ

مصر کے بڑے بزرگون مین سے تھے۔ خراز و بیرسمی کی صحبتون سے فیضیاب ہوئے تھے۔ بیابان مین انکو سفر آخرت پیش ایا۔ جسکا سبب یہ ہوا کہ انکے قلب پر کوئی کیفیت طاری ہوئی۔ اسی مین یہ اپنے منہ کی سیدہ مین نکل کھڑے ہوئے لوگون نے بیچ میدان مین جہان ریگستان تھا انکو پڑا ہوا پایا۔ انہون نے آنکھین کھولین اور کہا کہ تم چلے جاؤ یہ عاشقون کا بہارستان ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ لوگ میدانون مین پیاسے ہوتے ہین۔ اور مین نیل کے کنارہ پر پیاسا ہون۔ انکا قول ہے کہ صوفی کے قلب مین رزق کی فکر جاگزین ہو اُسکے لئے برابر عمل کرنا اللہ تعالیٰ سے زیادہ تر قربت کا باعث ہے اور عمل سے کسب و پیشہ و دستکاری وغیرہ مراد ہے اور یہ کہا کرتے تھے کہ دل کے اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہونے اور اُس سے تسکین پانے کی علامت یہ ہے کہ حب دُنیا اُس سے چلی جاوے اور اُسکی طرف پشت کرے اور جو روٹی کہ اُسکو بلا رنج و مشقت ملا کرتی تھی وہ نہ ملے تو وہ قوی ہو جاوے زناورت کے اخلاق سے اسی طرح بچتے رہو جسطرح حرام سے بچتے ہو۔ زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا درجات پیدا کرتا ہے اور قلب سے اُسکا ذکر کرنا قربات پیدا کرتا ہے۔

کثرت سے تنہائی صدیقون کا حیلہ ہے اور اولیار کی بڑی قدر صرف وہی کرتے ہین جنکی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی قدر ہے۔

(۲۱۷) ابوبکر عبداللہ بن طاہر ابہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بڑے بزرگان جبل اور شبلی رضی اللہ عنہ کے ہمسرون مین سے تھے یوسف بن حسین رازی و ابومظفر قرمسینی وغیرہما بزرگون کی صحبتون مین رہے اور پرہیزگار عالم تھے تین سوتیس ۳۳۰ھ ہجری کے قریب راہی ملک بقا ہوئے۔ انکے اقوال یہ ہین۔ جمع متفرقات کا جمع کرنا ہے اور تفرقہ مجموعون کا جدا کرنا ہے اسلئے جب تمنے جمع کیا اللہ کہا اور جب تمنے تفریق کی تو کونین کیطرف نظر کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس خلاف سے جو اُن کے بعد اُن کی اُمت مین ہونے والا تھا اور اُن مصیبتون سے جو دارِ دُنیا مین اُنپر آنیوالی تھین مطلع فرما دیا تھا۔ اسی لئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اِسکو یاد کرتے تو اپنے دل مین اک گرہ سی پاتے تھے اسلئے اپنی امت کیلئے اللہ تعالیٰ سے معفرت چاہتے تھے۔ اِن سے کہا گیا کہ اِسکی کیا وجہ ہے کہ انسان جسقدر معلم کی باتین برداشت کرتا ہے اُسقدر باپ مان کی باتین نہین برداشت کرتا اِسکے جواب مین انہون نے کہا کہ اِسکی وجہ یہ ہے کہ اُسکے مان باپ اُسکی فانی زندگی کے سبب ہوتے ہین اور اُسکے ادب آموز اُس کی باقی زندگی کے سبب اور اِسکی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس قول سے ہوتی ہے کہ تم یا عالم ہو یا طالب علم اور اِسکے بیچ مین نہ رہو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ اُنکا قول ہے

کہ رنج و محن مین تین باتین ہین تطہیر تکفیر اور تذکیر تطہیر (پاک کردینا) بڑے گناہون سے
اور تکفیر (کفارہ دینا) چھوٹے گناہون سے اور تذکیر (یاد دلانا) اہل صفا کے لئے
ہوتی ہے۔ اور یہ کہا کرتے تہے کہ صالحون کی ہمت یہ ہوتی ہے کہ بغیر نافرمانی
کے طاعت کرین اور عالمون کی ہمت ثواب مین زیادتی کی ہوتی ہے اور عارفون
کی ہمت یہ ہوتی ہے کہ اُنکے دلون مین اللہ تعالیٰ کی عظمت بیٹھے اور اہل شوق کی
ہمت یہ ہوتی ہے کہ جلدی سے موت آجائے اور مقربون کی ہمت یہ ہوتی ہے کہ اُنکے
دل اللہ تعالیٰ کی طرف جاگزین ہون۔

(۲۱۸) ابو مظفر قرمیسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جبل کے مشایخ مین بہت بڑے اور بزرگ اور سچے فقراہین سے تہے۔ عبد اللہ
خراز اور اُنکے اوپر کے بزرگون کی صحبتین پائی تہین۔ اور اپنی روش مین یگانہ تہے۔
اِنکا قول ہے کہ روزے تین طرح کے ہوتے ہین روح کا روزہ امید کو کوتاہ کرنے
سے ہوتا ہے اور عقل کا روزہ نفس کی خواہش کا خلاف کرنیسے اور نفس کا روزہ کہانے
پینے اور محارم سے روکنے سے۔ یہ کہتے تہے کہ جو شخص نوجوانون کی صحبت مین
سلامت و نصیحت کی شرایط کے ساتہہ رہتا ہے اُسکو یہ صحبت بلا مین مبتلا کرتی ہے
پہر اُسکا کیا پوچہنا ہے جو اُنکی صحبت مین بغیر شرایط سلامت کے رہے۔ انکے اقوال
مین سے ہے کہ فقیرون مین سے نہایت ذلیل وہ ہے جو ہر حال مین عورتون کی
عنایت کو قبول کرتا ہو۔ مین کہتا ہون کہ اِس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ہے کہ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ (مرد عورتون کے سرو ہرے ہین) اور جو شخص اسپر
راضی ہوا کہ عورت اُسکی خبرگیران ہو وہ کبھی فلاح نہ پائیگا اور اسکے ساتھ یہ بھی ہے
کہ عنایت کا قبول کرنا فقیرون کے دل کو عورت کی طرف میلان طبعی سے زیادہ تر
مائل کریگا پس فقیر بالکل تباہ ہوجائے گا واللہ اعلم۔ اِن کا قول ہے کہ بہترین رزق
وہ ہے جو اللہ تعالیٰ وجہ حلال سے بغیر تلاش اور کوشش کے تیرے لئے بطور
فتوحات کے بھیجدے۔ تیری عمر مین سے تیرے لئے ایک ہی نفس ہے پس
اگر تو اسکو اپنے فائدہ مین فنا نہ کرے تو اُس کام مین بھی فنا نہ کرجسکا وبال تجھپر آئے۔
جس نے شرع کے آداب اختیار کئے اُسکے تابعین بھی اُسی کے آداب اختیار کرینگے
اور جسنے اِن آداب مین سُستی و کاہلی کی وہ خود بھی ہلاک ہوا اور دوسرون کی ہلاکت کا بھی
باعث ہوا اور جسنے کسی حکمت والے سے آداب نہ سیکھے اُسکا کوئی مرید باادب
نہوگا۔ اور فقیر وہی ہے جسکو اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت نہو مین کہتا ہون کہ
اسکے معنی یہ ہین کہ وہ اپنی حاجت کے بارہ مین اللہ تعالیٰ کے علم پر کفایت کرے
اور وہ یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ اُس پر خود اُس سے زیادہ تر مہربان ہے اسلئے وہ اس کو
سوال کرنیکا محتاج نہ فرمائے گا۔ ورنہ وہ ایک پلک جھپکنے بھر بھی اپنے مولیٰ سے
مستغنی نہین ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا[ع۵] یَا اَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ
اِلَی اللہِ

ع۵ بائیسوین پارہ کا پندرہوان رکوع (سورۂ فاطر کی پندرہوین آیت) لوگو تم خدا کے
محتاج ہو۔ ۱۲

(۲۱۹) ابوالحسین علی بن ہند قرشی فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فارس کے بڑے بزرگون اور عالمون مین سے تھے۔ جعفر حدّاد۔ وعمرو بن عثمان مکی اور
انکے اوپر کے بزرگون کی صحبتین پائین۔ اِنکے احوال اعلیٰ اور انکے مقامات بہت
پاکیزہ تھے۔ انکا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اُسکے رسول کی سنت پر جمنے
والے کی شرط یہ ہے کہ اوسکی اوقات کی رہگذر مین اُسکے دینی و دنیوی امور مین سے
کوئی بھی اس سے مخفی نہ رہے اور یہ مشاہدہ وکشف کے طور پر ہو نہ کہ غفلت وگمان کے
طرز پر۔ اور وہ چیزون کو اُن کی کان سے لے اور کان ہی مین رکھے اور یہ کہا کرتے تھے
کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھہ آرام طلب کرو اور اللہ تعالیٰ سے الگ ہوکر آرام نہ طلب کرو کیونکہ
جس نے اللہ کے ساتھہ آرام طلب کیا۔ اُسنے نجات پائی اور جسنے اُس سے الگ ہوکر
آرام طلب کیا وہ ہلاک ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ کے ساتھہ آرام طلب کرنا قلب کو اُسکے ذکر سے
راحت پہونچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے الگ ہوکر آرام طلب کرنا دائمی غفلت ہے۔ اور انکا
قول ہے کہ جسکو اللہ تعالیٰ بڑون کی عزت وحرمت کرنیکے ذریعہ سے معزز فرماتا ہے اُسکی
حرمت خلق کے دلونمین ڈالدیتا ہے اور جسکو اس سے محروم فرماتا ہے اُسکی حرمت
خلق کے دلون سے نکال لیتا ہے اسلئے ایسے آدمی کو تم مبغوض ہی دیکھو گے گو
اُسکے اخلاق اچھے اور احوال درست ہون کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین
کہ اللہ تعالیٰ کے جلال کی تعظیم مین سے یہ ہے کہ مسلمان سفید بالون کی عزت و
حرمت کرے۔

(۲۲۰) ابواسحٰق ابراہیم بن شیبان قرمیسینی رحمہ اللہ تعالیٰ

اپنے وقت مین جبل کے شیخ تھے۔ ورع وتقویٰ مین انکے ایسے مقامات ہین جن سے اکثر مخلوق عاجز ہے۔ ابوعبداللہ مغربی اور ابراہیم خواص کی صحبتین پائیں دعوٰی کرنیوالون کیلئے بہت سخت کتاب وسنت کے بڑے پابند اور مشائخ واماموں کے طریقہ کی برابر پیروی کرنیوالے تھے۔ یہانتک کہ عبداللہ بن مُنازل نے اِن کی نسبت کہا تھا کہ ابراہیم بن شیبان فقیرون اور اہل ادب ومعاملات پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہین۔ انکا قول ہے کہ جو شخص کہ معطل وبیکار ہونا چاہئیے وہ رخصتون کی پابندی کرے فقیرون کو جس چیز نے طریقت سے الگ اور ہلاک کردیا وہ صرف اُن چیزون کی طرف میلان ہے جنپر انبار دنیا ہین۔ بقاوفنا کا علم وحدانیت کو خالص کرنے اور عبودیت کو درست کرنے مین منحصر ہے اور جو اِسکے سوا ہے وہ سب مغالطہ وزندقہ ہے۔ کمینے وہ لوگ ہین جن کے دلون مین عطیہ کا خیال اُس کا احسان رکھنے کی حیثیت سے گزرے۔ جس نے مشائخ کی عزت وحرمت ترک کی وہ جھوٹے دعوون مین مبتلا ہوا اور انکے سبب سے رسوا ہوا۔ اور جس نے خلوص کے متعلق تقریر کی اور اپنے نفس پر اِسکا مطالبہ نہ کیا اوس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہمسرون اور بھائیون کے نزدیک پردہ فاش ہوجانے مین مبتلا کیا۔

(۲۲۱) ابو بکر حسین بن علی بن یزدان یار رحمۃ اللہ تعالیٰ

آرمینیہ والون مین سے تھے اور تصوف مین انکا جو طریقہ تھا وہ انہین کے ساتھ مخصوص تھا اور بعض بزرگانِ عراق کے قولون کو برُا سمجھتے تھے۔ اور علوم ظاہرہ و معارف و معاملات کے عالم تھے۔ علی بن ابراہیم ارموی کہتے ہین کہ مینے ابن یزدان یار کو کہتے سُنا کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ صوفیون کے بارہ مین جو کچہہ مین نے تقریرین کین ہین وہ تصوف اور صوفیون کو برُا سمجھنے کی وجہ سے ہے واللہ مینے یہ تقریرین صرف اس سبب سے کی ہین کہ مجھے اُن کی نسبت غیرت آئی کیونکہ اُنھون نے حق کے اسرار کو فاش اور اُن لوگون کے درمیان مین ظاہر کر دیا جو اُنکے اہل نہ تھے ورنہ وہ میرے سردار ہین جنکی محبت کے ذریعہ سے مین اللہ تعالیٰ کا تقرب ڈہونڈہتا ہون۔ اِنکے اقوال مین سے ہے کہ مخلوق کی رضامندی اللہ تعالیٰ سے یہ ہے کہ جو کچہہ وہ کرتا ہے اُس سے وہ راضی رہین اور اللہ تعالیٰ کا اُن سے راضی ہونا یہ ہے کہ اُن کو اپنے آپ سے راضی ہونے کی توفیق عطا فرمائیے۔ جس شخص نے برابر گناہ کرتے رہنے کی حالت مین اللہ تعالیٰ سے بخشایش چاہی اسپر اللہ تعالیٰ توبہ اور اپنی طرف رجوع ہونے کو حرام کر دیتا ہے اور حیا کی بہت قسمین ہین جنھین سے ایک گناہ کرنے کی حیا ہے جیسا کہ روایت ہے کہ آدم علیہ السلام بہشت مین گناہ کرنے کے بعد اپنی ناک کی سیدہ مین بہاگ کہڑے ہوئے اِسپر اللہ تعالیٰ نے انکو وحی بہیجی کہ اے آدم کیا تو مجھسے بہاگتا ہے۔ آدم علیہ السلام نے

جواب دیا کہ نہین بلکہ اسے پروردگار تجھسے شرماکر - اور دوسری کمی کرنے کی حیا ہے
جیساکہ فرشتون کا قول ہے کہ سُبحَانَكَ مَا عبدنَاكَ حقَ عِبَادَتِكَ (توپاک ہے
جیسا تجھکو پوجنا چاہیئے تھا ویسا ہم نے تجھکو نہین پوجا) اور تیسری حیا اجلال ہے جیسا کہ
روایت ہے کہ اپنے پروردگار سے شرماکر اسرافیل نے اپنے دونون بازوون کو
اپنا پیراہن بنالیا - اور چوتھی غیرت کی حیا ہے جیساکہ روایت ہے کہ عیینہ بن حصن
فزاری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسی حالت مین چلے آئے کہ عائشہ رضی اللہ
عنہا آنحضرت کے پاس تہین اسلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک کو اٹھایا
اور حضرت عائشہ کو اُن سے چُھپالیا اُسپر اونہون نے پوچھا کہ اسے محمد یہ کیا ہے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ حیا ہے کہ جو ہمکو عطا ہوئی ہے اور تم اُس سے
محروم ہو یا کوئی اور عبادت ہے جسکے معنی یہ ہین - اور پانچوین کرامت و بزرگی کی حیا
ہے کیونکہ اللہ تعالی نے صحابہ کی تادیب مین فرمایا ہے کہ فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا
وَلَا مُسْتَانِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِيْ مِنْكُمْ

ع۵ فتح مکہ کے بعد ایمان لایا اور بقول بعضے فتح کے قبل جنگلی عربون اور مولفۃ القلوب مین سے
تھا - ابن عبدالبر نے اس کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ یہ واقعہ آیت حجاب کے نزول سے
پہلے کا ہے - اور اسی موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نسبت فرمایا
تھا کہ "احمق مطاع" یعنی بیوقوف ہے مگر اسکی قوم اسکا حکم مانتی ہے ۱۲ مترجم

ع۵ بائیسوین پارہ کا چوتھا رکوع (سورۂ احزاب کی ترپنوین آیت) اور جب کھا چکو
تو آپ آپ کو چلدو اور باتون مین نہ لگ جاؤ اس سے پیغمبر کو ایذا ہوتی تھی اور وہ تمھارا لحاظ
کرتے تھے - ۱۲

اور چھٹی نیکی کرنے کی حیا ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ
اللہ تعالی نے آپکو اسکی تکلیف تو دی نہین ہے اسکے جواب مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین کیا کرون لوگ مجھسے سوال کرتے ہین اور اللہ تعالی نے مجھہ
مین بخل دیا نہین ہے۔ اور ساتوین مخلوق کی حیا ہے کیونکہ روایت ہے کہ عمر بن الخطاب
نے نماز شروع کردی تب اُنکو یاد آیا کہ مجھے طہارت نہین ہے چنانچہ وہ نماز سے
باہر نکل آئے اور کہنے لگے کہ مینے ارادہ کیا تہا کہ لوگون کی شرم سے نماز کو نہ توڑون
اور آٹھوین تحقیق اور خلق کا لحاظ اُٹھا دینے کی حیا کیونکہ روایت ہے کہ بعض صحابی مسجد کو
آرہے تھے اور نماز ہوچکی تہی اور لوگ واپس جاتے ہوئے اُنکو ملے تو اُنھون نے
بغیر کسی اور علت کے شرم سے مُنہ پھیر لیا اور جبتک سب لوگ گذر نہ گئے مُنہ پھیرے
رہے۔ اور نوین حیا استحقار ہے کیونکہ روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی
ایک مناجات مین کہا کہ مجھے دنیا کی بعض ضرورتین پیش آجاتی ہین مگر اے پروردگار
تجھسے اُسکا سوال کرتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔ اسپر جناب باری سے ارشاد
ہوا کہ تم مجھسے اپنی روٹی کے لئے نمک اور اپنے گدہے کے لئے چارہ تک مانگا
کرو۔ اور دسوین حیا نت دپارسائی کی حیا ہے جیسا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا کہنا کہ مینے
کبھی زنا نہ کیا نہ جاہلیت مین اور نہ اسلام مین۔ اور گیارہوین وقار کی حیا جیسا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا عثمان رضی اللہ عنہ سے حیا کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا فرمانا کہ کیون مین اُس شخص سے حیا نہ کرون جس سے فرشتے حیا کرتے
ہین۔ اور بارہوین حیا حشمت جسکی مثال یہ ہے کہ علی رضی اللہ تعالی عنہ نے مقداد
بن اسود سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مذی کے بارہ مین تم پوچھہ دو

مجھے اُن سے پوچھتے ہوئے شرم آتی ہے اسلئے کہ آنحضرت کی جگر گوشہ مرے نکاح مین ہین۔ اور تیرہوین[۱۳] تعجب اور استبعاد کی حیار ہے جیسا کہ روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب اُم سلیم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتون کے بارہ مین یہ پوچھتے سُنا کہ جب عورت خواب مین وہ معاملہ دیکھے جو مرد دیکھتے ہین تو وہ غسل کرے یا نہین اور آنحضرت نے فرمایا کہ ہان جب تری دیکھے تب عائشہ رضی اللہ عنہا نے شرم سے مُنہ ڈھانک کر کہا کہ کیا جیسا خواب مرد دیکھتے ہین عورتین بھی دیکھتی ہین اسپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر باشد اگر ایسا نہوتا تو مشابہت کہان سے ہوتی اور چودہوین[۱۴] غربت کی حیار ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے شعیب علیہ السلام کی بیٹی کے بارہ مین فرمایا ہے کہ "دو مین[عہ] سے ایک شرم کے ساتھ چلتی ہوئی اُنکے پاس آئی" اور پندرہوین[۱۵] حق کو بیان کرنے کے لئے مثالین دینے کی حیا جیسا کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ اللہ[عہ] تعالی کوئی مثال مچھر اور اُس سے زیادہ کی دینے مین نہین شرماتا ہے۔ اور سولہوین[۱۶] حق کی حیار جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمانا کہ "اور[سہ] اللہ حق سے نہین شرماتا"

اور جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ "بیشک اللہ حق سے نہین شرماتا عورتون کے پیچھے کے عضو مین دخول نہ کرو"۔ اور سترہوین[۱۷] نصیحت کرنے والے

عہ بیسوین پارہ کے چھٹے رکوع (سورہ قصص کی پچیسوین آیت) فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ ۱۲

عہ پہلے پارہ کا تیسرا رکوع (سورہ بقر کی چھبیسوین آیت) إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۱۲

سہ بائیسوین پارہ کا چوتھا رکوع (سورہ احزاب کی آیت ۵۳) إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ۱۲

کے لئے خود نصیحت قبول کرنے کی نگہداشت کی حیا ۔ جیسا کہ جناب باری عزاسمہ نے عیسیٰ علیہ السلام سے ارشاد فرمایا ہے کہ اے عیسیٰ تم اپنے آپ کو نصیحت کرو پس اگر تم نصیحت قبول کرو تب لوگوں کو نصیحت کرو ورنہ مجھسے شرماؤ ۔ اور اٹھارہوین معراج کی شب کو لوٹ آنے کی حیا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "مین اپنے پروردگار سے شرما گیا تھا" اور انیسوین کوتاہی امید کی حیا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "شرماؤ اللہ سے جیسا شرمانا چاہئے" اور بیسوین حیا ر احسان ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگون کی نسبت خبر دی ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزون سے پرہیز کرتے ہین اور فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب مین خلائق سے محاسبہ لونگا تو مجھے اُن لوگون کا محاسبہ لیتے ہوے شرم آئیگی ۔ اور ہمنے جو خدا کے اس فعل کو احسان کہا تو اُسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے "ھل جزاء الاحسان الا الاحسان" احسان کی جزا احسان ہی ہے ۔ پس اُنکی پرہیزگاری کے معاوضہ مین اللہ تعالیٰ نے ترک محاسبہ کا احسان اُنکے ساتھ کیا ۔ اور اکیسوین بار بار سوال کرنے کی حیا جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کو "اے میرے پروردگار" کہکر پکارتا ہے تو خداوند تعالیٰ اوس سے منھ پھیر لیتا ہے اور پھر وہ "اے میرے پروردگار" کہتا ہے تب بھی وہ منہ پھیر لیتا ہے اور تیسری مرتبہ اور چوتھی مرتبہ کہتا ہے تب اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ مین اپنے بندہ کے "اے میرے پروردگار" کہنے سے شرما گیا ۔ اور بائیسوین معاتبت

عـ۵ ستائیسوین پارہ کا تیرہوان رکوع (سورہ رحمن کی ساٹھوین آیت) بھلائی کے سوا نیکی کا بدلہ کچھہ اور بھی ہو سکتا ہے؟

کی حیا ہے جیسا کہ مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندہ پر عتاب فرمائیگا تب وہ کہے گا کہ اے میرے پروردگار تیرا عذاب تیرے عتاب سے بہتر ہے۔ مین کہتا ہون کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ بندہ کو جب سزا دیگئی تو وہ ایسا ہوگیا کہ گویا جو حق اُوسپر تہا وہ ادا ہوگیا اسلیئے اُسکو اسکے بعد راحت ہوئی بخلاف اُسکے جسپر عتاب ہو وہ تو ہمیشہ اپنے پروردگار سے نادم و شرمندہ ہے اس سببسے وہ ہمیشہ رنج مین ہے۔ واللہ اعلم۔ اور تیئیسوین[۲۳] توکل کی حیا رہے جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ مجھے اپنے رب عزوجل سے شرم آتی ہے کہ مَین اُسکے سوا کسی چیز سے ڈرون۔ اور چوبیسوین[۲۴] نیکوکاری کی حیا ہے۔ جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اُسیطرح شرماؤ جسطرح تم اپنی قوم کے نیکوکار سے شرماتے ہو۔ اور پچیسوین[۲۵] آنکہ کی حیا رہے جیسا کہ نقل ہے کہ سفیان ثوری رابعہ عدویہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور اُن سے باتین کین یہانتک کہ رابعہؓ نے کہا کہ مین تو دنیا کو اُس سے مانگنے مین شرماتی ہون جو اُسکا مالک ہے، پھر اُس سے کیونکر مانگون جو اُسکا مالک نہین ہے۔ اور چھبیسوین[۲۶] واجب کی حیا ہے جیسا کہ روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے زنان انصار کی ان لفظون مین تعریف وتوصیف کی کہ اُنکو حیا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (معمولی ایام کے خون کی) زردی وتیرگی کا حال پوچھنے سے باز نہ رکہا۔ اور ستائیسوین[۲۷] حیا حرمت وعزت ہے چنانچہ روایت ہے کہ ابوموسیٰ اشعریؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ مین آپسے ایک بات پوچہنا چاہتا ہون مگر مجھے اُسکو آپسے پوچھتے ہوے شرم آتی ہے حضرت عائشہ نے کہا کہ جو کچھ تم اپنی ان سے پوچہ سکتے ہو وہ مجھسے بہی پوچھو۔ تب ابوموسیٰ نے کہا کہ آدمی اپنی بیوی سے صحبت کرے مگر انزال نہو تو اُسپر

غسل واجب ہے، یا نہین۔ حضرت عائشہ نے کہا کہ جب دونون کی شرمگاہین ملگئین تو غسل واجب ہوگیا ہمکو جب ایسا اتفاق ہوا تو ہمنے غسل کیا تھا۔ اور اٹھائیسوین[۲۸] رحمت کی حیا رہے جیسا کہ حدیث مین ہے کہ اللہ تعالی کو سفید بال والون کے تئین آگ سے سزا دیتے ہوے شرم آتی ہے۔ اور انتیسوین[۲۹] غرور کی حیا رہے جیسا کہ ابو دردا کا قول حمص والون سے "کیا تمکو اپنے پروردگار سے شرم نہین آتی کہ عمارتین ایسی بناتے ہو جن مین تم رہتے نہین اور چیزین وہ جمع کرتے ہو جو تم کھاتے نہین اور امیدین ایسی کرتے ہو جو پوری نہین ہونے کی"۔ اور تیسوین[۳۰] معرفت کی حیا رہے جیسا کہ ایک نیکوکار نے خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ اے بصرہ والو اے یہودیون جیسے لوگو! اپنے پروردگار سے حیا کرو۔ اور اکتیسوین[۳۱] ایمان کی حیا رہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ "حیا ر ایمان مین سے ہے" اور وہ حیا جنت مین جائیگی"۔ اور بتیسوین[۳۲] حیا زینت ہے جیسا کہ حدیث مین ہے کہ جس چیز مین نرمی ہوگی اُسکو وہ زینت دے گی۔ اور تینتیسوین[۳۳] بھلائی کی حیا رہے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اس سوال کے جواب مین ہے کہ حیا کیسی چیز ہے "حیا سراسر بھلائی ہے۔ دین اور دنیا کی بھلائی ہے"۔ اور انکا قول ہے کہ جب لوگونکے ساتھ مل جلکر رہنے کی بلا مین مبتلا ہو تو بچتے اور خوب بچتے رہو اس سے تمہارا کوئی ایسا فعل محفوظ نہ رہے گا جس سے تم اللہ تعالی کی نظرون سے اور اُس شخص کی نظرون سے گرد جو تمہارے ترک ادب کا حال سنے اور یہ کہا کرتے تھے کہ جبتک آفتاب مغرب سے طلوع نہو۔ اللہ تعالی کا دروازہ کھلا رہے گا اسلیئے جس وقت تمسے کوئی بیہودہ بات یا کوئی ایسا فعل سرزد ہو جسکو اللہ تعالی پسند

نہین فرماتا تو اللہ تعالی کیطرف رجوع کرو کیونکہ وہی سب سے زیادہ تمہارا مستحق ہے اور اُسکی امید رکھو کہ وہ اپنے فضل وکرم سے تمکو قبول فرمائیگا -

(۲۲۲) ابو اسحٰق ابراہیم بن احمد بن مولد رحمہ اللہ تعالی



یہ رقّہ کے بڑے بزرگون اور جوانمردون مین سے تھے اور انکی سیرت سب سے عمدہ تھی ابو عبداللہ بن جلار دمشقی و ابراہیم بن داؤد قصار رقی کی صحبتون مین رہے تھے - انکا قول ہے کہ حق کی نگہبانی جسکی خبرگیران ہوگی وہ اُس سے زیادہ بزرگ ہے جسکی علم کی سیاست ادب دینے والی ہو (**مین کہتا ہون**) کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ حق تعالی کی نگہبانی اُن علتون سے اُسکو بچاوے گی جو اُسکو نقصان پہونچاتین بخلاف علم کی نگہبانی کے کہ جسمین یہ ہوگی وہ اگر ایک درطہ سے چھوٹے گا تو دوسرے مین ضرور ہی پڑجائے گا اسلیئے جسکی خبرگیران حق کی نگہبانی ہوگی وہ اُس شخص کے حکم مین ہوگا جو پیرو مرشد کے ہاتھہ پر چلتا ہے اور جسکی خبرگیران علم کی نگہبانی ہوگی وہ اُس شخص کے حکم مین ہوگا جو اپنی ذات سے بغیر پیرو مرشد کے چلتا ہے واللہ اعلم اور انکا قول ہے کہ روحین خوشیون مین پیدا کیگئی ہین اسی سلیئے یہ ہمیشہ مشاہدہ سے خوشی کی جگہہ کیطرف عروج کرتی ہین اور جسم رنجون سے پیدا ہوئے ہین اسی سلیئے یہ ہمیشہ اپنے رنج و تکلیف یعنی فانی خواہشون کی جستجو اور اُسکے سلیئے رنج کشی کیطرف لوٹتے ہین - اور انکا مقولہ ہے کہ جسنے اُسکے ذریعہ سے گفتگو کی اُسنے اپنے آپ سے اُسکو فنا کردیا اور جسنے اُس سے گفتگو کی اُسنے اپنے لیئے اُسکو باقی رکھا بعدہ

دو شعر پڑہتے تہے - جنکا ترجمہ یہ ہے ؎

عاشقون کا آبِ چشم - اور سوزِ دل گر نہوتے آب و آتش تہے ذلیل
آگ کیا ہی؟ اُن کی آہِ آتشین آب؟ اُنہین کی چشم گریان کی سبیل

اور آنکا قول ہے کہ کہانے مین فقراء کے آداب یہ ہین کہ عمدہ کہانون کی طرف ہاتہہ نہ بڑہائین مگر ضرورت کے وقت اور پہر اُسوقت بہی صرف سدِّ رمق کے انداز سے کہائین گو پہاڑ کے برابر کہانے کیون نہون اور باقی اورون کے لئے چہوڑ دین - اور جو شخص اور امرِ الٰہی کو بجا لانے کیلئے اپنے نفس کے ساتہہ مستعد ہوا اُسکے مقبول ہونے مین شک ہے اور جو اُنکے بجا لانے کو اللہ کے ذریعہ سے کہڑا ہوا وہ بلاشک مقبول ہے - اور مجاہدہ کے بعد فترت ابتدا کی خرابی سے ہوا کرتی ہے اور کشف کے بعد حجاب احوال پر مطمئن ہوجانے سے ہوتا ہے - اور تمہارا النفس تمکو معمولی چال سے لیجاتا ہے اور تمہارا قلب تمکو لے اوڑتا ہے اسلئے تمکو اُسکے ساتہہ رہنا چاہیئے جو جلد پہونچنے والا ہے اور اسی معنی مین کہا گیا ہے ؎

تری رفتار ہے کشتی کی رفتار ہے ملجانے پرون کا اور پردار

(۲۲۳) ابو عبداللہ محمد بن احمد بن سالم بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ



سہل بن عبداللہ تُستری کے مرید اور اُنکے ایسے کلام کے راوی ہین جو اُنکے سوا کسی اور بزرگان طریقت کی طرف منسوب نہین ہین - یہ صاحب اجتہاد تہے اور انکا طریقہ وہی تہا جو انکے پیر سُہل رض کا تہا اور بصرہ مین انکے پیروان طریقت موجود ہین

جوانکی او نیز انکے بیٹے ابوالحسین کی طرف منسوب ہین - انکا قول ہے کہ جس شخص
مین توکل کی سکت ہو اُسکے لئے کسی حال مین کسب کرنا مباح نہین ہے مگر معاونت
کے طور پر نہ کہ اُسپر اعتماد کرنے کے طریقہ سے کیونکہ توکل تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا حال تھا اور کسب کرنا آپکی سنت ہے، اور جو شخص کمزوری کے باعث توکل
سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال تھا باز رہے اُسکو کسب کرنا چاہئے تاکہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے درجہ سے نہ گرے جیساکہ اُنکے حال کے درجہ سے
گرا - آن سے پوچھا گیا کہ مخلوق مین اولیاء اللہ کن باتون سے پہچانے جا سکتے ہین
انہون نے کہا کہ اپنی ترم زبانی سے اور جو کوئی ان سے معذرت کرے اُسکے عذر
کو قبول کر لینے اور کل مخلوق نیکوکار و بدکار کے ساتھ بکمال مہربانی پیش آنے سے
اور جو شخص اپنی بُرائیون کو چھپا سے رکھنا چاہتا ہو اور اپنی پردہ دری نہ چاہتا ہو اُسکو
لازم ہے کہ جو شخص اُسکا جرم کرے اُس سے بردباری کے ساتھ پیش آسے اور
اپنے مال مین سخاوت کرے - اور ہر عاقل کے لوازمات مین سے ہے کہ دنیا دارون
سے بچا رہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ دنیا اور اپنے اشغال کے تذکرون مین
پھنساکر اُسے اُن دینی و دنیوی مصالح سے باز رکھین گے جنمین وہ مصروف ہے -

(۲۲۴) محمد بن علیان نسوی رحمہ اللہ تعالیٰ ورضی اللہ عنہ



نساء[ع۵] کے بڑے بزرگان طریقت اور ابو عثمان حیری کے (جنکی نسبت کہا گیا ہے کہ اہل

ع۵ نسا بروزن سما ایران کا ایک شہر ہے اور جیسا کہ یاقوت حموی نے لکھا ہے نیشاپور سے چھ یا سات دن کے فاصلہ پر واقع ہے ۱۲ مترجم

امام تھے) یا رون مین سے تھے - یہ مسائل و واردات کی تحقیق کے لئے ابو عثمان کے پاس جانے کے ارادہ سے نسا سے جب روانہ ہوتے تھے تو جبتک نیشاپور پہونچکر امور دریافت طلب دریافت نہ کر لیتے بیچ مین مطلق کھاتے پیتے نہ تھے - یہ بہت بڑے عالی ہمت بزرگ تھے اور انکی کرامت ظاہر تھی - انکے اقوال یہ ہین :- دنیا سے پرہیز کرنا رغبت آخرت کی کنجی ہے - اولیاء کی نشانیان اور اُنکی کرامتین یہ ہین کہ جن تقدیری امور سے عوام ناخوش ہوتے ہین اُن سے وہ خوش ہوتے ہین - سخی کی سخاوت صرف اسی سے خالص ہوتی ہے کہ اپنے عطیہ کو حقیر سمجھے اور جسنے اُسکا عطیہ قبول کیا اُسکا احسان مانے - جسنے اللہ تعالے کی خدمت ثواب کی امید یا عذاب کے ڈر سے کی اُسنے اپنی دنارت کھولدی اور اپنی طمع ظاہر کردی اور غلام کے لئے بہت بُری بات ہے کہ اپنے آقا کی خدمت کسی دینوی یا اخروی غرض سے کرے - اور جسنے اپنی کرامت ظاہر کی وہ مدعی ہے اور جسپر کرامتین ظاہر ہوئین وہ دل ہے -

(۲۲۵) ابوبکر احمد بن محمد بن سعدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ



اصل مین بغداد کے رہنے والے اور جنید و نوری رضی اللہ عنہما کی صحبتین پائے ہوئے تھے - یہ اپنے وقت کے تمام بزرگون سے صوفیہ کے علوم مین زیادہ ترماہر تھے اور علاوہ ازین علوم شرع کے بھی سرآور دہ عالم تھے اور امام شافعی کے مذہب کے پیرو تھے اور گویا وہ متفرد شخص تھے - ایک مرتبہ شاہ روم کے پاس اہل طرسوس کیطرف سے

ایک شخص کو بھیجنے کی ضرورت ہوئی تو علم و فضل اور تقریر و فصاحت مین کوئی بھی
انکا جیسا نہ ٹھیرا یہانتک کہ لوگون نے کہاکہ اس زمانہ مین اس گروہ مین صرف دو آدمی
رہگئے ہین ایک ابو علی رودباری مصر مین اور دوسرے ابو بکر بن سعدان عراق مین اور
ابو بکر زیادہ سمجھدار ہین - انکے اقوال مین سے ہے کہ جو شخص صوفیون کی صحبت مین
رہنا چاہے اُسکو بے نفس - بے دل اور بے ملک ہو کر اُنکی صحبت مین آنا چاہیے
جسنے روایت کا علم سیکھا وہ درایت کے علم کا وارث ہوا اور جسنے درایت کا علم سیکھا وہ رعایت (نگہداشت
حق) کے علم کا وارث ہوا اور جسنے رعایت کے علم پر عمل کیا اُسکو حق کی راہ ملگئی - جو شخص غفلت
کے ساتھ مناظرہ کرنے کو بیٹھا اُسمین تین عیبون کا پایا جانا لازمی ہے اول جدال اور جھگڑا چلانا
اور یہ منع ہے دوسرا لوگون پر برتری کی خواہش اور یہ بھی ممنوع ہے اور تیسرا کینہ و غضب اور
یہ بھی ممنوع ہے اور جو شخص انصاف کرنے کو بیٹھے گا اُسکے کلام کی ابتدا نصیحت
پیچ رہنمائی - اور انجام برکت ہوگی جب حقائق ظاہر ہوئے تو علم و فہم کے آثار ست گئے
روحین نور سے پیدا کیگئین اور قالبون مین ڈالی گئین پس جب روح قوی ہوئی
تو عقل کی ہمجنس ہوگئی اور برابر نور آنے لگے اور قالب کی تاریکی زایل ہوگئی اور
روح و عقل کے انوار سے قالب روحانی اور مطیع اور اُسکے طریق کے پابند ہوگئے
اور روحین اپنے معدن یعنی غیب کیطرف رجوع ہوئین اور مقدرات کے مجری کو مطالعہ
کرنے لگین اور قسمت و قدر کے مورد سے راضی ہونے لگین - اور صوفی تو وہی
ہے جو صفات و علامات سے باہر ہوگیا ہو -



(۲۲۶) ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن بشر بن درہم بن اعرابی اموی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اصل مین بصرہ کے تھے اور مکہ مین سکونت اختیار کی تھی۔ یکتاے زمانہ اور اپنے وقت کے شیخ الحرم تھے جہان انھون نے تین سو اکتالیس ۳۴۱ھ ہجری مین وفات پائی اور اس گروہ کے لیے بہت سی کتابین تصنیف کین۔ جنید۔ ثوری۔ عمرو مکی۔ سوحی و ابو جعفر حداد کی صحبتون مین رہے اور اس گروہ کے بہت بڑے بزرگون اور عالمون مین سے تھے۔ آنکے چند قول یہ ہین :۔ وعدہ و وعید دونون اللہ تعالیٰ سے ثابت ہین اسلئے جب وعید سے پہلے وعدہ ہو تو وعید دھمکی ہے اور جب وعدہ سے پہلے وعید ہو تو وعید منسوخ ہر اور جب دونون ایک ہی ساتھ پاے جائین تو وعدہ کو فوقیت و استحکام ہے کیونکہ وعدہ بندہ کا حق ہے اور وعید اللہ تعالیٰ کا اور فیاض اپنے حق سے احسانا دست بردار ہو جاتے ہین۔ بہت تھوڑے ایسے ہین جنھون نے کسی قوت کا دعوی کیا ہو اور وہ رسوا ہوئے ہون یا اپنی قوت کے حوالہ نہ کر دئے گئے ہون۔ اگر عارف سے کہا جاے کہ تم ہمیشہ دنیا مین رہوگے تو وہ رنج سے مر جائین اور اگر اہل جنت سے کہا جاے کہ تم جنت سے نکالے جاؤگے تو اُنکی جانون پر بنجاے پس عارف کو دنیا صرف اسی سبب سے اچھی معلوم ہوتی ہے کہ اُس سے باہر نکلنا اُنکی آنکھون کے سامنے ہے اور جنتیون کو بہشت صرف اسی وجہ سے بھاتی ہے کہ اُسمین ہمیشہ رہنا اُنکے پیش نظر ہے۔ علوم کے مدارج واسطون کے اعتبار سے قائم ہوتے ہین اور حقائق کے

صرف مکاشفہ کے ذریعہ سے - سب سے اچھا وہ وقت ہے جسمین حق مجھسے راضی ہو -
اور فقیرون کے اخلاق مین سے یہ ہے کہ اُنکو نہونے کے وقت اطمینان ہو اور
ہونے کے وقت بیقراری اور غم و رنج سے مانوس ہون اور لوگون کے دنیا پر خوش
ہونے سے گبھرا ئین -

(۲۲۷) ابوعمرو محمد بن ابراہیم زجّاجی رضی اللہ تعالی عنہ

اصل مین نیشاپور کے تھے - جنید - ثوری - ابوعثمان - رُویم و خواص رضی اللہ عنہم
کی صحبتین اُٹھائین - مکہ معظمہ آئے وہین مسکن گزین ہوئے وہان کے شیخ اور منظور نظر
ہوئے - انہون نے تقریباً ساٹھ حج کیے اور حرم ہی مین تین سو اڑتالیس ۳۴۸ھ ہجری مین رحلت کی
یہ - کتانی - نہرجوری - مرتعش وغیرہم ایک جگہ جمع ہوا کرتے تھے اور یہی صدر حلقہ ہوتے
تھے اور جب کسی امر مین تقریر کرتے تھے تو سب کے سب انکے کلام کی طرف رجوع کرتے
تھے - اور انکے فضائل احاطہ تحریر سے باہر ہین - چالیس برس مکہ معظمہ مین رہے مگر کبھی
انہون نے احاطہ حرم[عہ] مین بول و براز نہ کیا بلکہ برابر قضاے حاجت کو حِل[عہ] کیطرف جاتے تھے -

---

عہ حرم کہ اُس زمین کو کہتے ہین جو ہر طرف سے کہ کو گھیرے ہوئے اور اُسکے حکم مین ہے - اسکو حرم
اس سبب سے کہتے ہین کہ اسمین وہ چیزین حرام ہین جو اور جگہ حرام نہین ہین - اسکے حدود ہر جانب برابر
نہین ہین - اور کہ حعرانہ کی سمتون کے سوا باقی ہر سمت مین حرم کی حد پر منارہ بنا ہوا
ہے - ۱۲ مترجم -

عہ حرم کے سوا جو زمین ہے وہ "حِل" ہے - ۱۲ - مترجم

انکا قول ہے کہ جسنے ایسے حال کی نسبت لب کھولے جسپر وہ پہونچا نہین ہے اُس کا کلام اُس شخص کیلیے آفت ہے جو اُسکو سنیگا اور نفسانی خواہش ہے جو اُسکے قلب مین پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اُسکے لیے اُس حال پر پہونچنا حرام کردے گا۔ اور جو شخص جوار حرم مین رہے اور اُسکا قلب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز سے تعلق رکھے وہ کھلے ہوے گھاٹے مین ہے اور جسنے حرم مین پردیسی حاجیون کی کوئی چیز فراغت سے زندگی بسر کرنے کیلیے چرائی اُسکو اللہ تعالیٰ نے دور باش کہی اور اسکے دل کو بخل و نحوست کے سپرد کیا اور شکایت مین اُسکی زبان کھولدی اور معرفتون سے اُسکے دل کو خالی کرلیا اور یقین کے انوار اُس سے نکال لیے اور اپنی مخلوقات کو اُسکا دشمن بنادیا مین کہتا ہون کہ اسی پر اُن لوگون کو بھی قیاس کرنا چاہیے جو بیت المقدس مدینہ منورہ[ف] کے حرم اور بڑی بڑی قابل تعظیم مسجدون جیسے مصر کی جامع ازہر۔ ملک مغرب کی جامع زیتونہ وغیرہا مین رہا کرتے ہین واللہ اعلم یہ کہا کرتے تھے کہ کھوئی ہوئی چیز کے لیے یہ دعا ہماری آزمائی ہوئی ہے اَللّٰھُمَّ یَا جَامِعَ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْہِ اِجْمَعْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ ضَالَّتِیْ اور اسکے پہلے تین بار سورہ والضحی پڑھے۔ میرا ایک نگینہ دجلہ مین گر پڑا تو مینے یہ دعا پڑھی آخر کتاب کے ورقون مین جنکو مین اُلٹ پلٹ رہا تھا مجھے وہ نگینہ ملگیا۔ ان سے اس حدیث کا کہ تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ سَنَۃٍ (ایک گھڑی کا غور و خوص سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے) مطلب پوچھا گیا تو اُنھون نے کہا کہ اس

[ف] حرم مدینہ جَبَل عَیر و جبل ثور کے مابین ہے۔ اور امام ابو حنیفہ کے مذہب کے مطابق اسکو صرف حرمت و تعظیم کے اعتبار سے حرم کہتے ہین۔ ورنہ شکار کرنے اور درختون کے کاٹنے وغیرہ مین اسکا حکم مکہ کے حرم کاسا نہین ہے ۱۲ مترجم

غور وخوض سے نفس کا بہول جانا مراد ہے

(۲۲۸) جعفر بن محمد بن نُصیر خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آنکا عرف خلدی اور مولد ومنشا بغداد تہا - جنیدؒ کی صحبت مین رہے اور اُنہین کے مریدون مین شمار ہوتے تہے اور اُنہین کی طرف منسوب تہے - گو نوری - رُویم میمون جریری وغیرہم بزرگان طریقت کی صحبتین بہی انہون نے پائی تہین - گروہ صوفیہ کی کتابون - حکایتون اور سیر مین لوگ انہین کی طرف رجوع کرتے تہے - یہانتک کہ ایک دن انہون نے کہا کہ ایکسو تیس سے کچہہ اوپر صوفیون کے دیوان میرے پاس ہین - اسپر ان سے پوچہا گیا کہ علی بن محمد ترمذی کی کتابون مین سے بہی کوئی آپکے پاس ہے - اسکے جواب مین انہون نے کہا کہ مین اُنکو صوفیون مین شمار نہین کرتا مین کہتا ہون کہ حق یہ ہے کہ وہ اکابر صوفیہ اور اوتاد مین سے تہے اور اگر انکی اور کوئی مناقب نہوتی تو یہی کیا کم ہے کہ انکے بنائے ہوئے چند سوال ہین جنکے جواب ختم الاولیاء کے سوا کسی سے بن نہین پڑتے - اسی سے انکے مقام کا پتہ چلتا ہے جیسا کہ شیخ محی الدین ابن العربی نے اسکی تصریح کی ہے - اور امام قشیریؒ نے انکو اُن لوگون مین شمار کیا ہے جنپر طریقت کا مدار ہے - اور عارف جو صوفیون کے دیوان جمع کرتے ہین تو انکا مقصود یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتہہ معاملت مین اُنکے طریقے معلوم کرکے مریدون اور بہائیون کو اُنکی ہدایت کرین کیونکہ اولیاء اللہ تعالیٰ کے دروازے ہین پس جس شخص مین ایک ولی کے طریق سے داخل ہونے کی

قابلیت ہوگی وہ دوسرے کے طریق سے داخل کیا جائیگا - اور جو شخص لوگون کو اللہ
تعالی کی طرف بلاتا ہے اُسکو اس سے بڑی بد دلی ہے کہ جو خاص طریق کسی کیلئے وہ
اختیار کرنا چاہے اُسپر اُس سے پہلے کچھ لوگ چل چکے ہون - واللہ اعلم - یہ بڑے فتوی
دینے والے اور عمدہ ترین و کامل ترین حال والے بزرگ تھے - انہون نے ساٹھ حج کے
قریب کئے تھے اور تین سو اڑتالیس ۳۴۸ھ ہجری مین بغداد سے ملک بقا کی راہ لی - انکی قبر شونیزیہ
مین سری سقطی و جنید رضی اللہ عنہما کے مزارون کے قریب واقع ہے - آنکے چند
اقوال یہ ہین :- اہل حقائق اُن علائق کو جو اُنہین حق سے جدا کرے قبل اسکے
قطع کر دیتے ہین کہ وہ انکو جدا کرنے پائین - قرابت مندون کے ساتھ سلوک کرنے
کیلئے کام کرنا اخلاص مین خلل انداز نہین ہے - جو شخص اپنے حال مین تناہی (یعنی
محدود) ہوگا وہ ہر چیز مین اثر کریگا اور ہر شے کے اندر آئیگا اور اُسمین کوئی چیز اثر نہ کریگی
اور نہ کچھ اُس سے لیگی اور اسکی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب آغاز
حال مین وحی اُترتی تھی تو آپ فرماتے تھے کہ "مجھے چادر مین لپیٹو مجھے چادر مین لپیٹو"
تاکہ آپ متمکن ہو جائین اور ٹھیر جائین - آزاد مردون کی کوشش دنیا مین اپنے بھائیون کے
لئے ہوتی ہین نہ اپنی ذات کیلئے **مین کہتا ہون** کہ جب مینے نو سو سینتالیس ۹۴۷ھ ہجری
حج کیا تو مینے جو کچھ دعائین بیت اللہ کے اردگرد مین اور بیت اللہ کے اندر اور تمام
قبولیت کی جگہون مین کین سب اپنے بھائیون کے لئے کین کیونکہ جوانمردی یہی ہے
کہ اپنی ذات کے نفع پر اپنے بھائیون کے نفع کو مقدم رکھے تاکہ اللہ تعالی اُسکی حاجتون
کو بر لائے اور مشکلون کو آسان کردے فالحمد للہ رب العالمین - یہ کہتے تھے کہ مینے جنید
رضی اللہ تعالی عنہ کو کہتے سُنا کہ جس شخص نے معاملت مین خلوص برتا اُسکو اللہ تعالی

نے جھوٹے دعووں سے نجات دی - یہ بیان کرتے تھے کہ حرم شریف مین ایک شخص کو
بھوک لگی اُسنے حجر اسمعیل مین اپنے رب سے دعا کی چنانچہ میزاب کی چاندی کی ایک
کیل اُسکی گود مین گر پڑی جس سے اُسنے اپنا کام چلایا - ان کا قول تھا کہ مین نہین
جانتا کہ اللہ تعالیٰ اور اُسکے احکام کے علم سے افضل بھی کوئی چیز ہے کیونکہ اعمال
پاک وصاف نہین ہوتے مگر علم ہی سے اور جسکے پاس علم نہین اُسکا عمل نہین - ان
علم کے متعلق جو چیز ناپسندیدہ ہے وہ اُسکا ضائع کرنا اور پس پشت ڈالدینا ہے
اسیران سے پوچھا گیا کہ تو کیا علم کی طلب کوئی عمل ہے ؟ انہون نے کہا کہ یہ تو بہت
بڑا عمل ہے اور کیون نہو علم ہی سے اللہ تعالیٰ کی معرفت واطاعت حاصل ہوتی ہے
اور علم ہی سے حیا کرنیوالے اللہ تعالیٰ سے شرماتے ہین اور علم اعمال سے مقدم ہے
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ (انسان کو وہ باتین سکھائین
جو اُسکو معلوم نہ تہین) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (اوسکو بولنا سکھایا)
اور جو ناقص ہوگا وہی علم کو برا سمجھے گا - اور کہا کرتے تھے کہ جب تم فقیر کو کھاتے ہوئے
دیکھو تو جان لو کہ تین حال سے خالی نہین ہے یعنی جو وقت اُسپر گذر چکا ہے اُسکے
سبب سے یا جو وقت اُسپر آنیوالا ہے اُسکی پیش بینی کیلیئے یا جو وقت اُسپر گذر رہا ہے اُسکی
لحاظ سے کھاتا ہے مین کہتا ہون کہ اسکے معنی یہ ہین کہ فقیر کی شان یہ ہے کہ
کھانے سے اُسکا مقصود محض خواہش کا پورا اور خوشی حاصل کرنا نہو بلکہ اُسکا کھانا
صرف ضرورت سے ہو - واللہ اعلم - اور انکا مقولہ ہے کہ فقیرون کی صحبت کو لازمی سمجھو کیونکہ
یہ دنیا کے خزانے اور آخرت کی کنجیان ہین -

(۲۲۹) ابو العباس بن قاسم بن مہدی رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد بن سیّار کے نواسے مرو کے رہنے والے اور وہان کے شیخ تھے۔ اور مرو والون مین سب سے پہلے جسنے احوال کے حقایق پر تقریر کی وہ یہی تھے۔ یہ فقیہ و عالم تھے اور حدیثین لکھی اور روایت کی تہین۔ ابو بکر واسطی کی صحبت مین رہے اور اس گروہ کے علوم مین انہین کیطرف منسوب ہین۔ اور اپنے وقت کے بڑے خوش بیان بزرگون مین سے تھے علوم توحید مین تقریرین کرتے تھے اور اہل سنت وجماعت مین سے جو شخص انکی پناہ چاہتا تہا اُسکی پشت پناہ تھے۔ سنہ ۳۴۲ھ تین سو بیالیس ہجری مین باغ رضوان کو سدہارے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ اس گناہ کے چھوڑنے کی کیا سبیل ہے جو لوح محفوظ مین لکھا جاچکا ہو اور اُس قرض کے پہندے سے نکلنے کی کونسی راہ ہے جسمین بندہ بندھا ہوا ہے۔ ایک مرتبہ ان سے کسی نے پوچھا کہ مرید اپنے نفس سے کیونکر ریاضت کرائے تو انہون نے کہا کہ مرپر صبر نہی سے پرہیز۔ نیکو کارون کی صحبت۔ رفیقون کی خدمت۔ اور فقیرون کے ساتھ بیٹھنے کے ذریعہ سے اور آدمی اُسی مقام پر رہتا ہے جہان وہ اپنے آپ کو رکھے۔ اور انکے بعض مقولے یہ ہین:۔ معرفت کی حقیقت معارف سے باہر نکل آتا ہے۔ کبھی کسی عاقل نے مشاہدہ سے لذت نہ اُٹھائی کیونکہ حق کا مشاہدہ ایسی فنا ہے جسمین نہ لذت ہے نہ لذت پانا اور نہ مزہ ہے نہ مزہ لینا کوئی شخص حق کی نہین کہتا مگر وہی جو حق سے حجاب مین ہے ؏

آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

خطرات نبیون کے لئے ہین وسوسے ولیون کے لئے اور فکر عامیون کے لیے۔ طمع کی تاریکیان مشاہدہ کے انوار کو روکتی ہین۔ ہدایت کالباس عامیون کے لیے ہیبت کالباس عارفون کے لئے زینت کالباس دنیادارون کے لئے۔ نقار کا لباس ولیون کے لیے اور تقویٰ کالباس حضوری والون کیلئے ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ؏ (اور پرہیزگاری کالباس سب لباسون سے بہتر ہے) جسنے اپنے دین مین باریک بینی کی اُسکے لئے پل صراط باوجود اپنی باریکی کے کشادہ ہوجاے گا اور جسنے اپنے دین مین وسعت سے کام لیا اُسکے لیے پل صراط باریک ہونے کے علاوہ تنگ بہی ہوجاے گا۔ اور جسنے اُسکے حقوق کے سامنے اپنے حقوق کو میٹ دیا اُس سے ہر سختی و عذاب میٹ دیا جائیگا۔

(۲۳۰) ابوبکر بن داوٗد دینوری رقّی رحمہ اللہ تعالیٰ



شام مین رہتے تھے اور ابوعلی رودباری کے ہمنشیون مین سے تھے مگر انہون نے سو برس سے زیادہ عمر پائی۔ آپ ابوعبداللہ ابن الجلار بڑے ابوبکر رقاقی اور ابوبکر مصری کی صحبتون مین رہے لیکن یہ ابن الجلار کی طرف زیادہ منسوب تھے۔ اور اپنے وقت کے بزرگترین مشائخ مین سے عمدہ ترین حال والے اور بزرگون کی صحبت یافتہ ہونے مین سب سے بڑہے ہوے تھے۔ تین سو پچاس ہجری کے بعد رہگرا ے عالم جاودانی ہوے۔ ان سے کسی نے پوچہا کہ فقر و تصوف مین کیا فرق ہے تو اُنہون نے

؏ پارۂ ہشتم رکوع دہم (سورۂ اعراف آیت ۲۶)

کہا کہ فقر تصوف کے حالون مین سے ایک حال ہے۔ پہران سے پوچہا گیا کہ
تصوف کی علامت کیا ہے آنہون نے جواب دیا کہ ہر وقت ایسے امر مین مشغول رہنا
جو سب سے بہتر ہو۔ اور انکا قول ہے کہ فقرا جب علم کی حقیقت سے اُتر کر علم کے ظاہر کیطرف
آتے ہین تو اپنے احوال مین اللہ تعالی کے ساتہہ سوء ادبی کرتے ہین بخلاف
غیرون کے۔ اور یہ کہا کرتے تہے کہ اہل معرفت اپنے معروف (شناسا یعنی جس ذات
کی معرفت اُنکو حاصل ہے) کی زندگی کیلئے زندہ رہتے ہین اسلئے حقیقت مین
زندگی ہے تو اہل معرفت کی نہ کہ اورون کی ؎

زندگی زندہ دلی کا ہے نام　　　مردہ دل خاک جیا کرتے ہین

(۲۳۱) ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمن رازی رحمہ اللہ تعالی

"شعرانی" کے نام سے مشہور تہے۔ اصل کے اعتبار سے رَےْ کے اور مولد و منشا
کے لحاظ سے نیشاپور کے تہے۔ جُنَید۔ ابو عثمان حیری۔ رُوَیم۔ محمد بن الفضل۔ سمنون
جوزجانی۔ محمد بن حامد وغیرہم بزرگان صوفیہ کے فیضان صحبت سے مالامال اور ابو عثمان
کے جلیل القدر مریدون مین سے تہے۔ اور ابو عثمان رضی اللہ تعالی عنہ انکی بہت تعظیم
و توقیر کرتے اور انکے رتبہ شناس تہے۔ اپنے زمانہ مین نیشاپور کے بہت بڑے
بزرگ تہے۔ انہون نے اسقدر ریاضتین کی تہین کہ کان اُنکے سننے کی تاب
نہین لا سکتے۔ علوم صوفیہ کے عالم تہے۔ اور حدیثین بہت لکہی تہین۔ اور ثقہ پاکیزہ

وصاف آدمی ستھے۔ انہون نے ۳۲۵ھ تین سو تر پن ہجری مین عالم بالا کا سفر کیا
ایک مرتبہ ان سے پوچھا گیا کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ لوگ اپنے عیبون کو جانتے ہین
اور پہر بہی اپنی خوبو کو دوست رکہتے ہین اور نہ اُسکو چہوڑتے اور نہ طریق صواب کیطرف
لوٹتے ہین۔ اسکے جواب مین انہون نے کہا کہ اسکا سبب یہ ہے کہ لوگ علم پر ناز
کرنے مین مشغول ہوئے اور اُسپر عمل کرنے مین مشغول نہوئے اور ظاہری باتون
کی چہان بین مین لگ گئے اور باطنی چیزون کی تفتیش و تجسس کو چہوڑ بیٹھے اسلئے اللہ تعالی
نے صواب کی طرف نگاہ کرنے سے اُن کی آنکھون کو اندہی کردیا اور اُن کے اعضا
کو عبادت سے روکدیا۔ انکا قول ہے کہ عارف خلق اللہ کی موافقت پر صرف
اللہ ہی کی عبادت کرتا ہے ورنہ وہ تو اُس حالت کے ساتھ جو اللہ چاہتا ہے اللہ کے
ساتھ ہے۔ اور معرفت بندون اور اُسکے آقا کے درمیان پردون کے اُٹھ جانے
کا نام ہے۔

(۲۳۲) ابو عمرو اسمعیل بن نجید بن احمد بن یوسف بن سالم بن خالد سلمی رحمہ اللہ تعالے

یہ شیخ ابو عبدالرحمن سُلمی کے جو امام قشیری کے پیر تہے دادا تہے۔ ابو عثمان رضی اللہ
عنہ کی صحبت مین رہے اور اُنکے بہت بڑے اصحاب مین سے تہے۔ جنید رضی اللہ
عنہ سے ملے اور اپنے وقت کے بڑے بزرگان طریقت مین سے تہے۔ حال کو مشتبہ

بنانے اور وقت کو بچانے کا انکا ایک خاص طریقہ تھا جسمین یہ منفرد تھے۔ ابوعثمان
کے اصحاب مین سب سے پیچھے انہون نے ۳۶۶ھ تین سو چھیاسٹھ ہجری مین دار آخرت
کی راہ لی۔ انہون نے حدیثین سُنین اور روایت کین اور ثقہ تھے۔ آنکے چند مقولے
یہ ہین۔ ہر حال علم ہی کا نتیجہ ہوا کرتا ہے اسلئے صاحب علم کے حق مین اُسکے نفع سے
اُسکا ضرر زیادہ ہوتا ہے۔ جسکے نزدیک اپنے نفس کی عزت ہوئی اُسکے نزدیک
اُسکا دین ذلیل ہوا جسکا دیکھنا تمکو مہذب نہ بناسے تو جان لوکہ وہ غیر مہذب ہے، کسی
شخص کا قدم عبودیت مین خالص نہین ہوتا تاوقتیکہ اپنے نزدیک اپنے کل کامون کو
ریا اور اپنے سب حالون کو دعویٰ نہ سمجھے۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی بھلائی چاہتا
ہے تو نیکون اور نیکوکارون کی خدمت اُسکو نصیب کرتا اُنکے اشارون کو قبول
کرنے کی توفیق دیتا نیکیون کی راہین اُسپر آسان کردیتا اور نیکیون پہ ناز کرنے سے
روکے رکھتا ہے۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ دعوے کہان سے پیدا ہوتے ہین
انہون نے کہا کہ کبر وغرور اور باطن کے فتور سے۔ آنکے بعض اقوال یہ ہین۔
دعوے تو صرف ابتدا کی خرابی ہی سے پیدا ہوتے ہین اسلئے جسکی ابتدا درست ہوئی
اُسکی انتہا درست ہوئی اور جسکی ابتدا بگڑی وہ اکثر احوال مین سے کسی حال مین ہلاک ہوجایا
کرتا ہے۔ ملامتی کا کبھی کوئی دعویٰ نہین ہوتا کیونکہ وہ کسی چیز کو اپنی جانتا ہی نہین جس کا
وہ دعوے کرے۔ عام مسلمانون کا احترام کرو اور کسی کام مین جبتک کہ تمہارے امکان
مین ہو کمیانہ بنو اور لوگون مین گمنام رہو کیونکہ لوگون مین جسقدر پہچانے جاؤگے اور اُنمین
مشغول ہوگے اُسیقدر تمہارے پروردگار کے حکمون مین سے تمہارا حصہ ضائع جائیگا
جسنے اپنی خوبیان اُس شخص پر ظاہر کین جو اُسکے نفع و ضرر کا مالک نہین ہے اُسنے

اپنی جہالت ثابت کی۔ اور جو شخص استقامت مین حد تک پہونچ گیا اُسکے ذریعہ سے
کوئی شخص کج نہوگا اور جو کج ہوا اُسکے ذریعہ سے کوئی سیدہا نہوگا۔

(۲۳۳) ابو الحسن بن احمد ابن سہل بوشنجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ



یہ جوانمردان خراسان مین یگانۂ زمان تھے۔ ابو عثمان سے ملے و عراق مین ابن عطار
و جریری کے ساتھ اور شام مین طاہر مقدسی و ابو عمرو دمشقی کی صحبتون مین رہے۔ اور
بہت سے مسائل مین شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گفتگو کی۔ اور یہ اپنے وقت کے
سب مشائخ سے علوم توحید و علوم معاملات کے زیادہ تر جاننے والے حُسن اخلاق و
فتوت و تجرید کے طریقہ مین سب سے اچھے اور فقیرون کی تعظیم کرنیوالے تھے ۳۴۸ھ
تین سو اڑتالیس ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کیطرف سدہارے۔
تصوف کے بارہ مین ان سے سوال ہوا تو انہون نے کہا کہ آج اسکا نام موجود ہے
مگر حقیقت نہین ہے حال آنکہ یہ حقیقت تہا نام نہ تہا۔ انکا قول ہے کہ جسکا باطن
اُسکے ظاہر سے افضل ہو وہ ولی ہے جسکا باطن و ظاہر یکسان ہو وہ عالم ہے اور جسکا
ظاہر اُسکے باطن سے بہتر ہو وہ جاہل ہے اور اسی لیئے وہ اپنے حق مین انصاف
نہ کریگا اور غیر سے انصاف کا طالب ہوگا۔ ان سے پوچھا گیا کہ زیرک کون ہے؟
اُنہون نے کہا کہ جو اپنی ذات افعال اخلاق و عادات مین بے تکلف و سُبک ہو۔
اور ان کا مقولہ ہے کہ نیکی اپنے رتبہ سے نیچے آتا ہے اور بدی دو ٹوک
کرتا ہے۔

(۲۳۴) ابوعبداللہ محمد بن خفیف ضبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شیراز مین مقیم ہوئے اور شیخ المشائخ دیکھتا ہے زمانہ اور ظاہری علوم و حقائق کے عالم تھے۔ مقامات و احوال اور سارے اخلاق و اعمال مین انکی حالت بہت عمدہ تھی ۳۷۱ھ تین سو اکہتر ہجری مین ہستی موہوم کے بوجھ سے سبکدوش ہوئے۔ انکے چیدہ اقوال یہ ہین:۔ تصوف دلون کا صاف کرنا طبعی اخلاق کو چھوڑنا صفات کا مٹھانا نفسانی دعوون سے کنارہ کرنا روحانی صفتون کا آنا حقیقت کے علوم سے لگا ہونا ساری امت کا خیرخواہ بننا اور شریعت مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنا ہے۔ رخصتون سے فائدہ اٹھانے اور تاویلون کو قبول کرنے مین نفس کی باگ ڈھیلی کر دینے سے کوئی چیز مرید کے لئے زیادہ ضرر رسان نہین ہے۔ ذکر دو قسم کے ہین ظاہری و باطنی۔ ظاہری تو تہلیل (لا الہ الا اللہ کہنا) تحمید (الحمد للہ کہنا) تمجید اور قرآن پڑہنا ہے اور باطنی اللہ تعالیٰ اُسکے صفات اُسکے اسماء و افعال کی معرفت اور ساری مخلوقات پر اُسکے احسان کے دائر و سائر ہونے اُسکی تدبیر کے جاری رہنے اور اُسکے احکام کے نافذ ہونے کی شرطون سے آگاہ رہنے کے متعلق دلون کو باخبر رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر منفرد ہے اور وہ مذکور کا اسطور پر یاد کرنا ہے کہ اُسکی آحدیت کو ہر مذکور سے جو اُسکے سوا ہے منفرد یعنی الگ کر لیا جائے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ لا الہ الا اللہ سب ذکرون سے افضل ہے۔ یہ کہتے ہین کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ جسکو اللہ تعالیٰ

کیطرف کی راہ معلوم ہوئی اور وہ اُسپر چلنے کے بعد لوٹ آیا اُسپر اسد تعالیٰ ایسا عذاب کرے گا کہ سارے عالم مین کسی پر نہ کیا ہو گا - اور انکا مقولہ ہے کہ تم اُسکا پیچھا نہ چھوڑو جو تمکو اپنے فعل کی زبان سے نصیحت کرے اور اپنے قول کی زبان سے نصیحت نہ کرے -

(۲۳۵) ابوالحسین بندار بن حسین شیرازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آذربیجان مین رہتے اور اصول وزبان کے عالم تھے - علم حقایق مین ان کی قوت بیان محتاج بیان نہین ہے - شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکی تعظیم اور بہت قدر کرتے تھے مختلف قسم کے مسائل مین انکے اور ابن خفیف کے مابین گفتگوئین ہوئی تہین - ۳۵۳ھ تین سو ترپن ہجری مین انہون نے بندار ہستی سے رہائی پائی ابو زرعہ طبری نے انکو غسل دیا تہا - ان سے کسی نے پوچہا کہ صوفیہ اور متصوفہ مین کیا فرق ہے اسکے جواب مین انہون نے کہا کہ صوفی وہ ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے چن لیا اور اسلئے اُسکو بلا تکلف سچا اور خالص دوست بنا لیا ہو اور متصوف وہ ہے جو باوجود دنیا کی رغبت اور بشریت کی تربیت کے اپنے نفس سے تکلف اور زہد کا اظہار کرتا ہو - انکے بعض اقوال نصیحت اشتمال یہ ہین - آپنے نفس سے مخاصمہ نہ کرو کیونکہ وہ تمہارے بس کا نہین ہے اُسکو اُسکے مالک پر چھوڑ دو جسطرح چاہے اُسکے ساتھ پیش آئے - مقتضاے ادب نہین ہے کہ تم اپنے رفیق سے پوچھو کہ کہان جاتے ہو یا کس کام مین ہو جسنے حقیقت مین اپنے پروردگار کو اپنا قبلہ نہ بنایا

اُسکی نماز درست نہین ہے۔ بنی عامر کے مجنون (قیس) کو مرنے کے بعد کسی نے
خواب مین دیکھا اور اُس سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھہ کیا سلوک کیا اُسنے
کہا کہ مجھے بخشدیا اور عاشقون کے لئے حجت بنایا۔ جسنے آخرت کیطرف رخ کیا اور جو
اُسکی طرف مائل ہوا اُسکو آخرت نے اپنے نور سے جلایا اور وہ پگھلا ہوا سونا ہوگیا
جس سے نفع اُٹھایا جاسکتا ہے اور جسنے اللہ تعالیٰ کی جانب توجہ کی اُسکو اللہ
تعالیٰ نے توحید کے نور سے جلایا اور وہ انمول جوہر بن گیا۔ ایک مرتبہ ان سے پوچھا
گیا کہ دنیا کیا ہے تو انہون نے کہا کہ جو قلب سے نزدیک ہو اور حق سے باز رکھے ؎
چیست دنیا۔ ازخدا غافل بُدن۔

(۲۳۶) ابو بکر طمستانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

بزرگ ترین مشائخ اور اعلیٰ ترین حال والے تھے۔ اور اپنے حال و وقت مین یگانہ
تھے جسمین اُنکے ابنائے جنس مین سے نہ کوئی اُنکا شریک تھا اور نہ کوئی اُنکے
قریب پہونچتا تھا۔ شبلی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس امر کے قائل تھے اور انکی تعظیم و توقیر
کرتے تھے۔ ابراہیم فارسی وغیرہ بزرگان فارس کی صحبتون مین رہے۔ اور سب ان کی
عزت کرتے تھے۔ نیشاپور کی خاک انکو کھینچ لائی اور ۳۴۰ھ تین سو چالیس ہجری مین اُسنے
اس جوہر بے بہا کو ہمیشہ کے لئے چھپا دیا۔ یہ اپنے اصحاب سے کہا کرتے تھے کہ
اللہ تعالیٰ کے ساتھہ زیادہ بیٹھا کرو اور آدمی کے ساتھہ کم۔ یعنی گوشہ نشین رہو۔ اور انکے
منتخب اقوال یہ ہین :۔ بہترین آدمی وہ ہے جو اپنے سوا اورون کو برسرِ حق سمجھے

اور یہ جانے کہ اللہ تعالیٰ کیطرف کی راہ اُس راہ کے سوا ہے جسپر وہ خود ہے گو وہ مرتبہ
مین بلند ہوگیا ہو - اور یہ اسلیئے ہے کہ جس چیز کا وہ مُکلّف ہے اُسمین وہ اپنے
آپ کو قاصر سمجھتا رہے - جسنے کتاب وسنت کی پیروی اور اپنے قلب سے اللہ
تعالیٰ کی طرف ہجرت کی اور صحابہ کے نقش قدم پر چلا اُسپر صحابہ کو صرف یہی فوقیت
ہے کہ انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا - بیدارون کے لئے بیداری
بیشک آخرت کا آباد کرنا ہے جسطرح غافلون کے لیے غفلت دنیا کا آباد کرنا ہے
مین کہتا ہون کہ یہ اُسوقت ہے جب پیشہ کرنیوالا اپنے پیشہ سے بندون کو
نفع پہونچانے کا قصد نہ کرے اور صرف دنیا جمع کرنے پر کفایت کرے مگر جب وہ اپنے
حرفہ سے بندون کی نفع رسانی کا ارادہ کرے تو وہ ضرور دنیا وآخرت دونون کو آباد کرتا ہے
واللہ اعلم - اور آنکا قول ہے کہ ہر ایسے شخص کو جسنے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان
سچائی سے کام لیا اُسکی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کی سچائی خلق اللہ کے لئے فارغ ہونے سے
باز رکھے گی - مین کہتا ہون کہ ہمارے شیخ شیخ محمد بن عنان رضی اللہ تعالےٰ
عنہ اسی مقام کے لوگون مین سے تھے کیونکہ وہ کبھی کسی شخص کے کلام کی تردید کر نہین
سکتے تھے - اور کہا کرتے تھے کہ مین کیا کرون حالت تو یہ ہے کہ ساری ہستی میری
دشمن ہے - اور انکا مقولہ ہے کہ وصل بلافصل ہوتا ہے مگر جب فصل آیا تو وصل
نہ رہا - اور یہ کہتے تھے کہ نفس آگ کیطرح ہے کہ ایک جگہہ دباؤ تو دوسری جگہہ بھڑکنے
لگتی ہے یہی حال نفس کا ہے کہ جب ایک جانب مُہذب و ٹھیک بنایا جاوے
تو دوسری جانب اپنا اثر دکھلاوے - اور کہا کرتے تھے کہ اگر تم مین ادب کے ساتھ
اللہ تعالیٰ کی صحبت مین رہنے کی قدرت نہ ہو تو صحبت مین رہنے والے کی صحبت

مین رہو تاکہ اُسکی صحبت مین رہنے کی برکتین تمکو اللہ تعالیٰ کی صحبت مین پہونچائین۔

(۲۳۷) ابو العباس احمد بن محمد دینوری رحمہ اللہ تعالےٰ



یوسف بن الحسین۔ عبد اللہ ابن الخراز۔ ابو محمد جریری۔ و ابو العباس بن عطار کی صحبتین پائین۔ اور رویم سے ملے تھے۔ نیشاپور آئے اور یہان مدت تک لوگون کو وعظ و نصیحت کرتے اور معرفت پر نہایت عمدہ تقریرین کرتے رہے۔ بعدہ نیشاپور سے سمرقند چلے گئے اور وہین تین سو چالیس ہجری کے بعد دنیا کی تلخی سے آخرت کی شیرینی کی طرف دوڑے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ چیزون کے مشاہدہ کے ترتیب مین علمائے درجے متفاوت ہین ایک گروہ تو چیزون سے اللہ تعالیٰ کیطرف لوٹتا ہے اسلئے یہ گروہ چیزون کو چیزون کی حیثیت سے مشاہدہ کرتا اور بعد کو اللہ تعالیٰ کیطرف رجوع کرتا ہے اور ایک گروہ اللہ تعالیٰ سے چیزون کیطرف اسطور پر لوٹتا ہے کہ اُسکے حضور سے غائب بھی نہین ہوتا اس سبب سے یہ گروہ کوئی چیز ایسی نہین دیکھتا جسکے پہلے اُسنے حق کو نہ دیکھ لیا ہو۔ اور ایک گروہ وہ ہے جو چیزون ہی کے ساتھ رہجاتا ہے کیونکہ اُسکو اُن چیزون سے اللہ کیطرف کی راہ نہین ملتی۔ اور اپنے اہل زمانہ کی نسبت کہا کرتے تھے کہ ان لوگون نے تصوف کے ارکان توڑ ڈالے۔ اُسکی راہ منہدم کردی اور نئے نام گڑھ کر اُسکے معانی بدلڈالے۔ طمع کا نام زیادت رکھا ہے۔ سوء ادب کا اخلاص۔ حق سے نکلجانے کا شطح[1]۔ بُری چیز سے مزہ لینے کا طیبت ہواو

[1] صوفیون کی اصطلاح مین شطح ایسی بات کو کہتے ہین جس سے رعونت و دعوے کی بو آئے۔ ۱۲ مترجم

ہوس کی پیروی کا ابتلا اور دنیا کی طرف رجوع ہونے کا وصول - بدخلقی کا صولت بخل کا کا حلاوت - سوال کا عمل - اور بدزبانی کا سلاست - حال آنکہ اس گروہ کا طریق اسطرح کا نہ تہا اگلے لوگ تو اس راہ مین حیا و ادب کے ساتھہ اور حظوظ سے پرہیزگار بنکر داخل ہوئے تہے -

(۲۳۸) ابوعثمان سعید بن سلام مغربی رضی اللہ تعالی عنہ

قیروان کے ایک گاؤن کے رہنے والے تہے جسکا نام کوکب تہا عرصہ دراز تک حرم شریف مین مقیم رہے - انکے پیر ابوعلی معروف بابن الکاتب تہے - اور یہ حبیب مصری و ابوعمر و زجاجی کی صحبتون مین رہے - اور نہرجوری - ابوالحسین بن صائغ دینوری وغیرہ مشائخ سے ملے تہے - برتر حال ہونے وقت کے محفوظ رکہنے فراست سے صحیح حکم لگانے اور ہیبت کی قوت مین انکا مثل دیکہا نہ گیا - نیشاپور پہونچے اور وہین ۳۷۳ھ تین سو تہتر ہجری مین واصل حق ہوئے - انہون نے وصیت کی تہی کہ ابوبکر بن فورک میرا جنازہ پڑہائین - انکا مقولہ ہے کہ جسنے اپنے اعضا کو اوامر کے تحت مین محفوظ رکہا وہ ہمیشہ اعتکاف مین ہے - اور انکا قول ہے کہ بادشاہ جبار نے خواہی نخواہی یہی چاہا کہ اپنے دوستون کو اسطور سے آزمائے کہ انکے دشمنون کو ان پر مسلط کردے تاکہ وہ دیکہے کہ اسکے دوست کیونکر اسپر صبر کرتے ہین - پس اگر انہون نے اپنے دشمنون کی بلاؤن پر صبر کیا تو انکو اپنا علم دیکر معزز بناتا - اپنے وصل کا مژدہ سناتا اپنے قرب مین جگہہ دیتا - اپنے مشاہدہ کی نعمت عطا فرماتا - اپنے ذکر سے محفوظ کرتا -

اپنی معرفت تک پہونچاتا ہے اور اُنکو ایسے پیشوا جنکا اقتدا کیا جاے اور اپنے بندون کی نجات کا ذریعہ اور اپنی زمین مین رحمت کا وسیلہ بناتا ہے **مین کہتا ہون** کہ دشمنون کے مقابلہ مین اُنکے صبر کرنے کے یہ معنی ہین کہ دشمن اللہ تعالے کے اوامر کے چھڑانے مین جکو شش کرے اُسپر صبر کرے اور وسوسون کی کثرت سے آشفتہ خاطر ہو کر دشمن کی اطاعت نہ کر بیٹھے۔ واللہ اعلم اور انکے چند مقولے یہ ہین :— اللہ تعالی نے اپنے بندون کی دلبستگی اپنے دوستون کی رویت مین رکھی ہے۔ حدیث اکثر اهل الجنة البله (اکثر جنتی بے عقل ہوتے ہین) کے معنی مین انکا قول ہے کہ اپنی دنیا کے بارہ مین بیوقوف اور اپنے دین کے بارہ مین باخبر ہوتے ہین جسنے فقیرون کی ہمنشینی پر امیرون کی صحبت کو مقدم رکھا اُسکو اللہ تعالی مردہ دلی مین مبتلا فرماتا ہے۔ دعوے کرنیوالے سے گنہگار بہتر ہے کیونکہ گنہگار توبہ کی راہ ڈہونڈہے گا اور دعوے کرنیوالا اپنے دعوے کے خیال مین خبط رہیگا۔ عارفون کے مُنہ قدرت کی مناجات کے لیے فارغ (ہردم آمادہ) رہتے ہین۔ دل کبھی مستور ہوتا ہے لیکن مفتون (فتنہ مین مبتلا) نہین ہوتا جس شخص[ع] کو گدہے کی چیخ پکارسے وہی آواز سُنائی نہ دے جو عود اور گوئیون کے ساز سے سُنائی دیتی ہے وہ جھوٹا ہے۔ **مثنوی**

نہ مطرب کہ آواز پاے ستور	سماع ست گر عشق داری و شور
مگس پیش شوریدہ دل پرنہ زد	کہ او چون مگس دست برسر نہ زد
نہ بم داند آشفتہ سامان نہ زیر	برآواز مرغے بنالد فقیر
چو شوریدگان مے پرستی کنند	برآواز دولاب مستی کنند

ع مترجم کہتا ہے کہ اسی مضمون کا گلدستہ سعدی علیہ الرحمۃ کی بوستان مین بہار دکہلا رہا ہے ۱۲

(۲۳۹) ابوالقاسم ابراہیم بن محمد بن محمویہ نصرآبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اپنے وقت مین ملک خراسان کے شیخ تھے - انکا اصلی وطن و مولد و منشا نیشاپور تھا - کئی قسم کے علوم مین لوگون کے مرجع تھے یعنی سُنن کے حافظ و جامع علوم تواریخ کے ماہر اور علم حقائق مین کامل تھے - اور اپنے زمانہ کے بزرگون مین علم و حال کے اعتبار سے یکتا تھے - ابوبکر شبلی ابو علی رودباری ابو محمد مرتعش وغیرہم بزرگان طریقت کے فیضان صحبت سے فیضیاب ہوئے تھے - نیشاپور ہی مین رہا کرتے تھے لیکن آخر عمر مین مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور ۳۶۶ھ تین سو چھیاسٹھ ہجری مین اُنھون نے حج کیا اور جوار حرم مین اقامت اختیار کی - اور ۳۶۷ھ تین سو سڑسٹھ ہجری مین دار باقی کی راہ لی - حدیثین لکھی اور روایت کی تھین اور ثقہ تھے - آنکا قول ہے کہ طریقت کا ادب یہ ہے کہ جب زہد و ترک دنیا مین آدمی کی شہرت ہوجاے تو لوگون کے سامنے مال دنیا کا امسِاک نبجا دے تاکہ زہد کی نسبت اُسکی طرف موقوف ہوجاے کیونکہ کل دارو مدار تو قلب پر ہے "بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتون کو نہین دیکھتا ہی بلکہ تمہارے دلون کو دیکھتا ہے" اور کہتے تھے کہ جب ظہورات حق مین سے کچھ تم پر جلوہ گر ہو تو اُسکے سامنے نہ تم جنت کی طرف التفات کرو اور نہ دوزخ کیطرف اور نہ دونون کا خیال دل مین آنے دو بعدہٗ جب تم اس حال سے لوٹو تو جسکو اللہ تعالیٰ نے عظمت عطا فرمائی ہے اُسکی تعظیم کرو ان سے کہا گیا کہ بعض آدمی عورتون کے ساتھ بیٹھا کرتے اور کہتے ہین کہ ہین اُنکے

دیکھنے مین معصوم ہون۔ اسکو سُنکر انہون نے کہا کہ جب تک صورتین باقی ہین بندہ امرد نہی کا مخاطب ہے خصوصاً جنہون نے شادی نہین کی ہے۔ جسنے جزا کو مدنظر رکھکر عمل کیا اُسکے اعمال حد وشمار کے ساتھ ہونگے اور جسنے مشاہدہ کے ساتھ عمل کیا اُس کو مشاہدہ شمار اور اعداد سے غافل کردے گا۔ اور ایک دوسری روایت مین یہ ہے کہ جسنے گن کر عمل کئے اُسکو ثواب بھی گن کر ہی ملیگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مَنْ[عـ۵] جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (جو شخص نیکی لیکر آئے گا تو اُسکا دس گنا اُسکو ملے گا) اور جسنے مشاہدہ کے ساتھ عمل کئے اُسکا اجر بے شمار ہو گا کیونکہ اللہ تعالےٰ کا قول ہے اِنَّمَا[عـ۵] یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ (وہ تو صبر ہی کے بندے ہین جنکو اُن کا اجر بے حساب بھر دیا جائیگا) آنکا قول ہے کہ عاشقون کا خون کھولتا اور جوش کھاتا رہتا ہے جس حال مین کہ وہ حق کے ساتھ ایسے مقام پہ کھڑے رہتے ہین کہ اگر آگے بڑہین تو ڈوب جایئن اور پیچھے ہٹین تو حضوری سے روک دیے جایئن اور سلوک سے جذب زیادہ تیز رفتار ہے کیونکہ حق کی ہر کشش بندہ کو ثقلین کے اعمال سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ اور تصوف کی جڑ کتاب وسُنت کی پابندی۔ حرص وہوا اور بدعتون کا ترک۔ حُرمات مشائخ (پیرون کے عہد وپیان جنکا توڑنا جائز نہین ہے) کی تعظیم۔ خلق اللہ کے لئے معذرتین قائم کرنی۔ اور اوراد کی مداومت۔ اور رخصتون وتاویلون پر چلنے سے دست برداری ہے اور جو شخص اس راستہ سے بھٹکا وہ مردانِ خدا کے رتبہ سے گرا۔ اور زاہد دنیا مین اجنبی ہے اور عارف آخرت مین ہاور اللہ تعالےٰ

عـ۵ پارۂ ہشتم رکوع ۷ (سورہ انعام۔ آیت ۱۶۰) مترجم ۱۲

عـ۵ پارہ بست وسیوم رکوع ۱۶ (سورۂ زمر۔ آیت ۱۰) مترجم۔ ۱۲

نے اصحاب کہف کا نام "فتیۃ" (جوان) اسلیئے رکھا کہ وہ بلاواسطہ ایمان لائے تھے۔ اور اولیاء کیلیے سوال نہین ہے انکا سوال تو گمنا اور گمنام رہتا ہے۔ اور دیوں کی نہایتین نبیون کی بدایتین ہین۔ اور جمع عـ۵ عین توحید ہے اور تفرقہ عـ۵ تجرید کی حقیقت اور وہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالی کے لئے ایسا فانی ہوجاے کہ کل چیزون کو اُسی کے ذریعہ سے اُسی کیلیے اُسی سے اور اُسی کیطرف دیکھے اور جانے۔

(۲۴۰) ابو الحسن علی بن ابراہیم حصری رضی اللہ تعالی عنہ



اصل مین بصرہ کے رہنے والے تھے۔ اور انہون نے بغداد مین سکونت اختیار کی اور وہین جمعہ کے دن ۳۷۱ھ تین سو اکتر ہجری کے شہر ذیحجہ مین قضا کی۔ اپنے وقت مین عراق کے شیخ تھے اور انکے زمانہ کے بزرگون مین کوئی شخص ان کا مثل گفتگو مین زیادہ تر کامل۔ زیادہ خوش بیان زیادہ بلند رتبہ اپنے طریقہ مین یگانہ اور سیرت وحال مین زیرک ودانا دیکھنے مین نہ آیا۔ توحید مین انکی قوت بیانیہ انہین کے ساتھ مخصوص تھی اور تجرید وتفرید مین جوان کا مقام تھا اُسمین انکے بعد کوئی دوسرا انکا شریک نہوا۔ یہ عراق والون کے پیر تھے اور ان مین جسنے (طریقت کا) ادب سیکھا اُسنے انہین سے سیکھا۔ شبلی رح کی صحبت مین رہے اور اُنہین کیطرف منسوب ہوے اور دوسرے بزرگون کی صحبتین بھی پائین۔ یہ کہتے تھے کہ مین ایک زمانہ تک جب قرآن

عـ۵ "جمع" بلا خلق کے حق کی طرف اشارہ کرنا۔ اصطلاحات صوفیہ۔ مترجم۔ ۱۲

عـ۵ "تفرقہ" بلاحق کے خلق کی طرف اشارہ کرنا۔ اور بقول بعض عبودیت کا مشاہدہ۔ ۱۲۔ اصطلاحات صوفیہ۔ مترجم

تلاوت کرتا تہا تو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم نہین کہتا اور اپنے دل مین کہتا تہا کہ شیطان مردود کون ہوتا ہے جو خدا کے کلام کے سامنے آموجود ہو مین کہتا ہون کہ شاید یہ امر ان سے کمال کے پہلے وقوع مین آیا ہو ورنہ کامل تو وظیفے پڑہتے اور اُن مین سے کبہی کم نہین کرتے ہین اور اللہ عزوجل نے اشرف المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا تہا پس اگر اُسکا حاضر نہونا کمال ہوتا تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑہکر کون اسکا مستحق ہوسکتا تہا واللہ اعلم۔ اور کہا کرتے تہے کہ تعریض سے کام لو اور تصریح نہ کیا کرو تعریض پردہ ڈالنے کے لئے خوب چیز ہے۔

(۲۴۱) ابو عبد اللہ احمد بن عطار بن احمد رودباری[ع] رحمہ اللہ تعالےٰ



یہ ابو علی رودباری کے بہانجے اور اپنے زمانہ مین ملک شام کے شیخ تہے اور اپنے احوال مخصوصہ اور بہت سے علوم یعنی علم شریعت و قرآن اور علم حقیقت و اخلاق کے باعث مرجع انام تہے۔ اپنے اخلاق عادات مین متفرد۔ فقر کی عظمت و نگہداشت

[ع] رودبار بضم را مہملہ و سکون واو۔ ابن حوقل لکہتا ہے کہ " دیلم بلند پہاڑ ہین اور جس شہر مین بادشاہ رہتا ہے اُسکا رودبار نام ہے یعنی آل حسان رہتے ہین اور دیلم کی ریاست انہین لوگونمین ہے اور بعض آدمی سمجہتے ہین کہ دیلم بنی ضبہ کا ایک گروہ ہے "۔ مشترک مین ہے کہ رودبار ملک دیلم کا ایک قصبہ ہے۔ اور بغداد کے دیہات مین سے ایک گانون کا بہی نام ہے اور ملک خراسان مین طوس کا ایک موضع ہے۔ اور مرو کے علاقہ مین بہی اس نام کا ایک گانون ہے۔ اور شاش کے ایک گانون اور ہمدان کے ایک محلہ کا نام بہی رودبار ہے جیسا کہ ابو الفدار نے لکہا ہے۔ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مین ممتاز آداب فقر کی دائمی پابندی و فقیرون کی محبت مین استوار - اور ان کی طرف میلان رکہنے اور اُن سے نرمی کے ساتہہ پیش آنے مین اعجوبۂ روزگار تہے -

۳۶۹ھ تین سو انہتر ہجری مین شہر صور مین دم صور تک انہون نے آرام لیا - ان کا قول ہے کہ اہل غیبت جب پیتے ہین تو بے عقل ہوجاتے ہین اور اہل حضور جب پیتے ہین تو عیش کرتے ہین - اور ہر برے سے بدتر کنجوس صوفی ہے مین کہتا ہون کہ یہان کنجوس سے ایسا شخص مراد ہے جو بخل کیوجہ سے نہ دے نہ وہ جو حکمت کے باعث رُک جائے کیونکہ بعض آدمی کو نہ دینا اللہ عزوجل کے اخلاق مین سے ہے واللہ اعلم - اور یہ کہا کرتے تہے کہ تصوف اہل تصوف سے بُخل کو دور کرتا ہے اور حدیثین لکہنا اہل حدیث سے جہل کو دفع کرتا ہی اور جب یہ دونون باتین ایک شخص مین جمع ہوجائین تو اُسکے مقام کا کیا کہنا ہے - اور انکا قول ہے کہ مخالفون کے ساتہہ بیٹہنا جان کو گہلانا ہے اور ہمجنسون کے ساتہہ بیٹہنا عقل کو بڑہانا ہے - اور جسنے بلا ادب ولیون کی خدمت کی وہ ہلاک ہوا - اور ہر شخص جو ہمنشینی کی صلاحیت رکہتا ہے موانست کی صلاحیت نہین رکہہ سکتا اور ہر شخص جو موانست کی صلاحیت رکہتا ہے اسرار کا امانت دار نہین ہوسکتا کیونکہ اسرار کے امانت دار صرف امین ہی ہو سکتے ہین - اور انکی عادت تہی کہ جب کسی جگہہ کے ارادہ سے چلتے تہے تو فقیرون کے پیچہے پیچہے جاتے تہے ممکن نہین کہ اُن سے آگے ہو جائین -

(۲۴۲) ابوعبداللہ محمد بن محمد بن حسن بدوغندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بہت بڑے بزرگان طوس مین سے تہے - ابوعثمان حیری اور اُنکے طبقہ کے بہت سے

بزرگون کی صحبتین پائین اور اپنے طریقہ مین اپنے وقت کے یکتا ہوگئے اور ان کی
بہت سی نشانیان اور کرامتین ظاہر ہوئین - اور حال مین مجرد اور بڑی ہمت والے تہے -
تین سو پچاس کے بعد انہون نے اس دنیا سے رحلت کی - آنکا قول ہے کہ دنیا کے
لئے دنیا کو چھوڑنا مال دنیا جمع کرنے کی محبت کی علامت ہے - اور جسنے اپنی کمسنی مین اللہ
کے حق کو ضائع کیا اُسکو اللہ تعالی نے کبرسنی مین ذلیل فرمایا مین **کہتا ہون**
کہ یہ قول اُسوقت صادق آئیگا جب اُسنے مقبول توبہ نہ کی ہو اور اللہ تعالی کے
ذلیل کرنیکے یہ معنی ہین کہ وہ ذلت کا سزاوار ہوا کیونکہ بعض وقت اسکا وقوع نہین
بہی ہوتا ہے - اور انکا قول ہے کہ خبردار خدمت کرنے مین تمیز و تفریق نہ کرنا کیونکہ ارباب
تمیز گذر گئے سب کی خدمت ؏ کرو تاکہ تمہاری مراد حاصل ہو اور مقصود ہاتہ سے نہ جانے
پائے اور ہمنے کسی شخص کو نہ دیکہا کہ اُسنے فقیرون کی خدمت کی ہو اور اُنکی برکتین اُسکو
حاصل نہوئی ہون اور آخرت سے پہلے دنیا کی عزت اُسکو ردکمن مین نہ ملی ہو - اور زاہد
اپنی ذات کے حظ مین مشغول رہتا ہے اور صوفی اپنے رب کے حظ مین - اور اللہ
عزوجل ہر بندہ پر اُسی کے مطابق بلا نازل کرتا ہے جسقدر کہ اُسکو معرفت عطا فرماتا ہے
تاکہ اُسکی معرفت اُسکی بلا کے مقابلہ مین مدد دے اسی لئے جنکی معرفت اعلی درجہ کی ہوتی ہے
اُنپر بلائین بہی زیادہ آتی ہین اور جنکی معرفت ادنی درجہ کی ہوتی ہے اُنپر تہوڑی بلائین ہی آتی ہین
اور کبہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ گہبرائے مگر اپنی امت کیلئے کیونکہ وہ رافت و رحمت کے ساتہ
بہیجے گئے تہے اسی لئے جب اُنکو کشف کے ذریعہ سے اپنی اُمت کی نسبت معلوم

؏ مترجم کہتا ہے کہ حضرت نظامی نے اپنے مشہور قطعہ مین کہا ہے ؎ خاکپائے ہمہ شو تاکہ بیابی مقصود ٭ تو نظر سوی اس
نے کہا ہے کہ **دوہا** تُلسی جگ مین آئے کے سب سے ملئے دھائے ٭ کا جانے کہہ بیس مین نارائن ملجائے ٭ ۱۲

ہوتا تھا کہ یہ مخالفت مین پڑجائیگی تو اُنکے لیے بیقرار ہو جاتے تھے اللہ تعالی نے فرمایا ہے عزیزٌ علیه ما عنتّم حریصٌ علیکم بالمؤمنین رؤفٌ رحیمٌ (تمھاری تکلیف ان پر شاق گذرتی ہے اُنکو تمھاری بہبود کا ہوکا ہے مسلمانون پر نہایت درجہ شفیق مہربان ہین) اور احوال درست نہین ہوتے مگر اُس صورت مین کہ علم کے نتیجون سے پیدا ہوئے ہون پس اگر علم نہو تو نہ قلب مین خوف آسکے اور نہ اطمینان و سکون حاصل ہو۔

(۲۴۳) ابو الحسن علی بن بندار بن حسین صوفی رحمہ اللہ تعالی

نیشاپور کے بزرگون مین بہت بڑے اور اُنکے پیشرو تھے۔ ان کو جسقدر بزرگون کے دیکھنے اور اُنکی صحبتون مین رہنے کا موقع ملا دوسرون کو نصیب نہوا۔ نیشاپور مین ابوعثمان و محفوظ۔ بغداد مین جُنید۔ رُویم۔ سمنون۔ ابن عطا و جریری۔ شام مین مقدسی و ابن الجلا اور مصر مین ابوبکر مصری۔ زقاق و رودباری کی صحبتین ان کو ملین۔ انہون نے بہت حدیثین لکھین اور روایت کین اور ثقہ تھے۔ جو شخص انکے شہر مین آتا اور ان سے پہلے محدثین و علما سے ملتا اُس سے کہا کرتے تھے کہ تمکو سنت نے فریضہ سے باز رکھا کیونکہ صوفی تمھارے دل مین سے علم کی جگہہ کو پاک و صاف کرتا ہے تاکہ اُس مین علم کے ٹھہرنے کی صلاحیت پیدا ہو۔ آن سے تصوف کے بارہ مین سوال ہوا تو انہون نے کہا کہ تصوف خلق کی رویت کو ظاہراً و باطناً نظر سے گرا دینا ہے۔ ان کا قول ہے کہ دینون کی خرابی زمانہ و اہل زمانہ کی خرابی کے مطابق ہوا کرتی ہے۔ اور فقیر کامل

ع پارہ ۱۱- رکوع ۵ (سورہ توبہ- آیت ۱۲۸) مترجم

نہین ہوتا تاوقتیکہ اپنے فقر کو نہ چہپاسے اُس سے اپنی رضا اور اُسکے ساتہ اپنے مانوس ومسرور ہونے کو اپنے بہائیون سے نہ پوشیدہ رکہے - اور اُس زمانہ کے درست ہونے کی گیا امید ہوسکتی ہے جسمین ہمارے جیسے نیکی کے ساتہ یاد کئے جاتے ہون - اور یہ جب کسی ایسے شخص سے ملتے تہے جو کسی ایسے بزرگ سے ملا ہو جس سے یہ نہ ملے ہون تو اُسکے ہاتہہ کو بوسہ دیتے اور اُسکے پیچہے پیچہے چلتے اور اُس سے کہتے تہے کہ تم فلان شخص سے ملے ہو اور مین اُن سے نہین ملا ہون -

(۲۴۴) ابو بکر محمد بن احمد بن جعفر نیشاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اپنے زمانہ مین نیشاپور کے بزرگون مین سب سے بڑے فتوےٰ دینے والے تہے ابوعثمان حیری کے صحبت اُٹہائی اور تین سو ساٹہ ہجری کے پیشتر اس دنیا سے اُٹہہ گئے - آن کا قول ہے کہ جوانمردی خوش خلق ہونا اور ہر نیکوکار و بدکار کے ساتہ بہلائی کرتا ہے - اور جب تمہارے بارہ مین کوئی شخص بُرائی کی گواہی دے تو ڈرو کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون سے ارشاد فرمایا ہے کہ تم زمین مین اللہ کے گواہ ہو مین کہتا ہون کہ یہ وہ مضمون ہے جس سے اکثر فقرا غفلت کرتے اور اُن لوگون کی کچہہ پروا نہین کرتے جو اُن پر جرح کرتے ہین اور اُن کو اس بات پر تکیہ ہوتا ہے کہ اُنکے بارہ مین اللہ تعالیٰ کو جو علم ہے وہ کافی ہے حالانکہ وہ عرفان کے درجہ مین قاصر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انپر جرح کرنیوالون کو پاک وصاف قرار دیا اور اُنکا نام "اللہ کے گواہ" رکہا ہے اس لئے جس بات کی یہ لوگ خبر دین اُسکا سچا

سمجھنا واجب ہے۔ فافہم۔ واللہ اعلم

(۲۴۵) ابو عبداللہ محمدؐ بن احمد بن حمدون قرّا درضی اللہ تعالیٰ عنہ

نیشاپور کے مشائخ کبارین سے ہین۔ ابوعلی ثقفی عبداللہ بن منازل شبلی و ابوبکر بن طاہر وغیرہم بزرگون کی صحبت یافتہ اور اپنے طریقہ کے یکتاے زمانہ تھے۔ آنکا قول ہے کہ بُرائیون سے بھلائیون کا چھپانا مقدم ہے کیونکہ اس سے نجات کی امید ہے۔ اور معرفت کا نور کسی قلب مین ہرگز داخل نہین ہوسکتا تاوقتیکہ صاحب قلب حق تعالیٰ کو ہر چیز پر ترجیح نہ دے۔

(۲۴۶) ابو عبداللہ و ابو القاسم پسران احمد بن محمد مقری رضی اللہ عنہم

ابو عبداللہ تو یوسف بن الحسین رازی۔ عبداللہ خراز رازی مظفر قرمیسینی۔ رُویم۔ جریرد ابن عطار کی صحبتون سے فیضیاب ہوے تھے۔ اور بڑے فتوی دینے والے بزرگ بڑے سخی بڑے خوش خلق اور بڑے عالی ہمت تھے ۳۶۶ھ تین سو چیاسٹھ ہجری مین فوت ہوے۔ اور ابو القاسم خراسان کے بزرگون مین یکتاے روزگار تھے۔ اور طریقہ کے اعتبار سے بلندحال شریف الہمت۔ رفتار و جلوس مین نیک روش و باوقار تھے۔ ابن عطار جریری ابن ابی سعدان ابن ممشاد دینوری و رودباری کے صحبت یافتہ تھے۔ اور ۳۰۸ھ تین سو آٹھ ہجری مین نیشاپور سے رہگرا

عالم نور ہوے - انکا قول ہے کہ سچا فقیر وہی ہے کہ ہر چیز کا وہ مالک ہو اور کوئی چیز
اُسکی مالک نہو - یعنی وہ اپنے قرب کے سبب سے جو چیز اپنے رب سے مانگے وہ
اُسے عطا فرماے اسلیئے وہ غیر اللہ کیطرف مائل نہو - اور جوانان راہ کے اخلاق یہ
ہین کہ جو اُن سے دشمنی رکہے اُس سے خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آئین جو اُن کو
بُرا سمجھے اُسکو مال بخشین جس سے اُنکے دل نفرت کرین اُن سے حسن صحبت کا برتاؤ
کرین اور کل ایسی باتون مین جو علم کے مخالف نہون بہائیون کا ساتھ دین - اور اس
گروہ کے طریق مین داخل ہونے کی ابتدائی برکتین یہ ہین کہ صدق والے جو کچھ اپنے
متعلق اور اپنے پیرون کے متعلق خبر دین اُسکو سچ سمجھو کیونکہ جو ان باتون مین سے
کسی مین بُرکار ہا وہ اِن لوگون کی برکتون سے محروم رہا - اور عارف وہی ہے جسکو اُسکا
معروف (جسکو اُسنے پہچانا ہے) خلق کی طرف ردو قبول کی آنکھ سے دیکھنے سے
بازرکہے - اور جسکو اپنے بہائیون کی خدمت گران گزری اُسکے لئے اللہ تعالے
ایسی ذلت پیدا کر دیتا ہے جس سے کبھی چھٹکارہ نہین - اور ابو القاسم رضی اللہ تعالی عنہ
کہتے تہے کہ باوجود اسکے کہ سماع مین لطافت ہے اسمین بہت بڑا خطرہ بھی ہے البتہ
اُس شخص کا نہین کہا جاتا جو کثرتِ علم صحتِ حال غلبۂ وجد کے ساتھ بغیر اسکے کہ خود اُسکو
کوئی حظ ہوا اسکو سنے -

(۲۴۷) ابو محمد عبد اللہ بن محمد راسی رضی اللہ تعالی عنہ ورحمہ



اصل مین بغداد کے رہنے والے اور وہان کے بڑے بزرگ مشائخ مین سے تہے

ابن عطا رو جریری کی صحبتوں مین رہے اور ملک شام کو گئے اور وہان سے لوٹ کر پھر بغداد آئے اور وہین ۳۰۶ھ تین سو سے ہجری مین انکا جسد خاکی پیوند خاک ہوا۔

انکا قول ہے کہ جب قلب پرہیزگاری کا خوگر کیا جائے گا تو دنیا و شہوات کی محبت اُس سے رخصت ہو جائیگی اور غیب کی باتون پر اُسکو اطلاع ہوگی اور جسنے اپنے قلب پر پرہیزگاری کی محنت نہ ڈالی وہ دنیا کی محبت سے نہ ٹلے گا اور غیب کی باتون سے ہمیشہ محجوب رہے گا مین کہتا ہون کہ اسی سبب سے گنڈے تعویذ والے جن و پری کو قابو مین کرنے کے لیئے ریاضتین کرتے ہین تاکہ وہ غیب کی باتون سے انکو آگاہ کرین کیونکہ ان لوگون مین مال و متاع دنیا سے سچا زہد تو ہے نہین اس لیئے خطا کار رہین اور خدا کی ناراضی مین گرفتار رہین۔ اللہ تعالی ہمارے مسلمان بھائیون کو باقی عمر مین اس سے محفوظ رکھے۔ بیشک وہ سننے والا اور قبول کرنیوالا ہے۔

اور انکا قول ہے کہ عشق جب ظاہر ہوا تو اُسمین عاشق کی رسوائی ہوئی اور جب چھپا رہا تو اُسنے غم سے عاشق کا کام تمام کیا۔ اور اللہ تعالی نے نبیون کو مجالست کے لیئے عارفون کو مواصلت کے لیئے صالحون کو ملازمت کے لیئے اور مومنون کو مجاہدہ و عبادت کے لیئے پیدا کیا ہے۔ اور اللہ تعالی کے ارشاد تُرِيدُونَ[ع۵] عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ (تم تو مال و متاع چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے) کے متعلق اِن کا قول ہے کہ اللہ تعالی نے دو ارادون کو جمع کر دیا ہے پس جو شخص دنیا کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالے اُس کو آخرت کی طرف بُلاتا ہے اور جو آخرت کا ارادہ کرتا ہے اُس کو اپنے قُرب کی طرف بُلاتا ہے کیونکہ

ع۵ پارہ دہم رکوع پنجم (سورہ انفال۔ آیت ۶۷)۔ ۱۲

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰی لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا (اور جس شخص نے آخرت چاہی اور آخرت کیلیے جتنی کوشش کرنی چاہیے ویسی اُسکے لیے کوشش بہی کی اور وہ ایمان بہی رکہتا ہے تو یہی لوگ ہین جنکی محنت مقبول ہوگی) اور محنت مقبول وہی منتہای آرزو یعنی قرب و نزدیکی تک پہونچنا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ بہت بڑی بلا ایسے شخص کی صحبت ہے جو تمہاری موافقت نہ کرے اور اُسکا چہوڑ دینا تمہارے اختیار مین نہو۔

(۲۴۸) ابو عبد اللہ محمد بن عبد الخالق دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ



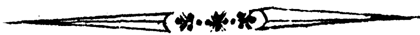
بہت بزرگ مشایخ مین سے اور حال مین برتر۔ ہمت مین اعلیٰ اور اس گروہ کے علوم مین بڑے گویا تہے۔ اور باوصف ان باتون کے فقر کی صحت۔ اُسکے آداب کی پابندی اور اُسکے اہل کی محبت مین مستند مانے جاتے تہے۔ برسون وادی القریٰ مین رہے بعدہٗ دینور واپس آئے اور یہین طعمۂ اجل ہوئے۔ انکے اقوال مین سے ہے کہ چہوٹون کی صحبت بڑون کے ساتہہ توفیق و تیزی طبع سے ہوتی ہے اور چہوٹون کی صحبت کی طرف بڑون کی رغبت بدنصیبی و ابلہی سے ہوتی ہے۔ فقیرون کے

عـه پندرہوین پارہ کا دوسرا رکوع (سورہ بنی اسرائیل کی اونیسوین آیت)

عـه ایک مدینہ طیبہ و شام کے ایک میدان ہے جسمین بہت سے گانون آباد ہین اور وہ مدینہ کے علاقہ مین شمار ہوتا ہے ۱۲ مترجم از شرح قاموس۔

ظاہری لباس و پوشاک سے دہوکے مین نہ آنا کیونکہ ان لوگون نے باطن کو تباہ و برباد کر دینے کے بعد ظاہر کو آراستہ کیا ہے - زہد کی مشقت جسم پر اور معرفت کی قلب پر ہوتی ہے - سب علوم سے بلند رتبہ اسمار صفات کے ظاہری اعمال کو خاص بنانے کے - اور باطنی احوال کو درست کرنے کے علوم ہین - یہ کہتے ہین کہ مینے اپنے ایک سفر مین ایک شخص کو دیکھا کہ وہ صحرا مین ایک پانون پر چلا جاتا ہے - مینے اُس سے کہا کہ سفر کا آلہ ہونے پر تمکو سفر کی کیا پڑی ہے - اُسنے مجھ سے پوچھا کہ تم مسلمان ہو؟ مینے کہا کہ ہان - تب اُسنے کہا کہ کیا تم اللہ تعالی کا یہ قول نہین پڑہتے ہو وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (اور ہم اُنکو خشکی و تری مین لیگئے) جب وہی لیجانیوالا ٹھیرا تو بغیر آلہ کے وے آیا اسلیئے کہ اُسے آلہ کی کیا حاجت ہے - اور یہ کہا کرتے تے کہ زیادہ بولنا اُسی طرح نیکیون کو صاف کر دیتا ہے جس طرح بارش کے بعد زمین صاف ہو جاتی ہے -

(۲۴۹) ابو صالح سیدی عبدالقادر جیلی رضی اللہ عنہ و رحمہ



یہ موسیٰ بن عبداللہ بن یحییٰ زاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ جون بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن حسنؑ بن علیؑ بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے فرزند ارجمند تھے - سنہ ۴۷۱ھ چار سو اکہتر ہجری مین پیدا ہوئے اور ۵۶۱ھ پانچسو اکسٹھہ ہجری مین راہی ملک بقا اور بغداد مین مدفون ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگون نے انکے متعلق مستقل کتابین تالیف کی ہین - اور ہم انشار اللہ تعالیٰ لوگون کے

اقوال کا ایسا خلاصہ لکھینگے جس سے سننے والون کو نفع وادب حاصل ہو۔ چنانچہ ہم اللہ ہی کی توفیق سے کہتے ہین کہ انکا قول ہے کہ حسین حلاج (منصور) کو مشکل پیش آئی مگر اُسکے زمانہ مین کوئی ایسا نہ تہا جو اُسکا ہاتہہ پکڑتا۔ اور مین ہر شخص کا اپنے یارون مریدون اور دوستون مین سے جسکا گھوڑا ٹھوکر کہا ئے قیامت تک ہاتہہ پکڑنے والا ہون دیکہہ لے کہ میرا گھوڑا کسا کسایا میرا نیزہ گڑا ہوا میری تلوار کہچی ہوئی اور میری کمان زہ کی ہوئی تیار ہے مین تیری حفاظت کرتا ہون حالانکہ تجھے خبر نہین ہے۔ انکی والدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جنکا قدم اس راہ مین تہا منقول ہے کہ انہون نے کہا کہ جب میرا فرزند عبد القادر پیدا ہوا تو رمضان مین دن بہر دودہ کو منہ نہین لگاتا تہا اور ابر کی وجہ سے لوگون کو رمضان کا چاند دکہائی نہ دیا۔ اسلئے لوگون نے میرے پاس آکر اُس بچہ کا حال دریافت کیا تو مینے اُن سے کہا کہ آج انہون نے دودہ نہین پیا ہے بعدہٗ معلوم ہو گیا کہ اُسدن رمضان تہا اور ہمارے شہر مین اُسیوقت مشہور ہو گیا کہ سیدون مین ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو رمضان مین دن کو دودہ نہین پیتا۔ یہ علمار کا لباس پہنتے طیلسان (سیاہ چادر) اوڑہتے خچری پر سوار ہوتے اور اِنکے سامنے غاشیہ بردار چلتے تہے۔ بلند کرسی پر بیٹہہ کر تقریر کرتے تہے اور اکثر لوگون کے سرون پر ہوا مین چند قدم چلتے اور پہر کرسی پر لوٹ آتے تہے۔ یہ کہتے تہے کہ کئی دن ہو گئے تہے کہ مینے کچہہ نہین کہایا تہا کہ ایک آدمی مجہسے ملا اور اُسنے مجہے ایک تہیلی دی جسمین درہم تہے چنانچہ مینے سفید میدہ کی روٹیان اور کہجورون کا حلوا خریدا اور کہانے کو بیٹہا ہی تہا کہ ایک پرچہ ملا جسمین لکہا ہوا تہا کہ "اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض آسمانی کتابون مین فرمایا ہے کہ خواہشین تو مینے اپنی مخلوق مین سے کمزورون کیلئے بنائی ہین تاکہ ان سے طاعتون مین مدد لین اور جو زور آور مین

اُن سے اور خواہشون سے کیا واسطہ"۔ پس مین کھانے سے دست بردار اور جلتا ہوا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ مجھپر بہت سے ایسے بھاری بوجھ پڑا کرتے ہین کہ اگر پہاڑون پر رکھے جائین تو وہ پھٹ جائین۔ پس جب مجھپر بہت سارے بوجھ ہوجاتے ہین تو مین اپنے پہلو کو زمین پر رکھکر فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ؏ (بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ہے بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ہے) تلاوت کرتا ہون اسکے بعد جو سر اُٹھاتا ہون تو وہ سب بوجھ ہوا ہوچکتا ہے۔ آنکا بیان ہے کہ مینے اپنی ابتدائی حالت مین کڑیان جھیلین چنانچہ مینے کوئی خوفناک چیز نہ چھوڑی جسکے مین مُنہ نہ چڑھا ہون اور میرا لباس اُون کا ایک جبّہ تھا اور سر پر چھوٹا سا خرقہ اور کانٹون وغیرہ مین ننگے پانون چلتا تھا اور رہتو ہر سوکھی ساگ پات اور ندی کے کنارہ کے خس کی پتیون پر گذر کرتا تھا اور برابر اپنے نفس کو مجاہدہ مین لگائے رکھتا تھا۔ یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے حال نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور جب یہ ہوتا تھا تو مین چلاتا اور مُنہ کے سیدہ بھاگتا تھا خواہ مین صحرا مین ہوتا یا لوگون کے درمیان اور مین بناوٹ کے گونگے اور دیوانے پن سے مدد لیتا تھا اور لوگ مجھے دیوانہ سمجھنے لگے اور ایک مرتبہ مجھپر ایسی حالت طاری ہوئی کہ مین مرگیا اور کفن و مردہ شو آگئے اور لوگون نے غسل دینے کیلئے مجھے تختہ پر لٹایا یہ سب ہوچکا تب مجھے ہوش آیا اور مین اُٹھ بیٹھا۔ ایکمرتبہ کسی نے ان سے پوچھا کہ خود بینی سے کیونکر رہائی مل سکتی ہے تو انہون نے کہا کہ جو شخص یہ دیکھے گا کہ چیزین اللہ ہی سے ہین اور وہی ہے جسنے اُسکو اچھے کام کی توفیق عطا فرمائی اور بیچ سے اپنے آپ کو نکال لیگا وہ خود بینی سے

؏ سورۂ الم نشرح پارہ عم ۳۰۔

بیچ جائیگا۔ ان سے ایکمرتبہ کسی شخص نے کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ ہم آپ کے کپڑون پر
مکھیان بیٹھتے نہین دیکھتے۔ اسپر انہون نے کہا کہ مکھیان میرے پاس آکر کیا کرینگی
میرے پاس نہ دنیا کا شیرہ ہے اور نہ آخرت کا شہد۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جو مسلمان
میرے مدرسہ کے دروازہ کو عبور کرے گا اُسکے عذاب مین اللہ تعالی قیامت
کے دن تخفیف فرمائیگا۔ ایک شخص کی قبر سے اسقدر رونے اور چلّانے کی آواز
آتی تھی کہ لوگون کو تکلیف ہوتی تھی چنانچہ لوگون نے انکو اسکی خبر دی۔ انہون نے کہا
کہ اس شخص نے ایک مرتبہ مجھے دیکھا تھا اور ضرور ہے کہ اللہ تعالی اسی سبب سے
اُسپر رحم فرمائے چنانچہ اُس وقت سے پھر کسی نے اُسکی چیخ پکار نہ سنی۔ ایک دن
انہون نے وضو کیا تھا کہ چڑے نے بیٹ کردی۔ وہ چڑا اُڑ رہا تھا کہ اُنہون نے
اُسکی طرف سر اُٹھایا اور وہ مرکر گرا۔ پھر انہون نے اُس کپڑے کو دہویا اور بیچ کر اُسکی
قیمت خیرات کردی اور کہا کہ یہ اُسکے بدلہ مین ہے (یعنی یہ خیرات چڑے کی جان
لینے کا کفارہ ہے) اور یہ کہا کرتے تھے کہ اے میرے پروردگار کیونکر مین اپنی جان
تیرے نذر کرون یہ تو قطعی دلیل سے ثابت ہوچکا ہے کہ سب تیرا ہی ہے۔ یہ تیرہ[12]
علمون مین تقریرین کرتے تھے۔ اور انکے مدرسہ مین لوگ ان سے ایک سبق
تفسیر کا۔ ایک حدیث کا۔ ایک مذہب (مسائل فقہیہ) کا اور ایک علم کلام کا پڑہتے
تھے۔ اور دوپہر سے پہلے اور پیچھے دونون وقت تفسیر اور علوم حدیث وفقہ وکلام
واصول ونحو لوگون کو پڑہاتے تھے۔ اور ظہر کے بعد قراؤن کے ساتھ قرآن پڑہا کرتے
تھے۔ اور امام شافعی وامام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما کے مذہب پر فتوی دیتے
تھے۔ اور انکے فتوے علماء عراق کے سامنے پیش ہوتے تھے تو انہین سخت

تعجب ہوتا تہا اور وہ کہہ اُٹھتے تہے کہ پاک ہے وہ جسنے انکو ایسی نعمت عطا فرمائی ہے
آنکے پاس یہ سوال آیا کہ ایک شخص نے تین طلاقون کی قسم کہائی ہے کہ اُسکو ایسی
عبادت کرنا ضرور ہے کہ جس وقت وہ اُس عبادت مین مشغول ہو سارے لوگون
مین سے کوئی بہی اُس عبادت کو نہ کرتا ہو۔ ایسی صورت مین اُسکو کونسی عبادت کرنی چاہئے
انہون نے فوراً جواب دیا کہ مکہ معظمہ چلا جاوے اور اپنے لئے طواف کی جگہہ کو خالی کرائے
اور تنہا سات طواف کرے اور اپنی قسم اُتارے۔ اس جواب سے علماء عراق کو
نہایت تعجب ہوا کیونکہ اُن سے اسکا جواب بن نہین پڑا تہا۔ آنکے پاس ایک شخص
لایا گیا جسنے دعویٰ کیا تہا کہ مینے اللہ عزوجل کو چشم سر سے دیکہا ہے۔ اس شخص سے
انہون نے پوچہا کہ کیا تمہاری نسبت جو کچہہ لوگ کہتے ہین سچ ہے۔ اُسنے کہا کہ ہان
تب اُنہون نے اُسکو ڈانٹا ایسا کہنے سے منع کیا اور اُس سے عہد لیا کہ پہر ایسا
نہ کہے گا۔ اور حضرت سے لوگون نے پوچہا کہ یہ سچ کہتا ہے یا بیہودہ بکتا ہے۔
حضرت نے کہا کہ کہتا تو سچ ہے مگر شبہہ مین پڑ گیا ہے۔ اور اسکی صورت یہ ہوئی ہے
کہ اسنے نور جمال کو اپنی بصیرت (چشم دل) سے دیکہا بعدہٗ اسکی بصیرت سے ایک
چمک پردہ پہاڑ کر اسکے بصر (ظاہری بینائی) تک پہونچی پس اسنے اپنی ظاہری
بینائی سے اپنی باطنی بینائی کو دیکہا۔ اور اسکی باطنی بینائی کی شعاعین اسکے شہود
کے نور سے متصل تہین اسلئے اسنے گمان کیا کہ جس چیز کا شہود اسکی بصیرت کے
سامنے ہوا تہا اُسکو اسنے بصر سے دیکہا حالانکہ اُسنے صرف اپنی بصر کو اپنی بصیرت سے
دیکہا مگر وہ نہ سمجہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا

غ۵ پارہ ۲۷۔ رکوع ۱۱ (سورہ الرحمن آیت ۱۹ و ۲۰)

بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ ○ اُسی نے دو سمندر بنائے کہ آپس مین ملتے ہین (اور پھر بھی) دونون
مین ایک پردہ (رہتا) ہے کہ (اُس سے ایک دوسرے کی طرف) بڑھ نہین سکتے) اسی تقریر
کے وقت بہت سے مشایخ اور بڑے بڑے علما جمع تھے اس تقریر کو سُنکر سب
کی باچھین کھل گیئن اور جس صفائی و عمدگی سے انہون نے اُس شخص کے حال
کی توضیح کی اُس سے سب دنگ رہ گئے اور بہت سے لوگون نے کپڑے
پھاڑ کر اور ننگے میدان کی راہ لی۔ آنکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مجھے بہت بڑا نور نظر
آیا جو سارے اُفق پر چھا گیا پھر اُسمین سے ایک صورت مجھے یہ آواز دیتی ہوئی
نمودار ہوئی کہ اے عبدالقادر مین تمہارا پروردگار ہون اور مینے تمہارے لیئے
حرام چیزون کو حلال کر دیا۔ مینے کہا کہ دور ہو ملعون۔ بس فوراً ہی وہ نور تاریکی ہو گیا
اور وہ صورت دہوان ہو گئی بعدہ اُسنے مجھسے مخاطب ہو کر کہا کہ اے عبدالقادر تم
اپنے علم اور اپنی اُس آگاہی کے ذریعہ سے جو تمکو اپنی منازلات کے احوال کی
نسبت حاصل ہے اپنے پروردگار کے حکم سے مجھسے بچ گئے حال آنکہ مین ایسے
ڈہکوسلون سے ستر اہل طریق کو گمراہ کر چکا ہون مینے کہا کہ اللہ ہی کا فضل ہے۔ اپر
ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ یہ شیطان ہے۔ انہون نے کہا کہ اُسکے
اس قول سے کہ "مینے تمہارے لیئے حرام چیزون کو حلال کر دیا"۔ ان سے
پوچھا گیا کہ موارد الٰہیہ و طوارق شیطانیہ کے صفات کیا ہین تو انہون نے کہا کہ
خدائی واردات نہ تو استدعا سے آتے ہین اور نہ کسی سبب سے جاتے ہین اور
نہ ایک طور پر اور نہ کسی خاص وقت مین آتے ہین اور شیطانی طوارق اکثر اسکے خلاف
ہوتے ہین۔ اور ان سے پوچھا گیا کہ ہمت کیا شے ہے تو انہون نے جواب

دیا کہ ہمت یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس سے دنیا کی محبت کو نکال ڈالے اور اپنی روح سے آخرت کے تعلق کو دور کر دے اور اپنے قلب مین اپنے آقا کے ارادہ کے ساتھہ اپنا ارادہ باقی نہ رہنے دے اور اپنے باطن مین اس سے مجرد ہو جاے کہ ہستی کیطرف نگاہ کرے یا اُسکے اندر اُسکا خیال آنے پائے ۔ گریہ کے بارہ مین ان سے سوال ہوا تو انہون نے جواب دیا کہ اُسکے لئے رو اور اُس سے رو اور اُس پر رو اور کوئی حرج نہین ہے ۔ کسی نے دنیا کو پوچھا تو کہا کہ اُس کو اپنے دل سے نکالکر اپنے ہاتھہ پر لے آ ۔ تب وہ تمکو نقصان نہ کریگی ۔ اور شکر کی نسبت پوچھا گیا تو کہا کہ شکر کی حقیقت مُنعِم (نعمت دہندہ) کی نعمت کا عاجزی وفروتنی کے طور پر اقرار کرنا ۔ منت کا مشاہدہ اور شکر سے عاجز رہنے کے طریقہ پر حرمت کی نگہداشت ہے ۔ اور انکا قول ہے کہ صابر فقیر اللہ تعالی کے ساتھہ شاکر مالدار سے افضل ہے اور شاکر فقیر دونون سے افضل ہے اور صابر و شاکر فقیر تینون سے بہتر ہے ۔ اور خود بلا ر کو نہین بلاتا مگر جو بلا لانیوالے کو پہچانتا ہے ۔ ان سے پوچھا گیا کہ خوش اخلاقی کسکو کہتے ہین ؟ تو اُنہون نے کہا کہ وہ یہ ہے کہ حق کا مطالعہ کر لینے اور اپنے نفس اور اُسکی چیزون کو چھوٹا سمجھہ لینے اور اُسکے عیبون کو جان لینے ۔ اور خلق کو اور اُنکی چیزون کو اُس ایمان و حکمتون پر نظر کر کے جو اُنمین ودیعت ہین بڑا سمجھہ لینے کے بعد تم مین خلق کی جفا اثر نہ کرے اور ان سے سوال ہوا کہ بقا کیا چیز ہے تو انہون نے کہا کہ بقا تو لقا ہی کے ساتھہ ہوتی ہے اور لقاء آنکھہ جھپکنے کیطرح ہوتی ہے یا اُس سے بھی کم اور اہل لقاء کی نشانیون مین سے ایک یہ ہے کہ اس وصف مین کوئی فانی شے اُنکے ساتھہ نہین ہوتی کیونکہ دونون ضدین ہین ۔ اور انکا قول ہے کہ جب تم اُسکا ذکر کرو تو تم محبت

رکھنے والے ہو اور جب تم اپنا ذکر اُس سے سُنو تو تم محبوب ہو اور خلق تمہارے
اور تمہارے نفس کے درمیان مین پردہ ہے اور تمہارا نفس تمہارے اور تمہارے
پروردگار کے درمیان - اور جب تک تم خلق کو دیکھتے رہوگے اپنے نفس کو نہ دیکھوگے
اور جبتک تم اپنے نفس کو دیکھتے رہوگے اپنے رب کو نہ دیکھوگے - اور جب انکی شہرت
ملکون مین پھیل گئی تو بغداد کے اکابرین سے ایکسو فقیہ علوم مین انکا امتحان لینے
کو جمع ہوے اور اُن مین سے ہر ایک بہت سے مسائل لیکر اُنکے پاس آیا جب وہ
سب بیٹھ گئے تو حضرت نے گردن جُھکالی اور انکے سینہ سے نور کی ایک چمک
ظاہر ہوئی جو سوؤن کے سینون پر گذری جس سے جو کچھ اُنکے دلون مین تھا سب
محو ہوگیا - تب تو وہ ہکا بکا سے رہ گئے اور بیقرار ہوے اور سبنے ملکر بڑے زور
سے ایک چیخ ماری اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور اپنی پگڑیان پھینکدین - بعدہ حضرت
نے کرسی کو رونق بخشی اور جو کچھ سوالات وہ لائے تھے سب کے جواب دئے
اور وہ انکے علم و فضل کے معترف ہوئے - اُنکے اخلاق یہ تھے کہ باوجود جلیل القدر
ہونے کے چھوٹے بچّون اور لڑکیون کے پاس ٹھیرنے اور فقیرون کے ساتھ بیٹھنے
اور اُنکے کپڑون سے جوئین نکالتے تھے - اور کبھی نہ کبھی بڑے آدمی اور نہ اعیان
دولت کی تعظیم کو کھڑے ہوتے اور نہ کبھی کسی بادشاہ یا وزیر کے پھاٹک کے اندر
گئے - اور شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت
کہتے ہین کہ انکے قدم حول و قوت سے تبرّی کے ساتھ تفویض و موافقت پر جمع ہوئے
تھے اور ان کا طریقہ موقف عبودیت مین حاضر رہنے کے ساتھ توحید کی تجرید اور تفرید
کی توحید تھا نہ کسی چیز کے ذریعہ سے اور نہ کسی چیز کیلئے - اور شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ مجاری اقدار کے نیچے قلب و روح کی موافقت کے ساتھہ گھلتے رہنا۔ باطن و ظاہر کا ایک ہونا۔ اور خیال نفع و ضرر اور نزدیکی و دوری کے اُٹھہ جانے کے ساتھہ نفس کے صفات سے باہر نکل جانا ہے۔ اور شیخ بقا ابن بطو رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریق قول و فعل نفس و وقت کا ایک ہوجانا۔ اخلاص و تسلیم سے ہم آغوش رہنا۔ اور ہر سانس خطرہ و وارد مین اور اللہ عزوجل کے ساتھہ ثابت رہنے کے حال مین کتاب و سنت کی موافقت کرنی ہے۔ اور ایک روایت مین ہے کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوت اپنے پروردگار کی راہ مین شدت و لزوم کے اعتبار سے تمامی اہل طریق کی قوتون کی سی تہی۔ اور انکا طریقہ توحید تہا وصفاً و حکماً و حالاً۔ اور انکی تحقیق شریعت تہی ظاہراً و باطناً۔ اور انکا وصف یہ تہا۔ قلب فارغ ہستی غائب اور پروردگار حاضر کا مشاہدہ ایسے باطنی علم کے ساتھہ جو شکوک کی کشاکش سے پاک ہو اور ایسے راز کے ساتھہ جسمین اغیار نزاع نہ کرین اور ایسے قلب کے ساتھہ جس سے مشاہدہ کے آثار جدا ہون۔ ابوالفتح ہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مینے چالیس برس تک شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت کی اور انہون نے اس مدت مین برابر عشار کے وضو سے صبح کی نماز پڑہی۔ اور انکی عادت تہی کہ جب وضو ٹوٹتا تو فوراً اپنا وضو کر لیا اور دو رکعتین پڑہ لین۔ اور عشار کی نماز پڑہکر اپنی خلوت مین چلے جاتے اور کسی شخص کو اپنے ساتھہ خلوت مین آنے نہین دیتے تہے اور صبح نمودار ہوتے ہی ہر خلوت سے باہر نکلتے تہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ خلیفہ رات کے وقت ان سے ملنے کو آیا تو اُسکو صبح کے قبل زیارت نصیب نہوئی۔ ہروی

کا بیان ہے کہ ایک شب مین انکے پاس رہا تو مینے انکو دیکھا کہ اول شب کو تھوڑی
نماز مین پڑہتے بعدہٗ تہائی رات گذرنے تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے اور المحیط الرب
الشہید الحسیب الفعال الخلاق الخالق البارئ المصورؔ کہتے ہین اور
اُنکا جسم کبھی چھوٹا اور کبھی بڑا ہو جاتا ہے اور کبھی ہوا مین بلند ہو کر میری نظر سے غائب
ہو جاتے ہین۔ بعدہٗ سیدہے کھڑے ہو کر نماز مین قرآن تلاوت کرتے ہین یہانتک
کہ رات کی دوسری تہائی گذر جاتی ہے۔ اور بہت ہی طویل سجدے کرتے ہین۔
بعد ازان متوجہ ہو کر فجر نمودار ہونے تک مشاہدہ و مراقبہ مین رہتے ہین۔ اسکے
بعد دعا کرنا گڑگڑانا اور اپنی خواری جیلانا شروع کرتے ہین اور ایسا نور اُن کو
ڈہانک لیتا ہے جس سے چکاچوند لگ جاے یہانتک کہ اُسمین نظر سے غائب
ہو جاتے ہین۔ وہ کہتے ہین کہ مین اُنکے پاس سلام علیکم سلام علیکم
اور اُنکے جواب دینے کی آوازین اُسوقت تک سُنا کیا کہ وہ صبح کی نماز کیلئے باہر
آئے۔ شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ مین عراق کے میدان اور کھنڈرون
مین پچیس برس تک تن تنہا پھرتا رہا نہ مین کسی مخلوق کو پہچانتا تھا اور نہ کوئی مخلوق مجھے
پہچانتی تھی مردان غیب و جنون کے گروہ میرے پاس آیا کرتے تھے اور مین اُنکو
اللہ عزوجل کا رستہ بتلایا کرتا تھا۔ اور جب مین پہلے پہل عراق آیا تو خضر علیہ السلام
میرے رفیق ہوے اور مین اُن کو پہلے سے پہچانتا نہ تھا۔ اور مجھسے اُنہون نے
یہ شرط کی کہ مین اُنکی مخالفت نہ کرون اور کہا کہ یہان بیٹھے رہو چنانچہ جس مقام پر
مجھے اُنہون نے بٹھایا تھا مین تین سال بیٹھا رہا اور وہ سال مین ایک مرتبہ آیا کرتے
اور مجھسے کہتے تھے کہ جب تک مین تمہارے پاس نہ آؤن اپنی جگہ پر جمے رہو۔

اور انکا بیان ہے کہ مین ایک سال تک مدائن کے کہنڈرون مین رہا اور اپنے نفس کو مجاہدات کے رستہ پر چلاتا تھا اسلیئے نبیذ کی سیٹھی کہاتا اور پانی نہ پیتا تھا اور دوسرے سال پانی پیتا تھا اور کچھہ نہ کہاتا تھا اور تیسرے سال نہ کہاتا تھا نہ پیتا تھا - اور جاڑون کی ایک رات مین مین کسریٰ کے محل مین سویا تو مجھے نہانے کی حاجت ہوئی اور مین اُٹھکر ندی سے نہا آیا اور اُسکے بعد سو رہا تو پہر وہی ہوا اور پہر مین ندی سے غسل کرکے آیا یہانتک کہ اُس رات چالیس بار یہ واقعہ پیش آیا اور مین غسل کرتا رہا بعدہٗ مین نیند کے خوف سے چہت پر چڑہ گیا - اور مینے تمہاری دنیا سے آرام پانے کیلیئے ہزار جتن کیئے - یہ بادشاہون اور اُنکے پاس والون کے بچہونے پر بیٹھنے کو فقیر کے لیئے فوری عذاب سمجھتے تہے - انکے پاس جب خلیفہ یا وزیر آتا تو گہر کے اندر جاکر برآمد ہوتے تہے تاکہ فقیرون کی آنکھون مین طریقت کی عزت قایم رہے اور انکو تعظیم کے اُٹھنا نہ پڑے - ایک مرتبہ مدرسہ نظامیہ مین فقیرون اور فقیہون کی جماعت انکے پاس جمع ہوئی اور اُنکے سامنے اُنہون نے قضا و قدر پر تقریر کرنی شروع کی - اثناء تقریر مین چہت سے ایک سانپ گرا - جس سے سب حاضرین بہاگ نکلے اور صرف یہی رہ گیئے - اور وہ سانپ انکے کپڑون مین گُہس گیا اور انکے جسم پر سے گذر کر گردن کے نزدیک اُسنے سر باہر نکالا اور گلے مین لپٹ گیا - اور انہون نے باوجود اسکے نہ سلسلۂ تقریر کو توڑا اور نہ اپنی نشست بدلی - بعد اسکے وہ اُتر کر زمین پر آیا اور اپنی دُم کے بل اُنکے سامنے کہڑا ہوگیا اور چلایا اسکے بعد وہ کچھہ بولا جسکو حاضرین مین سے کوئی بہی نہ سمجہا - اور چلتا ہوا - تب سب لوگ واپس آئے اور ان سے پوچہنے لگے کہ وہ سانپ کیا بولا تہا - انہون نے کہا کہ اُسنے مجھسے

کہا کہ مینے بہت سے ولیون کو آزمایا مگر آپکا سا استقلال دیکھنے مین نہ آیا - اسپر مینے
اُس سے کہا کہ تو تو ایک ذلیل کیڑا ہے تجھے وہی قضا و قدر حرکت دیتا ہے جسکے
بارہ مین مین تقریر کر رہا تھا - شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ اسکے بعد
مین نماز پڑہ رہا تھا کہ وہی سانپ پہر آیا اور میرے سجدہ کی جگہہ مین مُنہ کھول کر کھڑا رہا
اور جب مینے سجدہ کرنا چاہا تو اُسکو اپنے ہاتھ سے ہٹا کر سجدہ کر لیا تب وہ میری گردن
مین لپٹ گیا اور پہر میری آستین مین گھس گیا اور دوسری آستین سے باہر نکلا -
بعدہ میرے گلے کیطرف سے اندر جا کر باہر نکل گیا - اُسکے دوسرے دن جب مین
ایک کھنڈر مین گیا تو وہان ایک شخص مجھے نظر آیا جسکی آنکھین طول مین شگافتہ
تھین - اس سے مین سمجھا کہ یہ جن ہے - پہر اُسنے مجھہ سے کہا کہ مین وہی سانپ
ہون جسکو آپ نے گزشتہ شب کو دیکھا تھا اور جسطرح مینے آپکو آزمایا اسی طرح سے
مین بہتیرے ولیون کو آزما چکا ہون مگر اُن مین سے ایک مین بہی آپ جیسا استقلال
نہ تہا - بعض باطن مین گھبرائے اور ظاہر مین ثابت قدم رہے اور بعض ظاہر و باطن
مین بے چین ہوئے مگر مینے آپکو دیکھا کہ نہ ظاہر مین گھبرائے اور نہ باطن مین - اور
اُس جن نے مجھسے درخواست کی کہ وہ میرے ہاتہہ پر توبہ کرے چنانچہ مینے اُسسے
توبہ کرائی - یہ کہتے تھے کہ جو بچہ میرے پیدا ہوا اُسکو مینے اپنے ہاتھون مین لیکر کہا
کہ یہ مرنے والا ہے اور مینے اُسکو پیدا ہوتے ہی اپنے دل مین سے نکال دیا -
ابن الاحفص رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ جب ہم موسم سرما مین شیخ عبدالقادر رضی اللہ
تعالی عنہ کے پاس جایا کرتے تھے تو چلّہ کے جاڑے کے وقت دیکھتے تھے کہ وہ
ایک کرتہ اور ٹوپی پہنے ہوئے ہین اُنکے جسم سے پسینہ نکل رہا ہے اور ارد گرد

پنکھا جھلنے والے اُنکو پنکھا جھل رہے ہین جیسا کہ سخت گرمیون مین - یہ اپنے
اصحاب سے کہا کرتے تھے کہ پیروی کرو اور بدعت (دین مین نئی بات ایجاد) نہ کرو
اطاعت کرو اور مخالفت نہ کرو - صبر کرو اور گھبراؤ نہین - ثابت قدم رہو اور پراگندہ نہو -
منتظر رہو اور ناامید نہو - متفق ہوکر ذکر کرو اور متفرق نہو - گناہون سے پاک ہو اور آلودہ
نہو اور اپنے آقا کے دروازہ سے نہ ٹلو - اور انکا قول ہے کہ جب تم مین سے کوئی
شخص کسی بلا مین مبتلا ہو تو اُسکو چاہئے کہ پہلے اُسکے لیے اپنے آپ کو حرکت مین
لائے - اور اگر اس سے مخلصی نہو تو اورون یعنی حاکمون وغیرہ سے مدد لے اور
اگر اسپر بھی رہائی نہو تو اپنے رب کیطرف دعا گریہ وزاری اور اُسکے سامنے اپنے آپ کو ڈالدینے
کے ذریعہ سے رجوع کرے پس اگر اُسکی سُنی نہ جاوے تو اُسکو یہانتک صبر کرنا چاہئے
کہ سارے اسباب و حرکات اُس سے منقطع ہوجائین اور وہ صرف ایسی روح رہجائے
کہ حق جل و علا ہی کا فعل اُسے دکھائی دینے لگے پس وہ یقیناً مُوحّد ہوجائے گا
اور یقین کرلے گا کہ حقیقت مین اللہ کے سوا کوئی فاعل نہین ہے اور جب اسکو
وہ مشاہدہ کریگا تو اللہ اُسکے کام کا متکفل ہوجائیگا اور وہ عیش و مزہ کی زندگی بسر
کریگا جو بادشاہون کو بھی نصیب نہین اور کبھی اُسکا نفس اپنے بارہ مین اللہ تعالے
کے نافذ کئے ہوئے حکم سے چین بچین نہوگا - اور انکا قول ہے کہ جب تم خلق سے
مرے تو تمسے کہا جائیگا کہ "خدا تمپر رحم کرے اور تمکو تمہاری خواہشون سے موت
دے" پھر جب تم اپنی خواہشون سے مرے تو تمسے کہا جائیگا کہ "خدا نے تمپر رحم کیا
اور تمکو تمہارے ارادہ و آرزو سے موت دے" پس جب تم اپنے ارادہ و آرزو سے
مرے تو تمسے کہا جائیگا کہ "اللہ نے تمپر رحم کیا اور تمکو زندہ کیا" تب تم ایسی پاک

زندگی بسر کروگے جسکے بعد موت نہین- ایسے مالدار ہوجاؤگے جسکے بعد افلاس نہین
ایسا عطیہ پاؤگے جسکے بعد انکار نہین- وہ علم تمکو حاصل ہوگا جسکے بعد جہل نہین-
ایسا امن پاؤگے جسکے بعد خوف نہین- اور ایسی سرخ گندہک (نایاب چیز)
ہوجاؤگے جو ڈہونڈہنے سے بہی نہ ملے- اور انکا مقولہ ہے کہ خلق سے فنا ہوجاؤ
اللہ تعالی کے حکم سے اور اپنی خواہشون سے اللہ تعالی کے امر سے- اور خواص کا
شرک کرنا یہ ہے کہ سہو و نسیان اور غلبہ حال و دہشت کے طور پر اپنے ارادہ کو حق
کے ارادہ کے ساتہ شریک کرین پس اللہ تعالی بیدار کرنے اور یاد دلانے کے ذریعہ
سے انکی خبر لیتا ہے تب وہ اس سے رجوع کرتے اور اپنے پروردگار سے
بخشائش چاہتے ہین اسلیئے کہ اس ارادہ سے فرشتون و نبیون علیہم الصلوۃ والسلام
کے سوا کوئی بچا ہوا نہین ہے اور باقی مخلوقات یعنی جن و انس جو مکلف ہین اس
سے محفوظ نہین ہین البتہ اسقدر ہے کہ اولیا کی نفسانی خواہشون سے حفاظت
کیجاتی ہے اور ابدال کے ارادہ سے- اور یہ کہا کرتے تہے کہ اپنے نفس سے
باہر نکلو اور اُس سے دور ہوجاؤ اور اپنی ملکیت سے کنارہ کشی اختیار کرو اور سب
کو اپنے آقا کے سپرد کردو اور اپنے قلب کے دروازہ پر اُسکے دربان بنو پس
وہ جسکے اندر لانے کا حکم دے اُسکو اندر لاؤ اور جسکے باہر نکالنے کا حکم دے اُسکو
باہر کرو اور نفسانی خواہش کو اپنے دل مین نہ آنے دو ورنہ تم ہلاک ہوجاؤگے- اور
انکا قول ہے کہ بچتے رہو اور مائل نہو- اور ڈرتے رہو اور بیغم نہو- اور تفتیش کرتے
رہو اور غافل نہو ورنہ تمکو اطمینان ہوجائیگا- اور کسی حال یا مقال کو اپنی طرف منسوب
نہ کرو- اور ان مین سے کسیکا دعوی نہ کرو اور کسیکو اسکی اطلاع نہ دو کیونکہ اللہ تعالے

"ہر روز ایک نہ ایک کام مین ہے" یعنی تغیر و تبدیل مین وہ "آدمی اور اُسکے قلب کے درمیان مین حائل ہے" اسلئے جسکی تم خبر دوگے اُس سے تمکو ہٹا دے گا اور جس حال کے ٹھیر جانے کا خیال دل مین لاؤگے اُس سے تمکو الگ کر دے گا اسلئے جسکو تم اُسکی خبر دوگے اُسکے نزدیک تم شرمندہ ہوگے بلکہ اُسکی نگہداشت کرو اور اُسکو دوسرے تک پہونچنے نہ دو پھر اگر وہ ثبات و بقا ہو تو سمجھو کہ اُسکی بخشش ہے اور شکر کرو اور خدا سے توفیق چاہو اور اگر ثبات و بقا کے سوا کچھ اور ہو تو اُسمین علم معرفت نور بیداری و تادیب کی زیادتی ہوگی اللہ تعالی نے فرمایا ہے مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ آیَۃٍ اَوۡ نُنۡسِهَا نَاۡتِ بِخَیۡرٍ مِّنۡهَآ اَوۡ مِثۡلِهَا (ہم کوئی آیت منسوخ کرو ین یا ذہن سے اُتار دین تو اُس سے بہتر یا ویسی ہی نازل بھی کر دیتے ہین) اور کہتے تھے کہ جب اللہ تعالی تمکو ایک حالت پر قائم کر دے تو اُسکے سوا اور حالت کو چاہے وہ اعلی ہو یا ادنی تم اختیار نہ کرو مین کہتا ہون کہ ادنی کی طلب کا ممنوع ہونا تو ظاہر ہے کیونکہ ادنی سے اُس چیز کو بدلنا چاہے گا جو اُس سے بہتر ہے اور اعلی کی صورت مین یہ ہے کہ اسکے طالب مین نفسانی خواہش نازش راہ پا جائیگی پس شیخ رضی اللہ تعالی عنہ کے کلام مین اُس شخص کیلئے ممانعت ہے جو نفسانی خواہش سے باہر نہین نکلا ہے اور جو اس سے نکل چکا ہے اُسکے لئے مراتب ترقی کا سوال خالص بندگی ہے واللہ اعلم اور کہا کرتے تھے کہ اگر تم بادشاہ کے گھر مین جانا چاہتے ہو تو ہوا و ہوس سے اُس گھر مین جانا اختیار نہ کرو جبتک کہ تمکو جبر سے نہ لیجاے - اور جبر سے میری مراد سخت حکم ہے جو تکرار کے ساتھ ہو اور صرف اندر آنے کے حکم پر قانع نہو جانا کیونکہ ہوسکتا

ع پارہ اول تیرہوان رکوع (سورہ بقر - آیت ۱۰۶)

ہے کہ یہ مکر و فریب ہو بلکہ اُسوقت تک صبر کرو کہ تم داخل ہونے پر مجبور کیئے جاؤ پس
تم محض جبر اور بادشاہ کے فضل سے گھر مین داخل ہوگے اُسوقت بادشاہ تمکو کسی
فعل پر سزا نہ دیگا سزا تو تمکو اپنی برائی کی شامت - اپنے صبر کی کمی - سوء ادبی -
اور جس حال پر حق تعالیٰ تمکو قائم کرے اپنی اُس بات سے خوشنودی کے ترک
پر پہونچ سکتی ہے - پھر جب تم گھر مین داخل ہو جاؤ تو سر جھکائے ہوئے - آنکھین
نیچی کئے ہوئے باادب اور اُس خدمت کے محافظ رہو جسکا تمکو حکم دیا جاوے اور ترقی
کے طالب نہو نہ درمیانی طبقہ پر اور نہ اعلیٰ رتبہ پر اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
سے ارشاد فرمایا ہے وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ عـه (اور تم اپنی نظر نہ دوڑانا) اور انکا
قول ہے کہ نعمتون کا حاصل کرنا اور مصیبت کا دفع کرنا اختیار نہ کرو کیونکہ نعمتین تو تمکو
قسمت سے ضرور ہی پہونچین گی چاہے تمکو وہ خوشگوار ہون یا ناگوار اور مصیبت تم مین
گھسی ہی ہوئی ہے گو تم اُسکو ناگوار سمجھو یا دفع کرو اسلیے سب چیزون مین اللہ تعالےٰ
کیلیے سر تسلیم خم کرو جو وہ چاہے کرے پس اگر تمکو نعمتین ملین تو ذکر و شکر مین لگ جاؤ
اور اگر تمپر مصیبت آئے تو صبر موافقت رضا اور اُس سے مزے لینے اور اُس سے

عـه پوری آیت کریمہ یہ ہے وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا
مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ ۝ لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝ اور
(اے پیغمبر) ہمنے جو مختلف قسم کے لوگون کو دنیاوی زندگی کی رونق کے ساز و سامان استعمال کیلئے دے
رکھے ہین کہ انکو اُن (کے حال) مین آزمائین تم اپنی نظر نہ دوڑانا اور تمہارے پروردگار کی دی ہوئی روزی مین بہتر
و پایندہ تر ہے (پارہ ۱۶ - رکوع ۱۶) سورہ طٰہٰ آیت ۱۳۶ = لا تمدن عینیک ایکسا در آیت مین بھی
جو اسی کے قریب ہے واقع ہے ۱۲ مترجم

معدوم وفنا ہوجانے مین اُن حالات کے اندازے سے جوتمکو عطا ہون مشغول ہو اور اُنہین منتقل ہوتے رہو یہانتک کہ رفیق اعلیٰ تک پہونچ جاؤ اور صدیقین وشہدا ر اسبق کے مقام مین قائم کردئے جاؤ پس مصیبت سے نہ گہراؤ اور اسکے برخ کرنے اور نزدیک آجانے پر اپنی دعا رکے ساتھ کہڑے ہو کیونکہ مصیبت کی آگ جہنم کی آگ سے توزیادہ نہین ہے اور حدیث مین ہے کہ جہنم کی آگ مومن سے کہے گی کہ اے مومن گذر جا کیونکہ تیرے نور نے میرے شعلہ کو بجہا دیا۔ اور مؤمن کا وہ نور جو دوزخ کے شعلہ کو بجہائیگا وہی نور ہوگا جو دار دنیا مین اوسکے ساتھ رہیگا اور جسکے ذریعہ سے وہ نافرمانی کرنے والے سے ممتاز ہوگا اس لئے اُسکو چاہئے کہ اس نور سے مصیبت کے شعلہ کو بجہاے کیونکہ مصیبتین بندہ پر اُسے ہلاک کرنے کو نہین آیا کرتین وہ تو اُسے آزمانے کو آتی ہین۔ اور انکا قول ہے کہ جو تکلیف تمکو پہونچے اُسکا گلہ کسی سے بہی نہ کرو دوست یا قریب چاہے جو ہو اور جو کچہ تمہارے حق مین تمہارا پروردگار کرے اور اُسکے ارادہ سے جو بلا تیرآ ے اُسمین کبہی اُس پر تہمت نہ دہرو بلکہ بہلائی اور شکر کا اظہار کرو اور کسی مخلوق سے نہ دلبستگی پیدا کرو اور نہ مانوس ہو اور جس حال مین تم ہو اُس سے کسی شخص کو آگاہ نہ کرو تمہارے پروردگار کے سوا کوئی فاعل نہین ہے اور ہر شے اُسکے پاس جچی تلی ہوئی ہے " اور اللہ اگر تجکو (کسی قسم کی) تکلیف پہونچاے تو اُسکے سوا اُسکا دورکرنیوالا نہین ہے۔ اور جبکہ تم عافیت مین ہو اور تمہارے پاس کسی قسم کی نعمت ہو تو زیادہ طلبی کے لئے اور جو نعمت وعافیت

ع ۵ وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ۔ پارہ ہفتم رکوع ہشتم (سورۂ انعام آیت ۱۷)

اُسنے تمکو دے رکھی ہے اُنکو حقیر جان کر اور اُن سے آنکھین میچ کر اللہ تعالیٰ
کی شکایت کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ غالباً وہ تمپر غصہ ہوگا اور جو ہے اُسکو بھی تمسے
لے لے گا اور تمہاری شکایت کو سچّی کر دکھاے گا اور تمہاری مصیبت کو دونی کر دیگا
اور تمکو سخت سزا دے گا اور تمکو ناپسند کرے گا اور اپنی آنکھ سے گرا دے گا اور
آدمی پر اکثر بلائین پروردگار عزوجل کی شکایت کرنے سے آتی ہین - اور ان کا قول
ہے کہ بادشاہون کی ہمنشینی کی صلاحیت صرف وہی شخص رکھتا ہے جو لغزشون
ومخالفتون کی ناپاکیون سے پاک وصاف ہو اور اللہ تعالیٰ کے دروازون کیطرف
صرف اُسی کو رُخ کرنا چاہیے جو دعودن اور ہوسون سے مُبرّا ہو حال آنکہ
اے بھائی! تم رات دن گناہون وگندگیون مین ڈوبے رہتے ہو - اور اسی لیے
آیا ہے کہ ایک دن کی تپ ایک سال کا کفارہ ہے - پس اللہ تعالیٰ اسنے بیماریون
وسختیون کو اور کام نہین صرف اسی لئے بنایا ہے کہ تم اُسکی نزدیکی وہمنشینی کے
قابل ہوجاؤ - اور یہ بھی آیا ہے کہ سخت ترین بلائین نبیون پر آتی ہین بعدہٗ درجہ بدرجہ
اور دوامی بلا کے ساتھ ولایت کُبریٰ والے مخصوص ہین اور یہ اس لئے ہے
کہ وہ ہمیشہ حاضر بارگاہ رہین اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی طرف جھکنے نہ پائین - پھر جب بندہ پر
ہمیشہ مصیبت رہتی ہے تو اُسکا قلب قوی اور اُسکی نفسانی خواہش کمزور ہوجاتی ہے
اور کہا کرتے تھے کہ تم پر راضی رہو اور اپنے رب سے اُسکے ازلی حکم مین جھگڑا
نہ کرو ورنہ وہ تمکو جدا کر دے گا اور اُس سے غافل نہو ورنہ وہ تمکو خراب وبرباد کر دیگا
اور اُسکے دین مین اپنی نفسانی خواہش سے گفتگو نہ کرو ورنہ وہ تمکو تباہ کر دے گا
اور اپنے نفس سے مطمئن نہ ہو ورنہ تمکو اُسکے ساتھ اوجو اُس سے بھی بُرا ہو گا مبتلا کریگا

اورکسی پر ظلم نہ کرو گو اُسکا باعث اُسکی نسبت تمہاری بدگمانی اور اُسکو بُرا سمجھنا ہی کیون نہ ہو کیونکہ تمہارا پروردگار ظالم کے ظلم سے درگذر نہین کرتا - اور کہتے تہے کہ جب تم اپنے دل مین کسی شخص کی عداوت یا محبت دیکھو تو اُسکے افعال کو کتاب و سنت سے ملاؤ پس اگر دونون کی رو سے وہ پسندیدہ ہون تو اُسکو دوست رکھو اور اگر ناپسندیدہ ہون تو اُسکو ناپسند کرو تاکہ تم اُسکو اپنی نفسانی خواہش سے نہ دوست رکھو اور نہ دشمن سمجھو اللہ تعالی نے فرمایا ہے وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ[ع] فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ (اور اپنی نفسانی خواہش پر نہ چلنا ورنہ وہ تمکو خدا کے رستے سے بہٹکا دے گی) اور کسی کو چہوڑ و نہین مگر اللہ کے لئے اور یہ بہی اُسوقت کہ اُسکو گناہ کبیرہ کا ارتکاب اور گناہ صغیرہ پر اصرار کرتے دیکھو مین کہتا ہون کہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتے ہوے دیکھنے سے مراد یہ ہے کہ اُسکا علم ہو گو وہ شہادت ہی سے کیون نہو اسلئے چہوڑ دینے کے جواز کے لئے یہ شرط نہین ہے کہ چہوڑنے والا اُس گنہگار کو اپنی آنکھون سے گناہ کرتے ہوے دیکھے - اسی لئے سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ کسی کو چہوڑ دینے کے جواز کی شرط یہ ہے کہ چہوڑنیوالے کو اُس شخص کے جسکو چہوڑا ہے اُس گناہ مین جسکی وجہ سے چہوڑا ہے مبتلا ہونیکا ظنی و تخمینی نہین بلکہ یقینی علم ہو اس لئے بغیر تحقیق و ثبوت کے قطع تعلق جائز نہین ہے اور یہ وہ باب ہے جسمین بہترے آدمی ہلاک ہوے ہین اور اُسی گناہ مین مبتلا ہو کر مرے ہین جسکی تہمت انہون نے لوگون پر دہری تہی واللہ اعلم - اور آن کا قول ہے کہ جب اللہ تعالی کسی بندہ کو دوست رکہتا ہے تو نہ اُسکے مال کو بڑہاتا ہے اور نہ اُسکی اولاد کو اور یہ اسلئے کہ اُس محبت مین جو اُسے اللہ تعالے کے ساتہ

ع تیسوین پارہ کا گیارہوان رکوع (سورہ ص کی چہبیسوین آیت) ۱۲

ہے شرکت باقی نہ رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ غیور ہے شرکت کو پسند نہین کرتا مین کہتا
ہون کہ لیکن اگر ولی ایسے مقام تک پہونچ جاے کہ کوئی چیز اُسکو خدا سے باز
نہ رکھہ سکے تو اسکے لئے مال و اولاد کا مضائقہ نہین ہے - اور کہا کرتے تھے کہ اس کی
طمع نہ رکھو کہ روحانیون کے زمرہ مین داخل ہو گے جبتک کہ تم اپنے آپ سے بجمیع
وجوہ دشمنی نہ کرو اور اپنے کل جوارح و اعضا سے جدائی نہ اختیار کرو اور اپنی ہستی
شنوائی بینائی گرفت دوڑ دہوپ عمل و عقل اور اُن کل چیزون سے الگ نہ ہو جاؤ جو روح کے
وجود سے پہلے تمہاری تہین اور اُن چیزون سے جو نفخ (روح پہونکنے) کے بعد
تم مین پیدا کیگئین کیونکہ یہ سب چیزین تمکو تمہارے رب عزوجل سے روکنے والی
ہین جیسا کہ خلیل علیہ السلام نے بتون کی نسبت کہا تہا اور جسکا ذکر اللہ تعالیٰ کے
اس قول مین ہے فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ (یہ تو میرے
دشمن ہین ہان میرا سچا دوست پروردگار عالم ہے) پس تم اپنے آپ کو مجموعۃً اور اپنے اجزا
کو ساری مخلوقات کے ساتھہ بت سمجھو - اور حدود کی پابندی اور اوامر و نواہی کی نگہداشت
کے ساتھہ اپنے رب کے سوا کسی کی ہستی تمہین نظر نہ آئے - پس اگر تم مین حدود دین
سے کسی چیز کی کمی واقع ہو تو سمجھہ لو کہ تم مبتلاے فتنہ ہو شیطان تمسے کہیل کرتا ہے
پس شرع کے حکم کی طرف لوٹو اور اُسکے پابند ہو اور اپنی نفسانی خواہش کو چہوڑ دو
کیونکہ جس حقیقت کی شریعت گواہی نہ دے وہ باطل ہے - اور انکا قول ہے
کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ اپنے ایماندار بندہ پر مہربان ہوتا ہے تو اُسکے قلب
کے سامنے رحمت احسان و بخشش کا دروازہ کہولدیتا ہے اسلیئے وہ اپنے قلب سے وہ

ع پارہ ۱۹ - رکوع ۹ (سورہ شعراء - آیت ۷۸) - ۱۲

دیکھتا ہی جسکو آنکھہ نے دیکھا نہ کان نے سُنا اور نہ کسی بشر کے دل نے خیال کیا یعنی غیب
کی چیزون کا مطالعہ اور پہچانا اور لطافت آمیز کلام خوش آیند وعدہ و دلائل اور دعا مین
مقبولیت اور تصدیق و وعدہ و وفا اور حکمت کی باتون کا اُسکے قلب مین خود بخود گذرنا
اور اسکے سوا بڑہی چڑہی ہوئی نعمتین جیسے حدود کی نگہداشت اور پابندی طاعات
پس جب بندہ کو اسپر اطمینان اور وہ اسپر نازان اور اُسکو اس حالت کے
ہمیشہ رہنے کا اعتقاد ہو گیا تب اللہ تعالیٰ اُسپر انواع و اقسام کی مصیبتون اور
رنجون کے دروازے جان مال و اولاد کی طرف سے کہول دیتا ہے اور جو کچہہ
نعمتین اُسکو ملی تہین وہ سب اُس سے زائل ہو جاتی ہین۔ اسلیئے وہ بندہ ہمکا
بکا دل شکستہ ہو جاتا ہی اگر اپنے ظاہر کیطرف دیکھتا تو سر تا سر پیش نظر ہوتا ہی اور اگر اپنے باطن کیطرف
نظر دوڑاتا ہی تو غم کے سامان مہیا پاتا ہی اور اگر اللہ تعالیٰ سے اپنی مصیبت کے زایل ہونیکا سوال کرتا ہے
تو مقبول ہونے کی امید نہین اور اگر خلق کی طرف رجوع کرنا چاہتا ہے تو
اسکا کوئی رستہ نہین پاتا اور اگر رخصتون پر عمل کرتا ہے تو فوراً سزا پاتا ہے
اور اُسکے جسم و مال پر خلائق مسلط ہو جاتے ہین اور اگر درگذر چاہتا ہے تو معاف
نہین کیا جاتا اور اگر اُن بلاؤن پر جنمین وہ مبتلا ہے رضامند ہونے خوش رہنے
اور آرام کرنے کا قصد کرتا ہے تو یہ بہی اُسکو نصیب نہین ہوتا۔ پس جب وہ
اس حالت کو پہونچ جاتا ہے تب اُسکا نفس گہلنے لگتا۔ اُسکی نفسانی خواہش
زائل ہونی شروع ہوتی ارادے و آرزوئین کوچ کرتی جاتی اور تمام چیزون کی ہستی
مٹتی جاتی ہے۔ یہ حالت اُسکی دائمی اور سخت کر دی جاتی ہے یہانتک کہ اُس کی
بشریت کے اوصاف کو فنا کر دیتی ہے اور وہ صرف روح رہجاتا ہے۔ پس اسوقت وہ

اپنے قلب سے یہ ندا سنتا ہے اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ (اپنے پاؤں سے زمین کو ٹھکرا دو تمہارے نہانے اور پینے کیلئے یہ ٹھنڈا پانی حاضر ہے) اور سارے خلعت اُسکو واپس ملتے بلکہ اور زیادہ عنایت ہوتے ہیں اور حق سبحانہ وتعالیٰ اُسکی تربیت خود فرماتا ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ (کوئی شخص بھی نہیں جانتا کیسی کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک اُنکے لئے پردہ غیب میں موجود ہے) اور آپکا قول ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کو چاہتا ہے وہ اللہ سے اپنی ناواقفیت اپنے ایمان اپنی معرفت اور اپنے یقین کی کمزوری اور اپنے صبر کی کمی ہی کی وجہ سے اور جو شخص کہ اس سے بچتا ہے وہ اللہ عزوجل کی نسبت اپنی زیادہ واقفیت اپنے ایمان کی زیادتی اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اپنے زیادہ حیا کرنے ہی کے باعث۔ اور انکا مقولہ ہے کہ حق تعالیٰ کا اپنے بندہ کے سوال کو قبول نہ کرنا صرف بندہ پر ہی شفقت کی وجہ سے ہے تاکہ اُس پر امید و غرور غالب نہ آجائیں جس سے وہ مکر میں پڑکر ادب خدمت کی بجاآوری سے غافل ہوکر ہلاک ہوجاوے حالانکہ بندہ سے صرف یہی مطلوب ہے کہ اپنے رب کے سوا کسی طرف مائل نہو۔ اور انکا قول ہے کہ جو ابتلا رعقوبت و مقابلہ کے طور پر ہو اُسکی علامت بلا کے پائے جانے کے وقت صبر کا نہونا گھبرانا اور خلق سے شکایت

عہ پارہ ۲۳۔ رکوع ۱۳ (سورۂ ص آیت ۴۲) قصہ حضرت ایوب علیہ السلام جس سے صاحب ترجمہ کا یہ پورا قول من اولہ الی آخرہ ماخوذ ہے اور جو حالات مندرجہ بالا کی تصویر ہے دونون کو ملا کر دیکھنے اور سوچنے سے پورا لطف آسکتا ہے۔ ۱۲ مترجم

عہ پارہ ۲۱۔ رکوع ۱۵ (سورہ سجدہ آیت ۱۷) ۱۲

کرنا ہے اور جو ابتلا گناہون کے کفارہ اور کمی کے لئے ہو اُسکی علامت صبر جمیل
کا ہونا ہے جسمین نہ شکایت ہو نہ گبہراہٹ نہ بے چینی اور نہ طاعت کی بجا آوری مین
سستی۔ اور جو ابتلا کہ درجات کی بلندی کیلیے ہو اُسکی علامت یہ ہے کہ اُسکے
دور ہونے تک خدا کے ازلی حکمون سے خوشنودی موافقت نفس کی طمانینت
اور سکون پایا جاوے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ جو آخرت چاہے اُسکو دنیا کی نسبت
اور جو اللہ کو چاہے اُسکو عقبیٰ کی نسبت زہد اختیار کرنا لازم ہے اور جب تک
کہ بندہ کا دل دنیا کی کسی خواہش یا کسی لذت مین اٹکا ہوا ہو (یعنی کہانا پینا نکاح کرنا
حاکم یا رئیس بننا۔ یا جو فن کہ فرض سے زیادہ ہین اُن مین سے کسی مین موشگافیان
کرنی جیسے کہ اس زمانہ مین حدیث روایت کرنی۔ قرآن کا ساتون قرأت سے
پڑہنا اور نحو لغت و فصاحت کے فنون مین عمر صرف کرنا) اُسوقت تک وہ آخرت
کا دوست رکہنے والا نہین وہ تو دنیا ہی کا راغب اور اپنی ہی نفسانی خواہشون
کا تابع ہے۔ اور نصیحت کیا کرتے تھے کہ کل جہتون سے اندہے بن جاؤ اور اُنمین
سے کسی سے چپکے نہ رہو کیونکہ جب تک کہ تم اُسکو پیش نظر رکہو گے اُسوقت تک
اللہ تعالیٰ کے فضل کا دروازہ تمپر بند رہے گا اسلیئے تمام جہات کو اپنی توحید
سے بند کرو اور اُنکو اپنے یقین سے بعدہ اپنی فنا سے بعدہ اپنی محو
سے بعدہ اپنے علم سے مٹادو تب جاکر تمہارے قلب کی آنکہون سے جہتون کی
جہت کہلیگی اور یہ خداے کریم کے فضل کی جہت ہے پس تم اُس جہت کو اپنی
چشم سر سے دیکہوگے اور اسکے بعد تم نہ فقر پاؤ گے اور نہ غنا۔ اور یہ سمجہایا کرتے تھے
کہ جون جون تم نفس پر مجاہدہ کروگے اور اُسپر غالب آؤ گے اور اُسکو مجاہدہ کی تلوار

سے قتل کروگے وون وون اللہ عزوجل اُسکو زندہ کرتا جائیگا اور وہ تمسے جھگڑا کرے گا اور
تمسے حرام مباح خواہشون اور لذتون کا مطالبہ کرے گا تاکہ تم اُسکے ساتھ پھر مجاہدہ و
مقاتلہ کرو اور تمہارے لئے دائمی نور و ثواب لکھا جاوے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے اِس قول کے " رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر (ہم چھوٹے
جہاد سے بڑے جہاد کیطرف لوٹے ہین) یہی معنی ہین۔ اور انکا مقولہ ہے کہ ہر مومن اِس
بات کا مکلف ہے کہ جو چیز اُسکے حصہ مین آئی ہو اُسکے سامنے آنے کے وقت ٹھیر
جاوے اور چھان بین کرلے ایسی صورت مین جبتک کہ حکم اُسکو مباح اور علم اُسکو
اُسکا حصہ قرار نہ دے اُسکو ہاتھ نہ لگاوے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ مومن بڑی چھان بین کرنے والا اور منافق حق سے باز رکھنے والا ہوا کرتا ہے۔

(۲۵۰) ابوبکر بن ہوار بطائحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ عیار تھے رہزنیان کیا کرتے تھے کہ ایک رات کو غیب سے انکو آواز آئی کہ کیا
تیرے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا وقت ابھی نہین آیا ہے؟ بس اوسی وقت
انہون نے توبہ کی اور یہی پہلے شخص ہین جنکو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
خواب مین کپڑے کا خرقہ اور ٹوپی پہنائی۔ اور جب یہ بیدار ہوئے تو انہون نے
دونون چیزین اپنے جسم پر پائین۔ یہ کہا کرتے تھے کہ مینے اپنے رب عزوجل
سے عہد لیا ہے کہ جو جسم میری تربت مین داخل ہو اُسکو آگ نہ جلائے۔ اور کہا جاتا
ہے کہ کبھی کوئی مچھلی یا گوشت اِن کی قبر مین داخل نہوا جسکو آگ نے جلایا ہو۔ اُنکے

جلیل القدر و عالی مقام ہونے پر انکے زمانہ کے بزرگون کا اجماع منعقد ہوا تھا
انکے بعض اقوال فیض اشتمال یہ ہین۔ توحید قدم کو حدوث سے الگ کرلینا موجودات
کا خارج ہوجانا۔ پردہ کا قطع کرنا۔ اور جتنی چیزین معلوم و مجہول ہون اُنکے ساتھ ٹہیرنے
کو ترک کرنا ہے کیونکہ توحید کا علم اُسکے وجود کا مباین ہے اور اُسکا وجود اُسکے
علم کا مفارق ہے اسلئے جب اُسکی انتہا ہوگی تو حیرت پر ہوگی۔ تصوف اجتماع کے
ساتھ ذکر کرنا سماع سے وجد کرنا اور اتباع کا برداشت کرنا ہے۔ خوف تمکو اللہ تعالیٰ
تک پہونچائے گا اور وہ یہ ہے کہ سانس کے آنے جانے کے ساتھ اس سے
بےغم نہو کہ تم پکڑ لئے جاؤگے۔ حق کے ساتھ جمع ہونا اُسکے غیر سے جدا ہونا ہے
اور اُسکے غیر سے جدا ہونا اُسکے ساتھ جمع ہونا ہے۔ تمہارا لوگون کو حقیر سمجھنا ایسا مرض
ہے جسکا علاج نہین ہے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ عراق کے اوتاد آٹھ ہین۔
معروف کرخی۔ احمد بن حنبل۔ بشر حافی۔ منصور بن عمار۔ جنید۔ سری سقطی
سہل بن عبداللہ تستری۔ اور عبدالقادر جیلی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اسپر ان سے
پوچھا گیا کہ عبدالقادر کون ہین تو انہون نے کہا کہ ایک عجمی سید بغداد کے رہنے والے
جنکا ظہور پانچوین صدی مین ہوگا اور وہ صدیقون اور اقطاب دنیا کے رئیسون مین
سے ہونگے رضی اللہ عنہ

(۲۵۱) شیخ ابو محمد شنبکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اِس شان کی ریاست انکے زمانہ مین انہین کو ملی۔ اور بہت سے صدق والے

سالک جیسے شیخ ابوالوفا رشیخ منصور رضی اللہ عنہما وغیرہما انہین کے یہان سے
نکلے۔ یہ شریف الاخلاق کامل الادب وافر العقل اور کثیر التواضع تھے۔ ابتدا مین
قافلون کو لوٹا کرتے تھے۔ آخر انہون نے ابوبکر بن ہوار بطائحی کے ہاتھہ پر توبہ کی
پھر تو مادر زاد اندھون۔ برص والون اور دیوانون کو اپنی دعا سے اچھا کرنے لگے
انکے چند مقولے یہ ہین۔ طاعت کی جڑ پرہیزگاری و تقویٰ ہے اور تقویٰ کی جڑ
نفس کا حساب لینا ہے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کا پکارنا نہ سنا وہ کیونکر اُسکے پکارنے
والے کو جواب دے سکتا ہے اور جس نے اللہ کے سوا کسی چیز پر استغنا کیا اُسنے
اللہ تعالیٰ کی قدر نہ جانی۔ جسنے اپنے نفس کو ادب کے ساتھ مقہور کیا وہی اللہ تعالیٰ
کو خلوص کے ساتھ پوجنے والا ہے۔ خلق کا حجاب حق تعالیٰ سے وہی اُن کی
تدبیرین اپنی جانون کے لئے ہین اور جس نے اپنے آپ سے حق کے قریب ہونے
پر نگاہ کی اُسکے قلب سے اُسکے سوا سب چیزین دور ہوگئین۔ صدیقون کی خواہش
مجاہدہ ہے اور جھوٹون کی خواہش خواب و کاہلی۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ
ایسے بسر کا مدعی ہو جس کی شہادت اُسکے ظاہر کی نگہداشت نہ دیتی ہو اوس کو
دین مین متہم ٹھہراؤ۔ گو تم موت سے مرجاؤ مگر ہرگز اُس فقیر کا کھانا نہ کھاؤ جو دنیا
سے پرہیز کرنے کے بعد اُسکی طرف لوٹا ہو اور اگر تمنے کھالیا تو چالیس دن تک
تمہارا قلب سخت رہے گا۔ قلب کی درستی خلوص کے ساتھہ اور اُسکا بگاڑ ریا و سمعہ
کے ساتھ علم مین مشغول رہنے مین ہے۔ قلب کا جما رہنا اور مراتب اعلیٰ کیطرف
سبقت کرنا اسپر موقوف ہے کہ حق کی پوری رعایت اور خلق کے لحاظ کو اٹھا دینے
کے ساتھ باطن کی اصلاح کیجاے۔ اور ولی وہ ہے جسکا حال ہمیشہ چھپا رہے اور

بغیر اسکے کہ اُس کو تمیز کرنے کے اعمال ظاہر ہون ساری ہستی اُسکے ولی ہونے پر ناطق ہو۔

(۲۵۲) شیخ اعزاز بن مستودع بطائحی رضی اللہ تعالی عنہ

بطائح مین طریقت کی ریاست انکو پہونچی تھی اور صلحار و علمار کی ایک جماعت نے ان سے طریقت اخذ کی اور اُسمین عرق ریزیان کین اور انکے صاحب عظمت ہونے پر بزرگون نے اتفاق کیا ہے۔ انکے چیدہ اقوال یہ ہین: غفلتین دو ہین رحمت کی غفلت اور دشمنی کی غفلت۔ پس جو غفلت کہ رحمت ہے وہ پردہ ہٹا دینا ہے تاکہ یہ گروہ عظمت و جلال کا مشاہدہ کرکے فرایض و سنن کے سوا عبودیت کو بھول جائین اور ہیبت کی واردات کے مراقبہ کے سوا ستر کی مراعات سے غافل ہو جائین۔ اور جو غفلت کہ دشمنی سے ہے وہ بندہ کا اللہ عزوجل کی طاعت کو چھوڑکر اُسکی معصیت مین مشغول ہو اُسکا کرامات کیطرف التفات کرنا اور استقامت کی راہ سے غافل ہو جانا ہے۔ سطوت کے فرش تو دشمنون ہی کیلئے بچھائے گئے ہین تاکہ وہ اپنے بُرے افعال سے وحشت زدہ ہون اسلئے کبھی ایسی چیز انکے مشاہدہ میں نہین آتی ہے جس سے خوش ہون اور جس چیز سے مانوس ہوتے ہین اُس سے اون کو اطمینان حاصل نہین ہوتا۔ روحون نے شوقون پر مہربانی کی تو حقیقت کی طرف بُلانے والون کے پاس مشاہدہ کا دامن پکڑکر ٹھیرین اسلئے حق تعالیٰ کے غیر کو معبود نہ سمجھین اور انکو یقین آگیا کہ قدیم کو حادث صفات معلولہ سے دریافت نہین

کر سکتا پس حق تعالیٰ کی ہی صفتین اُس تک پہونچتی ہین اسلئے وہی ہے جس نے اُسے پہونچایا ہے اور آدمی اپنے نفس سے نہین پہونچا ہے۔ ارادت قلب کا چیزون سے چیزون کے رب کی طرف پھیر دینا اور بغیر قصد کے اللہ کے ساتھ بیٹھنا ہے محبت جب روحون سے ملی تو وہ اُڑین جب عقلون سے مخلوط ہوئی تو وہ دہشت زدہ ہوئین اور جب فکرون سے متلبس ہوئی تو وہ حیرت زدہ ہوگئین۔ علم کا کمال یہ ہے کہ جمالی صفتون کے کنہ کی نسبت امید منقطع ہو جاے۔ جو اللہ سے مانوس ہوا اُس سے ہر چیز مانوس ہوئی جسکو اللہ نے مخاطب کیا۔ اُسکو ہر چیز نے مخاطب کیا جو اللہ تک پہونچا ہر چیز اُسکی جلالت کے باعث اُس سے پیچھے رہی اور جس نے اللہ کو پہچانا اُس سے اُن علوم و اسرار کی عظمت کے سبب جو اللہ نے اُسکے سپرد فرماے ہر چیز ناواقف رہی۔

(۲۵۳) شیخ منصور بطائحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

یہ احمد بن رفاعی کے مامون تھے اور اُنہین کی صحبت مین راہ پر لگے صاحب احوال وارباب مقامات کے بہت سے گروہ اِن کی طرف منسوب ہین۔ اِنکے حمل مین رہنے کے زمانہ مین جب اِن کی والدہ اِنکے پیر شیخ محمد شنبکی کے حضور مین حاضر ہوتی تھین تو وہ اُٹھہ کھڑے ہوتے تھے۔ اور ایسا اتفاق کئی مرتبہ ہوا تو لوگون نے اُن سے اِسکا سبب پوچھا۔ انہون نے کہا کہ مین اُس جنین کے لئے کھڑا ہوتا ہون جو اِسکے پیٹ مین ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے مقربون اور مقامات والون مین سے

ہوگا اور عنقریب اسکی شان ایسی بلند ہوگی کہ اسکا راہوار طریقت مُنہ نہین موڑنے کا یہانتک کہ اللہ عزوجل کی طرف رخ کئے ہوئے جان دیگا۔ اِن کے چیدہ اقوال یہ ہین۔ جس نے دُنیا کو پہچانا اُس نے اسمین زہد کیا اور جس نے اللہ کو پہچانا اُسنے اُسکی رضا کو مقدم رکھا اور جسنے اپنے آپکو نہ پہچانا وہ بہت بڑے دہوکے مین ہے۔ جتنی چیزون مین اللہ تعالیٰ بندہ کو مبتلا فرماتا ہے اُن مین سب سے زیادہ سخت اُس سے غافل ہونا اور فترت[۵] ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اُسکو غفلت اور نیند سے پناہ دیتا ہے۔ جون جون قلب کی منزلت بڑہتی جاتی ہے دون دون سزا جلد تر اُسپر پہونچتی ہے۔ صبر بیقرارون کا توشۂ راہ ہے اور رضا عارفون کا درجہ ہے۔ پس جو شخص اپنے صبر پر صبر کرے وہ صابرون مین سے بڑا نیکوکار ہے۔ جو شخص ایسی حالت مین کہ اپنے رزق کے بارہ مین اللہ تعالیٰ کو تہمت دیتا ہے اپنے دین کے ساتھ اللہ کیطرف بہاگتا ہے وہ رزق کے لئے بہاگتا ہے اُسکی طرف نہین بہاگتا۔ دُنیا کی جو موجودات کہ دنیا چھوڑنے کی معین نہو وہ تمہارے لئے مضر ہے مفید نہین ہے۔ تین خصلتین اولیاء کی صفتین ہین ہر چیز مین اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرنا۔ اُسپر تکیہ کرکے ہر شے سے فانی ہوجانا اور ہر حال مین اُسی کی طرف رجوع کرنا۔ ارادت یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ کرو تو اُس کو اشارہ سے زیادہ نزدیک پاؤ اور توکل سارے امور کو ایک ہی کی طرف پھیر دینا ہے اور ہر مخلص کے اخلاص کا نقصان اپنے اخلاص کو کوئی چیز سمجھنا

---

[۵] فترۃ بالفتح۔ اسکے لغوی معنی ہین سستی اور صوفیون کی اصطلاح مین "ہدایت کی آگ کا جو نفس ہوا کی جلانیوالی ہے ٹھنڈا ہوجانا" ۱۲ مترجم

ہے اور اُسکا کمال اپنے اخلاص مین ریا کا دیکھنا ہے۔ اللہ کے ساتھ اُنس دلون کا
اللہ عزوجل کی نزدیکی سے شگفتہ ہونا اور اُسی سے خوش ہونا اور اپنی تسکین کیحالت
مین اُس کی طرف نگاہ رکھنا اور اُسکے کل ماسوا سے غافل ہو جانا ہے اور یہ کہ دل
اُس وقت تک اُسکی طرف اشارہ نہ کرین جب تک کہ وہی انکی طرف اشارہ کرنیوالا
نہو۔ جو شخص کہ عبودیت کی صفائی پر بہولا اُس مین ربوبیت کے نسیان نے گھر کیا
اور جس نے عبودیت کی پابندی مین ربوبیت کی صنعت کا مشاہدہ کیا بس
وہی اپنے نفس سے الگ ہوا اور اپنے رب عزوجل کے پاس ٹہیرا اور اسوقت
وہ استدراج سے سلامت رہا اور اِس مقام پر استدراج یقین کا چلا جانا ہے
کیونکہ یقین ہی سے غیب کے فوائد ظاہر ہوتے ہین۔ کشف نور کے نگینے ہین جو
اُسوقت چمکتے ہین جب کہ باطنی امر دن کے اندر ہی اندر ایک غیب سے دوسرے
غیب کی طرف پہچاننے والون کی شناخت دل مین جاگزین ہو جاتی ہے تاکہ جہان
سے حق مشاہدہ فرماتا ہے وہین سے یہ بھی چیزون کا مشاہدہ کرے اِس لئے
وہ مخلوق کے دل کی باتین کہہ دیتا ہے اور جب باطن کے اندر حق ظاہر ہو جاویگا
تو امید و خوف کے لئے فضلہ باقی نہ رہے گا۔ اور یہ کہتے تھے کہ مین نے اپنے
ماموں[۵] منصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے سُنا کہ عاشق ہمیشہ اپنے خمار مین سرشار
اپنی شراب مین حیران رہتا ہے نشہ سے نکلکر حیرت مین آتا ہے اور حیرت سے نکلکر

ع ۵ ظاہر ہے کہ اِس قول کو شیخ احمد رفاعی کے ترجمہ مین ہونا چاہئے نہ کہ خود شیخ منصور کے اقوال
مین بدایۂ ناسخ و کاتب کی غلطی ہے۔ لیکن جو نسخہ مصر کا چھپا ہوا میرے پاس ہے اُس مین اسیطرح ہے
اسلئے مینے اُسے باقی رکھکر جتلادیا۔ ۱۲ مترجم

نشہ مین جاتا ہے۔ شیخ منصور رضی اللہ عنہ زمین بطائح کی نہر دقلی مین رہتے تھے اور
انہون نے اسی کو اپنا وطن بنا لیا تھا۔ چنانچہ وہین قضا کی۔ اور اُنکا مزار ظاہر و معلوم
اور لوگون کی زیارتگاہ ہے۔ اِن کے مرتے وقت اِن کی بیوی نے کہا کہ تم اپنے
بیٹے کو اپنا جانشین بنا جاؤ۔ انہون نے کہا کہ نہین اپنے بھانجے احمد کو۔ مگر جب
انکی بیوی نے دوبارہ کہا۔ تو اُنہون نے اپنے بیٹے اور اپنے بھانجے دونون سے
کہا کہ تم دونون فلان زمین سے خرفہ کا ساگ اکھاڑ لاؤ۔ چنانچہ اون کے بیٹے اسی
زمین سے خرفہ کا ساگ لے آئے۔ اور اُنکے بھانجے کچھ بھی نہ لائے۔ تو اُن سے
اُنہون نے پوچھا کہ اے احمد تو ساگ کیون نہ لایا۔ احمد نے کہا کہ مین نے دیکھا کہ سب
جڑی بوٹیان اللہ عزوجل کی تسبیح پڑھ رہی ہین اسلیئے مین اُن مین سے کسی کو بھی نہ
اکھاڑ سکا۔ تب اُنکی بیوی چپ رہ گئین۔

(۲۵۴) شیخ تاج العارفین ابو الوفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ و رحمہ

اپنے وقت مین بزرگان عراق کے سردارون مین سے تھے اور ان کی بہت سی
خارق عادت کرامتین تھین اور اُنکے زمانہ مین اِس شان کی ریاست انھی کو پہونچی تھی۔
بیشمار لوگ علما و صلحا رمین سے اِنکے مرید ہوئے۔ اور ارباب احوال مین سے اِن
کے چالیس خادم تھے۔ جب اِنکے پیر شیخ شنبکی نے اِن کی بیعت لی تو کہا کہ آج
میرے دام مین ایسا پرند پھنسا ہے جسکا مثل کسی شیخ کے جال مین نہ پھنسا تھا اور
بطائح کے مشایخ کہا کرتے تھے کہ جو شخص ابو الوفا رکا ذکر کرے اور اپنے منہ پر ہاتھ

پھیرے بغیر اللہ کا نام لے لے اُسکے چہرہ کا گوشت اگر انکی ہیبت سے نہ گرے تو اُسپر تعجب کرنا چاہیے۔ اور سیدی عبدالقادر جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے کہ حق تعالیٰ کے دروازہ پر ابوالوفا جیسا کوئی کردی نہین ہے اور یہی پہلے شخص ہین جو عراق مین تاج العارفین کے لقب سے موسوم ہوئے ہین۔ انکے بعض کلام محبت التمام یہ ہین جسکو نظر کے اثر نے سرگردان کیا اُسکو خبر کے سننے نے بے چین کیا اور جو بیابان شوق مین الگ ہو رہا وہ آفاق کیطرف التفات نہین کرتا۔ ذکر وہ ہے جو تمکو تمسے اُسکے وجود کے سبب سے غائب کردے اور اُسکے شہود کے باعث تمکو تم سے لے لے کیونکہ ذکر حقیقت کا شہود اور خلقت کا خمود (بجھ جانا) ہے۔ اجسام قلم ہین روحین تختے ہین اور نفوس جام شراب ہین اور اور وجد آگ پھونکدینے والی حسرت ہے اور بعدہٗ اثر ابیجا نیوالی نگاہ ہے اور قوت شاہد حضور مین بندہ کی سراسیمگی کے وقت باطنی محادثہ اور غلبہ شہود کے سبب سے دریاے مشاہدہ مین قلب کا مستغرق ہوجانا ہے۔ تسلیم نفس کو احکام کے میدانون مین چھوڑدینا اور صدمات سے اُسپر شفقت کا ترک کردینا ہے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ اگر اپنے پیر کے پاس آنیوالا سچا ہو اور پیر خواب مین ہو تو پیر کا ہر ذرہ اُسکے سوال کا جواب دیگا اور اُسکو پیر کے جگانے کی ضرورت نہوگی۔

(۲۵۵) شیخ حمّاد بن مسلم دبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ



علوم حقائق کے علماء راسخین مین سے تھے۔ انکو مریدون کی تربیت کی ریاست ملی تھی۔ اور پوشیدہ واردات کے کشف کی نسبت انپر اجماع منعقد ہوا تھا اور انکے

وقت کے بہت زیادہ مشائخ وصوفیہ بغداد انہین کی طرف منسوب تھے۔ اور یہ
اُن لوگون مین سے ایک ہین جنہون نے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت
پائی اُنکی ستائش کی اور اُنکی کرامتین روایت کین۔ انکے چند منتخب اقوال
یہ ہین۔ دل تین قسم کے ہین ایک تو وہ دل ہے جو دنیا مین پہرتا رہتا ہے دوسرا
وہ جو آخرت مین گہومتا ہے اور تیسرا وہ دل ہے جو مولیٰ کے ذریعہ سے پہرا کرتا ہے
نہ کہ مولیٰ مین کیونکہ جو مولیٰ مین پہرتا رہا وہ زندیق ہوا۔ اپنے دل کو یقین کے ذریعہ
سے پاک وصاف کرو تاکہ اُسمین احکام خداوندی جاری ہون۔ اللہ تعالیٰ کی طرف
کا سب سے نزدیک رستہ اُسکا عشق ہے اور اُسکا عشق خالص نہین ہوتا جبتک
کہ عاشق روح بلا نفس نہ رہجاے اور جبتک اُسمین نفس ہے کبھی اللہ تعالےٰ
کے عشق کا مزہ چکھہ نہین سکتا۔ قدر سے خواہش نفسانی کو دور کرو تو معرفت حاصل ہو
اور خلق وامر سے خواہش نفسانی کو دور کرو تو تمکو رہائی ملے اور جسقدر تمہارے پاس امر ہوگا اُسیقدر تمہاری
سلامتی ہوگی اور جتنا تمہارے پاس قدر ہوگا اُسی اندازے سے تمہاری معرفت ہوگی جب تمہارے
وجود مین نفسانی خواہش نہ پائی گئی تو تم موحد ہو گئے اور جب تمہاری تدبیر مین تمہاری
مراد نہ پائی گئی تو تم فانی ہو گئے لیکن اگر وہ تمہین بلاے تو جواب دو۔ اگر تمسے
وعدہ کرے تو توکل کرو۔ اور اگر اپنا حکم تمپر جاری کرے تو سر تسلیم خم کر دو۔ پس اگر
تمسے کہے کہ کوئی چیز اختیار کرو تو کہو کہ مین تو تفویض کر چکا ہون۔ اگر تمسے کہے کہ
کچھہ مانگو تو کہو کہ مین تصدیق کر چکا ہون۔ اگر تمسے کہے کہ میری عبادت کرو تو کہو کہ مجھے
توفیق عطا ہو اور اگر تمسے کہے کہ میری توحید کرو تو کہو کہ مجھے کھینچ لیا جاے۔ پہر
اگر معرفت آئیگی تو ربانی افعال ہو جاے گی اور ساری ہستی زائل ہو جائیگی اور تم اُسکے

قبضہ مین ایسے صاحبدل ہوجاؤ گے کہ تمہاری جو چیز ہوگی وہ رب عزوجل کے ہی ذریعہ سے ہوگی اور جو اُسکے ذریعہ سے ہوگی وہ اُسی کی ہوگی اور جو تمہارے ذریعہ سے ہوگی وہ تمہاری ہوگی۔ ایسی صورت مین ایمان کے سبب سے تم دنیا کی تمام قسمون سے کنارہ رہوگے کیونکہ اسمین اُسکی تصدیق ہے۔ علم کے سبب سے آخرت کی تمام قسمون سے محفوظ رہوگے کیونکہ اسمین اُسکی معرفت ہے اور معرفت کے سبب سے تم سب سے الگ رہوگے جہان چاہے تم رہو کیونکہ تمہاری معرفت کی حیثیت سے تمہارے اندازہ کے مطابق وہ تمہارے ساتھ ہے۔

(۲۵۶) شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ



یہ یگانہ امامون مین سے تھے۔ اور خراسان مین تربیت مریدین کی ریاست ان کو ملی تھی۔ انکی خانقاہ مین علماء وصلحا کی بہت بڑی جماعت جمع تھی اور ان سے اور انکے کلام سے فائدہ اُٹھاتی تھی۔ انکا کلام ہے کہ سماع حق کی طرف سے اور حق کی طرف کا سفر ہے۔ اور یہ حق کے لطائف وزوائد غیب کے فوائد وموارد فتح کے بوادی وعوائد اور کشف کے معانی وبشارت سے ہے۔ اسلئے روحون کی خوراک جسمون کی غذا دلون کی حیات اور اسرار کی بقا ہے۔ چنانچہ ایک گروہ کو حق تعالیٰ شاہد تنزیہ کے ذریعہ سے سناتا ہے۔ ایک گروہ کو ربوبیت کی صفت کے ذریعہ سے اور ایک گروہ کو وصف قدرت کے ذریعہ سے پس حق ہی انکے لئے سنانے والا اور سننے والا ہے۔ پس سماع پردون کا پھاڑ دینا اور اسرار کا کھول دیتا ہے۔ اور

ایک کوندتی ہوئی بجلی اور نکلا ہوا آفتاب ہے۔ اور روحون کا سماع دلون کے سننے
کے ذریعہ سے قرب کے بساط پر شاہد حضور کے ساتھ بغیر نفس کے ہوا کرتا ہے
چنانچہ وہ تمکو سماع کی حالت مین شیفتہ وحیرت زدہ ٹکٹکی باندہے ہوئے قیدی اور
فروتن بدست نظر آئینگے۔ اور سن لو کہ اللہ تعالی نے اپنی رونق کے نور سے
ستر ہزار مقرب فرشتے پیدا کیے ہین اور اُنکو بارگاہ انس مین عرش وکرسی کے
درمیان جگہہ دی ہے اُنکے لباس سبز صوف کے اور اُنکے چہرے چودہوین رات
کے چاند جیسے ہین۔ اور جب سے یہ پیدا ہوئے ہین حالت وجد مین شیفتہ
حیرت زدہ اور فروتن بدست ہین رکن عرش سے رکن کرسی تک کُہد کرتے رہتے
ہین کیونکہ ان مین سخت شیفتگی پائی جاتی ہے۔ بس یہ آسمان والون کے صوفی
ہین اسرافیل انکے سپہ سالار ومرشد ہین جبرائیل انکے رئیس ومتکلم اور حق تعالی
انکا مونس ومالک ہے ابراہیم ابن الحوفی بیان کرتے ہین کہ شیخ یوسف ہمدانی لوگون
کے سامنے وعظ کہہ رہے تھے کہ دو مولویون نے جو اُس مجلس مین تھے ان سے
کہا کہ چپ رہو تم تو بدعتی ہو۔ اسپر شیخ نے اُن دونون سے کہا کہ چپ رہو تم زندہ
نہین رہنے کے چنانچہ وہ اُسی جگہہ مر کر رہگئے۔ اور انکے پاس ہمدان سے ایک
عورت روتی ہوئی آئی اور اُسنے ان سے کہا کہ میرے بیٹے کو فرنگیون نے
قید کر لیا ہے۔ انہون نے اُسکو صبر کرنے کو کہا۔ مگر اُسے صبر نہ آیا۔ آخر اُنہون نے
دعا کی کہ خدایا اُسکی بیڑی کہول دے اور جلد اُسکو مخلصی دے۔ اسکے بعد اُس عورت
سے کہا کہ اپنے گہر جا تجھکو وہ وہین ملے گا۔ چنانچہ وہ عورت گہر جو آئی تو اُسکا بیٹا
وہان موجود تہا اُسکو اچنبہا گذرا اور اُسنے اپنے بیٹے سے حالات پوچہے۔ اُسنے

کہا کہ مین ابہی قسطنطینیہ مین پانوون مین بیڑیان پہنے ہوئے تہا اور مجہپر نگہبان تعینات تہے کہ میرے پاس ایک شخص پہونچا اور مجہے اُٹہا کر پلک جہپکنے کیطرح یہان لے آیا۔ یہ سنہ ۴۴۰ھ چارسو چالیس ہجری کے قریب قریب پیدا ہوے اور ۵۳۵ھ ہجری مین قید خانہ دنیا سے چہوٹے اور مدت تک مقام بامین مین جو مرو کے راستہ پر واقع ہے مدفون رہے بعدہٗ انکی نعش مرو پہونچائی گئی اور وہان اُس سبزہ زار مین جو انکی طرف منسوب ہے دفن ہوئے۔

(۲۵۷) شیخ عقیل منبجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

یہ اپنے وقت مین شام کے پیران پیر تہے انکی صحبت سے اکابر کا ایک گروہ کامل ہو کر نکلا جنمین سے ایک شیخ عدی بن مسافر ہین اور یہی پہلے شخص ہین جو عمر یہ خرقہ کے ساتہ ملک شام آئے اور ان سے اورون نے پایا۔ اور یہ طیار (اُڑنے والے) کہلاتے تہے جسکی وجہ یہ ہے کہ جب انہون نے اپنے اُس گانون سے جسمین یہ مقیم تہے مشرقی شہرون کی طرف جانا چاہا تو گانون کے منارہ پر چڑہ گئے اور گانون والون کو آواز دی چنانچہ جب وہ جمع ہو گئے تو یہ ہوا مین اُڑے اور لوگ انکی طرف دیکہتے رہے اور لوگون نے جا کر دیکہا تو انکو منبج[ع۵] مین پایا۔ ان کے

ع۵ منبج بروزن مجلس یعقوبی کہتا ہی کہ قنسرین کے دیہات مین سے ہے اور دوسرون کا بیان ہے کہ عمان مین واقع ہے بطلیموس کہتا ہی کہ منبج وحلب مین دس فرسخ کا فاصلہ ہے اور منبج سے فرات تک تین فرسخ کا ۱۲

بعض کلام معرفت نظام یہ ہین :۔ معرفت تو صرف اُن چیزون کے متعلق ہوتی ہے
جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے چن لی ہین اور عبودیت اُن چیزون مین جنکا اُسنے
حکم دیا ہے اور خوف سارے معاملہ کی جان ہے۔ لیکن عارفون کا خوف یہ ہے
کہ کہین اُسکے افعال مین انکی راحت نہ پائی جاے۔ ولیون کا خوف یہ ہے کہ
مبادا اللہ عزوجل کے حکم مین انکی نفسانی خواہش پائی جاے اور متقیون کا
خوف یہ ہے کہ ایسا ہو کہ انکی رویت خلق مین انکا نفس شریک ہو اگر مخلوق تم
مین پیدا کیجاے تو تم شرک کرو اور اگر تمکو تیر قدرت دے تو تم اُن سے جھگڑے
کرو۔ آسے شخص کہہ کہ میرے معبود تو اپنے قدر سے مجھے چھٹا اور اپنے خلق
سے مجھے آرام دے اور جب امر آسے تو کہہ کہ اے میرے معبود تو اُن مین
سے مجھپر رحم فرما اور جب قدر آسے تو کہہ کہ اے میرے معبود تو مجھپر مجھسے رحم فرما
پس جب فضل آسے تو بغیر تصور اپنی ذات کے کہہ کہ آلٰہی تیرا فضل تیری صنعت
کیلئے ہے۔ پھر جب تم چاہو گے تو خشوع کے وقت تمکو عبودیت حاصل ہوگی
اور ناز کے وقت توحید پس تمہاری عبودیت اُسکی طرف تمہارے محتاج ہوتے
کے سبب سے ہوگی اور اُسکا ناز یہ ہے کہ وہان اُسکے سوا اور کوئی نہین ہے۔ پھر جب
آلٰھیتہ[ع] آوے تو "اللہ[ع]" کہو پھر انکو پڑے جھک مارنے دو کہ کھیل بنایا کرین "

ع سارے حقائق وجودیہ کے جمع ہونے کی احدیت کو آلٰہیت کہتے ہین۔ جیسا کہ آدم
علیہ السلام سارے صور بشریہ کے جمع ہونے کی احدیت تھے۔ مترجم۔ از کتاب التعریفات
اختصاراً

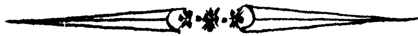
ع قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ۱۲

الحاصل عشق کے مجاہدہ سے تم اُسکو پہچانوگے اور خلق سے اپنے باہر آنے کے ذریعہ سے
اُسکی توحید کروگے - ہمارا طریقہ جد و کد اور پابندی حد ہے یہانتک کہ تو فنا ہوجاے
پس یا توجوان اپنی آرزو کو پہونچے گا اور یا اُسکی بیماری سے مرجائیگا ؎

یا تن رسد بجانان یا جان زتن برآید

جو شخص اپنے لئے کوئی حال یا قال تلاش کرے وہ معرفت کی راہون سے دور
ہے - جوانمردی غلامون کی خوبیان دیکھنی اور اُنکی برائیون سے غائب رہنا ہے
مدّعی وہ شخص ہے جو خود اپنی طرف اشارہ کرے - اور سلوک کے مقام مین افسوس
و گریہ کا نہونا خذلان کی علامت ہے - یہ جب جنگل کے جانورون کو آواز دیتے
تھے تو اس کثرت سے سر ڈالے ہوئے آتے رہتے کہ اُفق نظر نہ آتا تھا - اُنکا سونٹا
اسقدر وزنی تھا کہ کوئی شخص اُسکو اُٹھا نہین سکتا تھا - انہون نے متیجہ مین سکونت
اختیار کی اور کہیہ اوپر چالیس سال وہان رہے اور وہین وفات پائی اور وہین اُنکی
قبر مشہور ہے لوگ اُسکی زیارت کرآتے ہین -

(۲۵۸) شیخ ابو الغزی المغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ



ملک مغرب مین صادقین کی تربیت اُنکے سپرد ہوئی اور اُنکی صحبت سے وہان
کے بڑے بڑے مشائخ اور مشہور و معروف زاہدین کامل ہو کر نکلے - اہل مغرب
اُنکے وسیلہ سے مینہ برسنے کی دعا کرتے تھے تو مینہ برستا تھا - اُنکے بعض کلام
حقیقت التیام یہ ہین :- احوال مبتدیون کے مالک ہوتے ہین جسطرح چاہتے ہین

اُنکو پھیرتے ہین اور منتہیون کی ملکیت کہ جسطرح وہ چاہتے ہین انکو پھیرتے ہین -
جو حقیقت کہ بندہ کی نشانیون اور علامتون کو نہ مٹاوے وہ حقیقت نہین ہے
جسنے فضل کے طور پر حق کی طلب کی وہ اُس تک پہونچا اور جو ایک (خدا) کے ساتھ
ہوا وہ ایک کے ساتھ ہوا - سب سے زیادہ فائدہ مند کلام وہ ہے جو کسی مشاہدہ کی
نسبت اشارہ ہو یا حضور کی نسبت خبر ہو - ولی ولی نہین ہوتا جبتک کہ اوسکے
قدم - مقام حال منازلت درست نہون - پس قدم وہ راہ ہے جسپر تم حق کی طرف
چلو - مقام وہ کیفیت ہے جسپر تمہارے سابقہ نے جو علم ازلی مین ہے تمکو ٹھیرایا
ہو - حال وہ کیفیت ہے جو حصول فوائد مین تمکو برانگیختہ کرے مگر سلوک کے
نتائج مین سے ہو - منازلت وہ چیز ہے جو حضور کے تحفون مین سے مشاہدہ
نہ کہ استتار کی صفت کے ساتھ خاصکر تمہین ملی ہو - اور سر وہ ازلی لطائف
ہین جو جمع کے غلبہ غیر کے مٹنے اور تمہاری ذات کے فنا ہونے کے وقت تم مین
ودیعت رکھے گئے ہین - لہذا حکم مقام کی نگہداشت سے طریق کی واقفی سمجھ اور
اُسکے پوشیدہ معانی پر اطلاع حاصل ہوتی ہے - حکم حال کی محافظت سے تعریف
مین جو اللہ کے لئے اللہ ہی کے ذریعہ سے ہوتی ہے اُسکو بسط حاصل ہوتا ہے
حکم منازلت کی حفاظت اُسکے سلطانِ قہر کو فتح لدنی کی فوجون سے مدد دیتی ہے - حکم
ستر کی نگہداشت مکنونات کے خزانون پر مطلع ہونے کی قدرت کو وسعت دیتی ہے
حکم وقت کی نگہداشت سے مراقبہ پیدا ہوتا ہے اور پاس انفاس غیبت فی الحضور
کے مقام تک پہونچاتا ہے - شیخ ابو محمد افریقی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ شیخ
ابو یعزیٰ اپنی ہدایت مین پندرہ برس جنگل مین رہے جہان جنگلی درختون کے

پہلون کے سوا کچھہ نہ کہاتے تہے اور شیر ان کے پاس آکر پناہ اور پرندے بسیرا لیتے تہے اور
اور ان کی یہ حالت تہی کہ جب شیر و نسے کہتے کہ یہان نہ رہو تو شیر اور اپنے بچون کو لے کر شیر نیان
سب کی سب باہر چلی جاتین۔ شیخ ابو مدین رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ ایک مرتبہ مین ان سے میدان
مین ملا اوسوقت اونکے چارونطرف شیر اور وحشی جانور اور پرند موجود تھے اور اپنے احوال مین
ان سے مشورہ کر رہے تھے اور وہ خشک سالی کا زمانہ تہا چنانچہ یہ ان وحشی جانورون سے
کہتے تہے کہ تم فلان فلان مقام کو جاو وہان تمہاری خوراک ہے اور ایسا ہی پرندون سے کہتے
تہے اور سب اون کا حکم مانتے تھے۔ بعدہٗ انہون نے مجھہ سے کہا کہ سُنا شعیب! ان
وحشی جانورون اور پرندون نے میرے پڑوس کو پسند کیا تو میری وجہ سے بھوکون مرنے
لگے۔

(۲۵۹) شیخ عدی بن مسافر اموی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ اس طریقہ کے یگانہ ارکان اور بلند رتبہ علماء مین سے تھے اور شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ
انکا نام عظمت کے ساتھہ لیتے انکی ستایش کرتے اور انکے سلطان ہونے کی گواہی
دیتے اور کہتے تھے کہ اگر مجاہدہ سے نبوت ملتی تو ضرور شیخ عدی بن مسافر اسکو حاصل
کئے ہوتے۔ ابتدا مین انہون نے مجاہدہ مین اسقدر مبالغہ کیا کہ اپنے بعد کے
بزرگون کو عاجز کر دیا شدّت مجاہدہ سے ان کی یہ حالت ہو گئی تہی کہ سر خشک ہو کر گنجا ہو گیا
تھا اور سجدہ کرتے تہے تو سوکھی کھوپڑی سے بھیجے کے ٹکرانے کی ویسی ہی آواز سُنائی
دیتی تہی جیسی کنکریون کی۔ ابتداء امر مین مدتون کہوہون پہاڑون اور میدانون

مین مجرد پھرتے اور انواع و اقسام کے مجاہدے نفس سے کراتے رہے اور اِن
جگھون مین سانپ حشرات الارض اور درندے اِن سے مالوف رہے۔ اور یہی پہلے
شخص ہین جس نے پورب کے ملکون کی زیارات اور وہان کے سچے مریدونکی تربیت
کا قصد کیا اور تمام اطراف سے لوگ انکی زیارت کو آیا کرتے تھے انکے بعض کلام سعادت
فرجام یہ ہین:۔ تمہارا (کسی چیز کو) لینا یا ترک کرنا دو حال سے خالی نہ ہو یا اللہ عزوجل کے
ذریعہ سے ہو یا اوس کے لئے ہو۔ پس اگر یہ دونون فعل اوسکے ذریعہ سے ہون تو اوسی
کی طرف سے تم کو عطا کرنے کی ہدایت ہوگی اور اگر اوسکے لئے ہون تو اوس کے حکم سے
اوس سے رزق طلب کرو اور جسمین خلق ہے اُس سے بچو کیونکہ جب تم اون کے ساتھ
رہو گے تو وہ تمکو غلام بنائینگے اور جب تم اللہ تعالی کے ساتھ رہو گے تو وہ تمہاری
حفاظت کرے گا اور جب تم اللہ تعالی کے فضل کے ساتھ رہو گے تو تمہاری کفالت
کریگا۔ اور جب تم اسباب کے ساتھ رہو تو اپنا رزق زمین سے مانگو کیونکہ تم کو آسمان
سے نہین دیا جائیگا اور جب تم توکل کے ساتھ رہو تو اگر اپنی ہمت کے ذریعہ سے طلب
کرو گے تو ہرگز تمکو عطا نہو گا اور اگر تم اپنی ہمت کو اٹھا دو گے تو تم کو عطا ہو گا۔ اور جب
اللہ تعالی کے ساتھ ٹھیرے رہو گے تو تمہارے لئے سارے موجودات موطن سے
خالی ہون گے اور تم ایک مٹھی مین اور فانی ہو گے اور ساری ہستی تم مین اور تمہارے
لئے ہوگی۔ تم اپنے پیر سے فائدہ نہین اوٹھا سکتے مگر اوسی صورت مین کہ تمہارا اعتقاد
اُس کی نسبت ہر اعتقاد سے بڑھا ہوا ہو اور جب ایسا ہو گا تب وہ تم کو اپنے حضور
مین رکھے گا اپنے غیبت مین تمہاری حفاظت کرے گا اپنے اخلاق سے تم کو
آراستہ کرے گا اپنی تادیب سے تم کو مؤدب بنائے گا اور تمہارے باطن کو

اپنے اشراق سے منور کرے گا اور اگر تمہارا اعتقاد اوس کی نسبت کمزور ہوگا تو تم کو ان چیزون
مین سے کوئی بہی اوسمین نظر نہ آئے گی بلکہ تمہارے باطن کی تاریکی کا عکس تمپر پڑے گا
تو تمکو اوسکے صفات بہی اپنے ہی صفات جیسے نظر آئین گے پس تم اوس سے کبہی
فائدہ نہ اوٹہاوگے گو وہ درجہ مین ولیون سے بہی اعلیٰ ہو۔ خوش اخلاقی یہ ہے کہ ہر
شخص کے ساتھ اس طور پر پیش آئے کہ اوسکو اونس پیدا ہو وحشت نہو پس علما کے
ساتھ اونکی باتون کو اچھی طرح سے سننے کا برتاو کرے گو اوس کا مقام اوس سے
بالاتر ہو جو وہ کہتے ہون۔ اہل معرفت سے سکون و انکسار کے ساتھ پیش آئے اور
اہل توحید سے تسلیم کے ساتھہ جب کسی شخص سے کرامات و خرق عادات ظاہر ہوتے
دیکھو تو جب تک کہ اوسکو امر و نہی کیوقت دیکھہ نہ لو اوس پر نہ پھولو۔ جس نے ادب آموزون
سے ادب نہ سیکھا وہ اوسکو خراب کرے گا جو اوس کی پیروی کرے گا اور جس مین ذرا
سا بہی بدعت ہو اوسکے ساتھ بیٹھنے سے بچو تا کہ اوسکی شامت تمہاری طرف نہ لوٹے گو
ایک مدت کے بعد ہی کیون نہ ہو جس نے علم کے بارہ مین زبانی تقریرون پر بس کی اور
اوسکی حقیقت سے متصف نہ ہوا وہ منقطع ہے جس نے بغیر سمجہہ کے عبادت پر کفایت
کی وہ بیرونی ہے۔ جس نے بغیر ورع کے فقہ پر اکتفا کیا وہ دہوکے مین ہے اور
جس نے اون احکام کی پابندی کی جو اوسپر واجب ہین اوس نے نجات پائی توحید
باری تعالیٰ کی ماہیت کہنے مین نہین آتی اور نہ اوس کی کیفیت عقل و خیال مین آتی
ہے وہ تو مثالون اور شکلون سے بالاتر و اعلیٰ تر ہے اوس کی ذات کی طرح اوسکی
صفتین بہی قدیم ہین۔ اپنی صفات مین وہ جسم نہین ہے۔ وہ ایسا بزرگ ہے کہ
نہ اپنی بنائی ہوئی چیزون کے مشابہہ ہو سکتا اور نہ اپنی نکالی ہوئی اشیا کی طرف

منسوب ہوسکتا ہے۔ اوسکی جیسی کوئی چیز نہین اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے اوسکی زمین و آسمانون مین کوئی اوسکا مماثل نہین اور اوسکے حکم و ارادہ مین کوئی اوسکا ہمسر نہین۔ عقلون کے لئے حرام ہے کہ اللہ عز و جل کی کوئی مثالی صورت کھڑی کرین وہمون کے لئے کہ اوس کو محدود کرین گمانون کے لئے کہ اوسکی تعیین کرین ضمیرون کے لئے کہ اوسکی تہ کو پہونچین نفسون کے لئے کہ اوسکو سوچین فکرون کے لئے کہ اوسکو احاطہ کرین اور عقلون کے لئے کہ اوسکو تصور کرین مگر اوسی قدر کہ خود اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین یا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اپنا وصف بیان کیا ہے اور ہمارے اس طریقہ کے چلنے والے پر سب سے پہلے جو چیز واجب ہے وہ جھوٹے دعوون سے باز آنا اور سچے معنون کا مخفی رکھنا ہے مین کہتا ہون کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ سچے معنی نور ہین اور بندہ کے قلب مین جسقدر نور جمع ہون گے اُسیقدر اوسکے قدم جمین گے اور اوسکی استعداد قوی ہوگی اور جون جون وہ معنی کو ظاہر کریگا دون دون نور ابتداہی مین نکلتا چلا جائیگا پس اس راہ مین اُسکا قدم نہین جمیگا۔ واللہ تعالی اعلم اور یہ اکثر بحر محیط کے چھٹے جزیرہ مین اقامت رکھتے تھے۔ اور یہ جب ہوا کو کہتے تھے کہ ٹھیر جا تو فوراً ٹھیر جاتی تھی۔ ہکّار[۱۵] کے پہاڑ مین سکونت رکھتے تھے

۱۵۔ کتاب الانساب مین لکھا ہے کہ ہکّار بہ فتح ہا و تشدید کاف اور آخر مین راے مہملہ الف کے بعد ہے اور ہکّار ایک شہر اور خطہ اوس پہاڑ کے نزدیک ہے جو موصل کے اوپر جانب جزیرہ مین سے ہے ابن الاثیر نے لباب مین لکھا ہے موصل کے علاقہ مین ہکّار ایک ولایت ہے جس مین قلعجات و دیہات شامل ہین۔

اور بالس[۵۱] کو اونہون نے وطن بنایا تہا اور یہین ۵۵۸ھ پانچسو اٹھاون ہجری مین وفات پائی اور اُس تکیہ مین جو اِن کی طرف منسوب ہے دفن ہوئے اور اِن کی قبر وہان ظاہر اور لوگون کی زیارت گاہ ہے۔

(۲۶۰) شیخ علی بن وہب سنجاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سنجار[۵۲] اور اوسکے جوار کے مریدون کی تربیت کی خدمت اِن تک پہونچی اور بڑے بڑے لوگون کا ایک گروہ اِن سے مرید ہوا مثلاً شیخ سوید سنجاری شیخ ابو بکر جاری شیخ سعد ضاجی

۵۱۔ بالس باے موحدہ بعدہ الف ولام مکسورہ بعدہٗ سین مہملہ یہ ایک چھوٹا سا شہر فرات کے مغربی کنارہ پر ہے۔ اور یہی ملک شام کا سب سے پہلا شہر ہے۔ یہان سے قلعہ دوشتر تک جو قلعہ جعبر کے نام سے مشہور اور فرات کے شرقی جانب مین واقع ہے پانچ فرسخ کا فاصلہ ہے اور قلعہ جعبر کے مقابل فرات کے غربی جانب سرزمین صفین ہے جہان لڑائی ہوئی تہی۔ حاشیہ اصل کتاب۔

۵۲۔ صاحب لباب نے لکہا ہے کہ سنجار سین بے نقطہ کے کسرہ۔ نون کے سکون اور جیم کے فتحہ اور الف و رار بے نقطہ کے ساتھ ہے۔ ابن سعید نے لکہا ہے کہ سنجار نصیبین کے جنوبی حصہ مین بہت ہی خوبصورت شہرون مین سے ہے اور اسکا کوہی حصہ نہایت ہی سیر حاصل ہے۔ اور ابن حوقل کی کتاب مین ہے کہ سنجار دیار ربیعہ کے میدان کے وسط مین پہاڑون کے قریب ایک شہر ہے اور سنجار کے سوا جزیرہ کے کسی شہر مین کہجور کا درخت نہین ہے۔ اور وہان کے بعض باشندون نے لکہا ہے کہ سنجار موصل سے تین منزل پر واقع ہے سنجار مغرب سمت مین اور موصل مشرق کی سمت مین واقع ہے۔ اور سنجار کو پہاڑ اپنے دامنون سے محفوظ کئے ہوئے ہے اور معرہ کے انداز کا ہے یہان ایک قلعہ اور بہت سے باغ ہین اور نہرون اور شمال جانب کے پہاڑ سے پانی کی افراط ہے۔ ابو الفداء۔

وغیرہم۔ یہ چالیس مرید چھوڑکر رگزراے عالم قدس ہوئے جنمین سب ارباب احوال
تھے۔ نقل ہے کہ جب اِن کا انتقال ہوا تو اِن کے چالیسون مرید ایک باغ مین
جو انکی تکیہ کے روبرو واقع تھا جمع ہوئے اور ہر ایک نے اُس باغ سے ایک
ایک مٹھی گھاس لی اور اوسپر پھونک ماری جس سے وہ گھانسین نیلے نیلے
سبز و سفید مختلف رنگون کے پھول ہوگئین اور ایک نے دوسرے کے صاحب تمکین و
تصریف ہونے کی شہادت دی۔ انکا بیان ہے کہ مینے سات سال کی عمر مین قرآن
حفظ کیا بعدہٗ علم مین مشغول ہوا اور مین ایک مسجد مین جو جنگل کے باہر واقع تھی عبادت
کیا کرتا تھا ایک شب کو مین وہین سوتا تھا کہ مین نے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کو خواب مین دیکھا کہ انھون نے مجھ سے کہا کہ علی! مجھے حکم ہوا ہے کہ تم کو یہ ٹوپی
پہناؤن اور اونھون نے اپنی آستین سے ٹوپی نکالی اور میرے سر پر رکھی۔ اسکے چند
دنون کے بعد خضر علیہ السلام میرے پاس آئے اور انھون نے مجھ سے کہا کہ علی! تم نکلکر
لوگونکے پاس جاؤ انکو تمسے فائدہ پہونچے گا۔ مگر مین اپنے کام مین استقلال کے ساتھ لگا
رہا بعدہٗ مینے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خواب مین دیکھا کہ جو خضر نے کہا تہا وہی یہ بھی کہتے
ہین۔ یہ سنکر مین بیدار ہوا اور اپنے معاملہ مین ثابت قدمی سے نہ ٹلا تب تیسری شب
کو مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ مجھسے وہی فرماتے ہین جو ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ نے کہا تہا۔ اسپر مین بیدار ہوا اور مینے باہر نکلنے کا ارادہ کرلیا اور اُسی رات
کے آخر حصہ مین جو مین سویا تو مینے حق تعالیٰ کو خواب مین دیکھا اور مجھ سے ارشاد
ہوا کہ اے میرے بندے مینے تجھے اپنی زمین مین اپنا برگزیدہ بنایا اور تیرے
سب احوال مین مینے اپنی ایک روح کے ذریعے سے مدد دی اور

تجھے مینے اپنی مخلوق کے لئے رحمت بنایا پس نکلکر اُن کی طرف جا اور مینے اپنی جو حکمتین تجھے تعلیم کی ہین اونکی ذریعہ سے اُنمین حکم رانی کر اور مینے اپنی جن نشانیونسے تجھے مدد دی ہے اُنکو اُنمین ظاہر کر چنانچہ مین بیدار ہوا اور نکلکر لوگونکے پاس آیا اور ہر جانب سے لوگ میری طرف دوڑے انکے چند چیدہ اقوال یہ ہین :- اللہ عزوجل کی معرفت ایسی بھاری ہے کہ عقل سے حاصل نہین ہوسکتی بلکہ اُسکی اصل شرع سے اقتباس کیجا سکتی ہے بعدہٗ قرب کے مقدار سے اُسکے حقایق کی شاخین نکلتی ہین پس ایک گروہ نے اُسکو وحدانیت کے ذریعہ سے پہچانا اسلئے صمدانیت تک پہونچکر اونسے آرام لیا۔ دوسرے گروہ نے اُسکو قدرت کے ذریعہ سے پہچانا اِس سبب سے وہ حیرت زدہ ہوگئے۔ تیسرے گروہ نے اُسکو عظمت سے پہچانا اسوجہ سے وہ وحشت کے پاؤن پر کھڑے ہوگئے اور یقینی طور پر سمجھے کہ ہرگز کوئی اوسکی ذات کو نہین پاسکتا چوتھے گروہ نے غلبۂ الٰہیت سے اوسکو پہچانا پس وہ کیفیت وماہیئت سے پاک ہوئے پانچوین گروہ نے اُسکو اوسکی مصنوعات کے ذریعہ سے پہچانا اور اوسکی نادر صنعتون سے اوسکی طرف راہ پائی اسلئے اِس گروہ نے اوس کو اوسکے ایجاد وصنعت مین مشاہدہ کیا اور اُسکے دینے اور نہ دینے مین اُسکو دیکھا۔ چھٹے گروہ نے اُسکو تکوین کے ذریعے سے پہچانا اور اسلئے ثبات و تمکین کے ساتھ جانا اور ایک اور گروہ نے اوسکو بغیر اوسکے غیر کے پہچانا اِس لئے اوس نے اِن کو اپنی وہ نشانیان دکہائین جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سُنا اور جو نہ کسی بشر کے قلب پر گزرا۔ جس کو حق نے محبوب رکھا اور چاہا اوس کے قلب مین ارادت بٹھادی اِس لئے مرید (صاحب ارادت) عاشق طالب ہے جس کے قلب پر شوق غالب ہے اور غایت درجہ کی شیفتگی نے اوس کی عقل کو سلب کر لیا ہے اور مراد معشوق مطلوب ماخوذ مسلوب اور

بارگاہ کی طرف مجذوب دکھچا ہوا) ہے جس مین شوق کا ظہور و غلبہ ہے کیون کہ وہ مطلوب کو پا چکا راستہ کو طے کر چکا اپنے نفس کو دور کر چکا اور اوس سے دور ہو چکا اور اوسکو اور کون ع۵ کو اپنی نظر سے مٹا چکا اس لئے اون کو دیکھتا ہی نہین ہے۔ زہد کی تین قسمین ہین فرض فضیلت و قربت فرض حرام مین فضیلت مشتبہ مین اور قربت حلال مین۔ اور زہد کی عظمت ورع سے زیادہ ہے کیونکہ ورع باقی رکھنا ہے اور زہد کل کا قطع کر دینا۔ اخلاص کی علامت یہ ہے کہ حق کے مشاہدہ مین خلق تمسے غائب رہے۔ ابدی بقا اسمین ہے کہ تم اپنے آپسے فنا ہو جاؤ۔ اور جس شخص کا باطن اللہ تعالیٰ کے غیر سے ساتھ ہوا اُسے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو رحم کرنے نہین دیتا اور اوسکو مخلوقات سے طمع رکھنے کا لباس پہناتا ہے۔ انکی وفات کا مقام سنجار ہے اور وہین انکا مزار پر انوار زیارتگاہ صغار و کبار ہے۔

(۲۶۱) شیخ موسیٰ بن ماہین زولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و رحمہ

یہ امام و یگانہ زمانہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انکے لئے غیب کی چیزین کھولدین انکو کرامتین عطا کی تھین اور دلونین انکی ہیبت ڈالدی تھی اور انکی بزرگی پر بزرگون کا اتفاق تھا حل مشکلات اور باطنی واردات کی تشریح کے لئے دور دور سے لوگ اِنکے پاس آتے تھے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی ستایش اور اِن کی شان کی عظمت کرتے

ع۵۔ صوفیہ کی اصطلاح مین ہر امر وجودی کو "کون" کہتے ہین۔ اور یہ معنی معنی اصطلاحی فلاسفہ کے مغائر ہے۔ ۱۲۔ مترجم از اصطلاحات الصوفیہ ۱۲

ستے - اور اُنہون نے ایک مرتبہ کہا تہا کہ اسے اہل بغداد عنقریب تم پر ایک آفتاب
طلوع ہوگا کہ ویسا تمہارے ہان کبہی طلوع نہوا تہا - اور لوگون نے اُنسے پوچہا کہ وہ کون
ہین تو انہون نے کہا کہ شیخ موسیٰ زنولی اُنکے بعض اقوال حقائق اشتمال یہ ہین :- رقائق[عہ]
تفصیل منازلات کے معانی اور تجلیل محاضرات کے شعائر ہین اور یہ (رقائق) جملہ ہائے
کلیات کے اعتبار سے متعدد صُور جزئیات کیطرف التفات کے ساتہہ متصل ہین
اور دقائق رقائق کی روحین ہین اور یہ (دقائق) حکمت ازلیہ کا مقدمہ ہین اسلئے
اغیار کو اغیار سے احاطہ کرتے اور انوار کیلیئے انوار کو کہول دیتے ہین - اور اگر روحانیت
کی بساط پر تمہارے لئے یہ حجاب اُٹہا دیا جاوے تو ضرور تمہاری ذات سے فرزند
آدم کی تعداد کے برابر مخلوق ہمکلام ہو اور ضرور تم اپنی ذات کے رقائق کو رکوع کرنیوالون
کے ساتہہ رکوع اور سجدہ کرنے والون کے ساتہہ سجدہ کرتے دیکہو - اور انکا قول ہے
کہ حقائق عُلیٰ کے گیسو اور روشنی کی روحون کی خوشبو ہین - اور یہ (حقائق)
لوامع کی جہلک اور چمکنے والی فتح ہین جسنے اُنکے بساط پر قدم رکہا وہ سیدہا ہوگیا
اور جو اُسکے براق پر سوار ہوا وہ سدرۃ المنتہیٰ پہونچا - اور یہ (حقائق) حجابون کے

عہ رقائق رقیقہ کی جمع ہے - اور رقیقہ لطیفہ روحانیہ کو کہتے ہین - اور کسی اُس لطیف واسطہ کو بہی
"رقیقہ" کہتے ہین جو دو چیزون کے بیچ مین ہوتا ہے جیساکہ وہ مدد جو حق سے بندہ کو پہونچتی ہے
اور اسکو "رقیقۃ النزول" کہتے ہین اور جیساکہ وہ وسیلہ جس سے بندہ حق کا تقرب حاصل کرتا ہے
مثلاً علوم اعمال اعلیٰ اخلاق اور بلند مقامات - اور انکو رقیقۃ الرجوع اور "رقیقۃ الارتقاء" کہتے ہین - اور کبہی رقائق کا
اطلاق طریقت کے علوم و سلوک اور اُس چیز پر ہوتا ہے جس سے بندہ کا سِر لطیف اور
نفس کی کثافتین دور ہون ۱۲ مترجم از کتاب التعریفات -

نور اور قرب کے نعیم سے معانی علویہ اُس شخص پر خرج کرتے ہین پس بساط علی و نور کشفی و حضور ادنی اُسکو میسر ہوتا ہے تب عارف وصل کی یکتا صور تون کے انور کے زینون پر چڑہکر حضرت جلال و مشرق اقبال کے حضور تک پہونچتا اور نور و روشنی بدوح و طیب و حیار اُسکے جلو مین ساتھہ ساتھہ چلتی ہے اور اسوقت وہ مقام احد مین کہڑا ہوتا ہے اور ہمیشہ ایسا ہی معاملہ ہوا کرتا یعنی ہدایت کی طرف لوٹایا جاتا اور واپسی پر واپسی ہوتی رہتی ہے۔ پس عروج و حضور و نور و انفاق و تفرد و نشاط وغیرہ احوال و نہوض ہین۔ اُس حد تک جسکی انتہا نہین ہے۔ اسلیئے ہر باطن ہر ایک ظاہر کی حقیقت ہے۔ انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ بہت ہوا کرتا تہا اور انکے اکثر افعال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی اجازت سے ہوتے تہے۔ یہ جب لوہے کو ہاتہہ لگاتے تہے تو لُبان جیسا نرم ہوجاتا تہا۔ اور چار مہینے کی بارش سے بہی کم عمر بچہ کو کہتے تہے کہ فلان سورہ پڑہ لو تو وہ بچہ صاف شستہ زبان مین اُس سورہ کو پڑہتا اور اُسی وقت سے باتین کرنے لگتا تہا۔ انہون نے ماردین مین توطن اختیار کیا تہا اور وہین یہ بیرانہ سالی مین قضا کی۔ انکی قبر وہان لوگون کی زیارتگاہ ہے۔ لوگون نے جب انکو لحد مین لٹایا تو یہ کہڑے ہوکر نماز پڑہنے لگے اور انکی قبر کشادہ ہوگئی اور جو لوگ انکی قبر مین اوترے تہے وہ بیہوش ہو گئے۔

(۲۶۲) شیخ ابوالنجیب عبدالقادر سہروردی رضی اللہ تعالی عنہ



انکے لقب ضیاء الدین و نجیب الدین ہین اور انکا نسب حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہونچتا ہے۔ یہ طیلسان اوڑھتے عالمون کے
کا لباس زیب بدن کرتے خچری پر سوار ہوتے اور لوگ انکا زین پوش تھامے
ہوئے ساتھ جاتے تھے۔ انکے اکرام و احترام پر مشائخ و علما کا اجماع تھا۔ اور
خدائے عزوجل نے انکو قبولیت تام عطا فرمائی اور انکی کامل ہیبت لوگون کے
دلون مین ڈالدی تھی۔ آنکی صحبت سے بڑے بڑے لوگ نکلے جیسا کہ شیخ شہاب الدین
سہروردی شیخ عبداللہ بن مسعود رومی وغیرہ۔ یہ مشہور آفاق تھے اور ہر ملک سے
لوگ انکے پاس آتے تھے۔ آنکے کلام فیض نظام مین سے یہ ہین۔ احوال دلون
کے معاملات ہین جنکے ذریعہ سے کدورتون کی صفائی حضور کے فوائد اور شاہدہ کے
معانی دلون مین آتے ہین۔ تصوف کا اول علم اوسط عمل اور آخر خدائی دین ہے۔
پس علم تو مراد سے پردہ اُٹھا دیتا عمل طلب مین مدد دیتا اور خدای دین منتہائی امید
تک پہونچا دیتی ہے۔ اور اہل تصوف کے تین درجے ہین مرید جویان متوسط
پَرّان اور منتہی رسیدہ پس مرید صاحب وقت ہے متوسط صاحب حال اور منتہی
صاحب یقین۔ تصوف والون کے نزدیک سب سے افضل انفاس کا شمار ہے اور
مرید کا مقام مجاہدات (کڑیان جھیلنی) مکابدات (رنج و غم سہنا) تلخیان برداشت
کرنی لذتون اور ہر چیز سے جسمین نفس کی منفعت ہو کنارہ کرنا ہے۔ اور متوسط کا مقام
مراد کی طلب مین خطرون مین پڑنا۔ احوال مین راستی و خلوص کا نگاہ رکھنا اور مقامات
مین ادب کا کام مین لانا ہے۔ اسی سے منزلون کے آداب کا مطالبہ ہوتا ہے
اور یہی صاحب تلوین ہے کیونکہ یہ ایک حال سے دوسرے پر ترقی کرتا اور زیادہ ہوتی
مین رہتا ہے۔ اور منتہی کا مقام صحو (نشہ سے افاقہ) ثبات اور حق کا جواب دینا ہے

جہان سے وہ اُسے پکارے۔ یہ مقامات کو طے کئے ہوئے اور تمکین کے
محل مین ہوتا ہے احوال اُسکو متغیر نہین کرتے اور نہ احوال اسمین اثر کرتے ہین۔
یہ تنگی و فراخی بخل و بخشش جفا و وفا کی حالت مین یکسان رہتا ہے۔ اسکا کہانا
اسکی بہوک جیسا اور اسکا سونا اسکی بیداری کے مانند ہوتا ہے۔ اسکے حظوظ فانی
ہوچکتے ہین اور اسکے حقوق باقی رہتے ہین۔ اسکا ظاہر خلق کے ساتہہ اور
باطن حق کے ساتہہ ہوتا ہے۔ اور یہ سب حالتین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال
سے نقل کی گئی ہین۔ جب کوئی فقیر خلوت مین بیٹہتا تو اُسکا احوال دریافت کرنے
کو روزانہ اُسکے پاس جاتے اور اُس سے کہتے تہے کہ آج شب تمکو یہ پیش
آئیگا اور فلان چیز کا تمکو کشف ہوگا اور تمکو یہ حالت حاصل ہوگی اور عنقریب تمہارے
پاس اس صورت مین ایک شخص آئیگا اور تمسے یہ کہے گا اُس سے بچنا وہ شیطان
ہے۔ چنانچہ اُس فقیر پر وہ سب کیفیتین گذرتی تہین جنکی یہ خبر دیتے تہے۔ تادم
واپسین بغداد مین رہے اور ۵۶۳ھ پانچسو تریسٹھ ہجری مین وہین وفات پائی
اور اپنے مدرسہ مین جو دجلہ کے کنارہ تہا مدفون ہوے بغداد مین انکی قبر معلوم ہے
لوگ اُسکی زیارت کرتے ہین۔

(۲۶۳) شیخ احمد بن ابی الحسین رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عرب کے ایک قبیلہ بنی رفاعہ کی طرف منسوب ہین۔ سرزمین بطائح[۵] کے موضع

[۵] صحاح مین ہے کہ بطائح البیط عراقین کے بیچ مین ہے۔ اور لسان مین لکہا ہے کہ بطیحہ

اُمّ عبیدہ مین سکونت رکھتے تھے اور مرتے دم تک وہین رہے۔ اس طریق
کے علوم اور اس فرقہ کے احوال کی توضیح و تشریح اور انکے منازلات کی مشکلون کو
حل کرنے کی ریاست انکو پہونچی تھی۔ اور بطائح مین مریدون کی تربیت کا معاملہ انہین
سے معلوم ہوا۔ انکی صحبت سے ایک بڑی جماعت نکلی اور بے شمار خلائق انکے
مرید ہوے۔ انکی وفات پر مشائخ و علما رنے مرثیے لکھے۔ یہ اُن لوگون مین سے تھے
جنہون نے اپنے احوال کو مغلوب کیا اور اپنے اسرار کے مالک بنے۔ انکا کلام
اہل حقائق کی زبان مین بہت ہی بلند ہوتا تہا۔ اور یہی وہ شخص ہین کہ ان سے جب پوچہا
گیا کہ ”مرد متمکن،، کسکو کہتے ہین تو انہون نے کہا کہ اُس شخص کو کہتے ہین کہ اگر دنیا کے
سب سے بلند پہاڑ پر اُسکا نیزہ گاڑ دیا جاوے اور آٹھون طرح کی ہوائین چلین تو بہی
اُسمین تغیّر نہ آے۔ اُنکا قول ہے کہ کشف ایک قوت ہے جو اپنی خاصیت سے
چشم بصیرت کے نور کو غیب کے فیض کیطرف کہینچتی ہے پس اسکا نور اُس فیض سے
اسطور پر متصل ہوتا ہے جسطرح کہ صاف شیشہ سے روشنی کے منبع سے مقابلہ کے
وقت شعاعین متصل ہوتی ہین۔ پہر وہ نور اپنی چمک سے قلب کی صفائی پر پڑتا اور
منعکس ہوتا ہے۔ بعدہٗ وہ نور چمک کر عالم عقل تک پہونچتا ہے اور معنوی اتصال
کے ساتھ اُس سے متصل ہوتا ہے اور قلب کی وسعت پر جو عقل کا نور آتا ہے اُسمین
اُس نور کا اثر ہوتا ہے تب اُس انسان پر جو مین سر ہے عقل کا نور جگمگا اُٹہتا ہے اس

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۰) وہ سرزمین ہے جو بصرہ و واسطہ کے درمیان واقع ہے اور جہان دجلہ و فرات کا
پانی جمع ہوکر زمین مین جذب ہوتا ہے اور علیٰ ہذا البصرہ و اہواز کے بیچ مین بہی بطیحہ ہے۔ اور انہین سرزمینون
کو بطائح کہتے ہین ۱۲ مترجم

لئے وہ اُس چیز کو دیکھتا ہے جسکی جگہہ آنکھون سے مخفی اور جسکا تصور فہمون کے
لئے دقیق اور جسکے دیکھنے کی جگہہ غیرون سے مستور ہے۔ اور انکا قول ہے
کہ زہد احوال پسندیدہ و مرتبہ ہاے بلند کی بنیاد ہے اور اللہ عزوجل کا قصد کرنیوالون
سب کو چھوڑکر اللہ کے ہو رہنے والون اللہ سے راضی رہنے والون اور اللہ پر توکل
کرنیوالون کا یہی پہلا قدم ہے اسلیئے جس نے زہد مین اپنی نیو کو مضبوط نہ کیا اُسکے
لئے اُسکے بعد کی کوئی چیز درست نہوئی۔ یہ کہا کرتے تھے کہ فقر ارسب مین اشرف
ہین کیونکہ فقر مرسلون کی پوشاک نیکوکارون کی چادر پرہیزگارون کا تاج عارفون کی غنیمت
مریدون کی آرزو رب العالمین کی خوشنودی اور اُسکے اہل ولایت کی کرامت ہے
اور انکا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھہ اُنس صرف اُسی بندہ کو ہوتا ہے جسکی طہارت
کمال کو پہونچی اور جسکا ذکر نکھرا ہوا ہو اور جنتی چیزین کہ اُسکو اللہ تعالیٰ سے روکتی ہون
سب سے وحشت کرتا ہو اور اسوقت اللہ تعالیٰ اُسکو اپنے سے مانوس فرماتا
اور حقائق الانس کے حق سے اُسکا ارادہ کرتا ہے پس اپنے سوا کے خوف کا مزہ
پانے سے اُسکو نکال لیتا ہے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ مشاہدہ اُس معنی مین حضور ہے
وہ علم الیقین اور حق الیقین کے حقائق کے ساتھہ ملا ہوا اقرب ہے۔ اور انکا قول ہے کہ توحید
قلب مین ایسی تعظیم پاے جانے کا نام ہے جو تعطیل (خدا کو معطل سمجھنے) و تشبیہ
(خدا کو کسی چیز سے مشابہ سمجھنے) سے باز رکھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ پرہیزگاری کی
زبان آفتون کے ترک کیطرف عبادت کی زبان دائمی اجتہاد کیطرف محبت کی زبان گھلنے پھیر پڑنیو کیطرف
معرفت کی زبان فنا و محو کی طرف اور توحید کی زبان اثبات و حضور کیطرف بلاتی ہے
اور جسنے ادب کی خاطر مُنہ پھیرنے سے مُنہ پھیرا وہی با ادب حکیم ہے۔ انکا قول ہے

کہ اگر آدمی ذات وصفات مین کلام کرتا ہو تو اُسکا سکوت افضل ہے اور جو قاف سے قاف تک چلے اُسکا بیٹھا رہنا بہتر ہے۔ اُنکا بیان ہے کہ مین کمسن تھا کہ شیخ عارف باللہ تعالیٰ عبدالملک خرقوتی کے پاس میرا گذر ہوا۔ انہون نے مجھے نصیحت کی اور مجھسے کہا کہ احمد! جو کچھ مین تجھسے کہتا ہون اُسکو یاد رکھے گا؟ مینے کہا کہ ہان۔ تب انہون نے کہا کہ ادھر اُدھر دیکھنے والا نہین پہونچتا اور چھپکر نکلجانے والے کو فلاح نہین ہوتی اور جو اپنے نفس مین نقصان نہین سمجھا اُسکی ساری اوقات نقصان ہے۔ یہ سُنکر مین اُنکے پاس سے باہر آیا اور سال بہر تک اُسکو رٹتا رہا۔ اسکے بعد مینے اُن سے کہا کہ کچھ اور نصیحت کیجیے۔ تو انہون نے کہا کہ داناؤن کی نادانی طبیبون کی بیماری اور دوستون کے ساتھ کج ادائی کسقدر بُری ہے۔ اسکو سُنکر مین باہر نکلا اور ایک سال تک اسکو دہرایا کیا۔ اور مینے اُنکی نصیحت سے فائدہ اُٹھایا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ فقیرون کے لیے حمام مین جانا مجھے ناپسند ہے اور مین اپنے کل یارون کے لیے گرسنگی برہنگی محتاجی ذلت وغربت کو پسند کرتا ہون اور جب ان پر یہ آفتین نازل ہوتی ہین تو مین اُنکے لیے خوش ہوتا ہون اور انکا مقولہ ہے کہ بھائیون پر شفقت اللہ تعالیٰ سے نزدیک کرنیوالی ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ جب تم میرے پاس آؤ اور میرے پاس کہانے کی چیز نہ پاؤ تو مجھسے دعا کی درخواست کرو کیونکہ اُسوقت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ پر ہوتا ہون۔ اِن کے خادم شیخ یعقوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ میرے آقا احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھجور کے درخت کی طرف نگاہ کی اور مجھسے کہا کہ یعقوب کھجور کے درخت کو دیکھو کہ چونکہ اسنے سر اُٹھایا اللہ تعالیٰ نے اسکا بوجھ اسی پر لادا جاتا ہے جتنا ہوا اور کدو کی

بیل کو دیکھو کہ چونکہ اسنے قوت تھی کی اور زمین پر سر رکھدیا اسلیئے اسکا بار غیر پر ڈالا گیا چاہے جسقدر ہو اُسپر بھاری نہین - انکا مقولہ ہے کہ جسمانی عبادتون اور نفلون سے صدقہ افضل ہے - یہ کہا کرتے تھے کہ تمہارا بھائی وہی ہے جسکے مال مین سے بغیر اجازت کے کہانا تمہارے لیئے حلال ہو ایسے ہی شخص سے تمکو تسکین اور ہمارے قلب کو راحت ہوگی - یہ جب کسی فقیر کو صوف (موٹے بالون) کا جبہ پہنے ہوے دیکھتے تو کہتے تھے کہ میان! دیکھو کسکا لباس تمنے پہنا اور کسکی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا ہے - تمنے نبیون کا لباس پہنا اور اتقیا کی پوشاک زیب بدن کی ہے یہ عارفون کا بھیس ہے اسمین رہکر مقربون کی راہین چلو ورنہ اسکو اُتار دو - اور انکا قول ہے کہ جب قلب درست ہوا تو وحی آسرار انوار و ملائکہ کی گذرگاہ ہوا اور جب بگڑا تو ظلم اور شیاطین کا اڈا بنا اور جب قلب درست ہوگا تو تمکو تمہارے پس پشت اور سامنے کی چیزون کی خبر دیگا اور تمکو ایسی باتین بتائیگا جنکو تم اُسکے سوا اور کسی ذریعہ سے نہین جانتے تھے اور جب بگڑیگا تو تمسے ایسی بیہودہ باتین کرائیگا جنسے عقل و فہم غائب اور سعادت معدوم ہوجائیگی - انکا مقولہ ہے کہ فقیر کی شرط یہ ہے کہ اپنی ہر سانس کو سُرخ گندھک سے زیادہ قیمتی سمجھے اور اسلیئے ہر سانس مین وہی چیز ودیعت کرے جو سب سے زیادہ قیمتی ہو پس اُسکی کوئی سانس بیکار نہ جاے - اور کہا کرتے تھے کہ فقیر کا سفر اُسکے دین کی دھجیان اُڑاتا اور اسکے دل کو پراگندہ کرتا ہے - جو شخص ان سے شادی کے بارہ مین مشورہ لیتا اُس سے کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے خدا کے لیئے شادی کی اسکے لیئے وہ کافی ووافی ہے - انکا قول ہے کہ جسنے میرے افعال سے فائدہ نہ اُٹھایا اُسنے

میرے اقوال سے فائدہ نہ اُٹھایا۔ اور کہا کرتے تھے کہ جیسا تمہارا گمان ہے اوس سے
بہت زیادہ سنگین معاملہ ہے اور جیسا تمہارا وہم ہے اُس سے کہین زیادہ دشوار
ہے۔ جس بھائی نے دنیا مین نفع نہ پہونچایا وہ آخرت مین بھی نفع نہ پہونچاے گا۔ جب
تم مین سے کوئی شخص کوئی نیک چیز سیکھے تو اُسکو لازم ہے کہ لوگون کو سکھاے اس
سے اُسکو نیک ثمرہ حاصل ہوگا۔ ہمارے طریقہ کی بنا تین چیزون پر ہے سوال نہ کرو
رد نہ کرو اور جمع نہ کرو۔ مرید کے اقبال کی علامت یہ ہے کہ اپنی تربیت مین اپنے پیر کو تھکاے
نہین بلکہ بات سننے والا اور اشارہ پر چلنے والا اور ایسا ہو کہ اُسکا پیر فقیرون مین اُسپر
فخر کرے نہ کہ یہ اپنے پیر پر فخر کرے۔ فقیر اگر اپنے نفس کے لئے غصہ مین آے گا
تو رنج اُٹھاے گا اور اگر معاملہ کو اپنے مالک کے سپرد کرے گا تو وہ بغیر اہالی موالی
کے اُسکی مدد کرے گا۔ کوئی رات ایسی نہین ہے جسمین آسمان سے زمین کیطرف خیرات
نہ اُترتی ہو جو بیدار رہنے والون پر تقسیم ہوا کرتی ہے۔ میری دلبستگی صرف تنہائی مین ہے
اے کاش مین کسی کو نہ پہچانتا اور نہ مجھے کوئی پہچانتا۔ جس کسی نے خلائق کی طرف نظر کی
اور اُنکی نظر کے سامنے عبادات مین کھڑا ہوا وہ ضرور اللہ عزوجل کی آنکھون سے گرا۔ فقیر
کی شرائط مین سے ہے کہ لوگون کے عیوب پر اسکی نظر نہو۔ سوارون کے ارد گرد لوگون
کے ہجوم نے کتنے سر اُڑا دئے اور کتنون کو بے دین بنا دیا۔ جو شخص تمہارے سامنے
پیر و مشائخ بنے اُسکے مرید ہو جاؤ پھر اگر وہ اپنا ہاتھ بڑہاے کہ تم اُسے بوسہ دو تو تم اُسکے
پاؤن کو بوسہ دو اور جو شخص تمسے آگے بڑہنا چاہے اُسکو آگے بڑہاؤ اور تم دُم کے
آخری بال کیطرح رہو کیونکہ چوٹ سب سے پہلے سر ہی پر پڑتی ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ میرے
پروردگار نے مجھسے وعدہ فرمایا ہے کہ جب سیر اگند اُسکے پاس ہوگا تو دنیا کے گوشت

ہین سے کچھ بھی مجھ مین نہ رہے گا۔ یعقوب خادم کہتے ہین کہ ایسا ہی ہوا یعنی دنیا سے
اُٹھنے کے پہلے ہی اُنکا سارا گوشت فنا ہوگیا تھا۔ اُنکا قول ہے کہ جب بندہ احوال پر
متمکن ہوا تو اللہ تعالیٰ کے محلِ قرب مین پہونچا اور اُسکی ہمت ساتون آسمان سے گذر
گئی اور زمین اُسکے پاؤن کی پازیب ہوگئی اور وہ حق جل وعلا کی ایک صفت ہوگیا
کوئی چیز اُسکو بے بس نہین کرسکتی اور حق تعالیٰ اُسکی خوشنودی سے خوش اور اُسکی ناراضی
سے ناراض ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہین کہ ہمارے اس قول کی دلیل یہ ہے کہ بعض
کُتب الٰہیہ مین ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اے فرزند آدم تم میری اطاعت
کرو مین تمہاری اطاعت کرونگا سب کو چھوڑ کر تم مجھے اختیار کرو مین تمہین اختیار کرونگا
تم مجھسے راضی رہو مین تمسے راضی رہونگا تم مجھے دوست رکھو مین تمہین دوست رکھونگا تم ہمہ دم مجھی پیش
نظر رکھو مین تمکو نصب العین رکھونگا اور مین تمکو ایسا کردونگا کہ جس چیز کو تم کہوگے کہ ہوجا وہ ہوجائیگی
اے فرزند آدم! جسکو مین مل گیا اُسکو سب چیزین ملگئین اور جسکو مین نہ ملا اُسکو کچھ
بھی نہ ملا مین کہتا ہون کہ انکے اس قول سے کہ " وہ حق جل وعلا کی ایک صفت
ہوگیا" شاید یہ مراد ہے کہ اسمین اللہ تعالیٰ کے صفات یعنی بردباری درگذر بخشش وغیرہ
آگئے۔ کیونکہ کسی کے لئے یہ صحیح نہین ہے کہ وہ خود صفاتِ حق ہوجاے۔ پس یہ
ویسا ہی قول ہے جیسا کہ یہ ہے کہ وہ میرے ذریعہ سے دیکھتا اور میرے ذریعہ سے
سُنتا اور میرے ذریعہ سے باتین کرتا ہے۔ یہ جب منبر پر جاتے تو کھڑے نہین رہتے
بلکہ بیٹھے ہوے گفتگو کرتے تھے اور دور والے بھی انکی گفتگو کو نزدیک والون کیطرح
سنتے تھے۔ غایت یہ ہے کہ ام عبیدہ کے آس پاس کے گانون کے رہنے والے
اپنی چھتون پر بیٹھے ہوے انکی آواز سنتے اور جو کچھ یہ کہتے تھے سب کو سمجھتے تھے۔ اور

اس سے بھی بڑہکر یہ ہے کہ اونچا سننے والے اور بہرے بھی جب انکی مجلس مین حاضر ہوتے تھے تو اللہ تعالیٰ انکی گفتگو سننے کے لئے انکی شنوائی کھول دیتا تھا - اور مشائخین طریقت انکی مجلس مین حاضر ہوتے اور انکا کلام سنتے تھے - اور بعض آدمی اپنی گود پہیلائے رہتے تھے اور جب یہ وعظ سے فارغ ہوتے تھے تو انکو گود مین لے لیتے تھے - اور جب لوگ واپس آتے تو اپنے یارون سے تمام ضروری مضامین بیان کرتے تھے **مین کہتا ہون** کہ یہ حالت ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز کے واقعہ سے مشابہ ہے حضرت جب بیت اللہ تعمیر کر چکے تو کہنے لگے کہ خداوندا مین سارے خلایق کو کیونکر سنا کون اسپر اللہ تعالیٰ نے انکے پاس وحی بہیجی کہ اے ابراہیم تمہارے ذمہ پکار دینا ہے اور ہمپر اسکا پہونچا دینا - چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے حج کی منادی کی اور انکو زمین کے ہر خطہ سے اُن لوگون نے جو صلب مین تھے نزدیک والون کی طرح جواب دیا - پس پہونچانا اللہ کیطرف سے تہا نہ ابراہیم علیہ السلام کیطرف سے کیونکہ بشریت کو اسکی قدرت نہین ہے اور انکا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ بندہ کو مردان خدا کے مقامات پر ترقی دینا چاہتا ہے تو سب سے پہلے اسکو اپنے نفس کے ساتھ مُکلف فرماتا ہے اور جب اسنے اپنے نفس کو مودب بنالیا اور اس کا نفس اُس سے سیدہا ہوگیا تو اُسکو اہل وعیال کی تکلیف دیتا ہے اور جب اُنکے ساتھ اُسنے اچہا برتاؤ اور عمدہ سلوک کیا تو اُسکے پڑوسیون اور محلہ والون کے ساتھ مکلف کرتا ہے اور جب اُسنے انکے ساتھ بھی احسان ومدارات کی تو اُسکو شہر والون کے ساتھ مکلف کرتا ہے اور جب انکے ساتھ بھی وہ اچھے طور سے پیش آتا ہے تو ملک کی ایک سمت اُسکے سپرد ہوتی ہے اور جب اس سے بھی عہدہ برآ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسکا باطن درست ہوجاتا ہے تو مابین زمین وآسمان

اسکے تفویض ہوتا ہے کیونکہ انکے درمیان بھی مخلوقات ہین جنکو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اسکے بعد وہ ہمیشہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر ترقی کرتا رہتا ہے۔ یہانتک کہ غوث کے مرتبہ کو پہونچ جاتا ہے۔ بعدہٗ اسکی صفت بلند ہوتی ہے جسکی غایت یہ ہے کہ وہ حق تعالیٰ کی ایک صفت ہوجاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اسکو اپنے غیب پر مطلع فرماتا ہے یہانتک کہ کوئی درخت نہین اوگتا اور کوئی پتی نہین ہری ہوتی ہے مگر اُسکی نظر کے سامنے اور یہان پہونچکر وہ اللہ تعالیٰ کی نسبت ایسا کلام کرتا ہے جسکی گنجائش خلائق کی عقلون مین نہین ہوتی اسلئے کہ وہ ایسا گہرا سمندر ہے کہ بہت سی مخلوق اسکے ساحل پر غرق ہوگئی ہے اور اُس سے بہت سے عالمون و نیکوکارون کا ایمان ڈوب گیا ہے دوسرون کو کون پوچھتا ہے۔ آپ نے فرزند صالح سے کہا کرتے تھے کہ اگر تم میرے جیسے کام نکروگے تو نہ مین تمہارا باپ ہون اور نہ تم میرے بیٹے ہو۔ انکی دعا تھی کہ خداوندا صاحب لوا رِ محمود کی برکت سے ہمکو اُن لوگون مین سے بنا جنھون نے اپنے فرط ذلت سے تیرے دروازہ پر اپنے نرم رخسارے بچھا دیے اور خجالت سے اپنے سر نیوڑہا دیے اور اپنی پیشانیان سجدہ مین ڈال دین آمین۔ انکے جسم پر جب مچھر بیٹھتا تھا تو نہ اسکو خود اُڑاتے تھے اور نہ کسی اور کو اُڑانے دیتے اور کہتے تھے کہ اسکو اس خون مین سے جسکو اللہ تعالیٰ نے اسکی قسمت مین کردیا ہے پینے دو۔ اور جب انکے کپڑے پر کوئی ٹڈی بیٹھتی اور یہ دہوپ مین جاتے ہوتے اور وہ سایہ کی جگہ مین آکر بیٹھتی تو یہ اسکی خاطر سے اُسکے اُڑجانے تک ٹھیر جاتے اور کہتے کہ اسنے ہمارا سایہ پکڑا تھا۔ اور جب انکی آستین پر بلی سوئی رہتی اور نماز کا وقت آجاتا تو یہ اُسقدر آستین کو جسپر وہ سوئی ہوتی تھی کاٹ ڈالتے اور اُسکو جگاتے نہ تھے اور نماز سے واپس آکر آستین کے ٹکڑے کو پہر سی لیتے تھے

ایک مرتبہ ان کو ایک خارشتی کُتا ملا جس کو ام عبیدہ والے دور جاکر نکال آئے تھے۔ یہ اُس کے ساتھ ساتھ بیابان تک گئے اور اُس کے لئے انہون نے ایک سائبان بنایا اور اُس کو تیل لگایا کئے کھانا پانی دیا کئے اور اُسکی خارشت کو چیتھڑے سے صاف کیا کئے۔ اور جب وہ چنگا ہو گیا تو اُسکے لئے گرم پانی لے گئے اور اُسکو غسل ع دیا۔ اللہ تعالیٰ نے انکو چارپایون اور دوسرے جانورن کی خدمت پر مکلف و مامور فرمایا تھا۔ یہ جب کسی فقیر کو جوئن یا پسو مارتے ہوے دیکھ لیتے تو اس سے کہتے کہ اللہ تعالیٰ تجھسے مواخذہ کرے گا تو نے ایک جون پر اپنا غصہ نکالا۔ اور ایک مرتبہ انہون نے ایک شخص کو کہتے سُنا کہ اللہ تعالیٰ کے پانچ ہزار نام ہین تو انہون نے کہا کہ یہ کہہ کہ اللہ تعالیٰ نے جسقدر ریت پتیان وغیرہ پیدا کی ہین اُسی قدر اُسکے نام ہین۔ یہ مجذوبون اور اپاہجون کے پاس جایا کرتے اُنکے کپڑے دہو دیتے اُنکے سر اور ڈاڑہیون مین کنگہی کر دیتے اُنکے لئے کہانے لیجاتے ان کے ساتہ خود بہی کہاتے بیٹھے رہتے اور ان سے دعا کی درخواست کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ ایسے لوگون کی زیارت مستحب نہین بلکہ واجب ہے۔ ایک دن یہ بچون کے پاس سے گذرے جو کہیل رہے تھے بچے انکی ہیبت سے بہاگے تو یہ بہی اُنکے پیچہے ہو لئے اور ان سے کہتے جاتے تھے کہ بہائیو معاف کر دینا مجکو ڈرا دیا لوٹ آؤ اور جسطرح تم کہیل رہے تھے کہیلو۔ اور ایک مرتبہ چند لڑکون کے پاس سے انکا گذر ہوا جو

ع مترجم کہتا ہے کہ ایسے ہی بزرگون پر سعدی کا یہ شعر صادق آتا ہے ؎

ازان برطائک شرف داشتند	کہ خود را بہ از سگ نہ پنداشتند
عبادت بجز خدمت خلق نیست	بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

آپس مین لڑ رہے تھے انہون نے انمین بیچ بچاؤ کیا اور انمین سے ایک سے پوچھا کہ تم کسلیے بیٹھے ہوئے سنے ان سے کہا کہ کیون فضول بکتے ہو بس یہ بار بار اسکا اعادہ کرتے اور کہتے تھے کہ میان لڑکے خدا تمکو جزائے خیر دے تمنے مجھے ادب دیا - اور جوان کو ملتا تھا اُسکو پہلے ہی سلام کرتے تھے غایت یہ ہے کہ چوپایون اور کتون کو بھی اور جب سور کو دیکھتے تو انعم صباحاً[۵۶] کہتے اور اسکا باعث پوچھا گیا تو کہا کہ مین اپنے نفس کو بھلائی کا خوگر بناتا ہون - اور اگر کسی گانون مین کسی کو بیمار سنتے تو ہر چند وہ دور ہوتا یہ اُسکی عیادت کو جاتے اور ایک یا دو دن کے بعد واپس آتے تھے - اور راستہ مین اندھون کے انتظار مین بیٹھے رہتے اور جب کوئی اندھا آتا تو اسکا ہاتھ پکڑ لے چلتے تھے - اور جب کسی بہت بوڑھے کو دیکھتے تو اُس کے محلہ مین جاتے اور اہل محلہ سے اُسکی سفارش کرتے اور کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے سفید بال والے یعنی بوڑھے مسلمان کی تعظیم کی اللہ تعالیٰ اُسکے لئے ایسے شخص کو مسخر کر دے گا جو اُسکے بڑھاپے مین اسکی تعظیم کرے گا - اور جب یہ سفر سے آتے اور ام عبیدہ کے قریب پہونچتے تو کمر باندھ لیتے اور ایک رسی نکال لیتے جسکو وہ پہلے سے رکھے رہتے تھے اور لکڑیان جمع کر کے اپنے سر پر اٹھا لیتے اور انکو ایسا کرتے دیکھ کر سب فقرا یہی کرتے اور آبادی مین پہونچکر وہ لکڑیان بیوہ عورتون مسکینون اپاہجون بیمارون اندھون اور بوڑھون مین تقسیم کر دیتے تھے یہ کبھی بُرائی کا معاوضہ بُرائی سے نہین کرتے تھے اور جب حق تعالیٰ کی تجلی انپر تعظیم کے ساتھ ہوتی تھی تو یہ گھلکر پانی کی طرح ہو جاتے تھے بعدہٗ

---

[۵۶] اللہ تیری صبح کو فراخی و خوشی کی صبح بنا دے ایام جاہلیت کا سلام ہے - اور غیر مسلم کے لئے بھی یہی استعمال کیا جاتا ہے ۱۲ - مترجم

عنایت الٰہی انکی خبر لیتی تہی اور وہ پانی آہستہ آہستہ جمتا تہا یہانتک کہ اپنے معمولی جسم پر آجاتے اور کہنے تہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی عنایت مجھپر نہوتی تو مین تمہارے پاس لوٹ کر نہ آتا - اور ایک مرتبہ فقیرون کا ایک گروہ ان سے ملا اُسنے انکو گالیان دین اور ان سے کہا کہ اُو کانے اُو دجال اے وہ شخص جو محرمات کو حلال کرتا ہے اے وہ شخص جو قرآن کو بدلتا ہے او ملحد او اِسکے تئین ! اسپر سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے سر برہنہ ہو کر زمین کو بوسہ دیا اور کہا کہ اے میرے سردارو اپنے غلام کو معاف کردو اور اُنکے ہاتہون اور پانون کو بوسہ دینے اور کہنے لگے کہ مجھسے راضی ہوجاؤ تمہارے حلم مین میری گنجایش ہے - پس جب اُنکو تہکا ڈالا تو انہون نے کہا کہ ہمنے کبھی تجھسا فقیر نہین دیکہا تہا ہماری یہ سب باتین تو برداشت کرتا اور برہم نہین ہوتا ہے - تب انہون نے کہا کہ یہ تمہاری برکت اور تمہارے اثر سے ہے - بعدہٗ اپنے یارون کی طرف متوجہ ہوے اور کہا کہ بہتر ہی ہوا ہمنے انکو ایسے کلام سے راحت دی جو اُنکے پاس پوشیدہ تہا اور باعتبار اورون کے ہم ہی اسکے زیادہ مستحق بہی تہے کیونکہ ممکن تہا کہ کسی اور سے یہ ایسا ہی کلام کرتے اور وہ اسکو برداشت نہ کرتا - اور شیخ ابراہیم لبستی نے انکو ایک خط بہیجا جسمین لعن طعن تہا اسپر سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے خط لانیوالے سے کہا کہ مجھے پڑہکر سناؤ چنانچہ اُسنے پڑہا تو اسمین لکہا تہا کہ او کانے او دجال او بدعتی اے وہ شخص جسنے مردون اور عورتون کو ایک جگہہ جمع کیا - یہانتک کہ انکو کتا کہتے کی اولاد اور بہت سی سخت طیش دلانیوالی باتین لکہی تہین - لیکن جب قاصد اس خط کو پڑہ چکا تو سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے اُسکو اپنے ہاتہہ مین لیا اور پڑہا اور کہا کہ جو کچہہ کہا ہے سچ کہا ہے اللہ تعالیٰ اُسکو میری طرف سے جزاء خیر دے - بعدہٗ ایک عربی شعر پڑہا جسکا مطلب یہ تہا ؎

زمانہ مجھپہ اگر تہمتین دہرے صدہا		خدا کے پاس جو مین صاف ہون توکیا پروا

پہر اُسی قاصد سے کہا کہ انکو جواب لکھدو۔ کہ "ازجانب این ناچیز بخدمت سیدی شیخ ابراہیم لبستی رضی اللہ عنہ ۔ آپ نے جو کچہ تحریر فرمایا ہے اُسکی نسبت یہ عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جیسا چاہا مجھے پیدا کیا اور جو باتین چاہین مجہ مین رکہین۔ مین چاہتا ہون کہ آپ اپنی نیکوکاری سے میرے لئے دعا کیجے اور اپنے عفو و حلم سے مجھے محروم نہ رکہیے"

یہ خط جب لبستی کے پاس پہونچا تو وہ دیوانہ وار نکل کھڑے ہوئے اور کسی کو معلوم نہوا کہ کہان گئے۔ اور انکی عادت تہی کہ جب انکو معلوم ہوتا تہا کہ فقرا کسی لغزش کے سرزد ہونے کی وجہ سے اپنے بہائیون مین سے کسی کو مارنا چاہتے ہین تو اُس سے اُسکے کپڑے عاریت لیکر خود پہن لیتے اور اُسکی جگہہ مین جاکر سو رہتے۔ اور فقرا انہین کو پیٹتے تہے اور جب وہ پیٹنے سے فارغ ہو جاتے اور اُنکا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا تو یہ اُنکے سامنے اپنا چہرہ کہول دیتے جس سے انکے ہوش جاتے رہتے مگر یہ اُن سے کہتے تہے کہ اچہا تو ہوا تمہاری وجہ سے مجھے اجر و ثواب حاصل ہوا۔ اسپر فقرا ایک دوسرے سے کہتے تہے کہ یہ اخلاق سیکہو۔ اور انہون نے ایک دن اپنے یارون سے کہا کہ تم مین سے جو کوئی مجہ مین کوئی عیب دیکھے اُس سے مجھے آگاہ کردے۔ یہ سنکر ایک شخص نے کہڑے ہو کر کہا کہ حضرت آپ مین ایک بہت بڑا عیب ہے۔ انہون نے پوچہا کہ بہائی جان وہ کیا ہے۔ اُسنے کہا کہ ہم جیسے آپکے اصحاب ہین۔ اسپر فقرا رو دے اور انکا نالہ و شیون بلند ہوا اور اُنکے ساتہ سیدی احمد بہی رو دے اور کہنے لگے کہ مین ہی تمہارا خادم ہون مین تم سے کم ہون۔ ایک شخص انکا منکر تہا جو ام عبیدہ کے قرب و جوار مین انکی بُرائیان کیا کرتا اور جب انکی جماعت کے کسی فقیر سے ملتا تو اُس سے کہتا کہ اس خط کو

اپنے پیر کے پاس لیتا جا - چنانچہ سیدی احمد رضی اللہ عنہ جب اُسکو کہولتے تو اُسمین آ اے ملحد آ اے باطلی آ اے زندیق اور اسی قسم کے الفاظ لکہے ہوتے تہے مگر سیدی احمد رضی اللہ عنہ یہی کہتے تہے کہ جسنے تمکو یہ خط دیا اُسنے سچ لکہا ہے اور یہہ خط لانیوالے کو کچہہ پیسے دیتے اور کہتے کہ اللہ تعالیٰ تمکو میری طرف سے تمکو جزاے نیک عطا فرمائے تم حصول ثواب کا ذریعہ ہوے - لیکن جب اس شخص کا معاملہ طول کہنچا اور سیدی احمد رضی اللہ عنہ سے وہ عاجز آگیا تو خود اِنکے پاس آیا اور جب ام عبیدہ کے قریب پہونچا تو سر برہنہ ہوا اور اپنی چادر اپنی کمر سے باندہی اور ایک آدمی اُسکو جانور کی طرح ڈور پر لیچلا اور اس ہیئت سے سیدی احمد رضی اللہ عنہ کے پاس پہونچا - اُنہون نے کہا بہائی جان تمکو اس ہیئت کی کیون ضرورت پڑی؟ اُسنے کہا کہ اپنے فعل سے - سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے بہائی جان جو کچہہ ہوا اچہا ہی ہوا - بعدہٗ اُسنے ان سے مرید ہونے کی درخواست کی - چنانچہ اُسکی بیعت لی اور وہ مرتے دم تک انکے اصحاب مین رہا سعدی

شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا	دلِ دشمنان ہم نہ کردند تنگ
مرا کے میسر شود این مقام	کہ با دوستانم خلاف ست و جنگ

یہ کہا کرتے تہے کہ جب مین نماز کو کہڑا ہوتا ہون تو گویا قہر کی شمشیر میرے سامنے کہنچی رہتی ہے - اور انکا قول ہے کہ سینہ کی صفائی اُسی وقت حاصل ہوتی ہے جب کچہہ بہی بُرائی باقی نہ رہے نہ دشمن کے لیے نہ دوست کے لیے اور نہ خداے عزوجل کی کسی مخلوق کے لیے اور جب ایسی حالت ہوجائیگی تو وحشی جانور اپنے جنگلون مین اور پرندے اپنے بسیرے کی جگہون مین تجہسے مانوس ہونگے اور حاء و میم کا

بہید تم پر کہلجائیگا - آپکے ایک مرید نے ان سے کہا کہ میرے آقا! آپ قطب ہین
تو انہون نے کہا کہ تم اپنے پیر کو قطبیت سے بری سمجہو - تب اُسنے کہا کہ آپ غوث
ہین - تو اُنہون نے کہا کہ تم اپنے پیر کو غوثیت سے پاک سمجہو - مین کہتا ہون
کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت مقامات واطوار سے تجاوز کیے ہوے تہے
کیونکہ قطبیت وغوثیت معلوم مقامات ہین اور جسکو اللہ کی معیت واتصال ہو اُسکا
مقام نہین معلوم ہو سکتا گو ہر مقام مین اُسکا مقام ہو واللہ اعلم - آپکے خادم یعقوب رضی
اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب سیدی احمد رضی اللہ عنہ کو مرض الموت ہوا تو مینے اُن
سے کہا کہ ابکے بار دُلہن نے جلوہ کیا ہے - انہون نے کہا کہ ہان - پہر مینے اُن سے
پوچہا کہ کیون - انہون نے کہا کہ وہ امور پیش آے جنکو مینے جانون کے بدلے خریدا
تہا اور وہ یہ کہ بہت بڑی بلا خلق اللہ پر آنے والی تہی مینے اُسے اُٹہا لیا اور اُسکو
اپنی باقیماندہ عمر کے بدلے خریدا چنانچہ وہ میرے ہاتہہ لگی - اور اپنے چہرہ اور سفید
بالون کو خاک پر ملتے روتے اور "عفو" "عفو" کہتے اور یہ دعا مانگتے تہے کہ خداوندا
ان مخلوقات پر مجہے بلا کی چہت بنا - اِن کو دستون کی بیماری ہوئی - ہر روز بیحساب
دست آتے رہے - اور ایک مہینے تک بیمار رہے - اسپر ان سے کہا گیا کہ اتنے
دست کہان سے آتے ہین حال آنکہ بیس دن سے آپ کچہ کہاتے ہین نہ پیتے ہین
انہون نے کہا کہ بہائی یہ گوشت خارج ہو رہا تہا - گوشت تو نکل چکا - اب صرف ہڈی
کا مغز رہ گیا ہے - آج وہ بہی نکل جائیگا - اور کل اللہ تعالی کے پاس گذر ہوگا - چنانچہ
دو یا تین مرتبہ کچہہ سفید سی چیز نکلی اور دستون کا آنا بند ہو گیا - اسکے بعد پنجشنبہ کے دن
ظہر کے وقت بارہوین جمادی الاولی ۵۷۰ھ پانچ سو ستر ہجری کو راہی آخرت ہوے -

اور اس روز بڑی دہوم دہام ہوئی - آخری کلمہ جو انکی زبان سے نکلا وہ یہ تہا اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد ا رسول اللہ شیخ یحییٰ بخاری کے مقبرہ مین دفن ہوئے - شافعی المذہب تہے شیخ ابو اسحٰق شیرازی کی کتاب التنبیہ پڑہی تہی - انکسار سے کبہی نہ کسی مجلس کے صدر مین بیٹہے اور نہ سجادہ پر - بہت ہی کم بولتے اور کہتے تہے کہ مجہے خاموش رہنے کا حکم ہے -

(۲۶۴) شیخ علی بن الہیتی[ع۵] رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ عراق کے بڑے بزرگون اور سرداران عارفین مین سے تہے - جن بزرگون کی طرف قطبیت عظمیٰ کی نسبت کیجاتی ہے اُنہین سے ایک یہ بہی ہین - انکے پاس وہ دونون خرقے تہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابوبکر بن ہوار کو خواب مین پہنایا تہا اور جب وہ بیدار ہوے تو وہ خرقے انکے زیب بدن تہے - یہ خرقے ایک کپڑا اور ایک ٹوپی تہی - ابن ہوار نے یہ خرقے شبلی کو عطا کئے - شبلی نے تاج العارفین ابو الوفا کو - تاج العارفین نے شیخ علی بن ہیتی کو - اور ابن الہیتی نے شیخ علی بن ادریس کو - اسکے بعد وہ گم ہوگئے

ع۵ ہیتی لفظ ہیت بکسر ہاے ہوز و سکون یاے مثناۃ تحتانیہ و تاے مثناۃ فوقانیہ کی طرف منسوب ہے جو دریاے فرات کے کنارہ انبار کے اوپر کے ایک شہر کا نام ہے - جہان عبد اللہ ابن المبارک کی قبر اور قیر و نفط کے چشمے ہین - اس شہر اور قادسیہ کے درمیان آٹہ فرسخ - اور اسکے اور انبار کے مابین اکیس فرسخ کا فاصلہ ہے - اسکا نام ہیت اس لئے رکہا گیا کہ زمین کے ایک ہوہ (نشیب) مین واقع ہے - مصنف ۱۲

یہ اسّی برس تک اس طور سے رہے کہ نہ خلوت مین رہے اور نہ لوگون سے کنارہ کشی کی بلکہ نیفقروں مین سویا کرتے تھے - اور اسکی وجہ یہ تھی کہ انکی کشایش وہبی تھی - اور سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ جب بغداد مین آئے تو کہا کرتے تھے کہ اولیاء مین سے جو شخص عالم غیب و شہادت مین بغداد داخل ہوا ہماری ضیافت مین ہے اور ہم شیخ علی بن الھیتی کی ضیافت مین ہین - اور سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ علی بن الہیتی ساٹھ برس کے تھے اُسیوقت انکے قلب کی بستگی دور ہوگئی تھی چنانچہ یہ پوشیدہ امرون کی خبر دیا کرتے اور انکے ہاتھ پر کرامتین ظاہر ہوا کرتی تہین - انکی بزرگی و بلند رتبگی پر علماء کا اتفاق ہے - انکا قول ہے کہ شریعت وہ ہے جسکی تکلیف وارد ہوئی ہے اور حقیقت وہ ہے جس سے تعریف (شناخت) حاصل ہوتی ہے - پس حقیقت سے شریعت کو مدد دیگئی ہے - اور حقیقت کو شریعت سے مقید کیا گیا ہے - اور شریعت افعال کا اللہ کے لئے پایا جانا اور علم کی شرطون پر رسولون کے واسطہ سے قائم ہوتا ہے - اور حقیقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ کے احوال کا شہود اور حکم کے غلبات پر تقدیر نہ کہ واسطہ کے ذریعہ سے سر تسلیم خم کر دینا ہے - جبتک تمیز باقی رہتی ہے تکلیف متوجہ ہوا کرتی ہے صحت حال کی علامت یہ ہے کہ صاحب حال اوسکے غلبہ کی صورت مین ویسا ہی محفوظ ہو جیسا کہ صحو کے وقتون مین مغلوب تھا - احوال بجلیون کے مشابہ ہین جب نہون تو انکا اپنی طرف کھینچ لانا اور جب حاصل ہو جائین تو انکا باقی رکھنا ناممکن ہے البتہ اُس صورت مین کہ بعض احوال کسی کی غذا ربنا دئے جائین پس اُسی مین حق اسکی پرورش کرتا ہے اور وہ حال اسکا اوڑھنا بچھونا ہو جاتا ہے - جو کچھ مخلوقات نے اپنی فہمون سے دریافت کیا یا جن چیزون کو اپنے علمون سے احاطہ

کیا اور جبپرا پنے معارف سے مطلع ہوئی ہے اُس سے حق تعالیٰ پرے ہے جس شخص کو اپنی قوت وضعف کے اندازہ سے کسی چیز کا کشف ہوا وہ اُسی سے مربوط ہوا جس کسیکو حقیقت کا کشف ہوا یا جسنے حق کا مشاہدہ کیا یا وجود حق کے سبب سے انسپنے مشاہدہ مین نہ رہا یا عین الجمیع مین نیست ہوگیا یا حق تعالیٰ کے سوا کسی کا مشاہدہ نہ کیا یا حق کے سوا کچھہ اُسکو محسوس نہ ہوا یا وہ حق الحق مین محو ہوگیا یا سلطان حقیقت سے سراسیمہ ہوگیا یا حق نے اُسکے لئے جلال حق کے ساتھہ تجلی کی اور علیٰ ہذا جہانتک کہ بیان کرنیوالے بیان یا اسکی طرف اشارہ کرنیوالے اشارہ کرتے ہون یا اُس تک علم پہونچ سکتا ہو وہ سب کے سب صرف حق کے شواہد اور حق کی طرف سے اسکے لئے ایک حق ہے اور جو کچھہ کہ خلق پر ظاہر ہوتا ہو وہ سب اس قسم کی چیزین ہین جو خلق کے لئے سزاوار ہین اور خلق کی حیثیت کی ہین اور جتنی چیزین ایسی ہین جنکے وصف تک مخلوق پہونچے وہ سب احوال ہین اور احوال اہلِ معرفت کے صفات ہین اور مخلوق کے لئے احوال ہی تک راستہ ہے اور احوال سے غائب ہوجانا اور احوال سے نیست ہوجانا ہی منجملہ احوال کے ایک حالت ہے اور توحید معارف سے بالاتر ہے یہ اکثر عربی اشعار پڑہا کرتے تے جنکا ترجمہ یہ ہے

اگر تلاش مین نکلون تو تمام سفر وہ دل مین بیٹہا ہے پر عمر بہر نہین ملتا یہن اُسکو دیکہون تو اے کاش سب فنا ہوجائین	حضور گہر مین جو چاہون تو کاٹ کہائے حضر وہ ہے تو آنکھون مین پر کیا مجال آئے نظر رہے نہ جسم نہ یہ کان اور نہ دل نہ بصر

انہون نے نہر مران مین سکونت اختیار کی تہی جو نہر الملات کے مضافات مین (بروزن فیقران) ایک شہر ہے۔ اور ۵۶۴ھ پانچسو چونسٹھہ ہجری مین ایکسو بیس ۱۲۰ سال کی عمر مین وفات

پائی اور یہین دفن ہوے اور انکا مزار ظاہر و زیارت گاہ ہے۔

(۲۶۵) شیخ عبدالرحمن طفسونجی[ع] رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ عراق کے بڑے مشائخون عارفون کے سردارون اور مقربون کے صدر نشینون مین سے تھے۔ احوال فاخرہ کرامات ظاہرہ اور تصرفات نافذہ رکھتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ مین ولیون مین ویسا ہی ہون جیسا پرندون مین کلنگ جسکی گردن سب سے لمبی ہوتی ہے۔ یہ طفسونج مین ایک اونچے تخت پر بیٹھکر شریعت و حقیقت کی باتین بیان کیا کرتے تھے اور مشائخ و علما رسننے کو آتے تھے۔ علمار کا لباس پہنتے اور خچری پر سوار ہوتے تھے۔ انکا قول ہے کہ مراقبہ اُس بندہ کے لیے ہے جو حق کے ذریعے حق کا مراقب ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال اخلاق و آداب کا پیرو ہوا اور اللہ عزوجل نے اپنے دوستون اور خاصون کو یہ خصوصیت عطا فرمائی ہے کہ انکو اُنکے کسی احوال مین نہ اُنکے نفوس کے سپرد فرماتا ہے اور نہ کسی غیر کے اسلیئے وہ اللہ تعالیٰ کے مراقب (نصب العین رکھنے والے) ہوتے اور اُس سے درخواست کرتے ہین کہ اس مراقبہ مین اُنکی نگہداشت فرماے۔ اور مراقبہ حالت قرب کا مقتضی ہے اور اللہ عزوجل نے دلون کو اُن چیزون کے ذریعہ سے اپنے قریب کیا ہے جو دلون سے قریب ہین اسلیئے وہ اپنے بندہ کے دلون سے اُسی مقدار سے قریب ہوتا ہے جسقدر رکہ اپنے بندہ کے دلون کو اپنے آپ سے قریب پاتا ہے اسلیئے تمکو اُس چیز پر نگاہ دوڑانی چاہیئے جو تمہارے دل سے قریب ہو۔ اور حالت قرب حالت محبت کی مقتضی ہے

[ع] طفسونج دجلہ کے کنارہ ایک شہر ہے۔ ۱۲ مترجم

اور یہ قلب کے اللہ عزوجل اُسکے جلال اسکی عظمت اُسکے علم اور اُسکی قدرت کیطرف نگاہ کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ پس خوشحال اُس شخص کا جسنے اُسکی محبت کا جام پیا اور اُسکی مناجات (سرگوشی) کی لذت اُٹھائی۔ جس سے اُسکا دل محبت سے بھر گیا پس اللہ ہی کے ذریعہ سے ارے خوشی کے اڑا اور اُسکے ہوا سے شوق مین سرگردان ہوا نہ اُسکا کوئی گھر ہے اور نہ وہ اُسکے سوا کسی سے مالوف ہے۔ پس ایسا شخص عاشق ہے جو محبت کے علم کو فنا کر کے محبت کی رویت سے محبوب کی طرف چلا آیا ہے۔ اور جب عاشق اس نسبت کیطرف آیا تو عاشق بلا علت ہو گیا۔ اور محبت ذکر کی مقتضی ہے۔ اسلئے عاشق ہمیشہ اپنے رب کا ذکر کیا کرتا ہے۔ اور اُسکے اپنے نفس کو یاد کرنے مین خلل آجاتا ہے۔ یہانتک کہ اُسپر اپنے رب کا ذکر غالب آجاتا ہے۔ اور اپنے نفس سے غافل جیسا ہوجاتا ہے۔ بعدہٗ اپنے نفس کی غفلت سے غافل ہوتا ہے اور اپنے رب کی یاد کے غلبہ سے سارے احساس کو بھول جاتا ہے۔ تب کہاجاتا ہے کہ اپنے مذکور کی رویت مین سماگیا۔ اور کہاجاتا ہے کہ اپنے نفس سے فنا ہو گیا۔ اور یہی کہتے ہین کہ اپنے رب مین فنا ہو گیا۔ اور یون ہی تعبیر کرتے ہین کہ اپنے فنا سے فنا ہو گیا یعنی اپنے رب کے غلبۂ ذکر کے باعث اپنے نفس کی یاد کی غفلت سے غافل ہو گیا اور ایسا ہو گیا کہ اُسکے غیر کو دیکھتا ہی نہین۔ اور اسوقت اپنے مشاہد سے بیخ وبنیاد سے اُکھڑ جاتا اپنے نفس سے الگ کر لیا جاتا اپنی ساری باتون سے مٹا دیا جاتا اور اپنی کُل چیزون سے فانی ہوجاتا ہے۔ اور جب تک یہ وصف باقی رہیگا اسوقت تک نہ تمیز رہے گی نہ اخلاص نہ صدق۔ یہی جمع الجمع[ع۵] اور عین وجود ہے اور یہی وہ وصول ہے

ع۵ ایک مقام ہے جو "جمع" سے اتم واعلیٰ ہے۔ کیونکہ جمیع اشیاء کا شہود اللہ تعالیٰ کے ذریعہ سے

جو تمیز و تکلیف کے احوال پر وارد ہوتا ہے تو ایک قسم کے پردہ کے ذریعہ سے اس وصف سے حجاب رکھا جاتا ہے تاکہ حق شرع تک پہونچے - اور یہان پر بہت سے مغالطے ہین اور وہی شخص محفوظ ہے جو احکام شریعت کے ادا کرنے کیطرف لوٹ آئے - اور انکا مقولہ ہے کہ جو شخص طلب دنیا مین مشغول ہوا وہ دنیا کی ذلت مین مبتلا ہوا اور جو اپنے نفس کے نقصانون سے اندھا بنا وہ حد سے متجاوز و سرکش ہوا اور جسنے باطل سے زیبائش کی وہ دہوکے مین ہے - اور کہا کرتے تھے کہ سب سے زیادہ فائدہ مند عبودیت کے احکام ہین اور سب سے اعلی توحید کا علم ہے - فروتنی کے ساتھ کوئی بطالت ضرر نہین کرتی بشرطیکہ واجبات و سنن کی پابندی ہو اور تکبر کے ساتھ کوئی مستحب عمل اور کوئی مطلوب علم نتیجہ خیز نہین ہوتا - اور جب تمکو وہ قائم کریگا تو جمے رہو گے اور جب اپنے آپ سے کھڑے ہو گے تو گر جاؤ گے - انہون نے طفسونج مین جو سرزمین عراق کا ایک شہر ہے سکونت اختیار کی تھی اور وہین سن رسیدہ ہو کر وفات پائی - انکی قبر وہان ظاہر و زیارت گاہ ہے -

(۲۶۶) شیخ بقا بن بطو رضی اللہ تعالی عنہ

یہ مشائخ عراق کے سردارون اور بڑے صدیقون مین سے تھے اور احوال نفیسہ مقامات جلیلہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۹) اور بجز اُسکے جو اللہ کے ذریعہ سے ہو حول و قوت سے بیتری ہے - اور "جمع الجمع" ماسوی اللہ سے بالکلیہ ہلاک و فنا ہو جانا ہے - اور یہ احدیت کا مرتبہ ہے - ۱۲ مترجم از کتاب التعریفات -

وکرامات باہرہ رکہتے تہے۔ سیدی عبدالقادر جیلی رضی اللہ عنہ انکی بہت تعریفین کرتے اور کہتے تہے کہ کل مشائخ کوناپ اور تول کر لیا ہے مگر شیخ بقا بن بطو کو بغیر ناپ اور تول کے ۔ انکو علم الاحوال اور جو لوگ نہر الملک اور اُسکے پاس پڑوس مین آکر اترتے تہے اُنکے جا سے ورد کا کشف حاصل تہا۔ بہت سے علما رو صلحا راسکے مرید ہوے اور لوگ زیارت کو اور نذرین لیکر انکے پاس آیا کرتے تہے۔ انکے کلام مین سے ہے کہ فقیری دل کا علائق سے خالی اور صرف اللہ سبحانہ وتعالی کے ساتہ مستقل ہونا ہے اور املاک سے خالی ہونا تو فقیری کی ایک صفت ہے کیونکہ جو بندہ اپنے دل سے ان چیزون مین بینسا رہے گا اُسکے لیئے یہ روکنے اور قطع کرنے والی ہین۔ اور املاک سے مجرد ہونے کی صحت کی علامت یہ ہے کہ اسباب کے وجود و عدم سے اُسکا حال نہ بدلے نہ قوت مین نہ ضعف مین نہ سکون مین اور نہ بیقراری مین اور مہلکات اُسمین اثر نہ کرین اور جب ایسا ہوجاے تو وہ فقیر ہے نہ اُسکو اسباب کی غلامی مقید کرے گی نہ اُنکا وجود اُسکو بشاش کرے گا اور نہ اُنکا عدم اُسکو رنجیدہ کرے گا۔ پس اگر وہ صاحب مال ہوا تو ایسا ہے کہ نہوا اور اگر صاحب مال نہوا تو ایسا ہے کہ ہوا۔ پس دنیا و آخرت مین وہ اپنا کوئی مقام اور اپنی کوئی قدر نہ سمجہے۔ اور جسطرح نہ سمجہے اُسیطرح طلب کرے اور جسطرح طلب کرے اُسیطرح آرزو نہ کرے تب وہ اُسکے ساتہ مشغول بلا طمع کہڑا ہوا ہے۔ نہ رد سے گرتا ہے اور نہ قبول سے اُٹہتا ہے اور نہ یہ اعتقاد رکہتا ہے کہ اوروں کے طریقہ سے اسکا طریقہ افضل ہے۔ یہ بلند مقام ہے اور اس کا معاملہ دقیق ہے۔ اور جب تک بندہ اپنے رب عزوجل تک نہین پہونچتا اس وصف کی حقیقت کو نہین پہونچتا۔ اور آنکا قول ہے کہ فقر ہر ایسے شخص کا وصف ہے جو غیر سے مستغنی ہو اور بندہ اپنے فقر مین سچا نہین ہوتا تاوقتیکہ فقر کے شہود کو فنا کرکے اپنے فقیر

سے باہر نکل آئے - اور کہا کرتے تھے کہ اپنے آپ سے لوگون کے حقوق دلوا و اور تم سے جو کم ہو اُسکی نصیحت مانو تو منازل کا شرف پاؤ گے - جسنے اپنے نفس کے اندر جھڑکنے والا نہ پایا اُسکا دل خراب ہے - جسنے اپنے نفس کے مقابلہ مین اللہ سے مدد نہ چاہی اُسکو نفس نے دے مارا - اور جو مبتدیون کے آداب بجا نہ لایا اسکے لئے منتہیون کا مقام کیونکر راس آئیگا - تین فقیہ (مولوی) ان سے جا کر ملے اور ان لوگون نے انکے پیچھے نماز عشا پڑہی - مگر جیسا مولوی چاہتے تھے ویسی درست قرأت ان سے نہین بن آئی - اس لئے وہ ان سے بدظن ہوئے - مگر انکے ہی زاویہ (خانقاہ) مین شب باش ہوئے - رات کو تینون کو نہانے کی حاجت ہوئی اور نکلکر اُس نہر پر آئے جو خانقاہ کے دروازہ پر واقع تہی - چنانچہ وہ نہر مین نہانے کو اُترے ہی تھے کہ بڑا سا شیر آموجود ہوا اور انکے کپڑون پر بیٹھ گیا اور رات سخت جاڑون کی تہی اس لئے اُنکو یقین ہوگیا کہ اب زندہ نہین بچتے - اتنے مین شیخ رضی اللہ عنہ خانقاہ سے نکل آئے اور وہ شیر انکے پاس چلا آیا اور انکے قدمون پر لوٹنے لگا - یہ حالت دیکھ کر مولویون نے اللہ سے استغفار کیا اور تائب ہوئے - آنہون نے نابنوس مین جو نہر الملات کا دیہات تہا سکونت اختیار کی اور پانچسو ترپن ۵۵۳ھ ہجری کے قریب وہین وفات پائی - انکی قبر وہان ظاہر و زیارت گاہ ہے -

(۲۶۷) شیخ ابو سعید قلوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ



یہ بڑے عارفون اور محقق اماموں مین سے اور صاحب انفاسِ صادقہ افعال خارقہ ہو

کرامات ومعارف تھے۔ اپنے دیار جوار مین فتوے دیا کرتے تھے۔ اور قلوریہ مین اونچے تخت پر بیٹھکر علوم شرائع وحقائق پر گفتگو کیا کرتے تھے۔ اور تمام اطراف و علاقہ سے لوگ انکی زیارت کو آیا کرتے تھے۔ انکے بعض اقوال یہ ہین:- فقر کی شرط یہ ہے کہ نہ وہ کسی چیز کا مالک ہو اور نہ کوئی چیز اُسکی مالک ہو اور اُسکا دل تمام آلایش سے صاف ہو اور اُسکا سینہ ہر شخص کے لئے بے کینہ ہو اور اپنی جان کو بخشش و ایثار کردے۔ تصوف حق کے سوا سے بیزار ہوجانا ہے جیساکہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا تہا "یہ[عہ] تو میرے دشمن ہین مگر رب العالمین"۔ صوفی کامل نہین ہوتا تاوقتیکہ وجد کے چمکارون مین خلق سے چھپ نہ جاے۔ توحید موجودات سے اُنکے پیدا کرنیوالے کے مشاہدہ کے باعث آنکھین مینچ لینا ہے۔ اور عارف وحدانی الذات ہوتا ہے نہ اُسکو کوئی قبول کرے اور نہ وہ کسیکو قبول کرے۔ خضر علیہ السلام انکے پاس بہت آیا کرتے تھے۔ یہ قلوریہ مین جو بغداد کے قریب نھر الملک کے دیہاتون مین سے ہے رہا کرتے تھے اور پانچسو ستاون ۵۵۷ھ ہجری کے قریب وہین فوت ہوئے اور انکی قبر وہان ظاہر و زیارت گاہ ہے۔ یہ علما جیسی پوشاک پہنتے طیلسان اوڑہتے اور خچری پر سوار ہوتے تھے۔ ایکمرتبہ انکی اور انکے اصحاب کی ایک شخص نے دعوت کی انہون نے اپنے یارون کو کھانے سے منع کیا اور خود تنہا کھایا۔ اور جب دعوت سے باہر نکلے تو ان سے کہنے لگے کہ مینے تمکو اُسکے کھانے سے اس لئے روکدیا تہا کہ وہ کھانا حرام کا تہا۔ بعدہ انہون نے سانس لی تو انکی ناک سے سیاہ دہوان بہت بڑے ستون جیسا نکلا اور آسمان کیطرف جاکر نظر سے غائب ہوگیا۔ پہر انکے مُنہ

عہ دیکھو انیسوین پارہ کا نوان رکوع (سورۂ شعرا کی اٹھترویں آیت) ۱۲

سے آتشی ستون نکلا اور وہ بھی نظر سے غائب ہو گیا- تب انہون نے کہا کہ یہ چیز جو تمنے دیکھی وہی کہانا تہا جو مینے کہایا اور تمہین کہانے نہ دیا -

(۲۶۸) شیخ مطر باذرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بزرگ ترین مشائخ عراق و سادات عارفین مین سے تہے - آنکی جلالت زہد و مہابت پر علماء کا اتفاق ہے - آنکے پیر تاج العارفین ابوالوفاء کہا کرتے تہے کہ شیخ مطر میرے حال و مال کے وارث ہین اور شیخ مطر انکے خدام خاص مین سے تہے - اور ان پر سُکر کی حالت غالب تہی- آنکے کچھ اقوال یہ ہین :- نفوس کی لذت قدوس کی مناجات مین ہے - اور قلوب کی لذت اُنس کے مزامیر مین ہے جو خلوت گاہ قدس مین توحید کے لحنون کے ساتہہ گلشن تجرید کے اندر سے مُطربان معانی کے ذریعہ سے سننے مین آتے ہین اور جن سے ملیک مقتدر کے نزدیک مقعد صدق مین مدارج بلند ہوتے ہین اور ارواح کی لذت عروسان فتح لدنی کے ہاتہون سے خلوتگاہ وصل مین مشاہدہ و سرگشتگی کی بساط پر عالم ہستی کے درمیان عزت کی روشنی مین جام محبت پینا اور نسمات ذرات کے صفحات الواح پر قلم توحید سے جو کچھ لکہا ہے اوسکا پڑہنا ہے - اور اسرار کی لذت حیات دائمی کی نسیم کا مطالعہ اور غیوب کے حقائق تک قلوب کے ضمائر سے پہونچنا اور افکار کے ذریعہ سے سارے اسرار کا معائنہ ہے اور عقول کی لذت اُن سرائر کے ذریعہ سے جو افکار کو احاطہ کئے ہوے ہین ملکوت کے ایسے اسرار کا ملاحظہ ہے جو نگاہون سے پوشیدہ ہین - پس قلوب غیوب کے

حقائق کو معائنہ کرتے ہین۔ اور شواہد اسرار کی قبولیت انکے ساتہ ہوتی ہے۔ اسلئے
ضمائر دریاے افکار مین اُترتے ہین۔ اور نفوس کو اُس چیز سے تسکین ہوتی ہے جو
جو عالم محجوب کی انہین لاحق ہوتی ہے۔ عقل کے ہاتہ نفوس کی باگین پکڑے ہوے
ہین اور نفس عقل کا مسخر ہے اور عقل انوار الٰہیہ سے مدد لیتی ہے اور اسی سے وہ حکمت
ظہور مین آتی ہے جو علوم کی چوٹی عدل کی ترازو ایمان کی زبان بیان کا سرچشمہ روحون
کا گلشن صورتون کا نور حقائق کی میزان وحشت زدون کا اُنس راغبون کا مال تجارت
اور مشتاقون کی آرزو ہے۔ اور حکمت حق کی یافت ہے اسلئے جب قلب پردار ہوتی
ہے تو جن کونون کترون مین عشق چہپا ہوتا ہے اُنکا سراغ لگاتی دلون کے زنگ
کو صاف کرتی اور باطن کے عیبون کو نیست و نابود کردیتی ہے۔ یہ قوم کے کُردتے اور
باذرا مین رہتے تہے جو سرزمین عراق مین لحف کے مضافات مین سے ہے۔ یہین
وفات پائی اور یہین انکی قبر ظاہر و زیارتگاہ ہے۔

(۲۶۹) شیخ ابو محمد ماجد کردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ



یہ مشائخ عراق کے سردارون مقربین کے صدر نشینون اور محققین کے اماموں مین سے
تہے۔ انکے احترام و تعظیم پر مشائخ کا اجماع تہا۔ انکے بعض کلام یہ ہین :- مشتاقون کے
دل اللہ عزوجل کے نور سے منور رہتے ہین اور جب اُنمین اشتیاق کو تحریک ہوتی ہے
تو جو کچہہ اسمان و زمین کے درمیان ہے اُسکے نور سے چمک اُٹھتا ہے اُسوقت
اللہ عزوجل فرشتون کے سامنے انپر فخر کرتا اور فرماتا ہے کہ مین تمکو گواہ رکہتا ہون کہ مین اُنکا

زیادہ تر مشتاق ہون - جو اپنے رب کا مشتاق ہوا وہ مانوس ہوا جو مانوس ہوا وہ
خوش ہوا جو خوش ہوا وہ قریب ہوا جو قریب ہوا وہ چلا جو چلا وہ متحیر ہوا جو متحیر ہوا وہ
اُڑا اور جو اُڑا اُسکی آنکھین نزدیکی سے ٹھنڈی ہوئین - زاہد صبر کی مزاولت کرتا ہے مشتاق
شکر کی اور واصل ولایت کی - شوق اللہ کی آگ ہے جو عاشقون کے دلون مین روشن
رہتی ہے اور اُسکے نقار اور اُسکی طرف نگاہ کرنے سے وہیمی ہوتی ہے - ہیبت کی آگ
دلون کو محبت کی آگ روحون کو اور شوق کی آگ نفوس کو پانی کر دیتی ہے - خموشی
عبادت بلا مشقت آرایش بلا زیور ہیبت بلا حکومت قلعہ بے شہر پناہ کراما کاتبین
کے لئے راحت - اور عذر خواہی سے بے نیازی ہے - آدمی کے لئے یہی علم بس
کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور یہی جہل کافی ہے کہ خود پسند ہو - اور خود پسندی حماقت
کا فضلہ ہے جس سے خود پسند اپنے عیبون کو ڈہانکتا ہے مگر نہین ڈہکتا - اللہ تعالیٰ
نے کوئی عجیب چیز نہ پیدا کی جسکا نقش آدمی کی صورت مین نہ کہا ہو اور کوئی امر
غریب نہ ایجاد کیا جسکا حکم اُسمین نہ جاری کیا ہو اور کوئی بہید نہ ظاہر کیا جسکے علم کی کنجی اُس
صورت مین نہ رکھی ہو اسلئے آدمی عالم کا مختصر نسخہ ہے - شکر خاصکر عاشقون کے مقامات
مین سے ہے کیونکہ فنا کی آنکھین اُسکو نہین قبول کرتی اور علم کی منزلین وہان تک
نہین پہونچتی ہین - اور شکر کی تین علامتین ہین ماسوا کے ساتھ مشغول ہونے اور اُسکی
تعظیم سے دائمی دلتنگی - دریائے شوق مین بے اندیشہ کود پڑنا - اور دائمی تمکین
اور جسکا شکر ہوا و ہوس سے ہوگا اُسکا صحو گمراہی کی طرف ہوگا - ایک شخص جو مجرد تنہا
بغیر زاد راہ اور کسی ہمراہی کے حج کا ارادہ رکہتا تہا ان سے رخصت ہونے کو آیا انہون
نے اپنا مشکیزہ اُسکو نکالکر دیا اور کہا کہ اگر وضو کرنا چاہو گے تو تمکو اسمین پانی ملے گا پیاس

لگے گی تو دودہ اور بہوک لگے گی تو ستو۔ چنانچہ اُس لمبے سفر مین جو جبل حمرا مین واقع عراق سے مکہ معظمہ تک کا تہا۔ اقامتِ حجاز کی مدت اور حجاز سے عراق تک واپس آنے کے عرصہ مین جب اُس شخص نے وضو کا ارادہ کیا تو اُسی مشکیزہ سے کہاری پانی۔ جب پینا چاہا تو میٹھا پانی اور جب غذا کی خواہش ہوئی تو دودہ شہد اور شکر سے زیادہ شیرین ستو اُسکو ملتا رہا۔ انہون نے جبال حمرا مین جو سرزمین عراق مین واقع ہے سکونت اختیار کی اور مرتے دم تک اُسکو اپنا وطن بنایا۔ انہون نے ۵۶۱ھ پانچسو اکسٹھ ہجری مین وہین رحلت کی۔ ان کی قبر وہان معلوم ہے اور لوگ اُس کی زیارت کرتے ہین۔

(۲۷۰) شیخ جاگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ اکابر مشائخین روسا رعارفین مقربین وائمہ محققین مین سے تہے۔ اور یہ اس طریقہ کے ایک رکن ہین۔ تاج العارفین ابوالوفا رانکی مدح وثنا اور بڑائی کے ساتہہ ذکر کیا کرتے تہے اور شیخ علی بن الہیتی کی معرفت انکو ایک ٹوپی بہیجی اور انکو حکم دیا تہا کہ میرے نائب بنکر اسکو اونہین پہنانا اور اُنکو اپنے پاس حاضر ہونے کی تکلیف نہ دی۔ اور وہ کہتے تہے کہ مینے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ جاگیر میرے مرید ہون چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انکے تئین مجہے عطا فرمایا۔ بزرگان عراق کہا کرتے تہے کہ جسطرح سانپ اپنی کینچلی سے باہر نکل آتا ہے اُسی طرح شیخ جاگیر اپنی نفسانیت سے نکل آئے ہین۔ یہ کہتے تہے کہ مینے کبہی کسی شخص کی بیعت نہ لی جب تک کہ اُسکا نام اور یہ مضمون کہ وہ میری اولاد مین

سے ہے لوح محفوظ مین لکھا ہوا نہ دیکھ لیا۔ انکا قول ہے کہ مشاہدہ بندہ اور رب کے درمیان
کے پردون کا اُٹھ جانا ہے پس بندہ قلب کی صفائی سے اُس غیب پر مطلع ہوتا ہے
جسکی خبر دی گئی ہے اور جلال و عظمت کا مشاہدہ کرتا ہے اور اُسکے احوال و مقامات
بدلتے رہتے ہین اسلئے اُسمین حیرت و دہشت آتی ہے پھر حیرت اُسکو تخبط کی طرف
لیجاتی ہے اسلئے وہ حق سے حق کی طرف نظر کرو سے نظر آتا ہے اور کبھی جلال کا مشاہدہ
کرتا ہے۔ کبھی جمال کا کبھی رنگ و روپ کو دیکھتا ہے کبھی کمال کا نظارہ کرتا ہے۔
کبھی اُسکو کبریا و عزت کی روشنی دکھائی دیتی ہے۔ کبھی جبروت و عظمت نظر آتی ہے
اور کبھی لطف و بہجت کا شہود ہوتا ہے اسلئے ایک سے بسط[ع] حاصل ہوتا ہے تو
دوسرے سے قبض[ع] وہ حالت اسکو سمیٹتی ہے تو یہ حالت پھیلاتی ہے۔ وہ کھو دیتی ہے
تو یہ موجود کر دیتی ہے۔ وہ پردۂ عدم سے باہر لاتی ہے تو یہ پھر لوٹا دیتی ہے۔ یہ فانی
بناتی ہے تو وہ باقی۔ خلاصہ یہ کہ وہ شخص بشریت کے صفات سے زائل ہو جاتا اور
عبودیت کے صفات سے قائم رہتا ہے نہ اغیار کا اُسکو حس ہوتا ہے اور نہ جبار کی
عظمت کے سوا اُسے کچھ نظر آتا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ جب تنے تعظیم کی آگ کو

ع ع قبض و بسط بندہ کے حالت خوف و رجا سے ترقی کرنیکے بعد کی دو حالتین ہین۔ پس عارف
کے لئے قبض ویسا ہی ہے جیسا مستامن کیلئے خوف۔ اور دونون مین فرق یہ ہے کہ خوف و رجا امر
آیندہ پسندیدہ و ناپسندیدہ کے متعلق ہوتے ہین اور قبض و بسط امر موجود فی الوقت سے علاقہ رکھتے
ہین جو کسی وارد غیبی کے باعث عارف کے دل پر غالب ہون۔ ۱۲ مترجم از کتاب التعریفات



جو ہیبت کے نور کے ساتھ سر^ع[footnote] مین دبی ہوئی ہے نکالا تو اُس سے مشاہدہ کی شعاع پیدا ہوگی۔ پس جسنے اپنے سر (اندرون) مین حق عزوجل کو مشاہدہ کیا اُسکے دل مین عالم کون کی مطلق وقعت نہ رہی۔ اور جب کسی گروہ کو پے درپے مشاہدہ ہوا کرتا ہے تو حق تعالی انکو دوست رکھتا ہے بعدہٗ اُن کو محجوب کر دیتا ہے تب وہ نور مشاہدہ کی حیرت سے نور ازل کی حیرت مین کھینچ لئے جاتے ہین۔ پہر وہ دہشت سے اُٹھا کر نور ازل کی حیرت مین لائے جاتے ہین۔ اور پہر قدس آنس کی دہشت سے نکالکر عین الجمع کی دہشت مین پہونچائے جاتے ہین۔ اسلئے بہت سے استتار و تجلی کے درمیان حیران ہین۔ بہت سے عبد و تدانی کے بیچ مین سرگردان ہین اور بہت سے وصل و تعالی کے درمیان ساکن ہین اور یہی استقامت و تمکین کی جگہ ہے۔ اور یہ اُس حضرت کی صفت ہے جسمین موارد ہیبت کے نیچے گھلتے رہنے کے سوا کچھ نہین ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے [ع] فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصِتُوا۔ اور اللہ تعالی کے قول [ع] إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا کے متعلق انکا قول ہے کہ مشاہدہ پر ثابت قدم رہے کیونکہ جسنے اللہ تعالی کو پہچانا وہ اُسکے ماسوا سے نہین ڈرے گا

سہ سر ایک لطیفہ ہے جو قلب مین ودیعت رکھا گیا ہے جیسا کہ روح بدن مین۔ اور وہ مشاہدہ کا محل ہے۔ جیسا کہ روح محبت کا محل۔ اور قلب معرفت کا محل ہے ۱۲ مترجم

عہ چھبیسوین پارہ کا چوتھا رکوع۔ یعنی سورۂ احقاف کی ۲۹ انتیسوین آیت پھر جب حاضر ہوئے تو بولے کہ چپ رہو

عہ چوبیسوین پارہ کا اٹھارہوان رکوع۔ یعنی سورہ حم السجدہ کی ۳۰ تیسوین آیت۔ بیشک جن لوگون نے اقرار کیا کہ اللہ ہی ہمارا پروردگار ہے پھر (اسی عقیدہ پر) جمے رہو الخ۔ ۱۲

اور جسنے کسی چیز کو دوست رکھا وہ اسکے غیر کا مطالعہ نہین کرے گا اور اُسکا خرچ غضب
سے ہوگا۔ یہ قوم کے گرد تھے اور عراق کے ایک صحرا مین قنطرۃ الرصاص کے
قریب سامرا سے ایک دن کی مسافت پر رہتے تھے اور بہت سن رسیدہ ہو کر وہین
فوت ہوے اور وہین انکی قبر بنی جو ظاہر اور لوگون کی زیارتگاہ ہے اور اسکے پاس لوگون
نے خیر و برکت کیلئے ایک بستی بسالی ہے۔

(۲۷۱) شیخ ابو محمد قاسم بن عبداللہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ



یہ مشائخ عراق کے رئیسون بڑے عارفون جلیل القدر مُقربون اور صاحب عجائب
وغرائب تھے۔ امام مالک کے مذہب پر فتوی دیتے اور علم شریعت وعلم حقیقت
مین اعلیٰ درجہ کی تقریرین کرتے تھے۔ انکے کلام کثرت سے ہین اور لوگون مین
متداول و مشہور بھی ہین۔ انکے بعض قول یہ ہین :- وجد حجود ہے جبتک شہود سے
نہو عـــہ شاہد حق باقی رہتا اور شاہد وجد کو دور کر دیتا اور آنکھون مین نیند نہین آنے دیتا ہے
اور اُسکا نشہ شراب کے نشہ سے بڑہا ہوا ہوتا ہے۔ وجد کرنے والون کی روحین
معطر و لطیف ہوتی ہین اور انکے کلام مردہ دلون کو زندہ اور عقلون کو زیادہ کرتے ہین۔
وجد تمیز کو ساقط کر دیتا اور مکانون کو ایک مکان اور ذاتون کو ایک ذات بنا دیتا ہے اور
اسکا اول پردہ کا اٹھہ جانا نگہبان کا شاہد دخم کا حضور غیب کا ملاحظہ سر کا مجاذبہ اور

عـــہ یعنی جو وجد بغیر مشاہدہ کے ہوتا ہے اُس مین اور انکار شہود مین کچھ فرق
نہین ہے ۱۲

کا مانوس ہوجانا ہے۔ صحت وجد کی شرط یہ ہے کہ اسکے وجود کی حالت مین یعنی وجد کے ساتھ تعلق سے باعث بشریت کا انقطاع ہوجاے اور جسمین گم گشتگی نہین اسمین وجد نہین اور اسکے اہل دو مقامون پر ہوتے ہین ایک ناظر اور دوسرے منظور الیہ۔ ناظر تو مخاطب ہوتا ہے جو اُسکا مشاہدہ کرتا ہے جسکو اُسنے پایا ہے۔ اور منظور الیہ غائب ہوتا ہے جسکو پہلی ہی حالت مین جو اسپر طاری ہوتی ہے حق اڑا لیجاتا ہے۔ وجود وجد کی نہایت ہے کیونکہ تواجد بندہ کے استیعاد کا اور وجد بندہ کے استغراق کا موجب ہے اور وجود بندہ کے استہلاک کا سبب ہوتا ہے۔ اور اس معاملہ کی ترتیب یہ ہے۔ حضور بعدہٗ ورود بعدہٗ شہود بعدہٗ وجود بعدہٗ خمول۔ پس وجد کے مقدار سے خمول حاصل ہوتا ہے۔ اور صاحب وجود پر صحو ومحو کی حالتین طاری ہوتی ہین۔ چنانچہ صحو کی حالت مین اُسکی بقا حق کے ساتھ ہے اور محو کی حالت مین اُسکی فنا حق کے ساتھ ہوتی ہے اور یہ دونون حالتین ہمیشہ اُسپر یکے بعد دیگرے طاری ہوا کرتی ہین۔ وجود تین معنون پر بولا جاتا ہے۔ اول وجود وہ علم ہے جسکے ذریعہ سے اُس مکاشفہ کی صحت مین جو حق کا تمکو ہو شواہد کا علم واقع ہو۔ ثانی حق کا ایسا وجود جو اشارہ کے مساغ سے منقطع ہو۔ ثالث اولیت مین استغراق کے باعث رسم وجود کے مضمحل ہوجانے کے مقام کا وجود۔ پس جب بندہ کو وصف جمال کے ساتھ مکاشفہ ہوگا تو قلب پر نشہ چھا جائیگا اور اُسوقت روح کو طرب حاصل ہوگا اور اندر سرگشتگی ہوگی۔ صحو تو حق ہی کے ساتھ ہوتا ہے اور جب بغیر حق کے ہوگا تو حیرت سے خالی نہوگا یعنی وہ حیرت جو نور عزت کے مشاہدہ مین ہوتی ہے نہ کہ شبہہ کی حیرت۔ وجد اوراد کے ثمرے اور منازلات کے نتیجے ہین۔ وجود اللہ تعالیٰ کے قبل احوال کا ترک محال ہے اور وجود اللہ تعالیٰ کے بعد احوال کی طلب محال ہے۔ اور جسنے اللہ

تعالی کے راز کے بارہ مین سہل انکاری کی اللہ تعالی نے اُس سے خود اُسکے عیوب
ظاہر کرائے - یہ جب خلوت سے باہر آتے تھے تو جس سوکھے ہوئے درخت کے
پاس سے انکا گزر ہوتا تھا وہ سرسبز ہوجاتا اور جس بیمار کے پاس سے گزر ہوتا وہ شفا پاتا
تھا - بصرہ مین رہتے تھے اور پانچسواسی ۵۸۰ ہجری کے قریب وہین فوت اور شہر
کے باہر دفن ہوسے - آنکا مزار وہان معلوم اور زیارت گاہ ہے - آنکا جنازہ پڑہتے
وقت آسمان وزمین کے درمیان سے چبلون کی آواز سُنی گئی اور جس وقت لوگون
نے تکبیر کے لئے ہاتھ اُٹھائے اُسیوقت وہ آواز کان مین آئی -

(۲۷۲) شیخ ابوعمرو عثمان بن مرزوق قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ



یہ مصر کے بڑے اور مشہور بزرگون صدر نشین عارفون اور سر برآوردہ و صاحب تحقیق
عالمون مین سے تھے - کرامات ظاہرہ احوال فاخرہ افعال خارقہ اور انفاس صادقہ رکھتے
تھے - اور علما رصاحب تصنیف وفضلا رصاحب افتا مین سے تھے - امام احمد
رضی اللہ عنہ کے مذہب پر فتوی دیتے اور پڑہاتے مناظرہ کرتے اور کتابین لکھواتے
تھے - اللہ تعالی نے انکے لئے خرق عادات وقلب اعیان کیا تھا - اور مصر اور اُسکے
مضافات کے مریدان صادق کی تربیت کا منصب انکو ہونچا تھا - اور انکی بڑائی بزرگی
اور احترام پر مشائخ کا اجماع تھا - اور ان لوگون کو جس امر مین اختلاف ہوتا تھا اُسین
انکو حکم بناتے اور انکے قول کی طرف رجوع کرتے تھے - آپکے کلام مین سے ہے
کہ اللہ تعالی اور اُسکے صفات کی معرفت کا رستہ فکر اور اُسکے حکم و آیات سے

عبرت حاصل کرنی ہے اور اُسکی ذات کے کنہ کو پہچاننے کا عقل کے لئے کوئی
رستہ نہین ہے۔ اور انکا قول ہے کہ اگر خدائی حکمت عقلون کی حد مین ختم ہوجاتی
اور ربّانی قدرت علوم کی یافت مین منحصر ہوتی تو وہ اس حکمت و قدرت کا نقص ہوتا
لیکن ازل کے اسرار اُسیطرح عقلون سے پوشیدہ ہوئے ہین جسطرح جلال کے جلوے
آنکھون سے۔ اسلئے وصف کے معنی وصف ہی مین لوٹ آتے ہین اور فہم یافت
سے بے بہرہ ہے اور ملک ملک مین گردش کیا کرتا اور مخلوق اپنے شل تک پہونچکر
رہجاتی اور اپنی شکل تک اُسکی طلب شدید رہتی ہے اور رحمن کے آگے آوازین
بیٹھ جائینگی پس گُھسر پُھسر کے سوا تو کچھ اور نہ سُنے گا۔ اور انکا قول ہے کہ ساری مخلوقات
ذرہ سے لیکر عرش تک اسکی معرفت کی متصل راہین اور اُسکے ازلی ہونے پر مستقل دلیلین
ہین اور ساری ہستی اُسکی وحدانیت کی بولتی ہوئی زبانین ہین اور سارا عالم ایک کتاب ہے
جسکے حرفون کو مُبصر اپنی بصیرت کے اندازہ سے پڑہتے ہین۔ اور یہی انہین کا قول
ہے کہ جب دلون کے چمنستان پر سعادت کی ہوا چلینی اور عنایت کی بجلی کوندتی اور
غیب کے بادلون سے حقائق کی پھوہارین پڑتی ہین تو انہین قرب محبوب کے شگوفے
نکلتے اور نیل مطلوب کے پھولون سے رونق آتی ہے۔ اُسوقت مشاہدہ کی لذت
مین انکو قرب کی ہوا لگتی ہے اور سماع کے ذریعہ سے حضور کی جلوہ گری کے خواستگار
ہوتے ہین۔ اور ہیبت کی آگ کو اُسوقت دیکھتے ہین جب محبت کی روشنی اُسے
سُلگاتی ہے گر مقام کے ساتھ اُنس سے غلبہ سرگشتگی کے باعث آنکھین میچے
ہوئے نور ازل کی طرف متوجہ رہتے ہین۔ اور فنا کے قدمون سے وصل کی خلوت
مین مسامرت کے بساط پر مناجات کے لئے کھڑے ہوتے ہین اور غلبہ ازل کی بقا

مین حدوث کے حاشیون کو لپیٹ دیتے ہین - بس اسوقت انکی روحین غیب الغیب
مین راسخ ہوجاتی ہین اور انکے اسرار سرّ السر مین ڈوب جاتے ہین - تب اُن کا
مولیٰ اُنکو بہ پہنچواتا ہے جوکچہ پہنچواتا ہے اور مقتضاے آیات ہین سے اُن سے
باتین چاہتا ہے جو اورون سے نہین چاہتا اور وہ زیادتی کی طلب مین فہم عینی سے علم لدُنی کے دریائون مین
غوطے لگاتے ہین - چنانچہ اُن محفوظ خزانون مین سے جو ذرّات وجود مین سے ہر
ذرّہ کے نیچے دبے پڑے ہین علم مکنون و سرّ مخزون اُنکے لئے منکشف ہوجاتے
ہین اور وہ سبب پیدا ہوجاتا ہے جس سے بارگاہ قدس سے متصل ہوجاتے اور
اوس بارگاہ سے اپنے آقاء عزوجل کے پاس جاتے ہین - پس وہ انہین اپنے
پاس کے وہ عجایب دکہلاتا ہے جنکو نہ کسی آنکہ نے دیکہا نہ کسی کان نے سنا اور
نہ کسی بشر کے دل نے خیال کیا - اور آنکا قول ہے کہ جسنے اپنے نفس کو پہچانا
اُسپر لوگون کی ستایش کچہ تغیر نہین کر سکتی - اور کہا کرتے تہے کہ جسنے اپنے
آقا کی صحبت پر صبر نہ کیا اللہ اُسکو غلامون کی صحبت مین مبتلا کرے گا اور جس کی
امیدین اپنے آقا کے سوا سب سے منقطع ہوگئین وہی حقیقت مین بندہ ہے -
اور انکا قول ہے کہ جو شخص رضا مین ثابت قدم ہوا اُسنے مصیبت سے لذت
اُٹہائی - اور انکا مقولہ ہے کہ عارف کا زیور خوف و ہیبت ہے - اور یہ کہا کرتے تہے
کہ دیکہو خبردار! طریق کو مضبوط کر لینے اور قدم کو جما لینے کے قبل صاحب احوال کی
نقل نہ کرنا ورنہ سیر و سلوک سے روک دیے جاؤگے - اور تمہاری تخلیط کی دلیل
مخلطین کے ساتہہ تمہاری صحبت اور تمہاری لغویت کی دلیل ہرزہ درائون کے ساتہہ
تمہاری صحبت اور تمہاری وحشت کی دلیل وحشت زدون کے ساتہہ تمہاری صحبت ہے

اور جس شخص پر اُسکا حال غالب ہووہ ہماری سماع کی مجلس مین نہ آئے نقل ہی
کہ ایک دن اُنکے یارون نے ان سے کہا کہ آپ ہمسے کچہ حقائق کیون نہین بیان
کرتے۔ اسپر انہون نے کہا کہ یہ بتاؤ کہ آج کسقدر میرے مرید ہین۔ لوگون نے
کہا کہ چہ۶ سَو آدمی۔ انہون نے کہا کان مین سے سَو۱۰۰ کو چھانٹ لو۔ اور ہر سَو مین سے بیس۲۰
کو اور بیس مین سے چار۴ کو۔ اور یہ چار ابن القسطلانی۔ ابو الطاہر۔ ابن الصابونی۔
اور ابو عبد اللہ قرطبی تہے۔ آور جب یہ لوگ انتخاب ہو چکے تو شیخ رضی اللہ عنہ نے
کہا کہ اگر مین حقائق مین سے ایک کلمہ بہی علی رؤس الاشہاد زبان پر لاؤن تو سب
سے پہلے یہی چار میرے قتل کا فتویٰ دین۔ انکو بہم کشف ہوا کرتا تہا۔ ایک سال
دریاے نیل اسقدر زیادہ چڑہا کہ مصر کے غرق ہو جانے کا اندیشہ ہوا اور اس چڑہاؤ
کو اتنا قیام ہوا کہ تخم ریزی کا وقت گزرا جاتا تہا۔ اس سبب سے لوگون نے شیخ ابو عمرو
کے سامنے آکر نالہ وزاری کی۔ شیخ نے دریاے نیل کے کنارہ پر آکر اسکے پانی سے
وضو کیا۔ اور اُسیوقت دو ہاتہہ اسکا پانی اوتر گیا۔ اور آخر زمین پر سے اسقدر پانی ہٹ
گیا کہ زمین کُہل گئی اور لوگون نے دوسرے ہی دن سے کاشت شروع کردی۔
اور ایک سال یہ اتفاق ہوا کہ دریاے نیل کو طغیانی ہی نہوئی اور جو تنے بونے کا بہت سا
وقت نکل گیا اور اناج کا نرخ گران ہو گیا اور لوگون کی جان کے لالے پڑ گئے۔ آخر لوگون
نے شیخ ابو عمرو کے پاس آکر واویلا مچائی۔ اور انہون نے نیل کے کنارہ پر آکر آفتابہ سے
جو انکے خادم کے پاس تہا وضو کیا۔ چنانچہ اُسی دن دریاے نیل کا پانی بڑہ گیا اور برابر بڑہتا
ہی رہا یہانتک کہ پوری حد کو پہونچ گیا۔ اور اللہ نے اس سے لوگون کو منتفع کیا اور
اُس سال لوگون نے بہت زیادہ کاشت کی۔ تو ایک مرتبہ یہ مصر مین اپنے مکان مین عشا کی نماز

پڑھکر اپنے خادم ابو العباس مقری کو ساتھ لئے ہوئے پیادہ پا باہر نکلے اور مکہ پہونچکر دیر تک دونون نے حجر اسود کے پاس نماز ادا کی - اسکے بعد دونون مدینہ طیبہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرکے بیت المقدس پہونچے - یہان بھی دونون نے گھنٹے بھر تک نمازین پڑھین - اور فجر سے پہلے مصر لوٹ آئے - ابو العباس کا بیان ہے کہ اس شب کو مجھے مطلق تکان نہ معلوم ہوا - اور اگر کوئی عرب عجمی زبان مین اور کوئی عجم عربی زبان مین گفتگو کرنی چاہتا تو یہ اُسکے مُنہ مین اپنا لعاب دہن ڈالدیتے تھے اور وہ اپنی مادری زبان کی طرح اُس سے واقف ہوجاتا تھا - ستر سال سے زیادہ کی عمر پاکر ۵۶۴ھ پانچسو چونسٹھ ہجری مین مصر سے روضۂ رضوان سدھارے اور وہان کے قرافہ مین امام شافعی رضی اللہ عنہ کے شرقی جانب ستون کے متصل مدفون ہوئے - ان کا مزار اس مقام مین ظاہر ہے اور لوگ اس کی زیارت کو آتے ہین -

(۲۷۳) شیخ سُوید سنجاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بزرگان مشرق کے سردار دن - عارفون کے صدر نشینون اور بڑے محققون مین سے تھے ان مین کرامات اور مقامات بلند اور اشارات ارجمند پائے جاتے تھے - اور یہ اُن مین سے ایک تھے جنکو اللہ تعالیٰ عالم مین تصرف کا مالک بناتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے انین علم شریعت وحقیقت دونون جمع کیا تھا - سنجار اور اسکے قرب وجوار کے سچے مریدون کی تربیت کی ریاست انکو ملی تھی - اور انکی تعظیم واحترام پر مشائخ کا اجماع

تہا اور تمام اطراف سے لوگ انکی زیارت کو آتے تہے۔ آنکا کلام ہے کہ عارفون کے مقام سات اصول پر ہین: ستر کے ذریعہ سے اللہ تعالی کی طرف قصد۔ معاملات مین اللہ سے اعتصام۔ امر کے ذریعہ سے اللہ تعالی کے ساتہ بیٹہنا۔ ظاہر و باطن مین اللہ کے بندون کو نصیحت کرنی۔ طی و نشر مین اللہ تعالی کے اسرار کو چہپائے رکہنا۔ باوجود علم کے صبر کے ساتہ حال پر قایم رہنا۔ اور لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین کا ذکر کرنا۔ پس جب عارف نے ان احوال کو طے کیا اور افعال کی رویت سے ترقی کی تو اللہ تعالی ستر کے ذریعہ سے اپنی طرف کے قصد مین اسیر نفس کا دروازہ کہول دیتا ہے اور اسکی علامت یہ ہے کہ قلب تجلی کے انوار سے بذریعہ نفس سرور کے اور انس کے چراغ سے جو کشف کے مشکوٰۃ مین ہوتا ہے آرام پاتا ہی اور یہ نفس ارواح کے معارج احوال مین غائب ہونے اور اسرار کے مدارج روح القدس مین متفرق ہونیکے بعد جستجو ن کے مادّہ کو قطع کردینے اور علم کے متحد ہونے اور اسم کے چلے جانے کے ذریعہ سے صرف حضرت شہود ہی مین رہتا ہے۔ اور یہ عارفون کا سب سے پہلا لباس اور ارواح عارفین کی سب سے پہلی استراحت ہے۔ اور یہی وہ حال ہے جسکے شہود کا نور اُسکے وجود کے نور کو نہین بجہاتا اور جسکے وجود کا نور اُسکے شہود کی حقیقت پر پردہ نہین ڈالتا۔ اور ستر کے ذریعہ سے اللہ تعالی کی طرف قصد کی حقیقت یہ ہے کہ علم کے حجاب مین حقیقت کہُلم کہُلا ظاہر ہوجاے۔ اسکے بعد اللہ تعالی اُسکے لئے اعتصام باللہ مین عنایت کا دروازہ کہولدے۔ اور اسکی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالی اُسکے لئے اُسکی بصیرت سے تین طرح کی آنکہین کہولدے۔ ایک وہ آنکہ جس سے معرفت کا ادراک ہو۔ دوسری وہ آنکہ جس سے انوار حقائق کا ادراک ہو۔ اور تیسری وہ آنکہ جس سے

انوار معرفت کا ادراک ہو۔ جیسا کہ آنکھین تین قسم کی ہوا کرتی ہین۔ چشم بصر۔ چشم بصیرت۔
اور چشم روح۔ پس چشم بصر محسوسات کا ادراک کرتی۔ چشم بصیرت معنویات کا ادراک
کرتی اور چشم روح ملکوتیات کا ادراک کرتی ہے۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ جلوس
مع اللہ مین اُسکے لئے عین تفرید مین غرق ہو جانے کا دروازہ کھولدیتا ہے۔ اور اُسکے
پانچ ارکان ہین (۱) فنار قرب عین مشاہدہ مین۔ (۲) اضحلالِ علم بحر جمع مین۔
(۳) استہلاکِ فنا بحر ازل مین۔ (۴) استغراق وجود طیّ عدم مین (۵) اور استعدام
بقا برق ابد مین۔ پس فنار قُرب عین مشاہدہ مین مُرسلون کے لئے اسرار کا درست
اور خالص کرنا ہے۔ اور اضحلالِ علم بحر جمع مین صدیقون کے لئے رویت اور ابرار
کے لئے مشاہدہ ہے۔ کیونکہ رویت ذات کے لئے اور مشاہدۂ انوار صفات
کے لئے اور استہلاکِ فنا بحر ازل مین مُرسلون کے لئے حقیقت اور مقربون کے
لئے حق و طریقت ہے۔ اور استغراق وجود طیِّ عدم مین۔ صدیقون کے لئے
توحید کی تفرید اور ابرار کے لئے تجرید کی تحقیق ہے۔ اور استعدامِ بقا برق ابد مین
شہیدون کے لئے نزدیکی کی زندگی اور رزق کی ہمیشگی ہے اور صالحون کے
لئے نسیم روح استراحت ریحان اور معارف جنتِ نعیم ہے۔ پس عین مشاہدہ
مین فنار قرب سے عقل ہوئی۔ اور بحر جمع مین اضحلال علم سے روح ہوئی۔ اور بحر ازل
مین استہلاک فنا سے سر ہوا۔ اور طیّ عدم مین استغراق وجود سے ذرّا ہوا۔
اور برق عدم مین استعدام بقا سے ذاتِ کامل لوجود اور تاماً التقویم ہوئی۔
اسلئے عقل سے ایمان و روح کے درمیان خطاب قائم ہوتا ہے۔ اور سر سے
حکم سمجھا جاتا ہے۔ اور نور سے حکم ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اور ذات سے حرکت واقع

ہوتی ہے۔ اس سبب سے حرکت حکم کا ظاہر ہے۔ اور حکم امر کا ظاہر ہے۔ اور امر خطاب
کا ظاہر ہے۔ اور خطاب بیان کا ظاہر ہے اور ایمان صفات کا ظاہر ہے۔ اور صفات ذات کا ظاہر ہے پس ایمان
عقل کی بصیرت اور روح کی بصیرت امر حکم کی بصیرت ہے اور حکم حرکت کی بصیرت ہے۔ اور یہی اسکی حقیقت ہے جب کہ
عارف منتہی با معرفت کے درجہ مین کشف ہوتا ہے اور انکا قول ہے کہ علوم تین ہین
ایک علم اللہ تعالی سے ہے اور یہ امر نہی احکام اور حدود کا علم ہے دوسرا علم اللہ تعالی
کے متعلق ہے اور یہ امید و بیم اور محبت و شوق کا علم ہے اور تیسرا علم اللہ تعالی کا ہے
اور یہ اُسکے نعوت و صفات کا علم ہے۔ اور علم ظاہر طریقت کا علم ہے۔ علم باطن
منزل کا علم۔ اور علم حکم مشروع کا علم ہے۔ اور جس باطن کو ظاہر پر یا نہ کرے وہ باطل
ہے۔ اور انکا قول ہے کہ عقل کی جڑ خوشی ہے اور اسکا باطن اسرار کا چھپانا اور
اسکا ظاہر سنت کا اقتدار۔ اور یہ کہتے تھے کہ جو شخص اولیا اللہ کے پیچھے پڑیگا
اسکو اللہ تعالی اس بلا مین مبتلا کرے گا کہ مرتے وقت اُسکی زبان سے کلمہ شہادت
نہ نکلے گا۔ اور ہمارے شہر کے بڑے لوگون مین ایک شخص تھا جو فقیرون کو بُرا
کہا کرتا تھا۔ وہ جب مرنے لگا تو لوگون نے اُس سے کہا کہ لا الہ الا اللہ کہہ
اُسنے کہا کہ مجھسے یہ نہین ہوسکتا۔ مین سمجھ گیا کہ کہانسے یہ وبال آیا۔ اسلیے مین فقرا
کے حضور مین حاضر ہوا اور اُنکو راضی و خوشنود کرتا رہا یہانتک کہ وہ اُس سے راضی
ہوگئے۔ اور اُسکی زبان کُھل گئی۔ اور مین خدا سے چاہتا ہون کہ اسکی توبہ قبول ہوجاے
اور انہون نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک عورت کو نظر گڑو کر دیکھ رہا ہے تو اسکو منع
کیا مگر وہ باز نہ آیا تو کہا کہ خداوند اسکی بینائی جاتی رہے۔ چنانچہ وہ اُسی وقت اندھا ہوگیا
مگر ساٹھ دن کے بعد آکر اسنے توبہ کی اور معافی چاہی۔ تو شیخ نے کہا کہ خداوندا اسکی

بینائی اسکو واپس دے مگر اپنے گناہون کے لئے واپس نہ فرما - اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُسکی بینائی فوراً لوٹ آئی - اور اسکے بعد اس شخص کا یہ حال تہا کہ جب ممنوع چیز کو دیکہنا چاہتا تو اندہا ہوجاتا اور بعد مین پہر اسکو دکہائی دینے لگتا تہا - اور انکے پاس ایک اندہے نے آکر عرض کیا کہ مین بال بچے والا ہون مگر کسب کرنے سے معذور ہون - انہون نے کہا کہ بارِ خدایا اسکی آنکہین روشن ہوجائین - اور وہ بیس برس کے بعد مسجد سے سونکہا ہو کر باہر نکلا - اور سونکہا ہی مرا - یہ سنجار مین سکونت رکہتے اور مرتے دم تک اُسی کو وطن بنائے ہوے تہے وہین بہت عمر پاکر فوت ہوے اور انکی قبر وہان ظاہر و زیارت گاہ ہے -

(۲۷۴) شیخ حیات بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ



یہ جلیل القدر مشائخون عظیم الشان عارفون اور سر برآوردہ محققون مین سے اور صاحب کرامات و مقامات تہے - بڑی ہمت اعلیٰ ہدایت روشن کشائش اور ظاہر و عیان کشف سے ممتاز تہے حتیٰ کہ ان سے احوال قوم کی مشکلات حل ہوئین - اور یہ اُن چارون[ع۹۵] مین سے ایک ہین جو ملک عراق مین اپنی قبرون مین سے تصرف کیا کرتے ہین - اور

ع۹۵ مترجم کہتا ہے کہ صاحب جامع اصول الاولیاء لکہتے ہین کہ علی القرشی نے کہا ہے کہ مینے چار بزرگون کو دیکہا کہ وہ اپنی قبرون مین زندہ لوگون کیطرح تصرف کرتے ہین - (۱) شیخ عبدالقادر (۲) شیخ معروف کرخی (۳) شیخ عقیل منبجی (۴) اور شیخ حیات بن قیس حرانی - اور شیخ عبدالحق دہلوی نے بہی مشکوٰۃ کی فارسی شرح کی کتاب الموتیٰ والقبور مین اسکا ذکر کیا ہے لیکن چارون کے نام نہین دیئے ہین - ۱۲

اہل حران انکو واسطہ ٹھیرا کر نزول باران کی دعا کرتے تھے اور وہ قبول ہوتی تھی۔ آنکے
اقوال مین سے یہ ہین :۔ جبتک کہ آدمی کی معرفت کا نور اُسکی پرہیزگاری کے نور کو
بجھا نہ دے وہ متمکنون مین شمار نہین ہوتا۔ وفا کی حقیقت اندرون کو غفلتون کی نیند
سے بیدار اور ہمتون کا ساری کائنات سے خالی کرنا ہے۔ جو شخص اللہ تعالی کا خوف
اپنے دل مین دیکھنا اور صدیقین کے احوال کا منکشف ہونا چاہے اسکو چاہیے کہ
حلال کے سوا کچھ نہ کھاتے اور سنت و فریضہ ہی پر عمل کرے اور جو لوگ وصول و
مشاہدۂ ملکوت سے محروم ہوے وہ صرف دو ہی چیزون سے ہوے ایک کھانے کی
بُرائی اور دوسری خلق اللہ کی دل آزاری۔ رقت قلب کے لئے ذکر کرنے والون
کی ہمنشینی اختیار کرو اور دائمی کوشش سے نور قلب حاصل کرو۔ خلوص والے مرید کی
نشانیون مین سے یہ ہے کہ اُسکے ذکر (یعنی اللہ کے) سے نہ تھکے۔ اور اُسکے حق سے نہ گھبرائے
اور سنت و فریضہ کو لازم کرے۔ اور سنت دنیا کا ترک ہے اور فریضہ حق جل وعلا کی صحبت
زہد کو اپنی عبادت بناؤ اور اُسکو اپنا پیشہ بنانے سے حذر کرو۔ اور محبت معرفت کی شمع
اور طریقت کا سرنامہ ہے جسکے ذریعہ سے لوگ لقا محبوب تک پہونچتے ہین۔
حران کو اُنھون نے اپنا مسکن اور مرتے دم تک وطن بنایا تھا۔ یہین ۱۸۵؁ھ پانچسو اکاسی
ہجری مین حیات ابدی حاصل کی۔ اور شہر کے باہر دفن ہوے جہان انکی قبر ظاہر اور
لوگون کی زیارت گاہ ہے۔

(۲۷۵) شیخ رسلان دمشقی رضی اللہ تعالی عنہ

یہ سب بڑے بزرگان شام۔ سرداران عارفین۔ اور صدر نشینان بارعین مین سے

تھے انکے اشارات بلند۔ ہمت عالی۔ انفاس صادقہ۔ کرامات خارقہ اور تصرفات نافذہ
تھے۔ ملک شام مین مریدون کی تربیت انکے سپرد تھی۔ علماء و مشائخ ان کا احترام
کرتے اور انکو بزرگ مانتے اور تمام سے زیارت کرنیوالے انکے پاس آتے تھے
انکے بعض کلام معرفت التمام یہ ہین :— عارف کا مشاہدہ اُسکو "جمع" عــہ مین "تمکین" عــہ
تحکیم" کا اور اطلاع مین "تفرقہ" کے ظاہر ہونے کا فائدہ دیتا ہے۔ کیونکہ عارف واصل
ہوتا ہے صرف اتنی بات ہے کہ اُسپر اللہ تعالیٰ کے اسرار سب یکبارگی آجاتے
ہین اس سبب سے وہ اُنکے انوار مین سرگشتہ اُسکے دریاؤن مین مستغرق اُسکی تنزیل مین
متہلک رہتا ہے۔ اور عارف وہ ہے جسکے دل مین اللہ تعالیٰ نے ایک لوح دیدی
ہے جسمین موجودات کے اسرار منقوش ہین اور وہ اسکی مدد سے حق الیقین کے
انوار مین اُن سطرون کے حقائق کو اُنکے اطوار کے اختلافات کے ساتھ سمجھتا ہے
اور افعال کے اسرار کو بوجھتا ہے اسلئے ملک و ملکوت مین کوئی حرکت ظاہری
یا باطنی ایسی نہین ہوتی جسکو اللہ تعالیٰ اسکے ایمان کی بصیرت اور ظاہر مین آنکھہ

عــہ جمع و تفرقہ۔ جو چیز تمہاری طرف نسبت کیجادے وہ تفرقہ ہے۔ اور جسکی تم سے نفی
کی جاوے وہ جمع ہے۔ اور اسکے معنی یہ ہین کہ جو چیز بندہ کے کسب مین سے ہو یعنی لوازم عبودیت
کی بجاآوری اور احوال بشریت کے لوازم وہ تفرقہ ہین۔ اور جو حق کی جانب سے ہو یعنی معانی کا ایجاد اور لطف
و احسان کا آغاز وہ جمع ہے۔ ۱۲ عــہ یہ راسخ ہونے اور استقامت پر جم جانیکا مقام ہی اور جبتک بندہ رستہ مین
ہوتا ہی اُسوقت تک وہ صاحب تلوین ہے کیونکہ وہ ایک حال سے دوسرے کیطرف ترقی کرتا اور ایک وصف سے دوسرے
کیطرف منتقل ہوتا رہتا ہی مگر جب وہ واصل و متصل ہوا تو اسکو تمکین حاصل ہو گئی ۱۲ کتاب التعریفات۔ مترجم

کے سامنے کہول نہ دیتا ہو اسلئے وہ اُسکو علم اور کشف کے ذریعہ سے دیکھتا ہے اور ایساہی شخص اپنے اندرون سے آفتاب کیطرح اکوانِ ملکوت پر چڑہ جاتا ہے اسیوجہ سے نظر اسکی تاب نہین لاسکتی اور ایسے شخص کی صفت یہ ہے کہ اعمال کو علم سے اور احوال کو سِرّ عہ سے کمل کئے ہوئے ہو۔ اور ایسے لوگ تین قسم کے ہوتے ہین حاضر غائب اور غریب پس وہ لطائفِ علم کے ذریعہ سے حاضر ہے اور شواہد حقیقت کے اعتبار سے غائب ہے۔ اور غریب وہ ہے کہ اسکے اور ماسوی اللہ کے درمیان سبب منقطع ہو۔ اسلئے جو شخص اسکے نفس کے بغیر اُسکے مقابل آئے گا وہ جل جائے گا اور غربت کی حقیقت "اَین عہ" کا ساقط ہو جانا اور رسم کا مٹ جانا ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے "اور جو شخص اپنے گہر سے اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف ہجرت کرکے نکلے پہر اُسکو آئے موت۔ تو اللہ کے ذمہ اسکا اجر ثابت ہو چکا" اور اسکی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالی اس پر اسباب کو ظاہر کردے اور اُس سے حجاب دور کردے اور اللہ تعالی اُسکو امور کے باطن پر بذریعہ کشف وفراست کے مطلع کردے۔ پس وہ اُنکو کشف کے ذریعہ سے اجمالاً اور فراست کے ذریعہ سے تفصیل کے ساتہ اصل و منع اور حقیقت رسم کے مطابق جانتے اسلئے وہ ارواح سے اُنکی وضع کی حیثیت سے

عہ سِرّ انکی اصطلاح مین اُس لطیفہ کو کہتے ہین جو قلب مین اُسی طرح ودیعت رکہا گیا ہے جسطرح روح بدن مین۔ اور یہی مشاہدہ کا محل ہے۔ جسطرح روح محبت کا محل۔ او قلب معرفت کا محل ہے۔ ۱۲ مترجم

عہ جو حالت کہ مکان مین آنے سے کسی چیز پر عارض ہوتی ہے اسکو "این" کہتے ہین۔ ۱۲ مترجم

سہ (پارہ ۵۔ رکوع ۱۱) سورہ نساء کی نوین آیت۔ ۱۲

اور اجسام سے اُنکی ترکیب کی حیثیت سے خطاب کرے اور علوم کیطرف اشارہ کے
رموز سے اشارہ کرے اور کشف عبارت کو سمجھے - اور تیزی و تندی ہر بُرائی کی کنجی ہے
اور غصہ تمکو عذر خواہی کی رسوائی کے مقام مین کھڑا کرتا ہے - اور عمدہ اخلاق قدرت کے
وقت معاف کر دینا ذلت مین انکساری کرنی اور بغیر منت کے عطا کرنا ہے - اور جب
تم اپنے دشمن پر قابو پاؤ تو اسپر قابو پانے کے شکریہ مین اُسکو معاف کردو - اور کریم
وہ ہے جو مصیبت کو برداشت کرے اور ابتلا کے وقت شکوہ نہ کرے - اور
عمدہ ترین اخلاق قدرت والے کا درگزر اور احتیاج والے کی بخشش ہے - اور
غصہ کا سبب نفس پر اُس شخص کیطرف سے جو اُس سے بالاتر ہے ایسی باتون
کا ہجوم ہے جنکو وہ ناپسند کرتا ہے - اور غصہ انسان کے باطن سے ظاہر کیطرف
آتا ہے اور غم انسان کے ظاہر سے باطن کی طرف جاتا ہے - اسلیے غم سے
دُکھ درد پیدا ہوتے ہین اور غصہ سے سطوت و انتقام ظہور مین آتے ہین - شیخ
تقی الدین سبکی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین سماع کی ایک مجلس مین گیا جہان
شیخ رسلان بھی موجود تھے - قوال نے کوئی شعر گایا تو شیخ رسلان رضی اللہ عنہ
جست کر کے ہوا مین چلے گئے اور وہین اُنھون نے کئی چکر کیے پھر آہستہ آہستہ
زمین کی طرف آئے - اور وہ اسیطرح کئی مرتبہ کرتے رہے اور حاضرین دیکھتے رہے اور
جب وہ زمین پر آکے ٹھہر گئے تو انجیر کے ایک درخت سے (جو اس مکان مین
تھا اور خشک ہو گیا تھا اور کئی سال سے اسمین پھل نہین لگتے تھے) ٹیک لگا کر بیٹھے وہ
درخت سرسبز و شاداب ہو گیا اُسمین پتّے بھی نکلے اور اُس سال اُس مین پھل بھی
لگے - دمشق مین رہتے تھے اور سن رسیدہ ہو کر وہین فوت اور شہر کے باہر مدفون ہوے

لوگ وہان انکی قبر کی زیارت کرتے ہین۔ اور جب لوگون نے کندھون پر ان کی نعش اٹھائی تو بہت سی سبز چڑیان آکر اُسپر منڈلاتی رہین۔

(۲۷۶) شیخ ابو مدین مغربی رضی اللہ تعالی عنہ ورحمہ



یہ سربرآوردہ بزرگان مغرب اور مربیان صدر نشین مین سے تھے۔ غایت شہرت سے تعریف کے محتاج نہین ہین۔ ان کا نام شعیب تہا اور انکے بیٹے مدین وہ تھے جو شیخ عبدالقادر وشطوطی کی جامع مسجد واقع مصر مین اس حصار کے باہر جو مصر کے شرقی جانب سے متصل ہے برکہ قرع مین مدفون ہین اور انکی قبر پر بڑا سا گنبد ہے اور لوگ انکی قبر کی زیارت کیا کرتے ہین۔ اور انکے والد تو شہر تلمسان واقع ملک مغرب کے جبانہ عبادلہ مین مدفون ہین۔ انکی عمر اسّی کے قریب ہوپنچی تھی اور انکی قبر وہان ظاہر اور لوگون کی زیارتگاہ ہے۔ انکے تلمسان آنے کا سبب یہ ہوا کہ امیرالمومنین کو جب انکی خبر ہوپنچی تو اُسنے حکم دیا کہ شہر بجایہ سے لاکر انکو حاضر کیا جاے تاکہ اُن سے برکت حاصل کیجاے۔ چنانچہ جب وہ تلمسان ہوپنچے تو کہنے لگے کہ مجھے سلطان سے کیا واسطہ آج شب کو ہم بھائیون سے ملینگے۔ بعدہٗ وہ اُترے اور قبلہ رُخ ہوے اور اُنھون نے کلمۂ شہادت پڑہا اور کہا کہ "دیکھو مین آگیا دیکھو مین آگیا اور اے میرے رب مینے تیری طرف آنے مین جلدی کی تاکہ تو راضی ہو" بعدہٗ اُنہون نے کہا "اللہ ہی زندہ جاوید ہے" اور انکی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ شیخ ابو الحجاج اقصری کہتے ہین کہ مینے اپنے پیر شیخ عبدالرزاق رضی اللہ عنہ سے سُنا۔ وہ کہتے تھے کہ

۵۸۰ھ پانچسو اسی ہجری مین خضر علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی تو مینے ان سے
اپنے شیخ ابو مدین کے بارہ مین پوچھا۔ انہون نے کہا کہ "وہ اسوقت مین صدیقون کے
امام ہین۔ اور اُنکی اس ارادت کا بھید یہ ہے کہ جو بھید کہ حجاب قدس مین محفوظ
ہے اُسکی کنجی اللہ تعالیٰ نے انکو عطا فرمائی ہے۔ اسوقت ان سے بڑھکر اسرار
مرسلین کا جامع کوئی نہین ہے"۔ بعدہ شیخ عبدالرزاق نے کہا کہ اور ابو مدین رضی
اللہ تعالیٰ عنہ انکے تھوڑے ہی دن بعد فوت ہوے۔ اور شیخ محی الدین رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے فتوحات مین ذکر کیا ہے کہ مین اور بعض ابدال کوہ قاف پر پہونچے تو
ہمارا گزر ایک سانپ کے پاس سے ہوا جو اُس پہاڑ کو حلقہ کئے ہوے تھا۔ میرے
ساتھی نے مجھ سے کہا کہ اسکو سلام کرو یہ تمہارے سلام کا جواب دے گا۔
چنانچہ مینے سلام کیا اور اُسنے جواب دیا۔ پھر اُسنے پوچھا کہ کس ملک سے آتے ہو
ہمنے کہا کہ بجایہ سے۔ اُسنے پوچھا کہ ابو مدین کا حال وہان کے باشندون کے
ساتھ کیسا ہے۔ ہمنے کہا کہ ان پر زندیق ہونے کا اتہام لگاتے ہین۔ اسنے کہا کہ واللہ
بنی آدم کی آنکھون پر پردے ہین واللہ میرا یہ گمان نہ تھا کہ اللہ عزوجل اپنے جس بندہ
کو دوست رکھے گا اُسکو کوئی بھی بُرا سمجھے گا۔ پھر ہمنے اُس سے پوچھا کہ تجھے اسکا
علم کیونکر ہوا اُسنے کہا کہ سبحان اللہ روے زمین پر کوئی جانور ایسا بھی ہے جو اُن سے ناواقف ہو واللہ
وہ تو اُن لوگون مین سے ہین جنکو اللہ تعالیٰ نے ولی بنایا اور اُنکی محبت بندون کے
دلون مین اُتاری ہے اُنکو تو کافر یا منافق ہی بُرا سمجھے گا انتہی مین کہتا ہون کہ
بزرگون نے انکی تعظیم و اجلال پر اجماع اور انکا ادب کیا ہے۔ یہ خوش منظر خوبصورت
منکسر مزاج زاہد پرہیزگار محقق اور کریم الاخلاق تھے۔ انکے کچھ اقوال فیض اشتمال

یہ ہین :- قلب کا تو صرف ایک ہی رخ ہے جب ادہر متوجہ ہوا تو دوسری طرف سے محجوب ہوگیا- جمع وہ ہے جو تمہارے تفرقہ کو دور کردے اور تمہارے اشارہ کو مٹادے اور وصول تمہارے اوصاف کا ڈوب جانا اور تمہاری نعوت کا منتشر ہوجانا ہے- غیرت یہ ہے کہ نہ تم پہچانو اور نہ پہچانے جاؤ- سب سے بڑا مالدار وہ ہے جسکے حق کی حقیقت حق تعالی اُسپر ظاہر کردے- اور سب سے بڑا محتاج وہ ہے جسکے حق کو حق تعالی اُس سے پوشیدہ رکھے- جو اُنس شوق سے خالی ہے اُسمین محبت نہین ہے- جو شخص ایسی حقیقت کے پاے جانے سے پہلے خلق کیطرف نکلکر آئے جو اِس کو بلاے وہ دہوکے مین ہے اور جس شخص کو دیکھو کہ اللہ کے ساتھ ایسے حال کا مدعی ہے جسکا کوئی ثبوت اُسکے ظاہر مین نہو اس سے حذر کرو- جب حق ظاہر ہوا تو اسکے ساتھ اسکا غیر باقی نہ رہا- جس نے عبودیت کی آنکھ سے تحقیق کی وہ اپنے افعال کو ریا کی آنکھ سے اپنے احوال کو دعوے کی آنکھ سے اور اپنے اقوال کو افترار کی آنکھ سے دیکھے گا- جسمین ذرا سا بھی نفس باقی رہا وہ صریح آزادی تک نہ پہونچا- وہ جو تجھے مشاہدہ کرتا ہے اُسکو دیکھ اور تو جو اُسکا مشاہدہ کرتا ہے اُسکو نہ دیکھ- قریب اُسکے قرب سے خوش ہے اور عاشق اسکے عشق سے عذاب مین ہے- فقر توحید کی نشانی اور تفرید کی دلیل ہے اور فقر کی حقیقت یہ ہے کہ اُسکے سوا کو تو نہ دیکھے فقر کو جب تک تم چھپاے ہو اُسمین ایک نور ہے اور جب تم نے اسکو ظاہر کردیا تو وہ نور چلا گیا- جسکو دینے سے لینا زیادہ پیارا ہو وہ فقر کی خوشبو نہ سونگھے گا- اخلاص یہ ہے کہ حق کے مشاہدہ مین خلق تمسے غائب ہوجاے- جس شخص نے موجودات کی طرف ارادہ و شہوت کی نگاہ سے دیکھا وہ ان سے عبرت حاصل کرنے

اور نفع اُٹھانے سے روکدیا گیا - جسنے کسی کو پہچانا اسنے خدا کو نہین پہچانا اور باعتبار علم وقدرت کے کوئی چیز حق سے جدا نہین ہے اور نہ باعتبار ذات وصفات کے کوئی چیز اُس سے ملی ہوئی ہے - جو شخص اُسکی معرفت کی صلاحیت نہین رکھتا اُسکو وہ اُسی کے اعمال کی رویت مین مشغول کرتا ہے اور جسنے اُسکی سُنی وہ اُسی کے ذریعہ سے پہونچا - جسنے شرم کا پردہ نہ اُٹھا دیا اُسکے لیئے پردے نہ اُٹھے - حق کو جو کوئی دیکھتا ہے وہ مرہی جاتا ہے اور جو نہ مرا اُسنے حق کو نہ دیکھا - اور بزرگان طریقت جو ناقصون کی صحبت سے منع کرتے ہین اُسکے متعلق انکا قول ہے کہ ناقص وہ شخص ہے جسنے اس کام کی طرف رخ کیا ہو اور طریقت کا مبتدی وہ ہے جسکو معاملات کا تجربہ نہوا ور جسکے قدم اس راہ مین جمے نہون گو اُسکی عمر ستر برس کی کیون نہو - اور کہا گیا ہے کہ ناقصون سے مراد مخلوقات ہین جو ماسوی اللہ ہین مین کہتا ہون کہ انکی صحبت جو ممنوع ہے اُس سے ایسی صحبت مراد ہے جو بغیر ارشاد وتعلیم کے ہو ورنہ ہر فقیر سے ایسے ہی لوگون کی رہنمائی تو مطلوب ہی ہے - اور انکا قول ہے کہ اخلاص وہ ہے جسکا نفس پر سمجھنا فرشتہ پر لکھا جانا شیطان پر بیراہ کرنا اور ہوا و ہوس پہ دوسری طرف پھیر دینا مخفی ہو - اور یہ کہا کرتے ہے کہ دیکھو طریق کو محکم کر لینے اور احوال مین تمکین حاصل ہونے کے قبل محاکے مین ہرگز نہ پڑنا ورنہ یہ تمکو کمال کے درجون سے محروم کر دینگے - اور جو فقیر کہ ہر سانس مین اپنی زیادتی وکمی کو نہ پہچانے وہ فقیر نہین ہے - اور انکا مقولہ ہے کہ فقر فخر ہے - علم غنیمت ہے - خاموشی نجات ہے ناامیدی راحت ہے - زہد عافیت ہے - اور پلک جھپکنے بھر بھی حق کی فراموشی خیانت ہے - اور حق کے ساتھ حاضر رہنا جنت ہے - اس سے غائب ہونا جہنم ہے - اُس سے نزدیک رہنا لذت ہے،

اس سے دور رہنا حسرت ہے۔ اُس سے مانوس ہونا حیات ہے، اور اُس سے وحشت کرنا موت ہے۔ اور انکا قول ہے کہ توبہ صحیح کر لینے سے پہلے ارادت کی طلب غفلت ہے اور یہ بھی انہین کا قول ہے کہ جو شخص اپنے رب تک پہونچے ہوے سے الگ ہوا وہ الگ کر دیا جائیگا اور جسنے اپنے رب مین مشغول کو مشغول کیا اُسپر فوراً وبال آئیگا یہ ایک سال تک گھر کے اندر رہے تھے صرف جمعہ کو باہر آتے تھے کہ لوگون نے انکے دروازہ پر جمع ہوکر ان سے درخواست کی کہ ہمارے سامنے تقریر کیجئے اور جب لوگون نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا تو یہ باہر نکل آئے۔ اور انہون نے دیکھا کہ ان کے گھر کے بیر کے درخت پر جو چڑے بیٹھے ہوے تھے وہ ان کو دیکھ کر بھاگ گئے۔ تو یہ کہنے لگے کہ اگر مجھ مین تمہارے سامنے تقریر کرنے کی صلاحیت ہوتی تو پرندے مجھسے نہ بھاگتے اور پھر اپنے گھر واپس چلے گئے۔ اور ایک سال اور بھی گھر کے اندر رہے۔ اسکے بعد پھر لوگ آئے اور یہ باہر نکلے تو پرندے انکو دیکھ کر نہ بھاگے۔ تب انہون نے لوگون کے سامنے تقریر شروع کی اور پرندے درخت سے اُترکر انکے پاس آئے اور پر پھڑپھڑانے لگے حتیٰ کہ بہت سے پرندے مر گئے اور حاضرین مین سے ایک آدمی کی بھی روح پرواز کر گئی۔ اور انکا قول ہے کہ "ہر بدل" عارف کے قبضہ مین ہوتا ہے کیونکہ "بدل" کا ملک آسمان سے زمین تک ہے اور عارف کا عرش سے فرش تک اور اللہ تعالیٰ نے جوش کو انکا فرمانبردار بنا دیا ہے۔ ایک دن انکا گزر ایک ایسی جگہ سے ہوا جہان شیر ایک گدھے کو کھا رہا تھا۔ نصف کھا چکا تھا اور گدھے کا مالک دور سے کھڑا دیکھ رہا تھا مگر قریب نہین جا سکتا تھا۔ انہون نے گدھے کے مالک سے کہا کہ چلے آو۔ چنانچہ یہ اُسے لئے ہوئے شیر کے پاس آئے۔

اور نفع اُٹھانے سے روکدیا گیا۔ جسنے کسی کو پہچانا اسنے خدا کو نہین پہچانا اور باعتبار علم وقدرت کے کوئی چیز حق سے جدا نہین ہے اور نہ باعتبار ذات وصفات کے کوئی چیز اُس سے ملی ہوئی ہے۔ جو شخص اُسکی معرفت کی صلاحیت نہین رکھتا اُسکو وہ اُسی کے اعمال کی رویت مین مشغول کرتا ہے اور جسنے اُسکی سُنی وہ اُسی کے ذریعہ سے پہونچا۔ جسنے شرم کا پردہ نہ اُٹھا دیا اُسکے لئے پردے نہ اُٹھے۔ حق کو جو کوئی دیکھتا ہے وہ مرہی جاتا ہے اور جو نہ مرا اُسنے حق کو نہ دیکھا۔ اور بزرگان طریقت جو ناقصون کی صحبت سے منع کرتے ہین اُسکے متعلق انکا قول ہے کہ ناقص وہ شخص ہے جسنے اس کام کی طرف رخ کیا ہو اور طریقت کا مبتدی وہ ہے جسکو معاملات کا تجربہ نہوا ور جسکے قدم اس راہ مین جمے نہون گو اُسکی عمر ستر برس کی کیون نہو۔ اور کہا گیا ہے کہ ناقصون سے مراد مخلوقات ہین جو ماسوی اللہ ہین مین کہتا ہون کہ انکی صحبت جو ممنوع ہے اُس سے ایسی صحبت مراد ہے جو بغیر ارشاد وتعلیم کے ہو ورنہ ہر فقیر سے ایسے ہی لوگون کی رہنمائی تو مطلوب ہی ہے۔ اور انکا قول ہے کہ اخلاص وہ ہے جبکا نفس پر سمجھنا فرشتہ پر لکھا جانا شیطان پر بیراہ کرنا اور ہوا وہوس پہ دوسری طرف پھیر دینا مخفی ہو۔ اور یہ کہا کرتے ہے کہ دیکھو طریق کو محکم کر لینے اور احوال مین تمکین حاصل ہونے کے قبل مُحاکے مین ہر گز نہ پڑنا ورنہ یہ تمکو کمال کے درجون سے محروم کر دینگے۔ اور جو فقیر کہ ہر سانس مین اپنی زیادتی وکمی کو نہ پہچانے وہ فقیر نہین ہے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ فقر فخر ہے۔ علم غنیمت ہے۔ خموشی نجات ہے۔ ناامیدی راحت ہے۔ زہد عافیت ہے۔ اور پلک جھپکنے بھر بھی حق کی فراموشی خیانت ہے۔ اور حق کے ساتھ حاضر رہنا جنت ہے۔ اس سے غائب ہونا جہنم ہے۔ اُس سے نزدیک رہنا لذت ہے۔

اس سے دور رہنا حسرت ہے۔ اُس سے مانوس ہونا حیات ہے، اور اُس سے وحشت کرنا موت ہے۔ اور انکا قول ہے کہ توبہ صحیح کر لینے سے پہلے ارادت کی طلب غفلت ہے اور یہ بھی انہین کا قول ہے کہ جو شخص اپنے رب تک پہونچے ہوے سے الگ ہوا وہ الگ کر دیا جائیگا اور جسنے اپنے رب مین مشغول کو مشغول کیا اُسپر فوراً وبال آئیگا یہ ایک سال تک گھر کے اندر رہے تھے صرف جمعہ کو باہر آتے تھے کہ لوگون نے انکے دروازہ پر جمع ہوکر ان سے درخواست کی کہ ہمارے سامنے تقریر کیجیے اور جب لوگون نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا تو یہ باہر نکل آئے۔ اور انہون نے دیکھا کہ ان کے گھر کے بیر کے درخت پر جو چڑے بیٹھے ہوے تھے وہ ان کو دیکھ کر بھاگ گئے۔ تو یہ کہنے لگے کہ اگر مجھ مین تمہارے سامنے تقریر کرنے کی صلاحیت ہوتی تو پرندے مجھسے نہ بھاگتے اور پھر اپنے گھر واپس چلے گئے۔ اور ایک سال اور بھی گھر کے اندر رہے۔ اسکے بعد پھر لوگ آئے اور یہ باہر نکلے تو پرندے انکو دیکھ کر نہ بھاگے۔ تب انہون نے لوگون کے سامنے تقریر شروع کی اور پرندے درخت سے اُتر کر انکے پاس آئے اور پر پھڑپھڑانے لگے حتیٰ کہ بہت سے پرندے مر گئے اور حاضرین مین سے ایک آدمی کی بھی روح پرواز کر گئی۔ اور انکا قول ہے کہ "ہر بدل" عارف کے قبضہ مین ہوتا ہے کیونکہ "بدل" کا ملک آسمان سے زمین تک ہے اور عارف کا عرش سے فرش تک اور اللہ تعالیٰ نے جو شش کو انکا فرمانبردار بنا دیا ہے۔ ایک دن انکا گزر ایک ایسی جگہ سے ہوا جہان شیر ایک گدھے کو کھا رہا تھا۔ نصف کھا چکا تھا اور گدھے کا مالک دور سے کھڑا دیکھ رہا تھا مگر قریب نہین جا سکتا تھا۔ انہون نے گدھے کے مالک سے کہا کہ چلے آؤ۔ چنانچہ یہ اُسے لیے ہوئے شیر کے پاس آئے

سے انکو پہنچ لیتا ہے یہانتک کہ موجودات منقلب ہوکر ظاہر کے لیئے باطن اور ساکن
کے لیئے متحرک ہو جائین پس قدر کی تمکین سے حکم کے قطع پر قلب کو سکون حاصل ہوتا
ہے اور شگفتہ واردات سے خوشی کا حاصل ہونا ہی اکو ان کی صورتون سے صدر کا
انشراح ہے مگر اس صورت مین کہ تلوین کے بعد مقام کا ثبوت اور تمکین کا رسوخ پایا جاسے
اور جب ایسی حالت ہوگی تو آسمان اُسکی چادر اور زمین اسکا بچھونا ہو جائیگی۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت
کی ہیبت قلب مین یہ ہے کہ اسکے مشاہدہ کے سبب سے چشم بصیرت جس مین اُسکے
ماسوا سے اندھی ہو جاسے اسلیئے نہ دیکھے مگر انوار جلال سے اور نہ سُنے مگر سواطع جمال
سے۔ رضا باعتبار حال کے تفرقہ کی نفی کرکے مجاری اقدار کے نیچے قلب کا سکون ہے
اور باعتبار جمع کے توحید کا جاننا ہے پس قدرت کو قادر مین اور امر کو آمر مین دیکھے گا اور
احوال مین سے کسی حال مین اس سے الگ نہوگا تمکّن علم کا شہود بطور کشف کے
اسکی طرف احوال کا لوٹنا بطور قہر کے تصرف بذریعہ قادح کے بطور حکم کے اور امر کا کمال
ازروے شرع کے ہے۔ بھوک مین یہ فائدہ ہے کہ ذکر مین استغراق کے وقت
اسرار مین صفائی رہتی ہے۔ شوق مبادی ذکر مین خوشی سے مستغرق ہو جانا بعدہ
توسط ذکر مین شکر سے غائب ہو جانا۔ بعد کو اواخر ذکر مین صحو سے حاضر ہونا ہے
اسلیئے شوق انہین تین حالتون مین دائر ہے ہمت کے ساتھ استغراق۔ بیقراری کے
ساتھ غیبت اور نعش کے ساتھ حضور۔ پس مشتاق کا ایک تہائی وقت استغراق ہے
ایک تہائی غیبت اور ایک تہائی حضور۔ اور حیات یہ ہے کہ قلب کشف کے نور
سے زندہ ہے اور حق کے اُس راز کو پاجاسے جس سے موجودات اپنے اطوار کے
اختلاف کے ساتھ ظہور مین آئے ہین۔ **نقل** ہے کہ ایک دن انکے حلقہ مین آسمان

کیطرف سے ایک صورت گری جسکو حاضرین نے نہ پہچانا کہ کیا ہے۔ اور یہ ایک ساعت تک سر جھکائے رہے۔ بعدہٗ وہ صورت آسمان کیطرف چلی گئی۔ لوگون نے اس کی کیفیت پوچھی تو انہون نے کہا کہ یہ ایک فرشتہ ہے اس سے ایک بیہودہ بات سرزد ہوئی تھی اسلئے ہمسے سفارش کرنے کو آیا تھا۔ بارے اللہ تعالیٰ نے اسکے حق مین ہماری شفاعت قبول فرمائی اور وہ اوپر چلا گیا آن سے جب کوئی آدمی کسی کام مین مشورہ لیتا تو یہ کہتے کہ مجھے مہلت دو کہ مین تمہاری نسبت جبریل علیہ السلام سے اجازت لے لون چنانچہ وہ ایک گھنٹے کی مہلت دیتا۔ اور اسکے بعد وہ جبرئیل کے کہنے کے مطابق اُس شخص سے کہتے کہ اس کام کو کر یا نہ کر مین کہتا ہون کہ جبرئیل سے انکی مراد وہ فرشتہ ہے جو انکے نفل پر تعینات تہا نہ کہ انبیاء علیہم السلام کے جبرئیل واللہ اعلم اور یہ جب کسی حامی سے کہتے کہ علماء کے سامنے تقریر کر تو وہ آیات واحادیث کے معانی مین اس تیزی سے تقریر کرتا کہ اگر دس ہزار لکھنے والے بہی موجود ہوتے تو لکھنے سے عاجز رہتے تہے اور اسکے بعد جب وہ کہتے کہ خاموش ہوجا تو اُن علوم کا ایک کلمہ بہی اُسسے نہ آتا تہا۔ بعض عارفین کہا کرتے تہے کہ اگر مین شیخ عبدالرحیم کی وفات کے وقت موجود رہتا تو مین انکو دفن کرنے نہ دیتا بلکہ مین اُنکو روے زمین پر رہنے دیتا تاکہ جو کوئی انکی طرف دیکھہ لیتا وہ حکمت کی باتین بولنے لگتا۔ انہون نے مقام قنا واقع صعید مصر مین وفات پائی اور انکی قبر وہان مشہور ہے لوگ اسکی زیارت کرتے ہین۔ ایک مرتبہ انکے پاس سے ایک کتا گزرا تو یہ اُسکی تعظیم کو کھڑے ہوگئے اور لوگون نے اسکا سبب پوچھا تو انہون نے کہا کہ مین نے اسکی گردن مین نیلا ڈورا دیکھا جو فقراء کی پوشش مین سے ہے۔ اور ایک بار ایک آدمی نے ان سے درخواست

کی کہ مجھے کچھہ نصیحت کیجئے۔ تو کہا کہ فقیرون مین اسطرح رہو جسطرح بکریون کے ساتھہ بکرا رہتا ہے یعنی باوجود اسکے کہ اُنکے مصالح سے غافل نہ رہو زبان سے کچھہ نہ بولو۔

(۲۷۸) شیخ ابو العباس احمد مُکَتَّم رضی اللہ تعالیٰ عنہ



یہ جلیل القدر و محققین بزرگان مصرین سے تھے۔ تمام ملکون سے لوگ انکی زیارت کو آتے اور علمائے مصر انکے سامنے مودب بیٹھتے تھے۔ اور انکے والد مشرق مین حاکم تھے۔ زمانہ آیندہ کے متعلق انکے مکاشفات تعجب انگیز تھے۔ جس چیز کی یہ خبر دیتے تھے وہ اُسی طرح واقع ہوتی تھی جسطرح یہ کہتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ مین اپنے اختیار سے باتین نہین کرتا۔ یہ کچھہ ملجانے کی آرزو مین کھڑے رہا کرتے تھے اور اگر لوگ ان کو کچھہ دیتے تھے تو یہ فقیرون کو خیرات کر دیتے تھے۔ انکی عمر کی نسبت لوگون مین اختلاف تھا کچھہ لوگ کہتے تھے کہ یہ یونس علیہ السلام کی قوم مین سے ہین بعض کہتے تھے کہ انہون نے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اور مصر مین انکے پیچھے نماز پڑھی ہے اور بعض کہتے تھے کہ انہون نے شہر قاھرہ کو اسوقت دیکھا تھا جب اسکی آبادی جھونپڑون کی تھی۔ شیخ عبد الغفار قوصی رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ اس اختلاف کے باعث مینے خود ان سے پوچھا تو انہون نے کہا کہ اسوقت میری عمر چار سو برس کی ہے۔ مصر والے اپنے یہان کی عورتون کو انکے دیکھنے اور انکی خلوت مین حاضر ہونے سے منع نہین کرتے تھے۔ ایک فقیہ (مولوی) نے اس بنا پر انکو برا کہا تو انہون نے اس سے کہا کہ اپنی خبر لو تمہاری عمر کے سات ہی دن باقی رہ گئے ہین

تم مرجاؤ گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور جو کچھ انکو ملجاتا تھا وہی پہن لیتے تھے۔ اسلئے انکے سر پر کبھی تو سبز ادنی عمامہ ہوتا تھا اور کبھی عینـد۔ کبھی جبہ وفتوحی زیب تن رہتی اور کبھی گدڑی۔ خلاصہ یہ کہ ایک وضع کے پابند نہ تھے۔ اور ایکمرتبہ ایک قاضی انکے انکار پر آمادہ ہوا اور اُسنے انکی تکفیر کا محضر لکھا اور اُسکو صندوق مین رات بھر کے لئے بند کر کے رکھا تاکہ صبح کو انکو بُلاکر شریعت کا حکم سُنائیگا۔ لیکن سویرے جو اُسنے اس محضر کو ڈہونڈہا تو نہ ملا حال آنکہ صندوق کی کنجی اُسی کے پاس تہی۔ اور شیخ اُس محضر کو لئے ہوئے قاضی کے پاس آئے اور اُس سے کہنے لگے کہ جسنے تیرے صندوق سے محضر کو نکال لیا وہ تیرے دل سے ایمان کو بھی نکال سکتا ہے۔ آخر قاضی تائب ہوا اور ڈرا اپنے ارادہ سے باز آیا۔ انہون نے ۹۲۶ھ سن ہجری کے قریب وفات پائی اور جینیہ واقع مصر مین دفن ہوئے اور انکی قبر ایک مسجد مین ہے۔ لوگ اُسکی زیارت کرتے ہین۔ اور لوگون نے انکو تین بار زہر دیا کہ مرجائین مگر اللہ تعالی نے انکو چنگا کر دیا۔ اور اسکی وجہ یہ تہی کہ لوگ شدت سے انکے منکر تھے۔ اُن کا قول تھا کہ قطب قطب اوتاد اوتاد اور اولیا اولیا نہین ہوئے ہین مگر اسی سے کہ انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی اُنکی معرفت حاصل کی انکی شریعت کی وقعت اور انکے آداب کی پابندی کی۔ اور یہ کہتے تھے کہ سیدی احمد بن رفاعی رضی اللہ تعالی عنہ کی نسبت مجھے خبر پہونچی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ جب حق سبحانہ وتعالی کسی بندہ کے قلب پر چہا جاتا ہے تو جو کچھ کہ بندہ کی طرف کا ہے وہ چلا جاتا ہے اور جو کچھ کہ اللہ تعالی کیطرف کا ہے وہ رہ جاتا ہے تب بندہ مٹی کے برتن کیطرح باقی رہ جاتا ہے جیساکہ وہ ابتداے پیدایش مین ہوتا ہے

اُسکی خود اپنی ذات کی حیثیت سے کوئی حرکت نہین ہوتی - اُسکی حرکت تو اُسی کیطرف سے ہوتی ہے جو اسکو جنبش دیتا ہے اور اسمین نہ کوئی اختیار ہوتا ہے نہ ارادہ نہ علم اور نہ عمل - اور انکا قول ہے کہ جب دل نور سے معمور ہوگیا تو جتنے پردے کہ بندہ اور اللہ کے بیچ مین ہین سب اُٹھ جاتے ہین -

(۲۷۹) شیخ ابوالحجاج اقصری رضی اللہ تعالی عنہ

یہ جلیل القدر کبیر الشان اور مجرد تھے - اور انکے پیر شیخ عبدالرزاق جنکی قبر اسکندریہ مین ہے شیخ ابو مدین مغربی کے معزز اصحاب مین سے تھے - طریقت مین ان کا کلام بلند تھا - اور انکا تکیہ اور انکی تربت صعید مصر کے بالائی حصہ مین جسے اقصرین کہتے ہین واقع ہے - آنکے مناقب مشہور ہین - جنمین سے ایک یہ ہے کہ انکے زمانہ کے ایک مشہور امیر نے انکو بُرا کہا - تو انہون نے اس سے کہا کہ تو فقیرون کو بُرا کہتا ہے تو تو فلان شخص کے پاس کا ناچنے والا ہے - چنانچہ وہ امیر اپنی بے ادبی و بداعتقادی کی سزا مین مرنے سے پہلے رقاص ہوگیا - اور یہ کہا کرتے تھے کہ جسکو اس راہ کا طالب پاؤ اُسے میرے پاس لے آؤ - اگر وہ سچا ہوگا تو اسکو پہونچا دینے کا میرا ذمہ ہے اور اگر صاحب غفلت ہوگا تو مین اُسکو نکال دونگا اور دور کر دون گا تاکہ وہ مریدون کو ضائع نہ کرے کیونکہ وہ شخص محبوب تک نہین پہونچتا جو اُس کے غیر کے باعث محجوب رہتا ہے - آنکے خادم شیخ ابوزکریا تیمی کا بیان ہے کہ ابوالحجاج اقصری کے مریدون مین سے ایک شخص نے کئی مرتبہ چاہا کہ اپنے پیر کو مار ڈالے مگر

ناکام رہا - اس شخص کے عقیدہ مین یہ تہا کہ انکو مار ڈالنے سے مین انکے مقام پر پہونچ جاؤن گا کیونکہ وہ اپنے آپ کو اپنے پیر کے باعث محجوب پاتا تہا - آخر اُسنے اپنے پیر (شیخ ابوالحجاج اقصری) کو اسکی خبر دی - انہون نے کہا کہ اے میرے بیٹے! یہ کیسا خیال ہے جب تم اپنے پیر کو قتل کر وگے تو اللہ تعالی کا غضب تیرہ ہوگا پہر وہ تمکو اس کا مقام کیونکر عطا فرمائیگا؟ مین کہتا ہون کہ مینے ایسا ہی واقعہ سیدی ابوالسعود جارحی رضی اللہ عنہ کے اصحاب مین سے ایک شخص کا سُنا اگرچہ اُس مرید سے بہاگ نکلے واللہ اعلم - اور ابوالعباس طالقی ناقل ہین کہ ایک دن مین شیخ ابوالحجاج اقصری کے پاس گیا تو مینے انکی بہوون کے اوپر دو آنکہین دیکہین - اور شیخ ابوالحجاج کہتے تہے کہ مین اور میرے پیر بہائی ابوالحسن صائغ (زرگر) اسکندریہ مین اپنے پیر و مرشد کے پاس حاضر ہوا کرتے تو مجہے اپنا مقام انکے مقام سے اعلی نظر آتا اور مین دعا کرتا تہا کہ خداوندا انکو مجہسے بلند تر مقام عطا فرما - اور میرے دوسرے پیر بہائی بہی جب اپنے مقام کو میرے مقام سے بلند تر پاتے تو اُسی طرح دعا کرتے تہے - بہائیون کا درجہ ایسا ہی ہونا چاہئے جنکے آپس مین مطلق حسد و کینہ نہو - ایک مرتبہ ان سے پوچہا گیا کہ آپکا پیر کون ہے - انہون نے کہا کہ میرا پیر گبریلا ہے - لوگ سمجہے کہ یہ مذاق سے کہتے ہین - مگر انہون نے کہا کہ مین مذاق نہین کرتا - تب لوگون نے کہا کہ پیر یہ کیا ہے؟ انہون نے کہا کہ جاڑون کی ایک شب مین مین جاگ رہا تہا کہ میری نظر ایک گبریلے پر پڑی جو چراغدان پر چڑہنا چاہتا اور اسکے چکنے ہونے کے باعث پہسل جاتا مگر جی نہ ہارتا اور پہر چڑہنا شروع کرتا تہا - چنانچہ مینے اسکی ناکامیابی کو اس شب مین شمار کیا تو سات سو مرتبہ تک پہونچی - مگر وہ ذرا سی جان اپنے منصوبہ سے نہ ہٹی - تب

مینے اپنے دل مین کہا کہ سات سو برس گزرا اور پھر بھی نہ ملا !!! اتنے مین مین صبح کی نماز
کو باہر آیا اور نماز پڑھکر اندر گیا تو دیکھا کہ حضرت چراغدان کے اوپر چراغ کی بازو مین رونق افروز
ہین - بس جو کچھ مینے سیکھا وہ اس سے سیکھا - اور یہ کہتے تھے کہ مین اپنی ابتدائی
حالت مین لا الٰہ الا اللہ کا ذکر کیا کرتا اور اس سے غافل نہین ہوتا تھا کہ ایک
مرتبہ میرے نفس نے مجھسے پوچھا کہ تیرا رب کون ہے - مینے کہا کہ میرا رب اللہ
ہے - اُسنے کہا کہ تیرا رب تو میرے سوا کوئی بھی نہین ہے - کیونکہ حقیقت مین
رب وہی ہے جسکی تم بندگی کرو اور جسکا حکم بجالاؤ - اور مین تمکو کھانا کھلانے کہتا ہون
تو تم مجھے کھلاتے ہو سونے کہتا ہون تو سوتے ہو اُٹھنے کہتا ہون تو اُٹھتے ہو -
چلنے کہتا ہون تو چلتے ہو سننے کہتا ہون تو سنتے ہو بکڑنے کہتا ہون تو پکڑتے ہو
اسلئے تم میرے سارے حکمون کو بجالاتے ہو - اور اس سبب سے مین ہی تمہارا رب ہون
اور تم میرے بندہ ہو - وہ کہتے ہین کہ مین اسمین بہت دنون تک متفکر رہا - تب
میرے لئے شریعت سے ایک صورت پیدا ہوئی اور اُسنے مجھ سے کہا کہ تو اس
سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ذریعہ سے جنگ کر - اور جب وہ تجھسے کہے کہ سورہ تو تو
اس سے کہہ کہ کَانُوْا[عہ] قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَھْجَعُوْنَ (رات کو بہت ہی کم سوتے
تھے) اور جب وہ تجھسے کھانے کو کہے تو کہہ کہ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا[عہ] وَلَا تُسْرِفُوْا ۝
(اور کھاؤ اور پیو فضول اور خرچ جان نہ کیا کرو) اور جب تجھے چلنے کو کہے تو

عہ دیکھو (پارہ ۲۶ - رکوع ۱۸) سورہ الذاریات کی سترہوین آیت - اور مطلب سمجھنے کیلئے پندرہوین
آیت سے پڑھنا چاہیے تاکہ معلوم ہو کہ پرہیزگارون کی یہ تعریف ہے - ۱۲ مترجم
عہ دیکھو (پارہ ۸ - رکوع ۱۰) سورہ اعراف کی اکتیسوین آیت - ۱۲ مترجم

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا (اور زمین مین اکڑ کر نہ چلا کر) اسکو سنادے
اور جب تجھسے کسی چیز کے پکڑنے کو کہے تو یہ آیت اسکو سنادے وَلَا تَجْعَلْ یَدَکَ
مَغْلُوْلَۃً اِلٰی عُنُقِکَ وَلَا تَبْسُطْھَا کُلَّ الْبَسْطِ (اور اپنا ہاتھ نہ تو اتنا سکیڑو
کہ (گویا) گردن مین بندھا ہے اور نہ بالکل اسکو پھیلا ہی دو) تب مینے اپنے نفس سے کہا کہ
ان کامون کی یہ حقیقت ہے پھر مجھپر کیا الزام ہے اگر مین اس سمجھ کے ساتھ انکو کرون
اسنے کہا کہ تب مین تجھے پرہیزگارون کا خلعت پہناؤنگا عارفون کے تاج سے سرفراز
کرونگا۔ صدیقون کا ٹیکا تیرے زیب کمر کرونگا اور محققون کا ہار زیب گلو اور عاشقون
کے بازار مین اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّائِحُوْنَ الرَّاکِعُوْنَ
الآیہ کا اشتہار تیری نسبت دونگا۔ اور انکا قول ہے کہ شیخ سے نہ ملنا اسکی
محبت مین حارج نہین ہے کیونکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ و تابعین کو
دوست رکھتے ہین حال آنکہ ہم نے انکو دیکھا نہین ہے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ معتقدات
کی صورت جب ظاہر ہوگئی تو اشخاص کی صورت کی احتیاج نہ رہی بخلاف اشخاص کی
صورت کے کہ وہ جب ظاہر ہو تو معتقدات کی صورت کی احتیاج رہتی ہے اور
جب دونون حاصل ہوجائین تو وہ حقیقی کمال ہے مین کہتا ہون کہ اس مین
خرقہ پہنانیوالون یعنی آحمدی رفاعی برہامی وقادری طریقہ والون کیلیے بہت بڑی دلیل

سے دیکھو (پارہ ۱۵۔ رکوع ۴) سورہ بنی اسرائیل کی سینتیسوین آیت) ۱۲

عے دیکھو (پارہ ۱۵۔ رکوع ۳) سورہ بنی اسرائیل کی انتیسوین آیت ۔۱۲ مترجم

عہ دیکھو (پارہ ۱۱۔ رکوع ۳) سورہ توبہ کی ایکسو بارھوین آیت (یہی وہ لوگ ہین جنہین اتنی صفتین ہین) توبہ کرنیوالے عبادت گزار خدا کی حمد کرنیوالے سفر کرنیوالے رکوع کرنیوالے۔ آخر آیت تک ۔۱۲ مترجم

ہے اور جو لوگ انکار کرتے اور کہتے ہین کہ یہ سب مُردے ہین بولتے نہین انکا کچھہ اعتبار نہین کیونکہ پیروی تو حقیقت مین اُنکے اقوال و احوال کی کیجاتی ہے جو نقل کے ذریعہ سے ہمکو معلوم ہین فافہم۔ ابوالحجاج اقصری کے اصحاب مین سے شیخ یعیش بن محمود کہتے ہین کہ ایک دن صبح کو مین قلیبی سخاوی اور ایک اور شخص حضرت کی زیارت کو حاضر ہوے اور ادب سے دروازہ پر کھڑے رہے کہ استنے مین خادم باہر آیا اور کہنے لگا کہ یعیش و قلیبی اندر آئین اور یہ حضرت جاکر غسل کرین یہ ناپاک ہین چنانچہ ہم حاضر ہوے اور ہیبت سے ہمارے اوسان خطا ہوے جاتے تھے۔ ہمنے دیکھا کہ شیخ تکیہ لگائے ہوئے ہین۔ بعدہٗ شیخ نے اس جوان کی نسبت کہا کہ استغفار کرے اور اندر آوے۔ اسپر مینے (شیخ یعیش نے) عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو کچھہ اشعار سناؤن جو قادس نے اپنے حسب حال لکھے ہین مگر اسوقت مجھے اس سبب سے یاد آگئے ہین کہ وہ ہمارے اور اس جوان کے حسب حال ہین شیخ نے کہا کہ پڑہو مینے وہ عربی اشعار پڑہے (جنکا ترجمہ یہ ہے) سے ۵

اُسی دلربا کے لئے دل طپان ہے	پڑی اُسپہ جسکی نگہ نیمجان ہے
وہ قادوس بیچارہ و دل شکستہ	جدائی سے مجروح و بے خانمان ہے
رکھو دل پہ مرہم اگر وصل کا	بہار آکے فوراً جہان اب خزان ہے
ہوئین مدتین جب سے ہے مبتلا	ہے دل اُسکا بیتاب آنسو روان ہے
محبت نے ہین اُس کی مشکین کسی	رگ جسم اسکے لئے ریسمان ہے
اُسے دن مین سو بار آتے ہین غش	نحافت کے پردہ مین گویا نہان ہے
بجز عشق کے اسمین ہے کیا رکھا	نہ ہمت ہے باقی نہ تاب و توان ہے

رفیق اسکا تھوڑا ہی آگے گیا تھا	نہین پاتا برسون سے گرچہ وہ وان ہے

اسکو سُنکر شیخ وجد کرنے گھومنے اور کہنے لگے کہ مین برسون سے وہ وان ہون مگر نہین پاتا۔

(۲۸۰) شیخ کمال الدین ابن عبد الظاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شیخ ابو الحجاج اقصری رضی اللہ عنہ جب قوص مین تھے تو یہ انکے ہمراہ تھے اور ابتدائے حال مین مجرد تھے۔ بعدہٗ یہ کپڑے پہننے اور زراعت وغیرہ کے کام کرنے لگے۔ اسکے بعد یہ شیخ ابراہیم بن معضاد جعبری کی صحبت مین رہے جو قاہرہ کے باب النصر مین مدفون ہین۔ بعدہٗ اُنھون نے اخمیم مین اقامت اختیار کی اور وہین عمدہ و لطیف حال مین نعمتون سے مالا مال اور لوگون سے غنی و بے نیاز ہو کر قضا کی۔

(۲۸۱) شیخ قطب الدین قسطلانی رضی اللہ عنہ

قاہرہ مین تھے اور علم ظاہر و علم باطن دونون کا درس دیتے اور لوگون کو اللہ تعالیٰ کی طرف بُلاتے اور طریقۂ سہروردیہ کا خرقہ پہناتے تھے۔

(۲۸۲) شیخ ابو عبد اللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ جلیل القدر اور فقیرون کی نہایت تعظیم کرنیوالے تھے اور کہتے تھے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہین - اور کہا کرتے تھے کہ مینے کبھی کسی شخص کو نہ دیکھا کہ اسنے فقیرون کا انکار کیا اور ان پر بدگمانی کی ہو اور بد ترین حالت مین نہ مرا ہو - اور آنکا قول ہے کہ فقیرون کو حقیر جاننا رذائل کے ارتکاب کا سبب ہے - اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے کسی عارف یا اللہ کے کسی ولی سے دلتنگ ہوا اُسکے قلب پر چوٹ پڑی اور جبتک اُسکا اعتقاد فاسد نہ ہوجائیگا نہ مریگا - آور یہ اکثر خضر علیہ السلام سے ملا کرتے اور اکثر گیہون کی دلیا پکایا کرتے تھے - لوگون نے اسکا سبب پوچھا - تو انہون نے کہا کہ ایک رات کو خضر علیہ السلام میری ملاقات کو آئے اور اُنہون نے مجھسے کہا کہ میرے لئے گیہون کا شوربا بنا و جب سے مین اسکو خضر علیہ السلام کی محبت کے سبب دوست رکھتا ہون - اور یہ اپنے مریدون سے عہد لیتے تھے کہ اپنے گھرون مین ایک ہی کھانا پکوایا کرین تاکہ ایک کو دوسرے پر امتیاز نہ حاصل ہو - چنانچہ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ انکے اصحاب مین سے ایک نے اپنی بیوی سے کہا کہ کس چیز کو تیرا جی چاہتا ہے ؟ بتا تاکہ وہی خریدی اور پکائی جائے - بیوی نے کہا کہ تم اپنی بیٹی سے پوچھو - چنانچہ انہون نے بیٹی سے پوچھا کہ تیرا کس چیز کو جی چاہتا ہے؟ اسنے کہا کہ جس چیز کو میرا جی چاہتا ہے اسکو آپ پورا نہین کرسکتے انہون نے کہا کہ نہین مین اسکو بہم پہنچا سکتا ہون گو وہ ہزار دینار کی کیون نہو اور کہا کہ تو ضرور اُسکو مجھسے بیان کر - اُسنے کہا کہ

آپ مجھے قریشی سے بیاہ دیجئے۔ اور شیخ قریشی رضی اللہ عنہ ایسے اندھے اور مجذوم تھے کہ عورتین ایسے آدمی سے بیاہ کرنے پر راضی نہین ہوسکتی تھین۔ اُس شخص کا بیان ہے کہ آخر مین قریشی کے پاس آیا اور اُن سے مینے ماجرا بیان کیا۔ حضرت نے قاضی کو بُلانے کا حکم دیا۔ چنانچہ قاضی نے آکر نکاح باندھا۔ اور وہ عورت بناؤ سنگار کر کے حضرت کے پاس حاضر گئی۔ جب عورتین چلی گئین تو حضرت غسلخانہ گئے اور وہان سے نکلے تو اچھے خاصے خوبرو جوان بے ریش و بروت عمدہ لباس پہنے ہوئے تھے اور اُنکے بدن سے بہت اچھی خوشبو آرہی تھی۔ اُس عورت نے شرماکر اپنا مُنہ ڈہانک لیا۔ حضرت نے کہا کہ تم پردہ نہ کرو مین وہی قریشی ہون۔ عورت نے کہا کہ تم قریشی نہین ہو تب انہون نے اللہ تعالیٰ کی قسم کہائی۔ تو عورت نے پوچھا کہ یہ بھیس کیسا ہے؟۔ قریشی نے کہا کہ مین تمہارے ساتھ اسی شکل و صورت مین رہونگا۔ اور تمہارے سوا دوسرون کے ساتھ پہلی حالت مین لیکن جبتک مین نہ مرون کسی سے اسکو نہ کہنا۔ اسنے کہا کہ اچھا۔ مگر مین تمہاری اُسی حالت کو بہتر سمجھتی ہون جسمین تم لوگون کے درمیان رہتے ہو یعنی جذام برص اور اندھے پن کی۔ اسکو سُنکر شیخ نے کہا کہ خدا تمکو جزاے خیر دے۔ چنانچہ وہ برابر اسی حالت مین انکے ساتھ رہی۔ اور یہ اپنے کپڑون اور پاؤن کے نیچے کوئی چیز رکھدیا کرتے تھے جسمین ریم جمع ہوتی رہتی تھی اور اُنکی یہ بیوی حمام سے نکلکر آتین اور بجاے پانی کے اُسی ریم کو پی جایا کرتی تھین۔ جب شیخ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تب انکی بیوی نے انکے حالات لوگون سے بیان کئے۔ اور فقیرون مین انکی ویسی ہی عزت و حرمت تھی جیسی شیخ قریشی کی انکی حیات مین۔ انکا قول ہے کہ بندگی اور اُسکے آداب کو کبھی ہاتھ سے نہ دو اور اُس

سے اُس تک پہونچنا نہ چاہو کیونکہ جب وہ تمکو اپنے لئے چاہے گا تو خود ہی اپنے تک پہونچادے گا اور کونسا عمل خالص ہے جس سے پہونچنا چاہو گے؟ اور یہ کہتے تھے کہ بشریت اسکو قبول ہی نہین کرتی کہ اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہو البتہ سختیون کی نہین کہتا لوگون نے اسکی تفصیل پوچھی تو انہون نے کہا کہ ایک مرتبہ حج کے راستہ مین مجھے پیاس لگی مینے اپنے خادم سے کہا کہ دریاے شور سے میرے لیئے پانی بھرلا وہ جو پانی بھرکرلایا تو میٹھا تھا - اور جب ضرورت نہ رہی اور مینے پانی بھرا تو وہی کھاری تھا - اور یہ کہا کرتے تھے کہ ابتلا صرف بڑے مردانِ خدا مین ہوا کرتا ہے - قرشی کے حالات بہت ہین اور مشہور ہین -

(۲۸۳) شیخ محمد بن ابی جمرہ رضی اللہ عنہ ورحمہ

یہ اور ہین اور عبداللہ بن ابی جمرہ اور تھے - یہ بڑی شان والے ظاہر مین تنگ حال باطن مین مالا مال تھے - ان پر جلال کی صفت غالب تہی - شرع کی بڑی عظمت اور اسکے شرایع وشعائر کی پابندی کرنے والے تھے - انکے اس دعوے کا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت بیداری مین ہوا کرتی ہے لوگون نے انکار کیا اور اسکے لئے مجالس منعقد کی اسلیئے یہ گھر مین رہنے لگے اور صرف نماز جمعہ کے لیئے باہر آتے تھے - اور انکے منکرین بدترین حال مین مرے اور انکی کرامت سے واقف ہوے - یہ قرافۂ مصر مین مدفون ہین جہان انکی قبر ظاہر ہے اور لوگ اسکی زیارت کرتے ہین آنکے اقوال فوائد اشتمال یہ ہین یہ تمہاری حالت کو صرف وہی سمجھ سکتا ہی جسمین وہی روشنی ہو جو تم مین ہے جب علماء واولیاء رسولون کے وارث ٹھیرے تو

فترتون[ع] کا وجود ناگزیر ہے جو دو عالمون اور دو ولیون کے زمانون کے بیچ مین واقع ہوا کرین۔ اسلئے جب اللہ کی طرف بُلانے والے کا طریقہ مٹ جائیگا تو ایک زمانہ کے بعد وہ شخص آئیگا جو اسکی تجدید کریگا اور جیسا کہ انبیار کے بیچ کے زمانون مین اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتون کی پرستش مروج ہوجایا کرتی تھی اُسیطرح اولیار کے درمیانی زمانون مین ہوا و ہوس و بدعات کی پرستش افعال کی اقوال سے بندیلیان وغیرہا جنکو روشن ضمیر لوگ مشاہدہ کرتے ہین شائع ہوجاتی ہین۔ جو لوگ لا موجود الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی موجود نہین ہے) کہتے ہین انکے مار ڈالنے کی قدرت اگر مجھے ہوتی تو مین انکو مار ڈالتا۔ ایسے لوگ بول و غائط کی نسبت اور اپنے آپ سے رنج و الم کے دور کرنے مین عاجز رہنے کے بارہ مین کیا کہتے ہین؟ اور معبود کی شرط تو یہ ہے کہ قادر ہو۔ پھر وہ کس مُنہ سے کہتا ہے کہ مین عین حق ہون۔ یہ تو بدترین گمراہی ہے۔ اور فقیہ (مولوی) اگر اپنی قرات مین غور و فکر کرے تو قرآن کے انوار سے ضرور جل جائے اور دیوانہ ہوکر نکل بھاگے اور کھانا پینا سونا وغیرہ چھوڑ دے۔ یہ مثلاً نیشکر کے گٹھون کو دیکھکر کہہ دیتے تھے کہ اس سے اسقدر شیرہ اور اسقدر شکر نکلیگی چنانچہ وہ چیز اُسیقدر نکلتی تھی نہ کم اور نہ زیادہ۔ سلطان جب انکی زیارت کو آیا تو اُسنے ان سے اجازت طلب کی کہ مین آپکے لئے ایک مسافرخانہ تعمیر کرانا چاہتا ہون۔ اسپر انہون نے سلطان کا ہاتھ پکڑا اور اسکو ابن طولون کی جامع مسجد مین لاکر کہا کہ یہ ساری مسجد میرے لئے ہے اسکے جس مقام مین چاہون گا بیٹھون گا۔ یہ سُنکر سلطان چُپ ہوگیا۔ اور انکا قول ہے کہ فقیر کو نہین چاہئے کہ جب اسکی اہلخانہ حاملہ ہوجائے

ع دیکھو حاشیہ مندرجہ جلد ہذا تحت ترجمہ نمبر (۲۵۲) مترجم

تو اُسکے ساتھ ہم بستر ہو مگر صحیح غرض کیلیئے یعنی اُسکی یا اپنی پارسائی کی حفاظت کے
لیئے اور محض نفسانی خواہش سے اسکے ہم بستر ہونا روا نہین ہے کیونکہ یہ فقیر مین نقصان
ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ دیکھو خبردار! ایسی بات مین لوگون کو انکار نہ کرو جسمین
تاویل کی گنجایش ہو۔ کیونکہ مینے ایک مولوی کو دیکھا کہ اسنے ایک فقیر کے مقابلہ
مین خدا کے دہیان داون کے خیال کی تاثیر کا انکار کیا اسپر اُس فقیر نے
خیال مین اُس مولوی کے لیئے ایک دروازہ نکالا اور مولوی کو اسکے ایک مقام مین
بٹھلایا اور ایک ہاتھی آیا جسنے اپنی سونڈ مین اُسکو لپیٹا اور زمین پر دے مارا جس سے
وہ مرگیا۔ صبح ہوکر فقیہ کو یہی واقعہ پیش آیا اور وہ دن کے آخر وقت دفن ہوا۔
انکا بیان ہے کہ ایک دن مین گیہون کی ایک کہلیان کے پاس سے گزرا تو دیکھا
کہ ایک بچہ بالین چن چن کر اپنی زنبیل مین رکھ رہا ہے مینے اُس سے کہا کہ بیٹے!
لوگون کی کہیتی کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ اُسنے کہا کہ تجھکو یہ کہان سے معلوم ہوا کہ یہ "لوگون کی
کہیتی" ہے واللہ یہ تو میرے باپ دادے کی کہیتی ہے۔ مین اسکی بات سے فقیرون
مین شرمندہ ہوا اور اُس سے کہا کہ میرے بیٹے! خدا تجھے جزاے خیر دے جو وقت
مینے خلاف ادب کیا تو نے مجھے ادب دیا۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ اکثر تین آدمی
درست نہین ہوتے۔ پیر کا بیٹا اُسکی بیوی اور اُسکا خادم۔ بیٹا تو اس سبب سے کہ وہ آنکھین
کہولتے ہی دیکھتا ہے کہ مرید اُس کے ہاتھون کو بوسہ دیتے کندہون پر اُٹھائے پہرتے
اُسکو متبرک سمجھتے اور جو کچھ وہ چاہتا ہے اسمین اسکا حکم بجا لاتے ہین اسلیئے اُس کے
نفس مین تکبر آجاتا ہے اور حُبِّ ریاست اسکی گھٹی مین پڑی ہوئی ہوتی ہے اور نتیجہ
یہ ہوتا ہے کہ دل کو تاریک کرنے والے صفات اسمین بہر جاتے ہین جسکی وجہ سے کسی

ناصح کی نصیحت اسمین اثر نہین کرتی اور بڑے بڑے لوگون کے مقابلہ مین دلیری کرتا ہے
اور اُنکو اپنا بزرگ نہین سمجھتا۔ اور اگر صلاحیت والا ہو تو اپنے والد پر فوقیت لیجاے
اور ہر ایک شخص سے بڑھکر اپنے والد سے فائدہ حاصل کرے۔ اور بیوی اس سبب سے
کہ شیخ کو شوہرون کیطرح دیکھتی ولایت کی حیثیت سے نہین دیکھتی اور اسلیے
سمجھتی ہے کہ وہ نفسانی خواہش مین میرا محتاج ہے۔ ہان اگر اللہ تعالیٰ اُسکو نور بصیرت
عطا فرماے اور وہ شیخ کو ولایت کے اعتبار سے دیکھے تو ہر شخص سے پہلے اُسکو فائدہ پہونچے کیونکہ وہ تو
رات دن اسکے ساتھ رہنے والی ٹھیری۔ اب رہا خادم سو وہ اسمین مارا پڑتا ہے
کہ شیخ کو بار بار دیکھتا اور اُسکے بشری احوال یعنی کھانے پینے اور سونے سے برابر
مطلع ہوتا رہتا ہے۔ اسی لیے لوگون نے کہا ہے کہ شیخ کے لیے سزاوار نہین ہے
کہ مرید کے ساتھ کھاے اور نہ اسکے ساتھ بیٹھے مگر ضرورت کے وقت کیونکہ مریدون
کے لیے اندیشہ ہے کہ پیر کی حرمت اُنکے قلب سے جاتی رہے اور اُنکا دل پیر کی
برکت سے محروم ہوجاے اور صحبت کی برکت سے بے بہرہ رہے۔ البتہ خادم شیخ کو تعظیم
کی نگاہ سے دیکھے تو اسکو ویسا ہی نفع بھی پہونچے اوراورون سے زیادہ فائدہ مین
رہے۔

(۲۸۴) شیخ عبدالغفار قوصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کتاب التوحید فی علم التوحید کے مصنف۔ شریعت و حقیقت کے جامع بڑے امر بالمعروف
و نہی عن المنکر کرنے والے اور خدا کی طاعت مین جان بیچنے والے تھے۔ بیان کیا جاتا

ہے کہ انہون نے اپنے بیٹے کے ساتھ کدو کھایا اور اپنے بیٹے سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کدو کو پسند فرماتے تھے - بیٹے نے کہا کہ یہ تو گندی چیز ہے بس انہون نے تلوار کھینچکر اپنے بیٹے کی گردن اُڑادی اور صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنے لخت دل کی محبت پر مقدم رکھا- انکے کلام شریعت نظام مین سے ایک یہ نظم ہے (جسکا ترجمہ درج ذیل ہے) ؎

دل کی یہ حالت کہ ہردم بیقرار
رنج وغم سے رات ایسی بڑھ گئی

لوٹ تین آنکھیں نہین آنسو کا تار
ہے گمان اب دن نہوگا زینہار

کیون نہو پر بسینہ گاری چل بسی
ساتھ میرے نوحہ گر- نوحہ کرین

ہے خلل اسکی بنا مین آشکار
دیکھ اُجڑے دین کے شہر و دیار

سست بنیاد دین عمارت منہدم
حد ہوئی! قائم نہین اس کے حدود

ہے نہ محلون کی وہ شوکت نے وقار
بال بھر باقی نہین کوئی شعار

ہوگیا ویسا ہی جیسا تھا غریب
یارسب اغیار ہوکر چل دیئے

کوئی بہی اسکا نہین ہے غمگسار
توڑ ڈالے اگلے کُل قول و قرار

انہون نے سنہ ۶۷۰ھ چہ سوستر ہجری کے کچھ دنون بعد وفات پائی یہ کہا کرتے تھے کہ اہل اللہ تعالی کے منکرون کا کلام ویسا ہی ہے جیسا پہاڑ پر ناقوس کا شور وغل پس جیسا کہ سنکھ کا پھونکنا پہاڑ کو اسکی جگہ سے ہٹا نہین سکتا اُسیطرح لوگون کی باتون سے اہل اللہ متزلزل نہین ہوتے اور یہ کہتے تھے کہ سماع ہی تو ایک چیز ایسی ہے جو کامل کے لئے باقی رہ گئی ہے - پس اگر وہ کامل تر ہوجاے تو جنبش نہ کرے اور سہروردی- قرشی اور انکے جیسے لوگون نے سماع سُنا ہے - اور یہ

یہ کہتے ہین کہ جب ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کی خلیفہ سے لوگون نے شکایت کی
اور یہ دعویٰ کیا کہ یہ زندیق ہین۔ تو خلیفہ نے ان سے پوچھا کہ لوگ تمکو کیا کہتے ہین؟
انہون نے کہا کہ مجھے خبر نہین کہ کیا کہتے ہین۔ خلیفہ نے کہا کہ لوگ کہتے ہین کہ تم
بھی اُسیطرح کی باتین کرتے ہو جسطرح کی حسین حلاج نے کی تہین۔ انہون نے
کہا کہ مین اسکو صرف سماع کے وقت سمجھتا ہون۔ آپ کسی قوال کو بلوا کر کچھہ شعر
پڑھنے کا حکم دین تو مین آپکو دکھلادون۔ چنانچہ انکے سامنے شعر پڑھے گئے اور ذوالنون
پھول کر ہاتھی جیسے ہوگئے اور انکے ہر بُن مُنہ سے خون ٹپکنے لگا۔ یہ ماجرا دیکھکر
خلیفہ نے کہا کہ یہ کرشمہ باطل کا نہین ہے۔ پھر انکی تعظیم و تکریم کی اور اعزاز کے ساتھہ
ان کو مصر واپس بھیجدیا۔ اور اُس زمانہ مین وہ اخمیم مین رہا کرتے تھے۔ اور
نقل ہے کہ سہل بن عبد اللہ تستری رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ ہر بندہ پر ہر سانس
مین توبہ فرض ہے۔ اسپر انکے شہر والون نے انکا انکار کیا اور انکو کافر قرار
دیا۔ آخر وہ تستر سے بصرہ چلے آئے اور وہین فوت ہوئے۔ علم و اجتہاد و علو شان
پر تو سہل کا یہ حال ہوا۔ اور علیٰ ہذا لوگون نے جنید رضی اللہ عنہ کے خلاف مین
کئی مرتبہ کافر ہونے کی گواہی دی آخر کار فقہ کو انہون نے اپنا پردہ بنایا اور اس
علم معرفت پر بھی چھپے رہے۔ یہ نہایت ہی عجیب و غریب واقعات ہین۔ اور
اس کتاب کے مقدمہ مین انہین سے بہت سے بیان کردئے گئے ہین۔ واللہ اعلم

(۲۸۵) شیخ ابوالحسن بن صائغ سکندری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدی شیخ عبدالرحیم قنادی کے بزرگترین اصحاب مین سے تھے۔ یہ ان کے

اصحاب کے پاس آتے اور ان سے پوچھتے تھے کہ کیا تم مین کوئی شخص ایسا ہے
کہ جب اللہ تعالیٰ عالم مین کوئی نئی بات کرنے والا ہو تو اُسکے وقوع مین آنے
سے پہلے اُسکو آگاہ فرما دے۔ وہ لوگ کہتے کہ نہین۔ اسپر یہ کہتے کہ ان دلون پر رود جو
اللہ عزوجل سے حجاب مین ہین۔ ایک مرتبہ یہ ایک خزانہ مین اُترے تو ان کو
اسمین سات اردب[ع] سونا ملا مگر انھون نے اس سے سات ہی دینار لئے اور
کہا کہ اس سے زیادہ لینے کی مجھے اجازت نہین ہے۔ انکا قول ہے کہ فقیرون
کی خانقاہ کے شیخ کو نہین چاہئے کہ نوجوان بے ریش و بروت کو ایسے وقت مین
اپنے یہان ٹھیرنے دے جبکہ انکے ٹھیرنے سے بعض فقیرون کے بگڑنے کا
اندیشہ ہو خصوصاً خوشرو نوجوانون کو۔ البتہ ایسی صورت مین جائز ہو سکتا ہے
کہ وہ نوجوان فساد کی راہون سے مبرا ہو کر اپنے رب کے عبادت کیطرف
ایسا متوجہ ہو کہ لہو و لعب کے لئے اسکو وقت نہ ملے اور یہ بھی اس شرط پر کہ شیخ اپنی
ذات سے اسکی خدمت کے کام کا نگران رہے فقیرون کے نقیب پر نہ چھوڑدے
مگر ایسی حالت مین کہ نقیب خود اپنی ذات سے ایسا صاحب تمکین ہو کہ فساد
اسکے پاس نہ پھٹکے۔ اور انکا قول ہے کہ جوان آدمی کو نہ چاہئے کہ مردون کے
ساتھ حلقہ کے وسط مین بیٹھے اسکو حلقہ کے پیچھے ہی بیٹھنا چاہئے اور لوگون کے
سوا جہہ مین نہ رہنا چاہئے۔ اور جب تک اسکی ڈاڑھی نہ نکلے کسی فقیر سے مخالطت

[ع] بالکسر و فتح دال و تشدید با۔ مصر مین ایک بڑا پیمانہ ہوتا ہے جس مین چوبیس
صاع یعنی اسی روپیہ کے سیر سے ساٹھ سیر جس کا پختہ ڈیڑھ من ہوتا ہے آتا ہے ۱۲
مترجم از منتہی الارب وغیرہ

نہ کرے - انکے پاس جب کوئی خوش رو جوان آتا تو اُسکے کپڑے اُتروا لیتے اور اسکو گزی اور گدڑی پہناتے تھے۔ نقل ہے کہ ایک شخص نے ان کے (شیخ ابو الحسن رضی اللہ عنہ کے) مقبرہ مین ایک امرد سے فعل شنیع کرنا چاہا تھا کہ یہ قبر کے اندر سے چلا اُٹھے کہ او فقیر! خدا سے شرم نہین کرتا۔

(۲۸۶) شیخ ابو السعود ابی العشائر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن شعبان ابن طیب باذین کے رہنے والے تھے جو ملک عراق مین جزائر و اسطہ کے قریب ایک شہر ہے یہ مصر کے بڑے بزرگ مشائخ مین سے تھے اور سلطان ان کی زیارت کو آیا کرتا تھا۔ انکی صحبت سے حضرت داؤد مغربی حضرت شرف الدین حضرت خضر کردی اور اسقدر مشائخ نکلے کہ انکا احاطہ نہین ہو سکتا۔ انکے جوتے اُتارتے وقت آہ آہ کی آواز جیسی کہ بیمار دن کی ہوتی ہے سُنائی دیتی تھی۔ ان سے اسکا سبب پوچھا گیا تو انہون نے کہا کہ وہ (کراہنے والا) نفس ہے جب ہم لوگون سے ملتے ہین تو جوتون کے ساتھ تکبّر کے خوف سے اسکو بھی الگ کر دیتے ہین انہون نے ایام شیر خوارگی مین روزے رکھے تھے۔ نوین شوال یکشنبہ کے دن ۶۴۴ھ چھ سو چوالیس ہجری مین قاہرہ سے راہی ملک بقا ہوئے اور اُسی دن کوہ مُقطّم[ع۵] کے دامن مین دفن ہوئے۔ انکے بعض کلام معرفت نظام یہ ہین:— سالک جو اپنے سلوک مین سچا ہو اُسکو چاہیئے کہ اپنے قلب کو اپنی کتاب بنائے۔ جسکا شغل

ع۵ معظم کے وزن پر مصر مین قرافہ کے سامنے ایک پہاڑ ہے۔ ۱۲ مترجم

طلب ہوگی امید ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے نہ بھٹکے اور جسکا شغل مطلوب ہوگا
امید ہے کہ وہ ٹھیرا نہ رہے پس طلب ظاہر کا شغل ہے اور مطلوب باطن کا شغل
اور ظاہر درست نہین ہوتا مگر باطن سے اور ظاہر سلامت نہین رہتا مگر باطن ہی
سے۔ جو اپنے آپ کو نصیحت نہ کرے وہ تمکو کیا نصیحت کرے گا اور جسنے
اپنے آپ سے خیانت کی اسکی خیانت سے بے کھٹکے نہ رہو۔ جسکو دیکھو کہ تمھاری طرف
اس سبب سے میلان رکھتا ہے کہ اُسکو تمسے نفع حاصل ہوتا ہے اسکو متہم سمجھو۔ جو تمکو
دنیا یاد دلاے اور تمھارے سامنے اسکی تعریف کرے اُس سے بھاگو۔ اور جو شخص
اپنے مولیٰ سے تمھاری غفلت کا سبب ہو اس سے مُنہ پھیر لو اور ایسے مشغول کرنیوالے
خطرات کے مادہ کو روکنا اپنے اوپر لازم کرلو جنسے دنیا کی محبت پیدا ہوتی ہے اور
جب اُس مادہ سے کوئی خطرہ و خیال پیدا ہو تو اُس سے مُنہ پھیر لو اور بچا سے
اسکے اللہ عزوجل کے ذکر مین مشغول ہو جاؤ۔ خطرات کو دل مین جگہ دینے سے
حذر کرو ورنہ خطرات سے میلان پیدا ہوگا اور بسا اوقات تم میلان سے غفلت
کروگے تو اُس سے ارادہ پیدا ہوگا اور اگر ارادہ کے قوی ہوجانے سے ہوا و ہوس
غالب ہوجائیگی اور جب ہوا و ہوس غالب ہوگی تو دل بکر و رہو جاے گا اور اسکا
نور چلا جائیگا اور بسا اوقات بالکلیہ تلف ہوجاے گا اور عقل اُس سے کنارہ ہوجائیگی
اور اسپر گویا پردہ پڑجائےگا۔ اللہ تعالیٰ مین مشغول رہنے کے باعث سب چیزون
سے غافل ہوجانے کو اپنے اوپر لازم کرلو اور اگر ایسی غفلت تمھارے بس کی نہو تو
اللہ تعالیٰ مین مشغول رہنے کو لازم کرلو اور اگر اسمین مشغول رہنے سے بھی عاجز ہو تو
اللہ تعالیٰ کی طاعت مین مشغول رہو اور یہ نہین سمجھنا کہ اسکی طاعت مین مشغول

نہ رہنے کا تمکو کوئی عذر رہو سکے کیونکہ یہ ترقی کا پہلا ہی درجہ ہے - اور دل کی درستی توحید
وخلوص مین ہے اور اسکا بگاڑ شرک وریا مین اور خلوص توحید کی نشانی ایسے
ایک کا شہود ہے جسکے ساتھ کوئی دوسرا نہو اور اسکے ہمراہ اللہ تعالی کے سوا کسی سے
امید و بیم نہو - اور خلوص کل سے مجرد ہو جانا اور جو ذات ظاہر ہو اسکا مٹا دینا اور جو صفت
باطنی ہو اسکا گم کر دینا ہے - پس جب تم اپنے قلب کا میلان خلق کی طرف دیکھو
تو اپنے قلب سے شرک کو نکالو اور جب تم اپنے قلب کا میلان دنیا کی طرف دیکھو
تو اپنے دل سے شک کو دور کرو - اپنی رعیت کے ساتھ نیکی کرنے کو اپنے اوپر
لازم کرلو اور رعیت کی دو قسمین ہین عام و خاص - عام مین تو لونڈی غلّام اور بال بچے
داخل ہین اور انکے سوا خاص ہین اسلئے تمکو اپنی روح بعدہ اپنے سرّ بعدہ اپنے
قلب بعدہ اپنی عقل بعدہ اپنے جسم اور بعدہٗ اپنے نفس کا برابر خیال رکھنا لازمی
ہے - پس روح تمسے اسکی طرف کے شوق اور بغیر دم لئے ہوئے تیزی کے
ساتھ چلنے کا مطالبہ کرے گی - سرّ یہ چاہے گا کہ تم اپنے راز کو چھپاؤ - قلب کا تقاضا
یہ ہوگا کہ اسکے ذکر و مراقبہ مین رہو اور ذکر مین اپنے آپ اور اُسکے ماسوا کو بھول جاؤ -
عقل اُسکے آگے گردن جھکا دینے اُسکی موافقت کرنے اور اسکا مطالبہ کریگی
کہ اپنے نفس اور اپنے سوا کو چھوڑ کر اپنے مولی کے ساتھ رہو - جسم تمسے اسکی خدمت
اور اطاعت مین خلوص کا متقاضی ہو گا - اور نفس تمسے یہ چاہے گا کہ جتنی چیز دان
کیطرف وہ مائل ہو اوس سے اسکو باز رکھو اور روکو اور اُسکو حبس و قید مین رکھو اور نہ تم اُسکے
ساتھ رہو اور اُسکو اپنے ساتھ رکھو - اور کہا کرتے تھے کہ دیکھو خبردار ! اپنے مولی
سے اور اُس چیز سے جسکا بندہ تمکو تمہارے مولی نے بنا دیا ہے غفلت نہ کرو

اور اس چیز مین مشغول نہ ہو جسکا بندہ تمکو تمہاری عبادت نے بنا دیا ہے۔ آور انکا قول ہے کہ اپنے نفس کی جب تم ہی خبر نہ لوگے تو تمہارا غیر تو بطریق اولی اُسے ضائع کردے گا۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ مین اپنی تقصیر سے ہر عبادت مین اپنی سانس کے شمار سے خدا تعالیٰ کی آمرزش چاہتا ہون۔ آور انکا قول ہے کہ اگر مین صدق و اخلاص کے ساتھ ابتدا خلقت سے انتہا خلقت تک دم بھر بھی رُکے بغیر اللہ عزوجل سے استغفار کرون تب بھی میرا استغفار اُس ایک دم کی برابری نہین کرسکتا۔ جسمین مین اللہ عزوجل سے غافل ہوا پھر ایسی صورت مین کیا ہونا ہے جبکہ میری سانسین بہت ہین اور میرا استغفار صدق و اخلاص سے خالی ہے۔ اسلئے میرا نقص عیان اور میری تقصیر نمایان ہے اور جب میری سانسین گناہ ہون اور میرا استغفار بھی غیر متناہی درجہ تک استغفار کا محتاج ہو تو میرا حال کیا ہوگا اللہ ہی بخشدے تو ہو سکتا ہے۔ آور انکا قول ہے کہ سارے عمدہ اخلاق قلوب سے پیدا ہوتے ہین اور سارے بُرے اخلاق نفوس سے پیدا ہوتے ہین اسلئے جو شخص طلب مین سچا ہو اُسکو چاہیئے کہ اپنے نفس کی ریاضت اور اپنے قلب کی طہارت سے آغاز کرے یہانتک کہ اُسکے اخلاق بدل جائین پس شک تصدیق سے بدل جائے شرک توحید سے۔ منازعت تسلیم سے۔ غصہ و اعتراض رضا و تفویض سے غفلت مراقبہ سے تفرقہ جمعیت سے سختی نرمی و مہربانی سے عیب بینی چشم پوشی و نیک بینی سے سنگدلی حرمت سے کینہ و عداوت نصیحت و خیرخواہی سے۔ اور فخر و ناز ڈر اور تحویل کے خوف سے اور وہ یہ سمجھے کہ مینے کسی ساعت مین بھی اللہ تعالیٰ کا حق پورا پورا ادا نہ کیا اور نہ اس توفیق کا شکر کیا جو اسنے نیک کام کرنے کی عطا فرمائی اور اسوقت اُسکی بندگی درست اُسکی

توحید بے خلش اور اسکی زندگی بے غل وغش ہوگی اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھہ
ویسی زندگی بسر کرے گا جیسی بہشت والے بہشت مین بسر کرینگے - اور یہی نبیون
صدیقون ولیون نیکو کارون اور با عمل عالمون کے اخلاق ہین - اور انکا قول
ہے کہ اولیاء اللہ جس درجہ تک پہونچے ہین اُس تک کثرت اعمال سے نہین
پہونچے ہین وہ تو صرف ادب ہی سے پہونچے ہین - اور انکا قول ہے کہ جبتک
نفس اپنے اخلاق وصفات کے ساتھہ باقی رہتا ہے اسوقت تک بندہ کے کل
حرکات اُسکے خطرات کے پیرو ہوتے ہین اور خطرات دو ہوتے ہین ایک تو خلق
کیلئے اور یہ شرک ہے اور دوسرے نفس کی راحت کے لیئے اور یہ ہوا وہوس ہے
اور شرک توحید کو خالص نہین ہونے دیتا اور ہوا وہوس عبودیت کو صاف ہونے
نہین دیتی - اور سالک جبتک کہ اُس دشمن کو کمزور کرنے مین مشغول نہوگا جو اسکے
پہلوؤن کے بیچ مین ہے اسوقت تک اسکا ایک قدم بھی درست نہ پڑے گا -
گو اُسکے اعمال اسقدر ہون کہ آسمان وزمین مین بھر جائین اور پورا مرد وہی ہے
جو باہر سے بیماریون کا علاج کرے اور اُنکی جڑون کو اندر سے اُکھاڑنا شروع کرے
تاکہ اسکا وقت صاف ہو اسکا ذکر خوشگوار اور اُسکا اُنس پایدار ہو - اور ان کا
قول ہے کہ سالک پر واجب ہے کہ جب وہ اپنے نفس سے کوئی بُرائی مثلاً کبر
شرک بخل یا کسی کے ساتھہ بدظنی دیکھے تو جس بات کیطرف نفس بُلاتا ہو اسکا
اُلٹا کرے اور پھر اللہ تعالیٰ کے ذکر کیطرف متوجہ ہو اور اسکے حول قوت اور اپنے
مجاہدات سے مدد چاہے - تب اسکے نفس کی بُرائیان کمزور ہو جائینگی اور اس کے
قلب کا نور زیادہ ہو جائے گا جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ حق تعالیٰ اپنی محبت کا ایک ذرہ

اُسمین ڈالدے گا جس سے وہ مصیبتین جیلے بغیر چیزون کو ترک کر دے گا اور
سختیان برداشت کئے بغیر مالوفات سے الگ ہو جاے گا - اور ان کا قول ہے
کہ جن اصول پر مُرید کو اپنے معاملہ کی بنیاد رکھنی چاہئیے وہ چار ہین - حضور قلب کے
ساتھہ زبان کو اسکے ذکر مین مشغول رکھنا - اسکے مراقبہ پر قلب کو مجبور کرنا - اُسکے
لئے نفس و ہوا و ہوس کی مخالفت کرنی - اور اُسکی عبودیت کے لئے لقمہ کی
صفائی ڈہونڈہنی - اسی پر سب باتون کا مدار ہے اور اسی سے اعضا رکا تزکیہ اور
قلب کا تصفیہ ہوتا ہے - پس نفس کو اُسکا حصہ کہانے اور پینے مین سے دینا
چاہئیے اور جو چیز اسکو سرکش بناے اُس سے روکنا چاہئیے کیونکہ یہ بندہ کے
پاس اللہ عز وجل کی امانت ہے اور یہی وہ سواری ہے جپر اسکو سیر کرنا ہے
اسلئے اسپر ظلم کرنا گویا غیر پر ظلم کرنا ہے بلکہ اُس سے بہی زیادہ کیونکہ اپنے نفس کے
قاتل کی نسبت خلود کا حکم آیا ہے اور غیر کے قاتل کی نسبت نہین آیا ہے - اور
وہ اکسیر جو چیزون کو کہرا سونا بنا دیتی ہے خلوص کے ساتہہ ذکر کی کثرت ہے -
اور انکا قول ہے کہ اللہ عز وجل کا مراقبہ (ہمہ دم آنکھون مین رکھنا) ہر سعادت کی کنجی
ہے اور یہی راحت کی مختصر راہ ہے - اسی سے قلب پاک و صاف نفس پژمردہ
اور اُسکی زور آور ہوتا ہے - تب عشق آتا اور صدق حاصل ہوتا ہے - اور وہی
وہ نگہبان ہے جو نہین سوتا اور وہ قیوم ہے جو غافل نہین ہوتا - اور ان کا قول ہے
کہ ہر بندہ پر واجب ہے کہ جو چیز نفس کو رنجیدہ کرے اور بُری معلوم ہو اُسی مین اسکو
ڈالے تاکہ نفس اُسکا مطیع ہو جاے کیونکہ یہی تو وہ گہاٹی ہے جسمین گہسنے کی غلامی
اللہ تعالی نے مخلوق کے سر منڈہی ہے - اور بندہ اور اُسکے آقا کے بیچ مین نفس ہی

حجاب ہے۔ اور جبتک اُسمین حرکت ہے وقت صاف نہین ہوتا اور جبتک
اوسمین خطرات ہین ذکر بے کدورت نہین ہوتا۔ اور نفس کے ہی باقی رہنے نے علمار
پر تیلیم کے خلوص کو دشوار بنا رکھا ہے۔ کیونکہ جب دل پر نفس غالب ہوگیا تو دل کو
اُسنے اپنا قیدی بنالیا اور اُسی کی حکومت ہوگئی۔ پس اگر نفس جنبش مین آسے گا
تو دل بہی اُسکی وجہ سے جنبش مین آئیگا۔ اور اگر نفس کو سکون ہوگا تو اسکے باعث
دل کو بہی سکون ہوگا۔ اور نفس کے وجود کی صورت مین کبہی حب دنیا و حب ریاست بندہ
کے دل سے نہین جاتی ہے۔ پس نفس کے غلبہ کی حالت مین کیونکر کوئی عاقل اپنے
اور اللہ عز و جل کے مابین کسی حال کا دعویٰ کرسکتا ہے یا کیونکر کسی عابد کے سئے
اپنی عبادت مین خلوص نصیب ہوسکتا ہے کیونکہ وہ نفس کی آفتون کو نہین جانتا
ہوا و ہوس اُسکی روح ہے۔ شیطان اُسکا خادم ہے۔ شرک کا خمیر اسکی طبیعت
مین ہے۔ حق سے جہگڑنا اور اُسپر اعتراض کرنا اُسکی جبلت مین ہے۔ سو ظن اور
کبر و اوعار کے نتائج اور قلت احترام اسکی سمیت ہے۔ شہرت اور نام و نمود کی محبت
اُسکی حیات ہے۔ اور اُسکی آفتون کی تعداد بہت ہے۔ اور نفس ہی وہ چیز ہے
جو چاہتی کہ جسطرح اُسکا آقا پوجا جاتا ہے وہ بہی پوجی جاسے اور جیسی اُسکے مالک کی
تعظیم ہوتی ہے ویسی ہی تعظیم اُسکی بہی ہو۔ ایسی صورت مین اسکے رہتے ہوے
اور اس سے صلح کی حالت مین بندہ اپنے آقا سے کیونکر قریب ہوسکتا ہے۔ اور
جسنے اسپر شفقت کی اسکو کبہی فلاح نہوگی۔ اسلئے خلوص والے پر واجب ہے
کہ نفس جن چیزون کو بُری سمجہے انہین کو گلے لگاسے اور جن چیزون کی طرف مائل ہو
اُنہین کو دور باش کہے اور اس بارہ مین جو لوگ اسکی مذمت کرین اُسکو قبول کرلے

اور جو لوگ اسکی مدحت کرین ان سے کہے کہ جس چیز کو تم سراہتے ہو وہ آنکھ سے
اوجہل ہے اور ہر دم اپنے نفس سے کہتا رہے کہ خدا تیری مراد بر نہ لاے اور تجھے
تیرے مقصد سے دور رکھے کیونکہ ہم اُس زمین سے اللہ کی پناہ مانگتے ہین جسمین
نفس کی تر و تازگی پیدا ہو۔ کیونکہ جسنے نفس کی تازگی پر نگاہ کی اور نفس کی کچھ
قدر کی یا یہ سمجھا کہ ہستی مین اُسکے نفس سے زیادہ ذلیل بھی کوئی چیز ہے اِسنے
اپنے نفس کو نہین پہچانا پہر وہ کیونکر اسکو پاک و صاف سمجھتا یا اُسکے لئے غصہ کرتا
یا اسکی خاطر سے کسی مسلمان کو ستاتا ہے۔ اُس سے تو اسی طرح بچنا چاہئے جسطرح
زہر سے۔ اور جبتک یہ نفس قلب کے رُخ پر رہے گا کوئی نیکی قلب تک
نہین پہونچے گی کیونکہ وہ اسکے مُنہ پر سپر ہے اور جون جون وہ قلب پر قوت
حاصل کرتا جاے گا دن دون اسکی بُرائی بڑہتی اور بہلائی گہٹتی جائیگی اور جبتک
اُسکا شمہ بہی باقی رہے گا شیطان اُس سے کنارہ نہ ہوگا اور بُرے خطرات
اس سے موقوف نہ ہونگے۔ اور انکا قول ہے کہ سالک پر واجب ہے کہ ہمہ تن
اپنے نفس کے مقابلہ مین مشغول نہو جاے کیونکہ جو شخص اسکے مقابلہ مین
مشغول ہوتا ہے اُسکو وہ روک دیتا ہے جیسا کہ اس شخص پر جو اسکی باگ بالکل
چھوڑ دیتا ہے سوار ہو جاتا ہے بلکہ اُسکو اسطرح پر دہوکہ دے کہ ایک بات اسکے
آرام کی کرے اور ایک نہ کرے پہر اس سے کم پر اسکو لے آئے اور جو شخص
اُسکا مقابلہ کرتا اور اسکا دشمن بنجاتا ہے اُسکو وہ دوسرے کامون کی فرصت نہین
دیتا اور جو اسکو دہوکا دیکر بگڑتا اور اسکی خواہش کی پیروی نہین کرتا ہے اسکا تابع ہو جاتا
ہے۔ اور انکا قول ہے کہ جب نفس کسی مرید پر اپنے حال کو صاف ظاہر نہونے

دے اور ترک دنیا اور اس امر کا ادعا کرے کہ اسکا عمل علم و تعلیم خالص اللہ ہی کے
لیے ہے تو اُسپر واجب ہے کہ اپنے آپ کو دہوکا نہ دینے والی ترازو پر تولے اور فریب
نہ دینے والی کسوٹی پر کسے اور ستائش کے بعد نکوہش قبول کے بعد رد متوجہ ہونے
کے بعد مُنہ پھیر لینا عزت کے بعد ذلت اور تعظیم کے بعد اہانت ہے پس اگر ان
باتون کے وقت اپنے آپ مین تغیر و کبیدگی پاوے تو سمجھ لینا چاہیے کہ اُسمین
ابھی نفس باقی ہے اسکے لیے مجاہدہ کرنا واجب ہے اور ڈھیل ڈالدینا جائز نہین
ہے۔ اور تغیر کے وقت اُسکو جان لینا چاہیے کہ وہ اپنے نفس کے ساتھ کھڑا
رہے اسکا پوجنے والا اور اُسکی آفتون کے حاصل ہونے مین اُسکی مدد کرنیوالا
ہے اور جس شخص کا حال یہ ہو وہ اللہ عزوجل سے دور ہے اور انکا قول ہے
کہ مرید جب اپنے نفس کا مجاہدہ چھوڑدے اور اُسمین جذب نہ پیدا ہو اور
اسکے اخلاق ایسے پائدار ہو گئے ہون کہ انکے پنجہ سے چھوٹ نہین سکتا ہو
بلکہ وہ گویا اُسی بنیاد پر روزانہ عمارت بناتا جاتا ہو اور ہر لحظہ اُسکو مستحکم کر رہا ہو یہانتک
کہ اپنی بیماری و حسرت مین مرجاوے کیونکہ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ جسکے نفس
مین عزت و شہرت کی محبت چھپی ہو اُسکا نفس رہائی پاوے اسپر واجب ہے
کہ اپنے رب عزوجل سے فریاد کرے اُسکے سامنے سر نہوڑاے اس
سے معذرت کرے اور ہر قسم کے دعوے سے خموشی اختیار کرے۔ اور
انکا قول ہے کہ جس شخص کا کوئی ایسا دشمن باقی رہجاوے جسکی نسبت اسکو خوف
ہو کہ اسکی مصیبت سے خوش ہوگا اُسکو سمجھ لینا چاہیے کہ اسکی وجہ صرف یہی ہے
کہ اُسمین نفسانیت اور اُسکے دل مین دنیا کی محبت باقی ہے۔ اور انکا قول ہے

کہ جس شخص سے خلق مُنہ پھیرلے اور اس سبب سے بال بہر بھی اُسمین تغیر واقع ہو وہ
اُنہین لوگون کے پاس ٹھیرا ہوا اور اپنے پروردگار عزوجل کے ساتھ تحرک کرنیوالا ہے
اور جس شخص کو ہر بیماری توڑ دے اور اس سے اُسمین بال بہر بھی تغیر آئے وہ اپنے
نفس کے پاس ٹھیرا ہوا ہے اور اپنے پروردگار سے حجاب مین ہے اور جو شخص
ذلت کی حالت مین متغیر ہو اور ویسا نہ رہے جیسا عزت کی حالت مین تھا وہ
دنیا کا دلدادہ اور اپنے پروردگار سے دور ہے۔ اور آپکا قول ہے کہ جو چیز
اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دلون کو غافل کرے وہ دنیا ہے اور جو چیز دلون کو اسکی
طلب سے روکے وہ دنیا ہے اور جو چیز دل مین غم لائے وہ دنیا ہے۔ انہون
نے اپنے کسی بہائی کو یہ خط لکہا تہا۔ یا اخی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد
مدعا یہ ہے کہ آپنے مجھسے درخواست کی تہی کہ مین آپکے لئے دعا کرون۔ اگرچہ
کہان یہ بندۂ کمترین اور کہان اجابت دعا۔ تاہم بنظر بجا آوری حکم ہم آپ کے لئے
دعا کرتے اور کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ اپنا ذکر تمہارے دل مین ڈال دے اور
اپنے شکر اور اپنے حکم کی رضامندی تمکو القا کرے اور اپنی توفیق اور اپنی مدد سے
تمکو خالی نہ رکہے اور تمکو تمہارے نفس یا اپنی کسی مخلوق پر چہوڑ نہ دے۔ اور تمکو
اُن لوگون مین سے بنائے جنہون نے اپنے عہد کو پورا کیا اور اپنے قول وفعل
مین خلوص برتا اور تمکو ایسے لوگون مین سے بنائے جنہون نے اللہ عزوجل کو چاہا
اور خلوص وادب کے ساتھہ اُسکی جستجو مین کوشش کی اور متابعت وتصدیق کے
ذریعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہا اور اچھے کامون اور اذیتون کی برداشت
اور ایذا رسانیون کے ترک سے آخرت کو چاہا۔ اور تمکو اُن لوگون مین سے بنائے

جو اللہ کے ذکر کی مواظبت رکھنے والے اللہ تعالیٰ کے ڈر سے کانپنے والے
اللہ عزوجل سے خلوص برتنے والے اللہ عزوجل کی توحید کرنے والے اللہ کو سچا
سمجھنے والے اپنی جانون پر اللہ تعالیٰ کو ترجیح دینے والے اور اپنے حقوق پر اُسکے
حق کو مقدم رکھنے والے ہین جنکے باطن کینہ سے اور دل اُسکے ماسوا سے پاک
ہین اور جنہون نے اپنے آقا سے دین کے سوا کچھہ نہین مانگا اور جو نہ اپنے آپکو کسی پر
ترجیح دینے نہ کشاکش مین پڑے نہ خصوصیت جتاتے اور نہ اپنے مولیٰ کے سوا
کچھہ چاہتے ہین اور نہ اُسکے غیر سے خوش ہوتے اور نہ اُسکے غیر کے چلے جانے
سے غم کرتے ہین - اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت پر شفقت کرتے
اور ان سے نرمی کے ساتھہ پیش آتے ہین مسلمانون کو نصیحت کرتے اور برا نہین
کہتے نرمی برتتے اور ان سے رکہائی نہین کرتے ہین - اور جس مین عیب ہے
اسکے عیب سے چشم پوشی کرتے اور اسپر پردہ ڈالتے ہین اور مسلمانون کے پیچھے
عیبون کے پیچھے نہین پڑتے - جو لوگ کہ تمام حرکات وسکنات مین اللہ ہی کو
پیش نظر رکھتے ہین - جنکا غصہ بغیر کینہ اور بغیر بد خواہی کے اللہ ہی کے لئے اور
خوشنودی بغیر ہوا و ہوس کے اللہ ہی کے لئے ہوتی ہے - جو لوگ کہ اپنی بساط
بہر حکم نہین دیتے مگر اُنہین باتون کا جنکا شریعت نے حکم دیا ہے اور منع نہین
کرتے مگر انہین چیزون کو جنکو شریعت نے منع کیا ہے جن پر اللہ کے بارہ مین
کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا کوئی اثر نہین ہوتا - جو لوگ کہ ظالم کے ظلم
سے غضبناک ہوتے ظالم کو برا جانتے اور اُسکی تعظیم نہین کرتے ہین اور اللہ تعالیٰ
سے درخواست کرتے ہین کہ ظالمون کو بے بس کردے تاکہ وہ ظلم نہ کرین اور

اللہ تعالیٰ اُنکو توبہ کی توفیق دے تاکہ توبہ کرین۔ جولوگ کہ اللہ تعالیٰ کی اُتاری ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہی ہوئی باتون کا حکم دیتے ہین۔ جو دنیا اور خلق سے پرہیز اور ہمہ تن حق کیطرف توجہ کرنیوالے ہین۔ جولوگ کہ اپنے مولیٰ کی ہر چیز اور ہر بات سے راضی ہین اور اسکو اچھی ہی جانتے ہین اور اپنی ہر چیز اور ہر بات سے بات سے وحشت کرتے اور اُسکو بُری ہی جانتے ہین۔ اور اے اخی۔ تمکو اُن توحید کرنے والون مین سے بنا سے جنمین کچھ بھی شرک نہین ہے۔ اُن تنزیہ کرنیوالون مین سے جنمین ذرا بھی تہمت نہین ہے اُن تصدیق کرنیوالون مین سے جنمین مطلق شک نہین ہے اُن ذکر کرنیوالون مین سے جنمین ہرگز فراموشی نہین ہے اُن طالبون مین سے جنمین ہرگز سستی نہین ہے اُن پیروی کرنیوالون مین سے جنمین نام کو بدعت نہین ہے اور اُن ایثار کرنیوالون مین سے جو اپنی جانون پر مطلق شفقت نہین کرتے۔ جو ایسے زاہد ہین کہ نہ ماسوی کیطرف میلان رکھنے نہ کسی سے جھگڑتے ہین۔ ایسے راضی و شاکر ہین کہ اُن مین غصہ ہی نہین ہے خلق پر ایسے مہربان ہین کہ اُنمین سختی ہی نہین ہے۔ اور ایسے ناصح ہین کہ رعایت جانتے ہی نہین جن لوگون سے خوف خدا کبھی جدا نہین ہوتا اور جنکے عظمت رب العزت ہمہ دم پیش نظر رہتی ہے اور جنکے دل مین کسی کیفیت یا خیال کا کوئی اندیشہ ہی نہین گذرتا ہے۔ اور اے اخی! تمکو طاعت کی نگہداشت اور عادت کو ترک کرنے والون مین سے بنا سے جنکو اُنکے مولیٰ کے سوا کوئی چیز خوشنود نہین کر سکتی اور جو اپنی جانون اور اپنی روحون کو اُسکے لیئے خود خوشنود کرنے اور نہ اورون کو خوشنود کرنے دیتے ہین جو لوگ کہ کینہ و بغض نہین رکھتے اور شارع کے نقش قدم

پر چلتے اور انہین کا اقتدا کرتے اور اُنکے سب صحابیون پر رحمت بیجتے اور قرابت
والون کو دوست رکہتے اور بزرگون کی بزرگی کا اعتراف کرتے ہین جو لوگ کہ مسلمانون
کو اپنی راے وا پنی نفسانی خواہش سے نہ بدعتی کہتے اور نہ بدکار قرار دیتے
ہین جن لوگون کے دل ایسے لوگون کی نسبت بدگمانی یا بدگمانی کی آرزو سے پاک
ہین جو اللہ اور اُسکے فرشتون اور اُسکی کتابون اور اُسکے رسولون اور روز قیامت
پر ایمان لائے ہین جنکے دلون ہین شفقت و رحمت کے سوا کچہ نہین ہے جنکو دنیا
کی آرایش خود پسندی ہین مبتلا نہین کرتی اور جو اسکے عزت وار کو عزت دار
نہین سمجہتے اور نہ اُسکے مالدار کو مالدار جانتے ہین اور نہ اسکے بادشاہ کو بادشاہ
مانتے ہین اور نہ اُسکے آسایش کرنیوالے کو آسایش کرنے والا کہتے اور نہ اُسکے
تندرست کو صحیح و سالم خیال کرتے ہین - جو لوگ کہ ایسے شخص پر رحم کرتے ہین جو
دنیا کو تمام و کمال لئے بیٹھے ہین کیونکہ اُسکے پاس کچہ بہی نہین ہے - جو لوگ کہ اپنی
ذات سے حقوق کا مطالبہ کرتے ہین اور اپنی ذات کے لئے مطالبہ نہین کرتے
جنکو مقررہ میعاد کے سبب سے غم لاحق نہین ہوتا اور نہ کسی مخلوق سے ڈر لگتا ہے
جن لوگون نے اپنی صفات سے جدائی اختیار کی یہانتک کہ اُن کا نام و نشان نہ رہا
اور اپنے اخلاق کی نفی کی یہانتک کہ وہ جاتے رہے اور اپنے نفس کی مخالفت
کی یہانتک کہ وہ معدوم ہوگیا - جو لوگ کہ اللہ عزوجل کو اُسکی مخلوق کا محبوب بنانے
اور اسکو اُسکی نعمتین یاد دلاتے ہین اور اُسکی مخلوق کو اُسکی طاعت پر آمادہ کرکے
اور اُسکی نعمتون کا اعتراف کراکے اور تقصیر خدمت کی معذرت کراکے اُس کا محبوب
بناتے ہین - جنکے ہاتہ لوگون کے مالون سے اور جنکے اعضا مسلمانون کی ایذا دہی

سے رُکے ہوئے ہین اور مسلمانون کو اُنکے ساتھ آرام ہے۔ اور جو لوگ کہ بُرائی کا بدلہ معافی و درگذرہی سے کرتے ہین۔ آمین اللھم آمین دعا ختم ہوئی۔ واللہ اعلم مین کہتا ہون کہ یہ رسالہ سرتاپا کملین کے اخلاق سے معمور ہے۔ اور مینے اولیاء اللہ کے نزدیک ان سے اور سیدی احمد بن رفاعی رضی اللہ عنہما سے زیادہ وسیع الاخلاق کسی کو نہ دیکھا۔

(۲۸۷) شیخ عارف باللہ سیدی ابراہیم دسوقی قرشی رضی اللہ عنہ



یہ فقیرون کے بہت بڑے بزرگان صاحب خرقہ اور صدر نشینان مقربین مین سے تھے اور صاحب کرامات ظاہرہ و مقامات فاخرہ و سرائر ظاہرہ و بصائر باہرہ و احوال خارقہ و انفاس صادقہ و ہمم عالیہ و رتب سنیہ و مناظر بہیہ و اشارات نورانیہ و نفحات روحانیہ و اسرار ملکوتیہ و محاضرات قدسیہ تھے۔ انکو معارف مین معراج اعلی اور حقائق مین منہاج الحسنی (راہ روشن تر) اور معالی مین طور ارفع حاصل تھا اور نہایات کے احوال مین انکا قدم راسخ تھا اور موارد کے علوم مین ید بیضا دکھاتے تھے۔ اور تصریف نافذ اور حقائق آیات کے متعلق کشف خارق اور معنی مشاہدات کے فتح مضاعف مین بہت بڑا درس رکھتے تھے۔ اور یہ اُن بزرگون مین سے ایک تھے جنکو اللہ تعالی نے مخلوق کی رحمت کے لئے خلعت وجود بخشا اور دنیا مین ظاہر کیا اور خاص و عام کے نزدیک کامل قبولیت عطا کی اور عالم پر تصرف کرنے والا بنایا اور احکام ولایت پر قدرت بخشی اور اعیان کو بدل دیا اور عادات کو خرق کیا اور غیب کی باتین اُن سے کرائین

اور اُنکے ہاتھون پر عجائبات ظاہر کئے اور شیر خوارگی مین اُن سے روزے رکھوائے
اور اہل طریقت کی زبان مین ان کا کلام کثرت سے اور بہت بلند پایہ ہے۔ جنین سے
یہ ہے کہ جو شخص اپنی ہدایت مین سخت ریاضت نکرے گا اُسکے مرید کو فلاح نہوگی
کیونکہ اگر یہ سوے گا اسکا مرید بھی سوے گا اور اگر کھڑا ہوگا اسکا مرید بھی کھڑا ہوگا اور
اگر لوگون کو عبادت کا حکم دے گا اور خود لغویت مین رہے گا یا اُن کو مہلات سے
توبہ کرنے کو کہے گا اور خود اُسکو کرے گا تو لوگ اُسپر ہنسین گے اور اُسکا کہانہ مانیگے
اور جب ان سے کہاجاتا کہ ہمین نصیحت کیجئے اور ارشاد دیجئے تو اکثر بعضون کے
ان دونون مقولون کو تمثیلا پڑہا کرتے تھے: شعر

پہلے صورت بنالے بی بی سی کیجو تب برابری باندی

مصرع بیمار کو بیمار سے کیا خاک شفا ہو

اور انکا قول ہے کہ مرید پر واجب ہے کہ اپنے پیر کی اجازت کے بغیر کبھی کلام نہ کرے
اگر اُسکا جسم حاضر ہو تو اجازت لے اور اگر غائب ہو تو قلب کے ذریعہ سے اجازت
طلب کرے۔ اور اسکی پابندی اسوقت تک کرے کہ ترقی کرکے رب عزوجل
کے ساتھہ بھی یہی ادب ملحوظ رکھنے کے مقام تک پہونچ جاسے کیونکہ جب پیر
دیکھے گا کہ مرید اُسکے ساتھہ یہ مراعات برتتا ہے تو لطف آمیز شراب سے اُس کی
تربیت کرے گا اور تربیت کے پانی سے اُسکو سیراب کرے گا اور ستر معنوی سے
اُسکی نگہداشت کرے گا۔ اور اُسکی سعادت کا کیا کہنا ہے جو اپنے مربی کے ساتھہ
حسن ادب سے پیش آسے اور اُسکی شقاوت کا کیا پوچھنا ہے جو سوء ادب دکھلائے
اور کہا کرتے تھے کہ جسنے اللہ تعالی کے ساتھہ سرا سے معاملہ کیا اس کو
یعنی تہ دل سے

وہ اسرار و حضائر پر اختیار دیدیتا ہے اور جسنے اپنی نگاہ مین غیر کا عکس نہ کرنے دیا وہ ظاہر و باطن التباس سے بچا رہا۔ اور انکا قول ہے کہ جو شخص اپنے قلب کے ساتھ اپنے رب کی بارگاہ مین حاضر رہنے کے باعث غائب رہا وہ قلب کے غائب رہنے کے زمانے مین مکلف نہین ہے اور جب نکلکر عالم شہادت کیطرف آیا تو جو عبادت اُس سے فوت ہوئی ہے اُسکی قضا کرے۔ اور یہ مبتدیون کا حال ہے اور کاملون کا حال یہ ہے کہ انپر یہ حکم جاری نہین ہوتا بلکہ وہ فرائض و سُنن کو ادا کرنے کے لئے لوٹا دیے جاتے ہین۔ اور کہا کرتے تھے کہ جو شخص متشرع متحقق پاک صاف پارسا و شریف نہو وہ میری اولاد مین سے نہین ہے گو وہ میرا صلبی بیٹا ہی کیون نہ ہو اور مریدون مین سے جتنے لوگ شریعت حقیقت طریقت دیانت صیانت زہد ورع اور قلت طمع کے پابند ہون وہی میری اولاد ہین گو وہ دور دست بلاد کے کیون نہون۔ ایک مرتبہ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ کیا چاہتے ہین تو کہا کہ جو اللہ عز و جل چاہے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ جتنے ٹھیرنے والے ہین سب ٹھیرنے کی لذت کو نہین جانتے اور نہ سب خدمت کرنے والے آداب خدمت کے واقفکار ہوتے ہین اور اسی لئے بہت سے آدمی سخت ریاضتون پر بھی قطع کر دے گئے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میری اولاد مین تمکو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیکر تمسے درخواست کرتا ہون کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کیونکہ تم چیریون کی بکریان نیستی کے دُنبے اور راتب کے حلوان ہو۔ وہ شخص جسکو بھننے کے لئے تنور دہکایا جا چکا ہے اور اسے وہ شخص جسکے لئے چھری تیز کیجا چکی ہے اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو آگ سے بچا۔ اور انکا قول ہے کہ فقیر کامل نہین ہوتا جبتک

کہ سب لوگون کا دوست رکھنے والا سب پر مہربانی کرنے والا اور سب کے عیبون کا
ڈہانکنے والا تہا اور اگر اسکے خلاف ہو اور کمال کا دعوی کرتا ہو تو وہ جھوٹا ہے اور کہا کرتے
تہے کہ کسی فقیر کے نہ حال کو برا سمجھو نہ لباس کو اور نہ کہانے کو چاہے وہ کسی حال
اور کسی جامہ مین ہو- بلکہ کسی کو برا نہ سمجھو مگر اُسی صورت مین کہ ایسے ممنوع کا مرتکب
ہو جسکی صراحت شریعت مین ہے- اور اسکی وجہ یہ ہے کہ برا سمجھنے سے وحشت
پیدا ہوتی ہے اور وحشت بندہ کو اُسکے پروردگار عزوجل سے منقطع کر دینے کا سبب
ہوتی ہے- کیونکہ آدمیون مین سے کوئی خاص ہوتا ہے کوئی خاص الخاص کوئی
بتندی کوئی منتہی کوئی متشبہ اور کوئی متحقق اور اللہ تعالی بعض پر بعض کیوجہ
سے رحم فرماتا ہے اور نہ زور آور کمزور کے ساتھ چل سکتا ہے اور نہ کمزور زور آور
کے ساتھ اور فقرا بادل ہین اور بادل کی حالت تلوار کیسی ہے اسلئے جب فقیر
تم مین سے کسی سے ہنسکر بولے تو اُس سے ڈرو اور اُس سے جب ملو تو ادب
ہی سے ملو- اور انکا قول ہے کہ شریعت جڑ ہے اور حقیقت شاخ- پس شریعت
ہر علم مشروع کی جامع ہے اور حقیقت ہر علم خفی کی اور سارے مقامات انہین
دونون کے اندر ہین- اور انکا قول ہے کہ مرید پر واجب ہے کہ علم مین سے وہی سیکھے
جو فرض و نفل کے ادا کرنے کے لئے اُسپر واجب ہے اور فصاحت و بلاغت مین
نہ پہنسے کیونکہ یہ اُسکو اُسکی مراد سے باز رکھینگی بلکہ عمل مین صالحین کے آثار کی جستجو
کرے اور ذکر کی مواظبت رکھے- اور انکا مقولہ ہے کہ مردان خدا مین کوئی مرد ہے
کوئی آدہا مرد کوئی چوتہائی مرد کوئی پورا مرد کوئی بالغ کوئی مدرک اور کوئی داصل- اور
انکا قول ہے کہ خواص کی توبہ کل ماسوی اللہ کا محو کر دینا ہے اور اپنے جس قول

فعل پر مطلع ہوتے ہین اُسکی نسبت یہ توبہ کرتے ہین کہ اُنکے باطن مین یہ نہ کھٹکے کہ یہ
میرا ہے یا یہ وہم بھی نہ گذرے کہ مجھمین پایا جاتا ہے اور وہ "مین" کہنے سے
ڈرتے ہین۔ پس وہ خطرات کی نگہداشت کرتے ہین۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے
مرید! ہمتِ عزم اور شدتِ جزم کو جمع کرتا کہ راستہ کو یافت سے نہ کہ دریافت سے
پہچانے۔ پس جس مقام مین تو ٹھیر جائے گا وہی تیری روک ہوگا بلکہ جو شئے تجھکو
تیرے مولیٰ سے روکے اُسے چھوڑدے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا سب چیزین باطل
مین۔ اور اُنکا مقولہ ہے کہ روگردانی سے روگردانی پیدا ہوتی ہے۔ اور کہا کرتے تھے
کہ اے میرے بیٹے الغویاسے مجھے معاف رکھہ اور اپنے قالب سے مجرد ہوکر
قلب کا ہورہ۔ اور کہا کرتے تھے کہ بھائی! اس دعوے سے بچے رہو کہ تمہارا
کوئی معاملہ خالص یا کوئی حال ہے اور جان لو کہ اگر تمنے روزے رکھے تو اُسی نے
تمسے روزے رکھوائے اور اگر تمنے قیام کیا تو اُسی نے تمسے قیام کرایا اور اگر
تمنے کوئی کام کیا تو اُسی نے تمکو کام مین لگایا اور اگر تمنے دیکھا تو اُسی نے تمکو
دکھلایا اور اگر تمنے اس فرقہ کی شراب پی تو اُسی نے تمکو پلائی اور اگر تم گناہون سے
بچے تو اُسی نے تمکو بچایا اور اگر تمنے ترقی کی تو اُسی نے تمکو منزل پر پہونچایا اور اگر تم پہونچے تو اُسی نے
تمکو پہونچایا اور بیچ مین اسکے سوا تمہارے لیے کچھہ نہین ہے کہ تم اپنے گنہگار
ہونے کا اعتراف کرو ایک نیکی بھی تمہاری نہین ہے اور یہی صحیح ہے بھلا تمہاری
نیکی کہان سے آئی اُسی نے تمپر احسان کیا اور وہی تم مین حکمران ہے چاہے
مقبول بنائے اور چاہے مردود۔ اور اُنکا قول ہے کہ قلب کی اولاد صلب کی
اولاد سے بہتر ہے اسی لئے صلبی اولاد کو میراث مین سے ظاہری ترکہ ملتا ہے

اور قلبی اولاد کو اسرار میں سے باطنی حصہ - اور انکا قول ہے کہ جو شخص دار فردانیت
مین داخل کیا گیا اور جلال و عظمت اُسپر کہول دی گئی وہ بغیر اپنے رہ جاتا ہے
اور اسوقت وہ کچھ زمانہ تک خالی رہتا ہے بعدہٗ وہ اللہ تعالی کی حفاظت و سپردگی
مین لوٹ آتا ہے عام اس سے کہ وہ حاضر ہو یا غائب اور اُسکا کوئی حصہ نہ کرامات
مین باقی رہتا ہے نہ کلام مین اور نہ نفسانی نظام مین اور عبودیت محضہ کے
لیئے خالص کرلیا جاتا ہے - اور کہا کرتے تھے کہ عطیہ والے بہت ہین اور اس
زمانہ کے لوگون مین ہاہمی کے سوا کچھ نہین رہا ہے وہ یا تو صفات کے معنی
پوچھتے ہین یا اسمار کے یا حروف مقطعات کے اور مُبتدی کو ان باتون کا پوچھنا
سزاوار نہین ہے اور جو صاحب تمکین ہے اُسکو جائز ہے کہ جو شخص اسکا اہل
ہو اُسپر ان باتون کو روشن کردے کیونکہ ان چیزون کے علم کا رستہ کشف کے
سوا اور کوئی نہین ہے - اور جو شخص لوگون کے کلام یاد کرنے یا حقائق کو اور طریقت
مین گفتگو کرنے والون کی باتون کو جمع کرنے مین مشغول ہوا وہ دوسری عمر کہان سے
لائیگا جسمین فانی عمر سے فارغ ہوکر باقی عمر کی طرف جائیگا - وہ لوگ تو عاشق تھے
اور اُنمین سے ہر شخص اپنے عشق کی زبان اور اپنے ذوق عرفان سے باتین
کرتا ہے اسلیئے وہ ایسا کلام ہے جسکی کوئی حد نہین ہے اور ایسا دریا ہے جسمین
بہت سے لوگ ڈوب گئے اور کوئی اُسکی تہ تک نہ پہونچا اور نہ اُسکے ساحل تک
اور عارف جو اور دون کا کلام بیان کرتا ہے تو وہ اپنے آپ کو چھپانے اور جس کو
چھپا نہین سکتا ہے اسکو مجبوراً اظاہر کرنیکے لیئے کرتا ہے آہ آہ - اور خداے پاک
گواہ ہے کہ مین جب کبھی کوئی بات زبان سے نکالتا یا جو السلام کرتا ہون تو حضرت

یہی چاہتا ہون کہ لوگون کی مشغولی یا کسی غامض معنی کے سمجھنے کا ذریعہ ہو اور کچہہ نہین کیونکہ خلوص اکثر آدمیون سے چلا گیا۔ اور اُنکا قول ہے کہ علم توحید و تفسیر مین سارے کلام کرنیوالون معبترون اور تاؤلون مین سے کوئی بہی قرآن عظیم کے حروف مین سے ایک حرف کے معنی کی معرفت کو دریافت کر کے کُنہہ کی شناخت کے عشر عشیر تک نہین پہونچا ہے۔ اور کہا کرتے تہے کہ طریقت کی ابتدا تنفس تلف ضیق اور حظ سے باہر نکل آنا ہے کیونکہ فلاح نجاح صلاح ہدیٰ اور ارباح صرف اُسی کے لئے ہین جو حظ کو چہوڑ دیتا اور تکلیف وبدی کے مقابلہ مین برداشت اور نیکی سے کام لیتا ہے اور اپنے خُلق کو وسیع کرتا ہے اور فقیر کے نہ ہاتہہ ہوتے ہین نہ زبان ہوتی ہے نہ کلام ہوتا ہے نہ دور باش ہوتی ہے نہ ڈانٹ ہوتی ہے اور نہ کوئی بُرا فعل ہوتا ہے اور اُسکو اُسکے معشوق سے نہ کوئی پہیرنے والا پہیر سکتا ہے اور نہ تلوارین روک سکتی ہین آور اُنکا قول ہے کہ حرام کا کہانا عمل کو رد کر دیتا اور دین کو کمزور بنا دیتا ہے اور قول حرام مُبتدی کے عمل کو بگاڑ دیتا ہے اور حرام کہانا عامل کے عمل کو خراب کر دیتا ہے اور دنیاداروں کے ساتہہ میل جول دانائی و بینائی مین تاریکی پیدا کرتا ہے آور کہا کرتے تہے کہ اللہ عزوجل اپنے بندون مین سے اُسی کو دوست رکہتا ہے جو سب سے زیادہ اُس سے ڈرنے والا اور سب سے زیادہ دل ستر نگاہ زبان اور ہاتہہ کو پاک رکہنے والا اور سب سے زیادہ پارسا سب سے زیادہ درگذر کرنے والا سب سے زیادہ فیاض سب سے زیادہ ذکر کرنے والا اور سب سے زیادہ فراخ دل ہوتا ہے آور اُنکا مقولہ ہے کہ جو حضور مین رہے گا وہ دنیا و آخرت کو دیکہے گا اور کہا کرتے

تھے کہ کیو جھوٹے دعو دن سے بچتے رہو کیونکہ ان سے روسیاہی حاصل ہوتی ہے
اور دل کی بینائی چلی جاتی ہے - اور خبردار عورتون کی دوستی اور انکو بے محابا دیکھنے
اور شاہدان مجازی کا ذکر نے اور راستہ مین نوجوانون کے ساتھہ چلنے سے بچتے رہو
کیونکہ یہ سب نفسانیتین اور شہوتین ہین اور جسنے خرقہ صوفیہ کے طریقہ مین کوئی
ایسی نئی بات نکالی جو اُسمین نہین ہے وہ نہ ہم مین سے ہے اور نہ ہم مین سے اللہ
تعالی نے فرمایا ہے عـہ وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ
عَنْہُ فَانْتَھُوْا ۵ (جو چیز پیغمبر تمکو دے دیا کرین وہ تو لے لیا کرو اور جس سے تمکو
منع کرین دست کش رہو) یہ عجمی سریانی عبرانی زنگی اور پرندہ وچرندہ سب کی زبانین
بولتے تھے - عـہ

اور انکا قول ہے کہ عمل کو ہاتہ سے نہ دو اور اس سے بچتے رہو کہ طریقت مین طلاقت
لسانی دکھلاو اور اہل طریقت کے اخلاق نہ اختیار کرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھوکے رہتے
یہانتک کہ پیٹ پر پتھر باندہتے تھے اور اسقدر قیام فرماتے تھے کہ پاے مبارک
سوج جاتے تھے بعدہٗ بڑے بڑے صحابہ نے اسی مین آپکی پیروی کی چنانچہ
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب سانس لیتے تھے تو جگر بریان کی بو آتی تھی اور انھون نے

عـہ پارہ ۲۸ - رکوع ۴ - سورہ حشر - ۱۲

عـہ مصنف نے اس مقام پر حضرت کے تین خط مریدونکے نام کے نقل کئے ہین جنمین سے ہرایک
کی ابتدا تو عربی عبارت سے ہے لیکن بعد کو وہ زبان ہے جسکا سمجھنا محال عادی ہے اس لئے انکو
چھوڑ دیا گیا - ۱۲ مترجم

اپنا سارا مال خدا کی راہ مین دیدیا اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اسقدر ریاضت کرتے
اور تکلیف سہتے تھے کہ اپنی گدڑی مین چمڑے کے پیوند لگاتے اور سر مین نہایت
موٹے اور کھردّے کپڑے کا ٹکڑا لپیٹتے تھے۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ ہر رات کو
کھڑے کھڑے قرآن کا ایک ختم کرتے تھے اور علیؓ رضی اللہ عنہ بڑے زاہدون
اور مجاہدہ کرنیوالون مین سے تھے۔ اور اکثر بلادِ اسلام انہین خواص صحابہ کے
فتح کئے ہوئے ہین باوصف اسکے کہ انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب
تھا اُنکے اعمال ایسے تھے اور اُنکی ریاضت و زہد و گرسنگی ایسی تھی۔ اس لئے
حقیقت و شریعت کو محکم کرو اور اگر چاہتے ہو کہ تمہارا اقتدار کیا جاوے تو
تفریط کو راہ نہ دو اور حقیقت کا نام صرف اسی لئے حقیقت رکھا گیا ہے کہ معاملات
کو اعمال سے محقق کرتی اور دریاے شریعت سے حقائق کے جواہر نکالتی ہے۔
اور انکا قول ہے کہ جبتک تمہاری زبان حرام چکھتی رہے گی اُسوقت تک اسکی طمع
نہ رکھو کہ تم حکمتون و معرفتون کا کچھ بھی مزہ چکھو گے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ آنکھ مین جو
قوت بینائی ہے اُسکی بھی ایک بینائی ہے اور قلب کی بھی ایک زبان ہے
جسکا سمجھنا دقّت طلب ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اُسکو دوست رکھو تو آسمان و زمین
والے تمکو دوست رکھین گے اور اُسکی اطاعت کرو تو جن و انس تمہاری اطاعت
کرینگے اور تمہارے لئے دریا خشک ہوجائیگا اور ہوا تمہاری فرمانبردار ہوجائیگی
اور اے میرے بچو اولیون کے اخلاق اختیار کرو تاکہ تمکو سعادت حاصل ہو
اور اگر تم خلافت کا پرچہ حاصل کرو اور جو شخص تمسے جھگڑے اوس سے کہتے پھرو کہ دیکھو میری پیری کی یہ سند ہے اور
پیرون کے اخلاق تم مین نہون تو وہ پرچہ کچھ بھی نہین ہے۔ وہ تو محض لفظ ہے نہین اُس پرچہ کو پڑہو اور جو

نصیحتین اُسمین ہون اُسپر عمل کرو تب تمکو فائدہ پہونچے گا اور برگزیدگی حاصل ہوگی
اور اولیار کے درجون کا قرناً بعد قرنٍ اور نسلاً بعد نسلٍ آخر دنیا تک یہی راستہ ہے
اور جب مرید فصاحت وبلاغت مین مشغول ہوا تو طریقت اُس سے رخصت ہوئی
اور جو اُسمین مشغول ہوا وہ الگ کردیا گیا - اور مرید کے لئے نیکو کارون کی حکایات
وصفات کا مطالعہ اللہ تعالیٰ کے لشکرون مین سے ایک لشکر ہے مگر اُسی وقت
تک کہ اس طریق مین اُنہین پر قناعت نہ کرے - اور سارا علم دو باتون مین جمع کردیا گیا
ہے اور وہ یہ کہ عبودیت کو پہچانے اور اُسکو پوجے پس جسنے یہ کرلیا اُسنے شریعت
وحقیقت کو پالیا اور اس سے علمار کا بیکار قرار دینا لازم نہین آتا بلکہ علم عمل سے پیدا
ہوتا ہے اور میننے یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وجہ سے کہا ہے عہ فَاقْرَءُوْا
مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ (جتنا قرآن آسانی سے پڑہا جاسے پڑہ لیا کرو) اور ہر فرقہ کی ایک راہ
ہوا کرتی ہے ورنہ کبھی اللہ تعالیٰ ایک ہی شخص مین اسقدر علم وعمل جمع کردیتا ہے
کہ لوگون کو کل فوائد بتاتا ہے پس شریعت درخت ہے، اور حقیقت ثمرہ - اور اللہ تعالیٰ
کی طرف کی راہ چہرون کو نیست و نابود اور جگر کو پاش پاش کردیتی جسمون کو لاغر بناتی
نیند کو اُڑاتی قلب کو بیمار کردیتی اور دل کو گھلا دیتی ہے مگر جب پردہ اُٹھ جاتا ہے
تو خطاب سنتا اور لوح محفوظ مین رموز کو پڑہتا اور دقیق معنون پر مطلع ہوتا اور رقیق
جامون مین شراب پیتا ہے پس وہ اپنے قلب کے ساتھ رہتا ہے بعد قلب
نہین بلکہ مقلّب کے ساتھ کیونکر عہ اللہ آدمی اور اسکے دل مین آڑے آجاتا ہے"

عہ پارہ ۲۹ - رکوع ۱۴ - سورہ مزمل -

عہ اِنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ (پارہ ۹ - رکوع ۱۷) کا یہ ترجمہ ہے - ۱۲

پس جب سب سے باہر نکل جاتا ہے تو بغیر زبان کے وہ زبان آور ہوجاتا ہے اور اسکے ساتھہ سخت ریاضتین کرتا اور اعمال ظاہرہ بجالاتا ہے بعدۂ اعمال باطنہ کی پابندی کرتا ہے اسکے بعد نہ حرکت رہتی ہے اور نہ کلام اور گھسر پھسر کے سوا وہ کچھہ نہین سنتا ہے وہ تو بالکل بے حس ہوجاتا ہے اسکے بعد وہ صفائی کی صفائی اور وفا کے وفا سے صاف ہوجاتا ہے اور اخلاص مین اخلاص کے لیے اخلاص کے اخلاص سے خالص ہوجاتا ہے بعدۂ وہ اُن باتون سے جن سے ہمنشینی حاصل ہوتی ہے تقرب ڈہونڈہتا ہے کیونکہ ہمنشینی کے دوسرے خاص آداب ہین جنکو عارف ہی جانتے ہین - اور جب عارف عرفان کے مقام مین کامل ہوجاتا ہے تو اللہ اُسکو علم بلا واسطہ کا وارث بناتا ہے اور جو علوم کہ الواح معانی مین لکھے ہوئے ہین اُنکو وہ اخذ کرتا ہے پس انکے رموز کو سمجہتا اُنکے کنوز کو پہچانتا اُنکے طلسمات کو توڑتا اور اُنکے اسم ورسم کو جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُسکو اُن علوم پر مطلع فرماتا ہے جو نقطون مین ودیعت رکہے گئے ہین اور اُنکو انکار کا اندیشہ نہو تو وہ باتین بیان کرین جنسے عقلین دنگ ہوجائین اور اسیطرح عبارتون کے اشارات مین سے اُنکی مغلق عبارتین اور مختلف زبانین ہوتی ہین اور اسیطرح اُنکو حروف وقطع ووصل وہمزہ وشکل ونصب ورفع کے معانی مین غیر محدود باتین حاصل ہوتی ہین اور انپر صرف وہی لوگ مطلع ہوتے ہین اور علی ہذا اُنکو ان چیزون پر اطلاع ہوتی ہے جو درخت کی پتیون اور پانی اور ہوا پر لکہا ہے اور جو کچہہ خشکی و تری مین ہے اور جو کچہہ آسمانی خیمہ کی گنبد کے صفحہ پر اور جو کچہہ کہ جن وانس کی پیشانیون پر لکہا ہوا ہے کہ دنیا و آخرت مین اُنکو یہ باتین پیش آنیوالی ہین اور علی ہذا اُنکو اُس چیز کی اطلاع ہوتی ہے جو بغیر

لکھے ہوئے سارے مافوق الوق وماتحت التحت مین لکھا ہوا ہے اور یہ اُس
حکیم کے لیئے کوئی اچنبھے کی بات نہین ہے جسکو حکیم علیم سے علم ملتا ہو کیونکہ سرلُدنی
کی بخشش کا کچھ حال حضرت موسیٰ و حضرت خضر علیہما السلام کے قصہ مین ظاہر
ہو چکا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ بعض اولیا را ایسے ہوتے ہین جو نہ خطاب جانتے
ہین نہ جواب بس وہ پتھر دن کی طرح اسرار کے امانت دار ہین زبان حال سے
باتین کرتے اور لبون پر مہر سکوت رکھتے ہین اسرار غامضہ اُنکے پاس ودیعت
رہتے ہین اور دین مختلف طور کے ہین اسلیئے اولیا را اللہ مین سے کوئی عارف
کوئی عاشق کوئی مشغوف کوئی ذاکر کوئی مذکر کوئی معتبر کوئی گویا کوئی خاموش
کوئی مستغرق کوئی صائم کوئی قائم کوئی نائم کوئی مفطر کوئی صائم صائن کوئی قائم دائم
کوئی نائم واصل کوئی واصل بیدار کوئی واقف فراموشکار کوئی مدہوش
سُنت دوہی کوئی گریہ و تبسم کنندہ کوئی گرفتار قبض کوئی خندان کوئی خوف زدہ
کوئی صاحب اختلاط کوئی پریشان کوئی حیران کوئی سرگردان کوئی چیخنے والا
کوئی نوحہ کرنے والا کوئی اُسکی جمعیت دجمع سے صاحب جمعیت ہوتا ہے اور
کوئی انمین سے ایسا ہوتا ہے کہ جسوقت تحقیق کو پہونچتا ہے کپڑے پھاڑ ڈالتا اور
توبہ کرتا اور اُسپر حال غالب آجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بعض کی وجہ سے بعض پر رحم
فرماتا ہے اور یہ کہا کرتے تھے کہ اے میری اولاد زہے نصیب اُسکے جو اس
حال کو پہونچے کہ بندون کو اللہ تعالیٰ سے قربت کردے اور پھر اُنکو اللہ تعالیٰ کی طرف
بلاتا ہے پس تم اللہ کے حکم سے اللہ کیطرف بلانیوالے بنو۔ اور کہا کرتے تھے کہ یہ
کار اس اہال محبت وتسلیم او رمعاندت ومخالفت کی سپر کا ڈال دینا اور اپنے پیر کی مراد

اور حکم کے تحت مین آرام لینا ہے پس جب مریدین ہر روز محبت و تسلیم کی زیادتی ہوگی تو وہ قطع کردئے جانے سے بچا رہے گا کیونکہ راستہ کے عوارض اور التفاتات و ارادات کی گھاٹیان ہی مدد پہونچنے سے الگ کردیتی اور وصول سے روک دیتی ہین۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میری اولاد! جب تم مین سے کوئی شخص اپنے مولی سے عمدہ معاملہ نہ رکھتا ہو تو وہ اُن احوال مین نہ پڑے جنکو وہ نہین جانتا کیونکہ اس فرقہ کے لوگ اُن حضرات کے موافق جنمین وہ داخل ہوتے ہین کبھی تمزیق کی زبان سے گفتگو کرتے ہین اور کبھی تحقیق کی زبان سے اور تمنے اے میرے بچے نہ اُنکے حال کا مزہ چکھا ہے نہ تمزیق مین مبتلا ہوے اور نہ اُنکی حضرات مین داخل ہوے پھر تمکو کہان سے یہ معلوم ہوا کہ وہ گمراہی پر ہین کیا اے بچے تم تیرنا نہ جاننے پر سمندر مین تیرنا چاہتے ہو پھر اگر تم ڈوب گئے تو جاہلیت کی موت مرے کیونکہ تمنے اپنے آپ کو ہلاکت مین ڈالا اور حق تعالی نے اسکو تمپر حرام کیا ہے بلکہ اے میرے بچے تمپر واجب ہے کہ اس فرقہ کی دعا چاہو اور انکی برکتون کی تلاش مین رہو اور یہ اُس حالت مین ہے کہ تم مین اُنکے عمل کی سکت نہو اور اگر تم مین اسکی قدرت اور سکت ہو تو تم ہمیشہ کیلئے صاحب سعادت ہو اور ای میرے بچے! جان لے کہ اس فرقہ کے لوگ جب حضرات مین داخل ہوتے ہین تو انکی زبانین مختلف ہوا کرتی ہین اور انکے اشارات و کلمات کچھہ سمجھہ مین آتے ہین اور کچھہ نہین آتے اور یہی حال انکے احوال کا بھی ہے کہ بعض عبارت مین آسکتے ہین اور بعض مین نہین آسکتے او علی ہذا انکی بعض اسرار ایسے ہین کہ نہ کوئی تاویل و تعبیر اُن تک پہونچتا ہے اور نہ کوئی مُطّلِع و معتبِر کیونکہ انکے اسرار اللہ تعالی کے راز کی جگہین ہین اور جب لوگ اللہ تعالی کے اُن اسرار کو سمجھنے سے عاجز ہین جو خود اُن مین ہین تو کیونکر اُن

اسرار کو سمجھ سکتے ہین جو اور دن مین ہین اسلئے اے میرے بیٹے اس فرقہ کے
معاملہ کے بارہ مین تجکو اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا اور اُنکی نسبت حسن ظن ہی واجب
ہے کیونکہ اے میرے بیٹے مین تیرا ناصح ہون اور جب تو اس شخص پر جسکو اللہ تعالیٰ
دوست رکھتا ہے بہتان وزور سے تہمت لگائیگا اور جسکو اللہ تعالیٰ نے تقرب بخشا
ہے اُسپر جرأت کر بیٹھیگا تو اللہ تعالےٰ تجہسے دشمنی کرے گا اور عداوت رکھے گا۔
پس تو اسکے بعد کبھی فلاح نہ پاویگا گو تو ثقلین کی عبادت پر ہی کیون نہو۔ اور کہا
کرتے تھے کہ جسنے تڑکے اُٹھ اُٹھ کر قیام کیا اور اُسمین برابر مغفرت چاہتا رہا اُسکے
لئے اللہ تعالیٰ نے انوار کو کھول دیا اور اُسکو نزدیکی کے خم سے شراب پلائی اور
اُسکے دل مین معانی کے مہر وماہ طلوع ہوئے اسلئے اے میرے روحانی
بیٹے! جو مینے تجھے بتایا ہے اُسپر عمل کر فلاح والون مین سے ہوجاے گا۔
اور انکا قول ہے کہ بہت سے ایسے ہین جو اسم اعظم کی تلاوت کرتے مگر نہ
اُس سے واقف ہین اور نہ اُسکے معنی سمجھتے ہین حالانکہ اولیا جو درخت کو
چھودیتے اور اُسمین پہل لگتے ہین تو اُسی کے ذریعہ سے اور چٹان سے جو
پانی بہنے لگتا ہے تو اُسی کے ذریعہ سے اور وحشی جانور جو کسی ولی کے مسخر
ہوجاتے ہین تو اُسی سے اور کوئی ولی جو پانی مانگتا ہے اور وہ برسنے لگتا ہے
تو اُسی سے اور مردہ کو جو زندہ کرتے ہین تو اُسی سے۔ اور انکا قول ہے کہ آدمی
اس راہ کا غوطہ زن نہین ہوتا جبتک کہ اپنے قلب اور اپنے سر اور اپنے
عمل اور اپنے غم وفکر اور ہر اُس چیز سے جسکا اُسکے دل مین اُسکے رب کے سوا
خطرہ گزرے گریز نہ کرے ہاے ہاے کاش کپڑون پر سے پردہ اُٹھ جاتا

اور اندہا اُس حرف کو دیکہتا جو نہ حرف ہی اور نہ طرف اور جو چیز آنکہین بند کرنے پر بہی پوشیدہ رہتی ہے وہ نظر آتی اور قفل کا قفل کُہل جاتا اور گریبان کا تکمہ وا ہوجاتا واہ ان حضرت والے کے شوق کا کیا کہنا ہے ۔ مگر شوق تو صرف اُسی کیلئے ہے جو دور رہتا ہے ۔ اور انکا مقولہ ہے کہ جس شخص کے اعمال و اقوال اُس چیز کی یافت سے روکین جسکو وہ چاہتا ہے وہ شخص مقام توحید سے اور مقام تفرید سے محجوب ہے ، اور ولی اپنے رب کی طرف جست نہین کرتا جبتک کہ اُسکے ماسوا کے ساتہہ وقوف کو ترک نہ کرے خواہ وہ کوئی مقام ہو یا کوئی درجہ ہو ۔ اور کہا کرتے تہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اپنے رب کے پاس مجتمع ہو تو تم اپنے باطن اور اپنے ضمیر کو بدی و نیّت بد اور اللہ عزوجل کی مخلوق مین سے کسی کی نسبت اپنے دل مین برائی کو جگہہ دینے سے پاک و صاف کرو ۔ اور کہا کرتے تہے کہ اے میرے بچو! دیکہو اپنے حق مین رخصتون عہ کی بابت ابلیس کے فتوے سے بچتے رہو ایسا نہو کہ تم عزیمتون عہ پر عمل کرنے کے بعد رخصتون پر عمل کرو کیونکہ ابلیس رخصت شرع کی حجت مین تمکو گمراہی و سرکشی ہی کا حکم دیتا ہے خصوصاً جبکہ وہ تمکو

عہ لغت مین رخصت کے معنی آسانی و سہولت کے ہین ۔ اور شریعت مین اُس چیز کا نام ہے جو عوارض کے تعلق سے مشروع ہو ۔ یعنی جو چیز کسی عذر کی وجہ سے مباح کیگئی ہو حالانکہ اُسکے حرام ہونے پر دلیل موجود ہو ۔ اور بعض کا قول ہے کہ جسکی بنا بندون کے عذر پر ہو وہ رخصت ہے ۱۲ مترجم از کتاب التعریفات ۔

عہ عزیمت کے لغوی معنی مضبوط ارادہ کے ہین ۔ اور شریعت مین اُس چیز کا نام ہے جو اصل مشروعات مین سے ہے اور عوارض سے متعلق نہین ہے ۔ اسلئے اسمین اور رخصت مین تقابل تضاد کی نسبت ہے ۱۲ مترجم

کسی ممنوع مین پہنساتا ہے - اور اسکے بعد تجسے کہتا ہے کہ یہی تمہارے مقدر
مین تہا بہلا تجھے اسمین کیا دخل ہے کیونکہ (اس صورت مین) تم بالکل ہلاک
ہوجاؤگے - اور اے میرے بچّے! جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے تو تجکو اپنے نبی ہی
صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا حکم دیا ہے اور جو چیز دنیا و آخرت مین تجھے اذیت
دے اُس سے منع ہی کر دیا ہے پہر تجھے کیا پڑی ہے جو اُسکی مخالفت کرتا ہے
اور اے میرے بچّے! اگر تم اُس پرچہ پر قناعت کرتے ہو جسکو تم اپنے گمان باطل
مین اجازت نامہ و خلافت نامہ سمجھتے ہو تو سُن لو کہ تمہارا اجازت نامہ صرف
تمہارا حسن سیرت اور اخلاص سریرت ہی ہے اور اجازت یافتہ کی شرط یہ ہے
کہ سب لوگون سے بڑہکر گناہون سے دور رہے شدت سے قیام کرنیوالا اور کثرت سے
روزے رکہنے والا ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی مواظبت رکہنے والا ہو کیونکہ غلام
جسقدر خدمت کرتا ہے اُسی قدر اُسکا آقا اُسکو دوسرے غلامون پر ترجیح دیتا ہے
پس حقیقی اجازت تو یہی ہے لیکن جب تو نے دعویٰ تو کیا پیر ہونے کا اور
کی اپنے رب کی نافرمانی تو وہ تجسے کہے گا کہ تُف ہے تجہپر کیا تجھے شرم نہین آتی
کہان تو تجھے ہمسے قرب کا دعوے اور کہان یہ حال کہ ہماری ہمنشینی کے لئے تو نے
اپنے میلے کچیلے کپڑے بہی نہین دہوئے کتنے حرام کو تو اپنے پیٹ مین بہرے
ہوئے ہے اور کتنے قدم تیرے گناہون کی طرف پڑتے ہین تو کسقدر
ایسے وقتون مین مست خواب رہتا ہے جب ہمارے احباب ایک پانون
کہڑے رہتے ہین تو جہوٹا مدعی ہے بس جا ہمارے پاس سے ہوا ہو - اور ان کا
مقولہ ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو ہمارے طریقہ مین مشہور کرتا اور اُس کا حق نہین ادا کرتا

اور ہمارے ساتھ ٹھٹھا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکا دشمن ہو جاتا ہے اور انکا مقولہ ہے
کہ جسنے خیانت کی وہ مٹا اور جسنے ہمارے کلام سے نصیحت نہ حاصل کی وہ ہمارے
رکاب مین نہ چلے اور نہ ہمارے پاس آئے اور ہم دوست نہین رکھتے اپنی اولاد مین
سے مگر اُسی کو جو چالاک تلیخ شمائل ہے اور اسی مین یہ صلاحیت ہے کہ صاحب راز
بنایا جاوے پس اے میری اولاد مین تمہین اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہون کہ میرے طریق کو
بُرا نہ بناؤ اور نہ میری تحقیق کو بازیچہ سمجھو اور اُسمین جعل و فریب اور دھوکا نہ کرو اور خلوص
برتو خلاصی پاؤ گے - ہمنے تو تمکو دوست رکھا اور برگزیدہ بنایا ہے اسلیئے تم ہماری
کدورت کا باعث نہو اور کلام سے ہمارے طریق کو متہم نہ کرو اور جیسا ہمنے تمہاری
تربیت و نصیحت کا حق ادا کیا ہے اُسیطرح تم سننے اور بات ماننے مین ہمارا حق
ادا کرو - اور مینے تمکو وہی حکم دیا ہے جسکا حکم تمکو تمہارے ربنے دیا ہے اس لیئے
وہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے میرا حکم نہین ہے پس اگر تمنے عہد شکنی کی تو وہ خدا ہی کا عہد
ہے اور اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تمنے مجھسے صرف کاغذ کے پرچے لیئے ہین تو ہمکو تمہاری
حاجت نہین ہے - اور کہا کرتے تھے کہ مینے اللہ تعالیٰ سے اس بات کی بیعت
کی ہے کہ مین تمہارے مال کا جویا نہون گا اور نہ تمہاری میراث لونگا اور تمہارے قبضہ
کی چیز سے مین اپنے خرقہ کو میلا نہ کرونگا اسلیئے سنو اور اطاعت کرو اور مجھسے اور
میری جماعت کے اُن لوگون سے جنکو میرے ساتھ خلوص ہے اپنے مال کو محفوظ
سمجھو اور مین اللہ تعالیٰ سے چاہتا ہون کہ میری بقیہ اولاد کو اُن لوگون کے ساتھ ملاوے
جنکو میرے ساتھ خلوص ہے اور اُنکو اُنکے جیسا کروے پس وہ اپنے بھائیون پر شفقت
اور اُنکو نصیحتین کرین اور اُنکے مالون سے کنارہ کش رہین - اور انکا قول ہے کہ جو شخص

یہ گمان نہ رکہتا ہو کہ اُسکی ہلاکت اُسکی طاعت مین ہے تو وہ ہلاک ہونے والا ہے
کیونکہ ہماری طاعت بہی اُسکے فضل و احسانات مین سے ہے اور بیچ مین ہمارا
کچہہ بہی نہین ہے۔ اور کہا کرتے تہے کہ اے میرے بچو! "مین" کہنے سے بچو
کیونکہ اللہ تعالیٰ دعویٰ کرنے والون کو نیچا دکہاتا ہے اور اگر تم ثقلین کے عمل پر ہی
ہو گے تو نیچے اُترو گے یا صاحب منزلت ہو گے تو گر پڑو گے۔ اور کہا کرتے
تہے کہ واللہ اگر ہمکو گوشہ نشینی کی کوئی تدبیر ہاتھ آتی یا لوگون کی نگاہون سے
الگ ہو جانے کی کوئی سبیل ہوتی تو ہم ضرور اُسی کو اختیار کرتے کیونکہ اس
زمانہ مین قلب پریشان رہتا اور ہر وقت کلیجہ گہُلا کرتا ہے۔ اس زمانہ کے
لوگون سے کہان بہاگ کر جائین اور کونسی جگہہ پناہ لین یہ وہ زمانہ ہے جسمین
قیل و قال زیادہ ہے۔ مگر جسنے ہمکو اس زمانہ کے لوگون کے ساتہہ مبتلا کیا ہے
وہی اپنے حول و قوت سے ہماری تدبیر کرتا اور ہمکو مدد دیتا ہے۔ اور انکا مقولہ
ہے کہ جسنے اپنے نفس کے مناقشہ سے غفلت کی وہ برباد ہوا اور جسنے
مناقشہ مین جلدی نہ کی وہ گہاٹے مین رہا۔ اور انکا قول ہے کہ اللہ عزوجل فقیر
کو کسی امر مین اسی لئے مبتلا فرماتا ہے کہ وہ اُسکو مردان خدا کی منزلون تک
پہونچانا چاہتا ہے پس اگر اُسنے صبر کیا غصہ کو دبایا بردباری کی عفو سے کام لیا
اور رضا مندی برتی تو اُسکے درجے بلند ہوئے اور نہین تو ردکا اور نکالدیا گیا
اور انکا قول ہے کہ تم مین سے کوئی شخص جب کبہی اپنے رب عزوجل کی
نافرمانی کرتا ہے اور وہ کمزور سے کمزور کیڑون مکوڑون کے پاس سے بہی گزرتا
ہے تو وہ بہی چاہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ اُنہین قوت عطا فرماے کہ وہ اُس کا

ٹینٹوا دیا ہین اسلیئے کہ اُنکو جناب باری تعالیٰ کی نسبت غیرت آتی ہے اور
جس چرندہ و پرندہ کے پاس اُسکا گذر ہوتا ہے وہ اُسکے دیکھنے سے خدا کی
پناہ چاہتا ہے اور جس پانی کے پاس جاتا ہے وہ یہی چاہتا ہے کہ یہ مجھے
نہ پیئے اور جس ہوا کے پاس سے گذرتا ہے وہ اُسکے گزرنے کو بُرا جانتی ہے
اور کہا کرتے تھے کہ تم کیونکر یہ چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری کھیتی کو سرسبز کرے
اور تمہاری مواشی مین دودھ دے جس حال مین کہ تم امتِ محمدیہ مین سے کسی
پر تلوار کھینچو اور اُنکے خون سے اپنے ہتیارون کو رنگین کرو۔ اور انکا قول
ہے کہ جب فقیر اللہ تعالیٰ کی طرف رُخ کرنے مین سچا ہوگا تو اُسکے لیئے اضداد
پلٹ جائینگے چنانچہ جو اُس سے بغض رکھتا تھا وہ اُسکو دوست رکھے گا
اور جسنے اُسکو الگ کردیا تھا وہ اُسکو ملا لے گا اور جو اُسکو پسند نہین کرتا تھا
وہ اُسکی ستایش کرے گا اور اُسکو صرف گنہگار و منافق ہی بُرا سمجھے گا۔ اور انکا
قول ہے کہ اگر مرید کسی دن اپنا وظیفہ موقوف کردیتا ہے تو ضرور اللہ تعالیٰ اُس دن
اُس سے اپنی مدد کو روک لیتا ہے۔ اور میرے بھیو جان لو کہ ہمارا یہ طریقہ
تحقیق تصدیق جدّ عمل پاک صاف رہنا چشم پوشی کرنا اور ہاتھ شرمگاہ
اور زبان کا پاک رکھنا ہے پس جس شخص کا کوئی فعل ان امور کے خلاف ہوگا
وہ طوعاً و کرہاً اس طریقہ سے دست بردار ہونیوالا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ
اے قرآن یاد کرنیوالے اُسکے یاد کرلینے پر نہ بھول جبتک کہ یہ نہ دیکھ لے کہ تونے
اُسپر عمل بھی کیا یا نہین کیونکہ اللہ عزوجل نے کہا ہے مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا[ع]

ع۔ اٹھائیسوین پارہ کا گیارہوان رکوع (سورہ جمعہ کی پانچوین آیت) جن لوگون پر توریت لادی گئی پھر انہون
نے اُسکو اٹھا نہ لیا اُنکی مثال گدھے کی سی مثال ہے جسپر کتابین لدی ہین۔ ۱۲

التَّوْرٰاتَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۵ اور جبتک
کہ تم اُن سب باتون پر جو اُسمین ہین عمل نہ کروگے اور اُسمین ایک حرف بہی ایسا
نہ رہیگا جو تمہارے خلاف مین گواہی دے اُسوقت تک تم گدہے ہونے
سے خارج نہین ہوسکتے - اور کہا کرتے تہے کہ اے میری اولاد! کتنی خود پسندی
کتنا لہو و بازی کتنی گمراہی و ہوا پرستی کتنا فریب و بیہودہ زندگی کتنی بیوفائی کتنا سہو
کتنا نسیان کتنی غفلت کتنی لغزشین کتنے گناہ کتنا جہوٹ اور کتنی سستی!!!
کہانتک نصیحتین سنوگے اور کان نہ دہروگے تو تم مُردے ہی جیسے ہو -
اور انکا قول ہے کہ اگر حق تعالیٰ تمہارے دلون پر سے مضبوط قفلون کو ہٹالے
تو جو کچہہ عجائب اور حکمتین اور معانی و علوم قرآن ہین ہین اُن پر ضرور تم مطلع ہوجاؤ
اور اُسکے سوا کسی چیز کے دیکہنے کی تمکو حاجت نہ رہے کیونکہ جو کچہہ وجود کے
صحیفون مین لکہا ہوا ہے سب اُسی مین ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
عـــــہ مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتَابِ مِنْ شَیْءٍ اور اللہ تعالیٰ جس شخص کو اپنی کتاب
کی سمجہہ عطا فرماتا ہے اُسکو اُسکے ہر حرف کی تاویل اور اُسکی ماہیت اور اُسکے
معنی اور یہ کہ ہر حرف کا سبب کیا ہے اور اُسکی صفت کیا ہے اور جو حروف
علوی سفلی عرش کرسی بادل پانی آسمان ہوا زمین اور تحت الثریٰ مین لکہے
ہوے ہین سب بتادیتا ہے - اور انکا قول ہے کہ جب شرائع و کتاب پر چلنے والا
امر و نہی کے درمیان کہڑا رہیگا تو اُسکی کشایش حقیقی ہوگی یہان تک کہ

عـــہ دیکہو ساتوین پارہ کا دسوان رکوع (سورہ انعام کی اڑتیسوین آیت) ہمنے لوح محفوظ
مین لکہنے سے کوئی چیز فروگذاشت نہین کی - ۱۲ -

ہر مشکل اُس سے دور ہوگی اور ہر طلسم اُس سے ٹوٹے گا اور ہر مبہم اُسکے
ذریعہ سے پہچانا جائیگا لیکن جب اُسکی کشائش کلام و ترتیب کی یاد اور مقامات
کا بیان ہوگی تو وہ کشائش نہین ہے وہ تو اُسکے لئے ادراک کے ادراک اور
علوم حق کے مشاہدہ سے حجاب ہے اور وصف بیان کرنیوالا اُس شخص جیسا نہین
ہے جو پہچانتا اور یاد رکھتا اور عرفان کی زبان سے باتین کرتا ہو۔ اور بہت سے ایسے
ہین جن پر ایسی عنایت ہوئی کہ مشاہدہ نصیب ہوا اور اسپر بہی اگر اُن سے
مقامات کا حال پوچہا جائے تو وہ نہین بتا سکتے۔ آور اپنی ساری اولاد سے
میرا مقصود یہ ہے کہ وہ چکہنے والی ہو حال بیان کرنے والی نہو اور وہ علوم کو سینہ
و سفینہ سے نہین بلکہ ربانی معدنون سے لین کیونکہ اس گروہ نے انہین چیزون
کی نسبت گفتگو کی ہے جسکو اُسنے چکہا ہے اور اُنکے دل اللہ تعالیٰ کے عطیون
اور بخششون سے مالامال تہے پس اُن سے اُس آب حیات کے قطرے
ٹپکتے تہے جو اُنہین موجود تہا اسلئے اُنکے علوم کا چشمہ اصلی سرچشمہ کے اصلی
چشمہ سے یعنی آب حیات کے جوہر سے نکلتا تہا۔ اور جو وصف بیان کرنیوالا
ہے وہ تو دوسرے سے نقل کرنیوالے کا ناقل ہے اور اخلاق و فائدہ کے
اعتبار سے اُس مین اس گروہ کے ذوق کا نقطہ و ذرہ بہی نہین پایا جاتا اور اسکی
نسبت منادی کیجاتی ہے کہ یہ وہ شخص ہے جسنے دہوکے کی جا یعنی دنیا مین
پوست پر قناعت کرلی ہے۔ اور بہتیرے ایسے مردان خدا دیکہتے ہین جنہین سے
ہر شخص کو اس بات سے شرم آتی تہی کہ وہ ایسے مقام کا ذکر کرے جسمین وہ
نہین پہونچا ہے گو اُسکے بیان مین دفتر بہرے پڑے ہون۔ پس اے میری

ساری اولاد! جب تم سے کوئی شخص مثلاً تصوف کی نسبت سوال کرے یا معرفت و محبت کو پوچھے تو ہرگز اُسکو اپنی زبان قال سے جواب نہ دو جبتک کہ اُسکے نزدیک تمہارے معاملہ کا ویسا ہی خلوص آشکارا ہو جاے جیسا اس گروہ کا آشکار ہوا ہے۔ اور جب ایسا ہو تب تمہارا کلام امر حاصل شدہ و حاصل کردہ کی نسبت ہوگا۔ اور جب تم مین سے کوئی شخص اوامر دینیہ پر قائم اور عمل مین صاحب خلوص ہوگا تب اُسکی زبان اُن فوائد کی ترجمان ہوگی جو اُسکے خلوص سے حاصل ہوے ہین۔ اور جو شخص راستی و خلوص کا دعوی کرے اور ادب و تواضع کا ثمرہ اُسمین نہ پایا جاے وہ جھوٹا ہے اور اُسکا عمل دکھانے اور سنانے کو ہے جسکا ثمرہ تکبر خودپسندی نفاق و سوء اخلاق ہی ہوگا خواہ وہ چاہے یا نہ چاہے اور انکا قول ہے کہ تصوف صُوف (موٹے بالون کا کپڑا) پہننا نہین ہے۔ صوف تو تصوف کا ایک شعار (معرکہ) ہے۔ کیونکہ تصوف کی باریکی کا بیان دقّت طلب ہے اور اُسکی ترقی کی رونق و تازگی آہستہ ہی آہستہ حاصل ہوتی ہے۔ پس جب صوفی تصوف معنوی کی حقیقت تک پہنچتا ہے تو گُدڑا پہننے کو پسند نہین کرتا کیونکہ وہ رعونت کے مقامات سے نکلکر لطافت کے مقامات مین پہونچتا ہے اور اُسکا ظاہر محسوس اُسکے باطن الٰہی کی طرف لوٹ آیا اور رقت کے بعد مجتمع ہوا ہے اور آتش احتراق کی چنگاری اُسمین ڈالدی گئی ہے اسلیئے پانی اُسکو جلانے لگا ہے اور برف ژالہ اُسکی سوزش کو قوت دیتا ہے اور اُسکے سِرّ کے لطیف اور اُسکی کثافت کے زائل ہو جانے کے باعث باریک کرتہ اُسکی تاب نہین لاسکتا بخلاف مرید کے کہ وہ اپنی بدایت

مین گہرا کپڑا پہنتا اور گہرا کہانا کہاتا ہے تاکہ اُسکا نفس مؤدب ہو اور اپنے مولیٰ
کے آگے سر جُہکائے اور اُس شخص مین اُن مقامات کی صلاحیت پیدا ہو جنمین
وہ ترقی کرے گا پس جسقدر پردہ باریک ہوتا جائے گا اُسیقدر کپڑے بہاری
معلوم ہونگے - اور کہا کرتے تہے کہ اے میرے قلبی بچّو! عزم کی ہمت کو
جمع کرو تاکہ طریق کے معنی کو یافت سے نہ دریافت سے بہچانو اور جس مقام مین تم
ٹہیر جاؤگے وہ تمکو تمہارے مولیٰ سے حجاب مین رکہے گا اور جتنی چیزین کہ
اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین اور اُسکی کتاب
عزیز کے سوا مین سب باطل ہین اور اُسکی وجہ یہ ہے کہ آعراض سے اعراض
پیدا ہوتا ہے - اور کہا کرتے تہے کہ اے میری قلبی اولاد! اپنے قالب سے
مجرد ہوکر اپنے قلب کی طرف آ اور جس چیز مین تجہے کچہ فائدہ نہین ہے یعنی بحث
و تکرار اور نقل و بیہودہ گفتار اُسمین مشغول رہنے کو ترک کر کے خموشی اختیار کر
اور ارادہ کو مضبوط کر کے اس طریق کے گہوڑے پر سوار ہو اور اُس شراب کے
پینے سے پہلے جو باطنی ہے خوب پرہیز کرے اور اُس شراب کے سوا جسمین
محو اور سُکر ہوتا ہے اور کوئی شراب نہ پی آہ آہ یہ طریق کسقدر شیرین ہے
کسقدر روشن ہے! کسقدر تلخ ہے! کیسا قاتل ہے! کیسا نمایان ہے!
کیسا جان بخش ہے! کیسا دشوار گذار ہے! کیسا تکلیف دہ ہے! کس کثرت
سے اسکے پہندے ہین! کیسی سخت اسکی گہاٹیان ہین! کیسے تعجب انگیز اسمین
آنے والے ہین! کیسا گہرا اسکا دریا ہے! کس کثرت سے اسمین شبیہ ہین!
کس کثرت سے اسمین مدد پہنچتی ہے! کس کثرت سے اسمین سانپ اور بچہو ہین!

پس اسے میری اولاد تمہین خدا کا واسطہ دیتا ہون کہ متفق نہو ملے رہو اللہ تعالی تمکو تمہارے بیر کی برکت سے بچا رکھیگا - اور کہا کرتے تھے کہ تم کیونکہ لیلی کو چاہتے ہو تم تو رات دن اُسپر طعن کرنے والون اسکو برا کہنے والون اُسکی بارگاہ کے حاضر باشون کو برا سمجھنے والون اور ان پر اعتراض کرنے والون اور اُسکے معاہدون مین خیانت کرنے والون کے ساتھہ ہو لیلی تو اُسی کے سامنے آئیگی جسنے اُسکے لئے رسوائی اُٹھائی اور اسپر طعن کرنے والون کی بات نہ مانی اور اسکی بارگاہ کے حاضر باشون کو برا سمجھنے والون کی بات نہ سُنی - اور لیلی تو اُس سے محبت نہین کرتی جو اُسکے سوا کسی اور سے دل لگائے یا جسکے دل مین کسی اور کا خیال آئے - وہ تو اُسی کو دوست رکھتی ہے جو اُسکی شراب مین لگن تیے غم بے خود غرق بیہوش اور بے سُدہ ہو یہانتک کہ اگر جن و انس ملکر بھی چاہین کہ اُسکے قلب کو اُسکی طرف سے پھیر دین اور جو پیمان وفا اُسنے لیلی سے باندھا ہو اسکو توڑ دین تو عاجز رہین - اب اسے میری اولاد تم اپنے حال پر نظر دوڑاؤ - اور کہا کرتے تھے کہ اسے میری قلبی اولاد! محال کے قائلون اور بیہودہ بکنے والون اور زبان درازون کے ساتھہ نہ بیٹھا کرو اور ایسے شخص کی ہمنشینی کرو جو اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہو یہانتک کہ لوگ اُس سے طریقت اخذ کرتے ہون اور تمزیق نے اسکو لاغر کر دیا ہو اور کُل دوست اُس سے بچھڑ گئے ہون اور وہ سوکھہ کر قاق ہو گیا ہو اور طریقت کی زہر آلود شراب کے پینے سے اسکا جسم گُھل گیا ہو اور اُسکی نیند اورون کی عبادت سے افضل ہو کیونکہ وہ اپنے سونے کی حالت مین اپنے پروردگار کی بارگاہ مین رہتا ہے اور اکثر عبادت کرنے والے عبادت

مین اپنے نفس کی معیت مین ہوتے ہین۔ اور انکا قول ہے کہ یہ گروہ جو کچھ
دعویٰ کرے اسکی تصدیق کو لازمی سمجھو کیونکہ تصدیق کرنے والے مراد کو پہونچتے
ہین اور ٹھٹھا کرنے والے نامراد رہتے ہین اسلئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خواص
بندون کے دل مین ایسی بات ڈالدیتا ہے جسپر نہ کسی مقرب فرشتہ کو
اطلاع ہوتی ہے اور نہ کسی نبی مرسل کو اور نہ کسی بدل وصدیق وولی کو۔ اور مین
یہ اپنے دل سے نہین کہتا یہ تو اُن لوگون کا کلام ہے جنکو اللہ تعالیٰ کا علم
ہے۔ اسلئے عاقل کو تسلیم کے سوا کوئی چارہ نہین ہے ورنہ نہ خواص بندے
اس سے ملینگے اور نہ یہ ان سے ملے گا اور اُنکے فوائد سے محروم اور دونون
جہان مین گھاٹے مین رہے گا اور انکا قول ہے کہ سچے مرید کی علامت یہ ہے
کہ رات دن اور صبح وشام اس راہ مین چلتا رہے نہ لیٹے اور نہ آرام لے اور اُسکا
راہوار گوشت سے خالی اور شجاعت سے بہرا ہوا ہو اور اُسکی ہمت نے اسکی
سواری کو تہکا دیا اور بیمار بناڈالا ہو نہ کوئی قید اُسکی ہمت کو مقید کرسکتی ہو اور نہ کوئی
ہلاکت اسکو ہیبت دلاسکتی ہو۔ نہ تلوارون کے وار اُسکو مبتلا سے درد یا بیمار
بناسکتے ہون اور نہ کوئی بدراہ شیطان یا سرکش دیو اسکا خیال ہٹاسکتے ہون
جو شخص اُس سے اُسکے معشوق کے بارہ مین جھگڑے وہ مُنہ کی کھائے۔ نہ آرام لے
نہ سوئے اور نہ ہوش مین آئے بلکہ اسکا سارا وقت معشوق ہی کی دُھن مین صرف
ہو۔ اس طور سے وہ چلا جائے یہانتک کہ لیلیٰ کے خیمون تک پہونچ جائے
اور خیمون کی طنابون پر اپنے گال رکھدے۔ اور جب احباب سے مرحبا کی آواز
سُنے تو ہوش مین آئے اور خوش ہو اور قاب قوسین سے یہ صدائین

سے نے کہ یہان ہو پنچ گیا تو آرام سے کتنے دنون سے تو جنگلون بیابانون پہاڑون
اور دریاؤن کو قطع کر رہا اور تاریکیون اور آتشین گہاٹیون کو طے کر رہا تہا - اور کتنی
مدت سے تو تہکن اور رنج و مصیبت مین مبتلا تہا - اور کتنے عرصہ سے اور لوگ
رستہ سے لوٹے چلے جاتے تہے مگر تو آپہونچا - اللہ تعالیٰ تیرا مرتبہ بلند کرے اور
تیری کوشش کو نیک لگائے - آج تم ہمارے یہان مہمان ہو - اور ہمارے دن کا
ابدالاباد تک خاتمہ نہین ہے - آور انکا قول ہے کہ فقیر کی شان یہ ہے کہ وہ
حسد غیبت سرکشی فریب وہی مکابرہ باہمی شک وشبہہ چاپلوسی دروغگوئی غرور
خودپسندی خودنمائی شیخی اکڑفڑ اور نفس کی لذتون سے مُبرا ہو اور مجلسون مین صدر
بنکر نہ بیٹہے اور اپنے بہائی کے مقابلہ مین اپنے آپ کو کوئی چیز نہ سمجہے لڑائی
جہگڑے سے کنارہ رہے اور کسی اہل طریق کے آزمانے یا ناقص ثابت
کرنے یا اسکی نسبت بدظنی رکہنے مین نہ پڑے اور یہی برتاؤ اُن لوگون کے ساتہہ
بہی رکہے جو اس گروہ کے لباس مین ہون اور کبہی کسی صاحب خرقہ پر اعتراض
نہ کرے مگر جس صورت مین کہ وہ اختیاراً صریح کتاب وسنت کی مخالفت کرتا ہو
آور یہ بہی انکا قول ہے کہ فقیر کی شرط یہ ہے کہ عزت وجاہ - کہڑے ہونے اور
بیٹہنے - قبول و روگردانی اور اسی قسم کے احوال ظاہرہ مین مخلوق کی مراعات
کیطرف اسکی توجہ نہو کیونکہ وہ صرف اللہ ہی کو پیش نظر رکہتا ہے - آور انکا قول
ہے کہ جبتک "مین" اور "تم" ہے اسوقت تک محبت کہان محبت تو روحون
کا جسمون کے ساتہہ ملجانا اور شیر وشکر ہو جانا ہے - آور انکا قول ہے کہ اس
فرقہ کا کوئی شخص بدعتی نہین ہے یہ لوگ تو ادب مین سید الامم ہی کی پیروی

کرتے ہین اور اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ "مسلمانو! اپنے گھرون کے سوا (دوسرے) گھرون مین گھروالون سے پوچھے اور ان سے سلام علیک کئے بدون نہ جایا کرو" چنانچہ اس آیت کے اُترنے کے بعد لوگون کی یہ حالت تھی کہ کھڑے ہوکر تین مرتبہ آواز دیتے تھے اور اگر اجازت ہوتی تھی تو جاتے تھے ورنہ اپنی جگہہ پر واپس چلے آتے تھے - اور انکا قول ہے کہ اگلے لوگ ایکجا ہونے کی آفتون سے ڈرتے تھے اسی لیئے ان لوگون نے گوشہ نشینی اختیار کی تھی صرف نماز جمعہ اور علم کی ایسی مجلسون مین شریک ہونے کے لیئے باہر نکلتے تھے جنمین نہ ریا ہوتی تھی نہ نزاع نہ خودنمائی اور نہ کسی کی خاطرداری اور ہمارے زمانہ مین ان باتون سے بچاؤ کی بہت ہی کم صورت نظر آتی ہے اسلیئے اُن چیزون کے حاصل کرلینے کے بعد جو اللہ تعالیٰ نے تمپر واجب کی ہین تنہائی ہی اختیار کرو کیونکہ اے میرے بچے! تم ساتوین صدی مین ہو جسکے اکثر آدمی سالک کی شریعت کو شریعت کے مخالف اور عشق کی حقیقت کو طریقت کی بدعت قرار دیتے ہین گویا انہون نے کبھی اللہ کی بخشش اور اللہ کی مدد کے عطیون اور اُنکے خلاف عادت عجائبات کو جانا ہی نہین ہے بلکہ اپنے بُرے حال کی وجہ سے سمجھتے ہین کہ بخشش کا دروازہ بند ہوچکا ہے - اور جس شخص کا ایسا اعتقاد ہو وہ تو اللہ تعالیٰ ہی پر اُسکے فعل کی نسبت معترض ہے - اور اعتراض سے اللہ پناہ دے لیکن جو لوگ کہ حاضران بارگاہ ہین اُن کو ایسے لوگون سے جو اُس سے روگردان

عـــہ پارہ ۱۸ - رکوع ۱۰) سورہ نور -- یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا -

ہین متاثر کرنا ضروری ہے تاکہ ولیون سے کرامات سرزد ہوتے دیکھکر دوگردانون کو بہی اُس بارگاہ کا شوق پیدا ہو۔ پس جو شخص فقیرون کی قدر نہین جانتا وہ کسقدر جاہل اور کمیا اندہا ہے۔ اُس فرقہ کی نسبت کیا کہا جائیگا جسکے سب لوگ اللہ تعالیٰ کے طالب ہین۔ کیا کوئی مسلمان انکو بُرا سمجھے گا؟ واللہ کبھی نہین۔ جنید رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ ایک فرقہ کے لوگ وجد کرتے اور تھرکتے ہین۔ انہون نے کہا کہ انکو اللہ تعالیٰ کے ساتھہ خوش ہونے دو اور صرف اُسی گناہ کو بُرا سمجھو جسکی تصریح شریعت مین ہے۔ اور اس فرقہ کے جو لوگ ہین انکے جگر کو اس طریق نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور مصیبت ودماندگی نے انکی آنتون کی دھجیان اُڑا دی ہین اور تنگ حال بہی ہین اسلئے کہ اگر یہ اپنی حالت کا علاج کرنے کے لئے سانسین بہرین تو کچہہ مضایقہ نہین ہے اور بہائی جان! جو مزہ وہ چکہتے ہین اگر تم چکہتے تو انکو چیخنے چلاّنے اور کپڑے پہاڑنے مین معذور سمجھتے۔ پس اللہ تعالیٰ میری اولاد کو ہدایت کی راہ پر چلنے کی تعلیم فرماے بیشک وہ سننے والا قبول کرنے والا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ اس فرقہ کے اخلاق سے کم آشنائی بدنصیبی ہے کیونکہ انکے ساتھہ بےادبی ہلاکت کا باعث ہوتی ہے اور دروازہ کھلا ہوا ہے بند نہین ہے سُن رکھو کہ یہ فرقہ اللہ کے دروازہ پر کہڑا ہوا ہے اور پردہ مین چھپا کر جو رازونیاز کی باتین ہوتی ہین وہی جواب ہے۔ اور انکا قول ہے کہ سب سے درست تفسیر تو وہ ہے جو سلف سے مروی ہے اور سب سے اجنبی وہ ہے جو ہر زمانہ مین دلون پر منکشف ہوتی ہے اور اگر کوئی محرک ہمارے دلون کو حرکت مین نہ لاتا تو ہم اُسکے سوا جو سلف سے وارد ہوا ہے کچہہ بہی زبان پر نہ لاتے مگر جب کوئی مضمون ہمارے دلون کو حرکت مین

لاتا ہے تو ہم اپنے پروردگار کے دروازہ سے کشایش چاہتے اُس سے اجازت
طلب کرتے اور اُس سے سوال کرتے ہین کہ اپنے کلام کی سمجھ عطا فرما تب ہم اُسقدر
کلام کرتے ہین جسقدر کشائش ہمارے دلون پر ہوتی ہے اسلیئے ہماری باتون کو
تسلیم کرو تو سلامت رہو گے کیونکہ ہم تو خالی ظرف ہین اور علم اللہ تعالیٰ ہی کا علم ہے
اور انکا قول ہے کہ جب ربوبیت کا فیض ہوپہنچتا ہے تو ریاضت و اجتہاد سے
بے پروا کردیتا ہے کیونکہ ریاضت کرنے والے کو جبتک کہ اللہ تعالیٰ کی بخشش
نہ ہوپہنچے وہ قاصر ہے اور خداوند تعالیٰ کبھی قاصر کو اسقدر عطا فرماتا ہے کہ بڑے
بڑے علم والون کو نہین ملتا اور اس فرقہ کا مطلوب صرف وہی ہے اسلیئے جب
اُسکی معرفت تک ہوپہنچ گیئے تو بغیر اُسکے بتانے کے اور بغیر محنت و مشقت
کے ہر چیز کو جان جاینگے پھر جب اُنکو صحیح معرفت حاصل ہوگئی تو اسکے بعد کوئی
پردہ نہ رہا البتہ اسکی نہین کہتا کہ مخذول[ع۵] ہوجاے - اللہ اس سے بچاے - اور
انکا قول ہے کہ جو شخص فنا مین فانی ہوا وہ بقا مین باقی رہا اور فنا بھی ایک حجاب ہے
مگر اُس صورت مین کہ باطل کی فنا ہو جیسا کہ بعضون نے کہا ہے کہ اُسنے موسیٰ
کو موسیٰ سے فنا کیا یہانتک کہ وہی متکلم ہوگیا - اور انکا قول ہے کہ جسمین خلق اللہ
پر شفقت کرنے کی صفت نہو وہ اہل اللہ کے مرتبون تک نہ ہوپہنچے گا اور روایت
ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب بکریان چرائین تو انہون نے ایک کو بھی لکڑی سے
نہ مارا اور نہ انکو بھوکا رکھا اور نہ انکو تکلیف دی اسلیئے جب اللہ تعالیٰ نے اُن کا
کمال شفقت بکریون پر دیکھا تو انکو نبی بناکر بھیجا کلیم بنایا اور بنی اسرائیل کا چرواہا مقرر

ع۵ جس سے دوستی چھڑا دیجاے - ۱۲ -

کیا اور ان سے سرگوشیان فرمائین - پس جو شخص خلق کی عزت اور اسپر شفقت کریگا
وہ مردون کے مراتب پر پہونچے گا و السلام - اور کہا کرتے تھے کہ و اللہ اگر لوگ سچی مہاجرت
کرین اور اوامر کے تحت مین داخل ہون تو انکو پیرون کی ضرورت نہ رہے مگر لوگ
اس راستہ کیطرف علیلین اور بیماریان لیکر آتے ہین اسی لئے انکو حکیم کی حاجت
ہوتی ہے - اور یہ جب کسی فقیر کی بیعت لیتے تو اُس سے کہتے تھے کہ اسے
فلان اللہ تعالی کی کتاب اور اُسکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے موافق
عمل کرنے نماز کے پابند رہنے زکوٰۃ دینے - رمضان کے روزے رکھنے بیت
اللہ کا حج کرنے اور جتنے اوامر مشروعہ اور اخبار مرضیہ ہین اُنکی پیروی کرنے
اور قول و فعل و اعتقاد سے اللہ تعالی کی طاعت مین مشغول رہنے کی بنا پر زہد
اختیار کر اور اے میرے نیچے دنیا کے مال و منال اسکی سواریون پوشاکون
سامانون راحتون اور لذتون کیطرف نگاہ نہ کر اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
اخلاق کی پیروی کر اور اگر یہ تجھسے نہو سکے تو اپنے پیر کے خلق کا پیرو رہ اور اگر
اس سے بھی تو نیچے اترا تو ہلاک ہوا - اور سن لے کہ توبہ نہ تو کاغذ کے ورق
پر لکہنے سے ہوتی ہے نہ بغیر عمل کے زبان سے کہنے سے توبہ تو گناہون کے
نہ کرنے کا ایسا مضبوط ارادہ ہے کہ جان جاسے تو جاسے مگر اس ارادہ سے
باز نہ آوے - اسے میرے نیچے اندہیری رات مین سنبہلکر قدم رکہہ اور ان لوگون
مین سے نہو جو مہملات مین مشغول رہتے اور غلط گمان رکھتے ہین کہ اہل طریقت
مین سے ہین اور جو شخص چیزون سے ٹھٹھے کرے گا چیزین بھی اُسکو جھلیون مین
اُڑائینگی و السلام - اسکے پاس ایک فقیر نے آکر خرقہ پہننے کی درخواست کی تو

اسکی طرف دیکھا اور کہا کہ میان با صورت بنالینا کچھ اچھی بات نہین ہے خرقہ پہننا
صرف اسی کو زیبا ہے جسکو زمانہ نے رگڑے دیے ہون اور جسنے راستہ کی
کڑیان جھیلی ہون اور جسکا معاملہ خلوص کے ساتھ ہو اور جسنے اس فرقہ کے رموز
کے معنی پڑہے ہون اُنکے اخبار پر نگاہ ڈالی اور اُسکے سارے حرکات
سکنات سفر خلوت و جلوت مین اُسکے مقصود کو پہچانا ہو پس اگر تم سچے ہو تو
مسخراپن اور دل لگی نہ کرو اور نہ بچون کی سی عقل سے کام لو کیونکہ بندہ کے نتبت
الی اللہ تعالیٰ (اسد سے یعنے توبہ کی) زبان سے بغیر قلب کے کہنے سے یا کاغذ
پر لکھ دینے سے کچھ نہین ہوتا بندہ کی توبہ کا معاملہ تو یہ ہے کہ موجودات کو قلب
کی آنکھون سے دیکھنے اور اپنے مولیٰ کے سوا کو آنکھون مین جگہ دینے سے
باز آئے پس جب فقیر کا یہ معاملہ درست ہوگیا تو مردون کے مقامات مین پہونچنے
کی اُسمین صلاحیت آگئی۔ اور انکا قول ہے کہ مبتدی کی روزی بھوک اُس کا
مینہ اُسکے آنسو اور اُسکی حاجت مولیٰ کی ہمہ دم جستجو ہے وہ روزے رکھے
یہانتک کہ نرم و رقیق ہو جاے اور اُسکے قلب مین رقت داخل ہو اور اسکی عقل
کی ساعت کھل جاے اور اُسکے کانون کی ٹھیٹھیان نکل جائین پس کانون
اور نیز دل سے قرآن کے مضامین و نصائح کو سننے لگے اور جو شخص کہ کھاتا اور
سورہتا اور بیہودہ باتین کرتا اور رخصتون پر عمل کرتا اور کہتا ہے کہ ایسا کرنے والے
پر کچھ الزام نہین ہے اُس سے کچھ ہونا ہوانا معلوم والسلام۔ اور کہا کرتے ستھے
کہ ہمنے اپنے اس طریقہ کی بنا صرف موجزن و شور افزا دریا اور شعلہ زن اور دہکتی ہوئی
آگ اور بھوک اور زردی جسم پر رکھی ہے اسمین نہ زبان آوری ہے اور نہ لاف زنی

مگر ہمنے اپنی اولاد مین سے ایک کو بھی مردون کے نقش قدم پر چلتے نہ پایا اور نہ کسی مین محل اسرار ہونے کی صلاحیت دیکھی لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اس بے وفا زمانہ سے - اور انکا مقولہ ہے کہ فقیر ہیبت مین بادشاہ کے مانند اور عاجزی و فروتنی مین ذلیل غلام جیسا ہوتا ہے مین کہتا ہون کہ وہ اپنی پارسائی علو ہمتی - کثرت درگذر و معافی - شرافت نفسی اور عدم منت نہی وغیرہ کے سبب سے بادشاہ کے مانند ہوتا ہے بلکہ وہ بادشاہ سے زیادہ ہیبت کے لائق ہے کیونکہ وہ حق کا ہمنشین ہے اور اکثر بادشاہ حق کی ہمنشینی کے لائق نہین ہوتے کیونکہ وہ یہ رتبہ تلوار سے حاصل کرنے یا بدعتی وغیرہ ہوتے ہین واللہ اعلم - اور انکا مقولہ ہے کہ پیر مرید کا حکیم ہوتا ہے اور جب بیمار حکیم کے کہنے پر نہ چلیگا تو اسکو شفا نہوگی - اور کہا کرتے تھے کہ جب سے ہمنے اپنی ہمت اسکی طرف پھیری اسنے ہمکو ماسوا سے بے نیاز کر دیا ہمنے تو کبھی ابلیس لعین کو پہچانا ہی نہین - اور انکا مقولہ ہے کہ فقیر کی خلوت اسکا سجادہ ہے اور اسکی جلوت اس کا اندرون اندر اسکا بطون ہے - اور انکا قول ہے کہ قرآن تلاوت کرنے والے پر واجب ہے کہ تلادت کیلئے اپنے منہ کو بکبک اور فحش سے پاک وصاف کرلے اور صرف خالص حلال وقت کی خوراک بہر جسمین اسراف نہو کھاے پس اگر اسنے حرام کہایا تو بے ادبی کی اور اپنے کپڑون اور جسم کو خوشبو سے بسالے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکے لئے اسقدر خوشبو لگاتے تھے کہ اگر کسی چیز کو آپ ہاتھ لگاتے تھے تو زمانہ تک اُس سے خوشبو آتی تھی اور آنحضرت صلعم کی مانگ سے مشک چمکتا نظر آتا تھا - اور انکا مقولہ ہے کہ غیبت مولویون کا نقل بدکارون

کی ضیافت بادشاہون کی نزہتگاہ عورتون کی چراگاہ اور پرہیزگارون کا گھوڑا ہے
اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچے! میرے کلام کو اُسی شخص کے پاس
ودیعت رکھو جو ہم مین سے ہو اور ہمارے طریق پر چلنے کو دوست رکھتا ہو اور اسکو
اُسی کے سامنے ڈالو جو ایسا صاحب محبت حق پرست ہو کہ ہمارے زمرہ مین
داخل ہو کیونکہ نااہل کے سامنے بات کہنی داخل عیب ہے - اور کہا کرتے تھے کہ
ہمارا یہ طریقہ دردغبانی کا نہین ہے بلکہ تحقیق راستبازی تصدیق جانسپاری
کوشش جانفشانی محنت مستعدی اور بغیر دعوے کے نفس کشی اور
عاجزی و فروتنی ذلت وفراست اور رقوم وعلوم کا ہے - پس اے میری اولاد!
جب تم میری نصیحت پر عمل کروگے اور میرے سارے اشارات تم مین عود
کر آئینگے تو میری اجازت سرّ ومعنی مین پاک وصاف کرنے والی اور کامل
بنانے والی ہوگی کیونکہ مقامات جو تمسے چھپے ہوئے ہین تو صرف تمہاری ہی
وجہ سے - اور انکا قول ہے کہ فقیر فقیر نہین ہوتا جبتک کہ وہ سارے خلائق
کی ایذادہی کو اُسکی تعظیم کے لئے جُھکے وہ بندے ہین برداشت نہ کرے
پس جو اسکو ایذا دے اُسکو ایذا نہ دے اور جس بات سے اسکو سروکار نہو اُس
مین زبان نہ ہلائے اور کسی کی مصیبت سے خوش نہو اور محرمات سے نہ بچے
رہنے اور شبہات مین رُک جانے کی نظر سے کسی کو غیبت سے یاد نہ کرے
جب بلا مین گرفتار ہو صبر کرے جب قابو پائے بخشدے چشم پوشی کرنے والا
ہو اپنے جسم سے زمین کو آباد کرے اور اپنے قلب سے آسمان کو اسکا طریقہ
غصہ کو پی جانا - اور بخشش وایثار معافی ودرگذر اور ہر ایسے شخص کی نسبت

تحمل کر لینا ہو جو اسکے بارہ مین ناپسندیدہ باتین بیان کرے - اور کہا کرتے تھے کہ
فریاد ہے اس زمانہ کے لوگون سے واللہ اگر زندگی مین گنجایش ہوتی تو مین ضرور
پہاڑون کی چوٹیون اور وحشت خیز جنگلون کے بیچون بیچ سکونت اختیار کرتا کیونکہ اس
زمانہ مین جو آدمی ان لوگون مین رہتا ہے وہ سخت مصیبت مین مبتلا رہتا ہے -
دل وحشت زدہ - احوال ڈانوان ڈول اور شہوتین غالب ہین - احوال مین خلوص نام کو نہین
ہے - کیونکہ کمزور شخص روح کو انکے میل جول اور انکی دوستی سے بچا سکتا ہے اور کیونکر
انکے عیوب کے دیکھنے سے شب و روز چشم پوشی کر سکتا اور ہر فتنہ و شہوت و ایذا دہی
مین بغیر اسکے کہ انکا ویسا ہی بدلہ کرے اُنکے ساتھ ٹھیر سکتا ہے - اسکی طاقت صالحین
کے سوا کسی مین نہین ہے - اور انکا قول ہے کہ بہتیرے لوگ پانی مین کھڑے
رہتے اور تشنہ کام و پریشان رہتے ہین یعنی جب اسکو اپنے مولیٰ کی طلب مین
خلوص حاصل نہوا بلکہ کسی علت سے اُسنے اپنے رب کی پرستش کی تو وہ گویا پانی
مین ہے اور پیاسا ہے اسلیے خلوص سے عمل کرو تاکہ تمہاری پیاس بجھے - کیونکہ
اللہ تعالیٰ کی راہ نہین ملتی مگر نفس کو مار ڈالنے اور مجاہدہ و مخالفت کی تلوار سے اسکو
حلال کر دینے سے - اور کہا کرتے تھے کہ تم مین سے کوئی شخص کیونکر یہ دعوی کرتا
ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے طریق کا مرید ہے حالانکہ غنیمتون کے ملنے خزانون کے
کھُلنے علوم کے پھیلنے ارقنوم کے ظاہر ہونے اور حیّ قیوم کی تجلی کے وقت وہ پڑا سوتا
ہے - اے جھوٹو! تم جھوٹے دعوون سے شرماتے نہین تمہاری ہمتین خوابیدہ اور
تمہارے ولولے افسردہ ہین - اہل طریق اس طور پر تو راہ نہین لگتے - پس اللہ ہی
میری سب اولاد کو فلاح کی راہ پر لگا دے آمین اور انکا قول ہے کہ زہد اسکا نام نہین ہے کہ بندہ

کسی چیز سے الگ ہوجائے زہد تو بس یہ ہے کہ اپنی امارت یا پیشہ ہی مین رہے
اور اسکا قلب الگ اور حائل ہو اور ذکر فکر حیرت مجاہدہ و ربط مین گمنام اللہ عزوجل کے
ذکر مین مشغول صبح و شام ہو۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میری قلبی اولاد قہوۂ قرقفیہ ع
کے پینے اور اُسکے استعمال کرنے کو لازمی سمجھو کیونکہ مین اُسکی عزت و جلال کی
قسم کھا کر کہتا ہون کہ جو شخص تم مین سے راست باز و صاحب خلوص ہوگا وہ جس
شخص کو مس کردے گا اُسمین حکمت جوش مارے گی اور ایسی شراب اور ایسا نشہ
اُسکو حاصل ہوگا کہ اس دار ناپائدار کا اُسکو ہوش بھی نہ آسکے گا۔ اے میری اولاد
اہل تمکین کی آنکھون کے سامنے دنیا ایک حلقہ کیطرح ہے ایک گروہ تو اقطاب
کی طرف جارہا ہے اور ایک گروہ کیطرف اقطاب چلے آتے ہین۔ مین اپنی
اولاد مین سے صرف اُسی کو دوست رکھتا ہون جسکو مین ہر ساعت ایک مقام سے
دوسرے مقام پر ترقی کرتے دیکھتا ہون۔ بس اُسوقت میری آنکھین ٹھنڈی
ہوتی ہین اور اُس وقت اُس سے فائدہ پہونچنا شروع ہوتا ہے۔ اے میرے
بچے اگر تو چاہتا ہے کہ تیری دعا کی شنوائی ہو تو اپنی زبان کو لوگون کے بارہ مین
کلام کرنے سے محفوظ رکھہ اور شہادت سے بچا رہ۔ اے میرے بچے! اگر تجھے
میرے قول مین شبہہ ہو تو جو کچھہ مین تجھے کہتا ہون اُسپر عمل کر اور تھوڑا تھوڑا
کرکے اپنے نفس کو آزما تب تجھے میرے قول کی سچائی معلوم ہوگی۔ پس جو ثابت
قدم رہے گا اُسکے قدم جمائے جائینگے اور جو اطاعت کرے گا اُسکی اطاعت

ع قرقف عربی مین شراب کے نامون مین سے ایک نام ہے۔ قہوۂ قرقفیہ سے
مراد عشق الٰہی کی شراب ہے ۱۲ مترجم

ہوگی۔ پس جب تو اپنے مولیٰ کی اطاعت کرے گا تو آگ پانی ہوا اور جن وانس
سب تیری اطاعت کرینگے۔ اور انکا قول ہے کہ خلوت اُسی صورت مین فائدہ دیتی
ہے جب پیر کے اشارہ سے ہو ورنہ اسمین بہلائی سے زیادہ برائی ہے۔ اور انکا
قول ہے کہ تمکو زیبا نہین ہے کہ اورون پر حکم کرو مگر اس حالت مین کہ تم شریعت کے
حدود پر قائم رہنے کی وجہ سے پاک صاف ہو گئے ہو۔ اور انکا قول ہے کہ جسم کی تین
قسمین ہین دل زبان اور اعضا پس زبان و اعضا پر تو فرشتے متعین ہین اور دل
اللہ تعالیٰ کی نگرانی مین ہے۔ آنکے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ مین حقیقت کی
راہ پر چلنا چاہتا ہون انہون نے اُس سے کہا کہ اے میرے بچے! پہلے تم اللہ
کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق جو ایسی پسندیدہ
چمکتی ہوئی اور روشن ہے کہ اسکے نور سے تاریکیان دور ہوئین اور مکہ مدینہ شام و مصر
عراق و یمن مشرق و مغرب اور افق علوی و سفلی منور ہو گئے زہد و عبادت کرو اور
جب تم اسپر عمل کروگے تو اُسی سے علم حقائق و اسرار کی چنگاریان نکلین گی
پس اے بہائی جیسا مینے تمسے کہا اُسی راستہ پر تدریج کے ساتھ تھوڑا تھوڑا
کرتے چلو اور اگر تم مین خلوص و راستبازی ہوگی تو اللہ تمہاری نگہداشت کرے گا
اور انکا قول ہے کہ اہل اللہ کے علم سے زیادہ پاکیزہ زیادہ منور اور زیادہ فائدہ مند
کوئی علم نہین ہے کیونکہ اس علم کا ایک ذرہ بہی اورون کے پہاڑ برابر عمل پر بہاری
ہے اسلئے کہ یہ علتون سے خالی ہے اور نیز یہ وجہ ہے کہ اس فرقہ کے لوگون
کا عمل دلون اور جسمون دونون سے ہوتا ہے اور دوسرون کا جسمون مین ہی سے
ہوتا ہے دلون سے نہین ہوتا اور یہی وجہ ہے کہ طاعت کی کثرت سے انکے غرور

وخود پسندی ہی مین اضافہ ہوتا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ میان اگر تمکو نماز مین خشوع
حاصل ہو تو تمہاری عقل ٹھکانے نہ رہے اور سمجھ بوجھ نہ رہے اور رعب و وحشت کے
مارے تم قرآن کی ایک سورہ بھی نہ پڑھ سکو کیونکہ جب سوئی کے ناکہ کے ستانوین
جزؤن مین سے ایک جزو کے برابر تجلی ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہوکر گر پڑے
اور مرغ بسمل کیطرح تڑپنے لگے اور یہ تجلی ہر نمازی کو واقع ہوتی ہے بشرطیکہ وہ بھی
ویسا ہی سمجھے جیسا موسیٰ علیہ السلام سمجھے تھے اور کہتے تھے کہ اہل شریعت کہتے
ہین کہ لحن فاحش سے نماز باطل ہوتی ہے اور اہل حقیقت خلق فاحش سے
نماز کو باطل قرار دیتے ہین پس جب آدمی کے باطن مین کینہ حسد یا کسی کی نسبت
گمان بد یا دنیا کی محبت ہوگی تو اسکی نماز باطل ہے کیونکہ جسکے یہ اخلاق ہونگے
وہ نماز مین اللہ تعالیٰ کی عظمت کے شہود سے حجاب مین ہوگا اور جسکا قلب
محجوب رہا اسنے نماز نہ پڑہی کیونکہ صلواۃ اللہ تعالیٰ سے مواصلت ہے۔ اور کہا
کرتے تھے کہ اے میری قلبی اولاد! بکبک اور جھگڑے کرنے والون سے
میل جول نہ رکھو اور ان مین سے کسی کو اپنا ہمنشین نہ بناؤ اور ایسے شخص کی صحبت
مین بیٹھا کرو جو شریعت و حقیقت کا جامع ہو کیونکہ ایسے شخص سے تمکو اپنے
سلوک مین بڑی مدد ملے گی۔ اور کہا کرتے تھے کہ اگر تم واقعی میری اولاد اور
خلوص سے میرے پیرو ہو تو اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے ہوجاؤ اور اپنے ہی
دل کو اپنا واعظ بناؤ اور خوب عمل کرو اور کسی کے درہم (روپیہ پیسے) کی جستجو
نہ کرو بس یہی میرا طریقہ ہے اور جو شخص مجھسے محبت رکھتا ہے وہ میرے ساتھ اس
راہ مین چلے گا کیونکہ سچا فقیر وہی ہے جو اور دن کو کھلاتا ہے انکا کھانا نہین ہے

اوروں کو دیتا ہے اُن سے لیتا نہین ہے نہ دنیا کی جستجو کرتا ہے اور نہ اسکے
کسی سامان کی اسلیے کہ اس راستہ مین رشوت لینی حرام ہے اور تمہارے
پیر نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا ہے کہ کسی شخص سے پیسہ یا روپیہ نہ لے گا اور مین
جو تمکو یہ حکم دیتا ہون تو صرف اللہ کے لئے ورنہ اسکا باعث کوئی غرض یا کوئی دنیوی
امر یا کوئی حصول منفعت نہین ہے اور نہ اظہار دعویٰ ہے میرا مقصود تو صرف
یہ ہے کہ بھائیون کی نصیحت مین مین پورا بری الذمہ ہو جاؤن اُسمین کچھ کسر نہ باقی رہے
اور میری ساری اولاد مین رکھے کہ جو شخص ہوا و ہوس اور نفس کے غلبہ سے میرے
طریقہ مین کسی چیز کے لینے کو مستحسن قرار دے گا وہ اپنے پیر کے طریقہ سے
خارج ہو جائے گا۔ اے میرے بچو! دنیا کے میل دلون کو سیاہ مطلوب سے
بے راہ کرتے اور کثرت گناہ کا سبب ہوتے ہین اور مین اس شخص سے
راضی نہین ہون جو اجازت دینے مین ایک پیسہ بھی لے اور جو شخص کہ فقیرون
کو خرقہ پہنانے مین دنیا کا طالب ہو اللہ تعالیٰ اُسکو دشمن سمجھتا ہے اور اگر دنیا کے
کام دہندے کرے اور اپنی ذات اور اپنے بال بچون کے لئے کوئی پیشہ
کرے تو اُسکے لئے بہتر ہے اور میرا طریق تو تحقیق و تصدیق و تمیز و تدقیق
کا طریق ہے اور جو شخص کہ اس طریق مین دنیا کا کوئی سامان لے گا اور میرے
بعد میرے طریق کو ضایع کرے گا اور دین کے ذریعہ سے دنیا حاصل کرے گا
اور جس روش پر مین اور میرے اصحاب ہین اسکی مخالفت کرے گا مین اُس
سے اللہ تعالیٰ کی برأت چاہتا ہون۔ خداوندا! اگر میرے یہ اصحاب میرے
بعد میرے طریقہ کی خلاف ورزی کرین تو انکو اُنکے گناہون کے سبب سے ہلاک

نہ کر بیشک اللہ اس فقیر کو دوست نہین رکھتا جو اپنے راز کو بیچتا یا اُسکے ذریعہ سے
ایک لقمہ بھی کھاتا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ میرے بچو! مین چاہتا ہون کہ تم سرنگون
دنیا سے روگردان خدا سے ڈرنے والے فروتنی برتنے والے ساری دوشتون
کا بوجھ اُٹھانے والے اپنے مولی کی محبت مین مست رہو تمکو جورد نہیچے بھائی
مصاحب کسی کیطرف التفات نہو اور نہ کسی دنیوی وظیفہ دیومیہ کی پرواہ ہو اور
نہ اپنے مولی کے سوا کسی سے رسم و راہ ہو۔ اور کہا کرتے تھے کہ میرے بچو! اگر
تمہارا عہد میرے ساتھہ درست ہو تو مین تمسے قریب ہون دور نہین ہون اور مین
تمہارے ذہن مین تمہارے کانون مین اور تمہاری آنکھون مین ہون اور مین تمہارے
سارے ظاہری و باطنی حواس مین ہون اور اگر تمہارا عہد میرے ساتھہ درست
نہین ہے تو تم مجھسے دور ہی مشاہدہ کروگے۔ اور کہا کرتے تھے کہ مین اللہ تعالی
کی کسی مخلوق کے لئے لہو و لعب کو پسند نہین کرتا۔ پھر مین اپنی کسی اولاد کیلئے
کیونکر پسند کرونگا۔ پس اے میری اولاد جب تو میری نصیحت قبول کرے گی
اور اپنے باطن مین ریاضت و مجاہدہ سے کام لے گی اور اسکو نصب العین رکھیگی
تو تجھے اپنے پیر کا کلام سُنائی دے گا گو تو مشرق مین ہو اور وہ مغرب مین اور
اُسکی مثالی صورت دیکھے گی۔ پس جب تجھے اپنے امور باطن مین کوئی مشکل یا
کوئی ایسی بات پیش آئے جسمین تو اپنے پروردگار سے استخارہ کرے یا کوئی
شخص تیرے ستانے کا ارادہ کرے یا اور کوئی امر ہو تو اپنے پیر کی طرف متوجہ
ہو کر اپنا مافی الضمیر بیان کر اور اپنی حسّی آنکھون کو بند کر اور قلبی آنکھون کو کھول پس
تو اپنے پیر کو دیکھہ لے گی اور اپنے تمام امور مین اس سے مشورہ کرسکتی اور اپنی

حاجت اس سے طلب کر سکتی ہے اور وہ جو کچھ تجھے کہے اسکو قبول کر اور اسکی تعمیل کر۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچو! اگر تم صائم الدہر و قائم اللیل ہو اور تمہارا دل پاک اور معاملہ خلوص کے ساتھ ہو تب بھی دعوے نہ کرو اور صرف یہی کہو کہ میں گنہگار رونا دار رہوں اور نفس کے غرور و زور سے بچتے رہو کیونکہ بہت سے فقیر اسی سے برباد ہو گئے ہیں۔ اور کہا کرتے تھے کہ اگر تو میری اولاد میں سے ہونا چاہتا ہے تو ہمیشہ قیام کیا کر اور مجاہدہ و ریاضت کی دائمی پابندی کر اور نہ گھبرا نہ منہ پھیر اور نہ اندیشہ ماندگی کی حجت پر نفس کو شغل عبادت کے ترک کرنے کی اجازت دے کیونکہ یہ کہنے والا داناد بینا ہے اور فریب و دہوکا دینا نفس کا شیوۂ دیرینہ ہے۔ اور انکا قول ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ جو شخص اس فرقہ کا لباس اختیار کرے اسکو وہ لباس یا نوشتہ یا خرقہ کچھ فائدہ پہونچا سے یہ تو ظاہری چیزیں ہیں اور اس فرقہ کے زینے تو انکے اعمال ہیں کیونکہ یہ اعمال ہی کے ذریعہ سے مردانِ خدا کے مرتبوں کو پہونچتے ہیں اور میں نے تو کسی شخص کو نہ دیکھا کہ وہ جبہ پہن لینے یا خلافت نامہ حاصل کر لینے کے سبب سے مردانِ خدا کے رتبہ کو پہونچا ہو بلکہ خلافت نامہ لکھدینا تو مرید کو طلبِ مزید سے روکدیتا ہے اور اسمیں قرار کہاں ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میری اولاد! اگر تم کسی کی غیبت کرنی چاہو تو اپنے والدین کی غیبت کرو کیونکہ وہ تمہاری نیکیوں کے اوروں سے زیادہ مستحق ہیں۔ اور انکا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دلوں پر رات اور دن میں بہتر مرتبہ نظر فرماتا ہے اسلئے اے میری اولاد! اپنے رب کے محل نظر کو صاف ستھرا رکھو اور اسکو پاک و صاف عمدہ نکھرا چمکیلا روشن سچا

با خلوص بناؤ تاکہ قرب کے گلشن مین تم چرو اور اسمین نور کا ظہور رہو کیونکہ اگر فانوس
شفاف نہ ہوگا تو بتی کی روشنی اُس سے ظاہر نہ ہوگی۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے
بچو! اپنے صفحہ رخسار پر اپنے سبق کے تورات کو اور اپنی فہم کے انجیل کو اور اپنے
ذکر کے مزامیر کو اور اپنی صفوت کے زبور کو اور اپنی تفریق کے فرقان کو اور اپنی جمع
کے مجموع کو نقش کرلو اور اپنے حضور کے سرود اور اپنے نگہبان کے مراقبہ
مین مشغول ہو اور قیل وقال کو چھوڑ کر اپنے نفس مین مصروف رہو اور ہرگز ایسے
شخص کی صحبت کا رُخ نہ کرو جو غفلتون مین اپنی اوقات اور اپنے انفاس کو
ضائع کرکے بزرگ بننا چاہتا ہو کیونکہ اسکی صحبت تمہارے لئے ہلاکت ہے۔ اور
کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچو! اپنے عزم کے عزمات کو درست کرو اور
اپنے وہم کے تخیلات کو دور کرو اور حقائق کے دریا مین اُترو اور معاملہ کو اللہ کے
سپرد کرو اور اپنے شیخ کا اقتدا اور اسکے حکمون کی پیروی کرو اور اپنی سپر ڈال دو
اور اپنے نفس کی خبر اورون سے نہ پوچھو بلکہ عمل کرتے جاؤ یہانتک کہ مَن
عَرَفَ نَفْسَهٗ عَرَفَ رَبَّهٗ (جسنے اپنے نفس کو پہچانا اُسنے اپنے رب کو پہچانا)
کے حقائق تم پر کھل جائین۔ اور انکا قول ہے کہ جب فقیر اتباع شرعی کی روش پر
عمل کریگا تو اسکا نفس روحانی ہو جائیگا اور روحانی نہیں کہا کہ لطیف و نورانی جو
سرِ قلب و معنی کی دوڑ دوڑے گا اور روشِ اتباع شرعی کے معنی وہ ہین
جو اس قسم کی آیتون مین مذکور ہین یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا
وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۵ مسلمانو! رکوع

ﮬ۵ پارہ ۱۷ - رکوع ۱۷ (سورہ حج) - ۱۲

کرو اور سجدے کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور نیکی کرتے رہو تاکہ تم اپنی مراد کو پہونچو۔ اور انکا قول ہے کہ مرید پر واجب ہے کہ اپنے اعضا کو غفلتون اور اللہ کے ذکر مین سستیون سے پاک کرے جیسا کہ انکا پاک کرنا گناہون سے واجب ہے اور یہ عہ حسنات الابرار سیات المقربین کے قسم مین سے ہے۔ اور انکا قول ہے کہ قرآن عظیم کے حامل کو سزاوار ہے کہ نہ اپنے مُنہ کو حرام باتون سے اور نہ مؤمن و مؤمنہ کی آبرو ریزی کر کے حرام کہانے سے آلودہ کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (جو لوگ پاک دامن عورتون پر تہمت لگاتے ہین اور وہ بے خبر ہین اور ایمان رکہتی ہین (ایسے لوگ) دنیا و آخرت مین ملعون ہین) اور جو شخص قرآن عظیم کو مُنہ سے تلاوت کرتا ہے اور اسکا مُنہ غیبت یا چغلی یا بہتان سے آلودہ ہے اس کی مثال اس شخص کیسی ہے جو مصحف مجید کو نجاست مین رکہہ دے حال آنکہ علمار ایسے شخص کی تکفیر کے قائل ہین۔ اور کہا کرتے تہے کہ اے میری اولاد! تم مین سے کوئی شخص بُری نیت دل مین نہ رکہے کیونکہ جس چیز پر تم پردہ ڈالتے اور جو کچہہ تم مخفی رکہتے اور جو کچہہ تم دل مین دبا رکہتے ہو عنقریب اللہ تعالیٰ انکو ظاہر کر دے گا اور صاف صاف کہکر اور ڈانٹ کر تمپر منادی کرائے گا کہ فلان شخص نے یہ کام کئے اور لوگون سے پوشیدہ رکہتا تہا اور اللہ سے نہین چہپاتا تہا فلان شخص حرام باتون اور بُرائیون کا ارتکاب کرتا تہا اور جہوٹ موٹ لوگون کے سامنے نیکوکاری ظاہر کرتا تہا اور فلان شخص عورتون کو گہورتا تہا اور دعویٰ کرتا تہا

عہ نیکوکارون کی نیکیان مقربون کی بُرائیان ہین۱۲

کہ بلا اختیار نگاہ پڑگئی تہی حال آنکہ وہ چور کیطرح دیکھتا اور نظر پہیر لیا کرتا تھا
پس ہائے رسوائی اُس شخص کی جسنے فقیرون کا لباس پہنا اور انکے طریقہ کے
خلاف چلا۔ آے میری ساری اولاد سنو! میرے کلام تو بس نصیحتین اور یاد دلانا
اور ڈراناہین اور جو ادب حاصل کرنا چاہے اُسکے لئے رغبت دلانا ہے۔ اور
کہا کرتے تہے کہ اے میری اولاد! اپنے شیخ کے سوا کسی کی صحبت اختیار نہ کرو
اور اُسکی جفا پر صبر کرو کیونکہ واللہ اکثر تمکو اسلئے آزمائیگا کہ تمکو نیکی پہونچاے اور
تم اُسکے اسرار کے محل اور اُسکے انوار کے مطلع ہو تاکہ تمکو اسکے ذریعہ سے
اللہ عزوجل کی معرفت تک پہونچاے پس جسنے اپنے قلب کو اپنے پیر کی محبت
مین مشغول رکہا اُسکو اللہ عزوجل ترقی دیگا اور اگر پیر مریدون کی ترقی کا زینہ نہوتا
تو ضرور اللہ تعالیٰ ہر ایسے دل کو بُرا سمجہتا جسمین اُسکے ماسوا کی محبت ہوتی کیونکہ
اللہ تعالیٰ غیور ہے۔ آور کہا کرتے تہے کہ اے میری قلبی اولاد! اگر تم چاہتے ہو
کہ قیامت کے دن یَآ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ کہکر پکارے جاؤ تو
ضرور ہے کہ تمہاری غذا ذکر تمہاری بات فکر اور تمہاری خلوت اللہ کے ساتھ
موانست و مشغولی ہو نہ عذاب کا خوف اور نہ ثواب کی امید اور ہر ایک کے
لئے ایک مُعَلَّم ناگزیر ہے اور جو فیض اللہ تعالیٰ نے ہمکو پہونچایا ہے اُس سے ہم
فیض کے منتظر رہتے ہین اور ہم اپنے پروردگار کی راہ کے سوا کچہہ نہین چاہتے
اور علم دو طرح کے ہین ایک تو کتابون سے حاصل کئے جاتے ہین اور دوسرا ہمارے
رب کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ آور انکا قول ہے کہ جو مراقبہ مین رہتا ہے اُسکو
کسب کرنے کی فرصت نہین ہوتی اور جو شخص محبت کا دعوے کرتا ہو اور محبت نے

اُسکو فنا کر دیا ہو وہ کچھ بھی نہین ہے۔ اور انکا قول ہے کہ جب عروس کلام رتبۂ الہام
مین جلوہ گر ہوتی ہے تو آفتاب معارف جگمگاتا اور اندہیری رات مین چودہوین کا
روشن چاند چمکتا ہے اس لئے اِس کیفیت والے ظاہر مین مست و مدہوش
اور باطن مین باخبر و باہوش ہوتے ہین جب رات ہوتی ہے تو یہ قیام مین بسر
کرتے ہین اور جب نسیم سحر چلتی ہے تو استغفار کرکے مر رہتے ہین اور جب فجر کے
وقت اجر لیکر اپنے آپے مین آتے ہین تو منادی ہجر "سونیوالے بھی کیا بدنصیب
ہین !!" کہکر پکارتا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ جو شخص اپنے طور سے جدا نہوا اور
اپنے نفس سے باہر نہ نکلا اور "ھوٗ" کے پاس بُلا "ھوٗ" آیا وہ ایسی حالت
مین "ھوٗ" کو نہ پاسے گا۔ مینے تمہاری نصیحت مین سخت کوشش کی ہے
پس اگر تم کاربند ہوگے تو مراد کو پہونچو گے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچو!
نکھری ہوئی اور عمدہ فقیری کا کُرتہ زیب بدن کرو یہان نہ تو کپڑے پہننے سے کام
نکلتا ہے اور نہ گنبدون خانقاہون اور گوشون مین رہنے سے نہ عبا و قبا و نیلا جامہ
اختیار کرتے اور بوجھین کترانے سے اور نہ صوف و نعل[ع] مخصوف دکھلانے
سے فقیری تو بس یہ ہے کہ اپنے کل عمل کو اپنے دل مین خالص کرلے اور صدقِ عزم
کا لباس پہنے اور "اپنے ایمان کی مستعدی سے کمر باندھ لے۔ پس جب تیرا کل
عمل تیرے دل مین ہوگا تو سراسر فائدہ و نفع ہی ہوگا اور دل کی آگ کو سلگا ے گا
اور دل مین جو کوڑا بھرا ہوا ہے اسکو جلا ئیگا اور دل کو اللہ تعالیٰ کے خوف و
محبت سے بھردے گا اور اُسوقت باریک موٹے کپڑے والے سب برابر ہین

[ع] کفش پاپارہ دسخت دارد۔۱۲

مگر جب دل مین انوار قوی ہوجاتے ہین تو وہ شخص نہ باریک کپڑے کا متحمل ہوتا ہے اور تہ بند کا اور یہی سبب ہے کہ بعض مجذوب اور ہوش والے کپڑا پہننا ترک کردیتے ہین واللہ اعلم۔ شیخ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ایسے آدمی کی عریانی قابل ملامت نہین ہے گو وہ باتین کرتا ہو یا خاموش رہتا ہو کیونکہ اس سے ملامت دور ہوچکی ہے اور اگر چلّون کی راتون مین اُسکو چھینٹے دئے جائین تو اُسکی آگ اور ہی بڑہ کے اور کہانے پانی مین سے جو چیز اُسکے اندر پہونچے وہ ناری ہوجائے اور نور ہی بڑہا ہے۔ پس اے میری اولاد! فقیر تو سب ہی مجھے پیارے معلوم ہوتے ہین اسلئے تم ہی اُنکو ویسا ہی سمجھو اور اُنکو بُرا سمجھنے سے حذر کرو۔ اور کہا کرتے تھے کہ خصوصیت والون مین سے خاص الخاص نے اپنے قلوب کو اپنی خلوتین اور اپنے تقوی وخوف خدا کو اپنا لباس بنایا کرامات کو چھوڑ بیٹھے اور انسے راضی ہوئے اور باہر نکل آئے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ اُن کے اعمال کے ثمرے ہین چنانچہ وہ نہ ہوا مین اُڑے نہ پانی پر چلے نہ حشرات الارض اُنکے غلام بنے نہ شیرون نے اُنکے سامنے دُم ہلائی نہ اُنھون نے زمین مین پاؤن مار کر پانی نکالا نہ جذام وبرص والے کو چھو کر اچھا کیا اور نہ اس قسم کا اور کوئی کام کیا بس ایسے لوگ بہرپور اجر لیکر دنیا سے گئے رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچو! تمہاری عمرین گھٹ رہی ہین اور تمہاری موتین پاس آرہی ہین دنیا سمٹی جارہی ہے اور اُسکا سرا اسکے آخر سے ملایا جارہا ہے اسلئے سعادت اور پوری سعادت اُسکے لئے ہے جسکے ہر روز کا نامۂ اعمال بہت ضخیم ہوکر لپیٹا جائے اور صاف ستھرے کامون اور خوش آیندہ وپسندیدہ کارنامون سے معطر ومعنبر ہو اور شقاوت اور پرلے سرے کی

شقاوت اُسکے لئے ہے جسکے ہر روز کا نامۂ اعمال بڑی بڑی بُرائیون اور بہاری
بہاری لغزشون سے سیاہ ہوکر پہنچا جاوے۔ اے میری اولاد! گویا تم میدان قیامت
مین ہو جو پہیلا پڑا ہے اور پہاڑون پر ہو جو ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہے اور پتہرون مین
ہو جو زناٹے سے اڑ رہے ہین اور سنگریزون کے پاس ہو جن سے خون کے
قطرے ٹپک رہے ہین اسلیئے دوڑ دوڑ عمل کرو اور حد سے نہ ہٹکو ورنہ ندامت
اُٹہاؤ گے بس میری یہی وصیت تمسے ہے اور میرا یہی ہدیہ تمہارے لئے ہے۔
اور انکا قول ہے کہ "حسنات الابرار سیات المقربین" (نیکو کارون کی
نیکیان مقربون کی بُرائیان ہین) اسی لیئے کہا گیا ہے کہ مُقرب خطرات ولحظات کی
اور اسکے بعد ہفوات کی نگہداشت کرتا ہے اور نفوس مین جو خیالات گزرتے ہین
اُنکی ٹوہ لگاتا ہے اور اپنے سانسون کے نکلنے کو آنکھون مین رکہتا ہے اور اپنی
نیکیون سے ویسا ہی ڈرتا ہے جیسا گنہگار اپنی بُرائیون سے اور نیکو کار اُس
حالت کی قدرت نہین رکہتے اور اس قول کی یہ وجہ بہی ہے کہ مقرب اپنی شراب
پیکر نہ تو آہ آہ کرتا نہ واہ واہ کہتا نہ ہاتہہ سے تالیان لگاتا نہ ہنکارتا نہ کپڑے پہاڑتا
نہ سر کو پتہر پر دے مارتا نہ دیوانہ وار چکر لگاتا نہ پانی پر چلتا اور نہ ہوا مین اُڑتا ہے
پس جب اُس سے ایسی سے کوئی بات سرزد نہین ہوتی تو اہل طریق اُسکو
ثابت قرار دیتے ہین اور جو شخص یہ باتین کرتا ہے اُسکو مشغفی کہتے ہین اسلیئے کہ وہ
واردات پر کم ثابت قدم رہتا ہے گو اسکے حال کو تسلیم کرتے ہین مگر غلبہ کا اعتبار کرنے
اور اسکے حسنات کو سیئات قرار دیتے ہین حال آنکہ مقربین مین سیئات نہین
ہوتین وہ تو اعلیٰ درجہ کے نفیس مصاحب ہوتے ہین۔ اور کہا کرتے تہے کہ تم مین سے

کوئی شخص کیونکر نیکوکارون مین سے ہونے کا دعوی کرتا ہے حال آنکہ وہ بُرے
کامون مین پڑتا چنگی وصول کرنے والون رشوت لینے والون سود کہانے والون
ظالمون اور اُنکے مددگارون کے یہان کا کہانا کہاتا ہے اور کیونکر دعوی کرتا ہے
کہ نیک کردارون مین سے ہے حال آنکہ جہوٹ غیبت لوگون کی بدگوئی و
آبرو ریزی مین پڑتا ہے اور کیونکر چاہتا ہے کہ اللہ تعالی کے نزدیک سچا دل حبیب
پاک صاف یا پسندیدہ لکہا جاے حال آنکہ وہ مناہی مین پڑتا ہے اور طرفہ
یہ ہے کہ اُسنے ابہی توبہ تک نہین کی ہے پہر کیونکر طریقت کا دعوی کرتا یا اورون
کو توبہ کراتا ہے۔ اور کہا کرتے تہے کہ اے میرے بچے! اگر تو قرآن عظیم کے
اسرار کو سمجہنا چاہے تو اپنے دعوی کے نفس کو قتل کر اپنے قول کی مورت
کو حلال کر اور اپنے نفس نفیس کو اپنے قدمون کے نیچے ڈال اور اپنے
گالون کو خاک پر بچہا اور اسکا مشاہدہ کر کہ تیرا نفس ایک مشت خاک ہے اور اپنے
گناہون کی کثرت کا اقرار کر اور اس سے ڈر کہ کہین تیری عبادت تیرے مُنہ پر
نہ ماردی جاے اور یہ کہہ کہ بہلا مجہہ جیسے کا بہی کوئی عمل مقبول ہوسکتا ہے پس جب
تو اس رنگ مین ہوگا تب تیرے لئے یہ امید کیجا سکتی ہے کہ تم تو اپنے رب کے
کلام کے معانی کی خوشبو سونگہہ سکے ورنہ سمجہنے کا دروازہ تجہپر بند ہے اور مین اپنے
پروردگار کی عزت کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ قرآن عظیم کا ایک ایک حرف ایسا ہے کہ
اسکی تفسیر سے جن وانس عاجز ہین اور اگر ساری مخلوق اتفاق کر کے اپنی عقل سے
"ب" کے معنی جاننا چاہے تو بہی ممکن نہین ہے کہ اگر اللہ تعالی اپنے
بندہ کو جتلانا نہ چاہے تو کوئی شخص اپنی ذات سے تہوڑا یا بہت کچہہ نہین کرسکتا

اور اگر کرنا چاہے تو وہ گویا نر کام مین مبتلا اور سمندر مین تیرتا ہے اور پردہ مین ہے
نہ سو نگھنے کی قوت رکھتا ہے نہ اندر آنے کی نہ اُسکو علم ہے اور نہ حس۔ اور جسنے اس
فرقہ کے مقام کا مزہ نہ چکھا اور اُسکو رویت و مشاہدہ ہوتا ہے وہ نہ اس دریا کی کیفیت
بیان کرسکتا ہے جسکو ٹھیراؤ نہین ہے اور نہ اس ساحل کی حالت کہہ سکتا ہے جو
ختم ہی نہین ہوتا اور نہ اسکی تہ تک تیر سکتا ہے اور نہ اسکی مچھلیان اسکے ہاتھ آسکتی
ہین یعنی وہ راز محفوظ کے معانی کو جان نہین سکتا۔ البتہ جب وہ اپنے بندہ کو اس کا
علم عطا فرماے تب کوئی مانع نہین ہے۔ اور اُنکا قول ہے کہ اس فرقہ کی شراب وہ
شخص نہین پیتا جسکے قلب مین میل کی تلچھٹ تاریکی کا بقیہ نفسانی لذتین شیطانی دعوے
امارت کا غرور اور نفس پُر شور موجود ہو۔ اور اُنکا قول ہے کہ بہت سے علم ایسے ہین کہ لوگ
اسکو سنتے ہین اور سمجھتے نہین اسلئے اسکو تلف کردیتے ہین اسی لیے علما رسے
عہد لیا گیا ہے کہ اُسی شخص کے پاس علم کو ودیعت رکھو جسکی عقل چُست اور فہم درست
ہو۔ اور اُنکا قول ہے کہ علمار کے قولون مین سے یہی صحیح ہے کہ عقل قلب مین
ہے کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃً الخ لیکن اگر عقل کی کُنہ
پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ سرامر دنیا کی تدبیر کرتا ہے اور قلب اور آخرت کی اسلئے جس نے
مجاہدہ کیا مشاہدہ کیا اور جو خواب مین مخمور رہا وہ دور رہا۔ اور اُنکا قول ہے کہ اس
راستہ مین کسی شخص کو سن زیادہ ہونے یا زیادہ زمانہ گذرنے کی وجہ سے تقدم
نہین ہوتا تقدّم تو بس کشائش ہی سے ہے اور باین ہمہ تم مین سے جسکو کشائش
نہوئی وہ اپنے آپ کو اُس سے بہتر نہ سمجھے جسکو کشائش نہوئی ہو اور اے میرے
بچو! ابلیس لعین کی حالت پر غور کرو کہ جب اُسنے اپنے آپ کو آدم علیہ السلام سے

بہتر سمجھا اور کہا کہ مین اُس سے مقدم اور عبادت و نور مین زیادہ ہون تو کیونکر اللہ تعالی نے اسکو دور باش کہا اور نکال دیا۔ اور انکا قول ہے کہ قرآن کے حامل پر واجب ہے کہ نہ اپنے پیٹ کو حرام سے بھرے اور نہ اپنے جسم کو حرام سے ڈہانکے اور اگر وہ ایسا کرے گا تو قرآن اسکے اندر سے اسپر لعنت کرے گا۔ اور انکا قول ہے کہ اللہ کی لعنت ہے اُسپر جسنے کلام اللہ کی تعظیم نہ کی۔ اور کہا کرتے تھے کہ جو شخص میرا بیٹا بننا چاہتا ہو اُسکو لازم ہے کہ اپنے نفس کو شریعت کے کوزہ مین بند کرے اور حقیقت کی انگوٹھی سے اسپر مہر لگائے اور مجاہدہ اور تلخیان سہنے کی تلوار سے اسکو قتل کرے اور جو یہ سمجھا کہ اسکا کوئی عمل ہے وہ اپنے رب کی آنکھ سے گرا اور اسکے ملاحظہ سے محروم رہا۔ اور انکا قول ہے کہ عارف کو اپنی نیکیان گناہ نظر آتی ہین اور اگر اللہ تعالی اس سے اُسکی تقصیر کے باعث مواخذہ کرے تو وہ عدل ہوگا۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچو! علم کی جستجو مین رہو اور نہ ٹہیرے رہو نہ گہبرا جاؤ کیونکہ اللہ تعالی نے سید المرسلین سے ارشاد فرمایا تہا کہ وہ تم کہو کہ اے میرے پروردگار مجھے اور زیادہ علم نصیب کر[ع] تو پہر ہمارا کیا پوچھنا ہے ہم بیچارے تو بہت بُرے حال اور آخر زمانہ مین ہین اور زیادتی علم کی جستجو کا سبب ادب ہے یعنی زیادتی علم کی اسلئے جستجو کرو کہ تمہارا ادب جو میرے ساتھ ہے اُسمین اور زیادتی ہو وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اور لوگون نے اللہ تعالی کی ویسی قدر نہ کی جیسی ہونی چاہئے اور جب یہ کسی مرید کو خرقہ پہناتے تو اُس سے کہتے تھے کہ اے میرے بچے سُن!

ع دیکھو سولہوین پارہ کا پندرہوان رکوع (سورہ طٰہٰ کی ایک سو انیسوین آیت) قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۱۲

اس راستہ کی صحت و بنیاد و استحکام بھوک سے ہے اسلئے اگر سعادت کے
طالب ہو تو بھوک کو لازمی سمجھو اور نہ کھاؤ مگر فاقہ پر کیونکہ بھوک جسم مین سے شیطان کی جگہہ کو
دہو دیتی ہے پس اگر تم بغیر پرہیز کئے دوا پینا چاہتے ہو تو نہین ہو سکتا۔ اور انکا قول
ہے کہ مومن کی فراست سے بچتے رہو وہ اللہ تعالی کے نور سے تمہارے باطن کو
دیکھتا ہے اور اُسمین وہ چیز پاتا ہے جس سے اللہ تعالی ناراض ہوتا ہے پس اگر
تم تنسنا دیکھنا اور سمجھنا چاہتے ہو تو اپنے باطن مین فوائد کو محفوظ رکھو اور ہاتہ کے بوسہ
اور سرداری پر قناعت نہ کرو اور فقیر کامل نہین ہوتا جبتک کہ حقیقت کے معانی
نقل سے نہین بلکہ ذوق سے اور قول سے نہین بلکہ فعل سے بیان نہ کرے
اور اپنے باطن مین سرّ و معنی کے ساتہ برگزیدہ ہونے کے زیور سے آراستہ
نہو تاکہ وہ حکمت کی باتون کا زمزمہ پرداز اور بیان کرنے والا ہو اور سرّ مخفی کا جاننے والا
و محقق ہو پس جو بات مُنہ سے نکالے وہ سچی ہی ہو اور جو کلام کرے وہ حق ہی
ہو اور جب اس حالت کو پہونچ جائے تب اسکے لیے درست ہے کہ خلق کو اللہ
تعالی کی طرف بُلاے۔ اور کہا کرتے تہے کہ اے میرے دلی بچو اوخل ور معقولات
کرنیوالون اور بُرے ملنے والون سے بچو اور اگر اپنے بہائی کی طرف سے خشونت
یا حسد معائنہ کرو تو اس سے بہلائی کے ساتہ پیش آؤ اور اپنے آپ کو اس سے
بچاے رکہو اور جو تمہارا دوست ہے وہ اگر تمسے خلوص برتے تو اُسکی حفاظت کرو۔
اور اے میرے بچو آدمی کو اس سے چارہ نہین ہے کہ سب لوگون سے ہوشیار
رہے کیونکہ ہم آخری زمانہ مین ہین جس مین خیر خواہی اسقدر کم ہوگئی ہے کہ شاید تم کو
ایک خیر خواہ بہی نظر نہ آے گا اور ایسے لوگون کو کہ تم انکی خوشی کے درپے رہو

اور وہ تمہارے رنج کے درپے ہون اور تم انکو بلند کرو اور وہ تمکو پست کرنے کی کوشش کرین اور تم انکے ساتھہ نیکی نہ کرو تو وہ تمہارے ساتھہ بدی کرین بلکہ تم انکے ساتھہ نیکی بھی کرو تو وہ تمہارے ساتھہ بدی ہی کرین اور تم ان پر مہربانی کرو اور وہ تمکو برچھیون پر ڈال دینا اور کانٹون مین گھسیٹنا چاہین اور تم انکو فائدہ پہونچاؤ اور وہ تمکو ضرر پہونچائین اور تم انکی بھلائی کے درپے رہو اور وہ تمپر جفا کرنے کو تلے رہین اور تم ان سے جوڑو اور وہ تمسے توڑین اور تم انکو کہانا کھلاؤ اور وہ تمکو محروم کہین اور تم انکو آگے بڑہاؤ اور وہ اگر قدرت پائین تو تمکو پیچھے ہٹائین اور تم انکی تعلیم کرو اور وہ کہین کہ ہمینے ہی انکی تعلیم کی ہے اور تم ان سے صاف رہو اور وہ تم سے خیانت کرین اور تم ان سے نرمی برتو اور وہ تم سے فریاد کرین۔ دشمن جانو۔ واہ رے دنیا اور اہل دنیا!!!۔

اور جب انبیا علیہم السلام کے زمانہ مین نفاق موجود تھا تو ساتوین صدی اس سے کیونکر خالی ہوسکتی ہے۔ اسلئے اے میرے بچو! برون سے تنہائی اختیار کرو اور اچھون سے نیکی حاصل کرو۔ اور اگر تم مین اسکی قدرت ہو کہ ایسے شخص کی صحبت نہ اختیار کرو جسکی صحبت مین پریشانی حاصل ہوتی ہو تو ایسا ہی کرو کیونکہ اگر تم اسکی صحبت مین رہوگے تو تم پچتاؤگے اور ہمینے تمکو سمجھا دیا ہے۔ اور اس زمانہ مین جو اہل تمکین ہین اونہون نے رذیل لوگون کے اخلاق چھوڑدئے ہین انکے فعلون کو بخشدیا ہے انکے نقائص سے آنکھین بند کرلی ہین انکے قولون کے سننے سے اپنے کانون کو بہرا بنالیا ہے اور سب کو اللہ کے لئے ترک کردیا اور اس زمانہ کے لوگون کے لئے عفو شامل چاہا اور انکی برائیون کا مقابلہ بھلائیون سے اور انکی مضرتون کا

نیکیون اور مسرتون سے کیا ہے مین کہتا ہون کہ اہل تمکین کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے " اور جو تمہارا ہاتھ نہ ہٹائے اسکو بیچ ڈالو اور خدا کی مخلوق پر عذاب نہ کرو" اور اہل تمکین نے جو کچھ کیا ہے وہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس زمانہ مین اول پر چلنے کا دروازہ بند کردیا گیا ہے اسلیئے کہ اگر فقیر اہل زمانہ کی اصلاح مین مشغول ہو تو اپنے نفس کے مہمات سے باز رہے اور اسکا کچھ نتیجہ بھی نہین ہے جیسا کہ دیکھا جاتا ہے واللہ اعلم - اور کہا کرتے تھے کہ مرید اپنے شیخ کے ساتھ مردہ کیطرح رہتا ہے نہ حرکت کرتا ہے نہ بولتا ہے اور نہ اسکی قدرت رکھتا ہے کہ اُسکے سامنے باتین کرے مگر اسکی اجازت سے اور شادی بیاہ آنا جانا ملنا یا الگ رہنا کسی علم یا قرآن یا ذکر مین مشغول ہونا خانقاہ مین خدمت کرنا وغیرہ کوئی کام اسکی اجازت کے بغیر نہین کرتا سلف وخلف سب کا یہی طریقہ اپنے پیرون کے ساتھ رہا ہے کیونکہ پیر تو باطنی کا باپ ہے اور بیٹے پر واجب ہے کہ اپنے باپ کی خلاف ورزی نہ کرے اور خلاف ورزی کا کوئی ضابطہ نہین ہے جسکو مین محدود کرسکون سارے احوال کے لیئے حکم عام ہے اور مرید کو ویسا ہی قرار دیا گیا ہے جیسا مردہ شو کے سامنے مردہ اسلیئے اپنے باپ کی اطاعت کو لازمی سمجھو اور اسکو جسمانی باپ سے بڑھکر جانو کیونکہ باعتبار جسمانی باپ کے روحانی باپ زیادہ نفع پہونچاتا ہے اسکو روحانی فرزند ٹھنڈے لوہے کے ٹکڑے کی صورت مین ملتا ہے جسکو یہ تاکر پگھلاتا اور اسپر کیمیا ٹپکاتا یعنی اندر ہی اندر اپنا کام کرتا اور پھر اُسکو کندن بنا دیتا ہے - اے میرے بچو اسکو سن رکھو فائدہ اوٹھاوگے - اور بہتیرے فقرا مرتے دم تک اپنے پیرون کی صحبت مین رہتے اور ادب نہونے سے

باعث کچھ نفع نہین اُٹھاتے ہین اور ان مین سے بعض دشمن بنجاتے ہین ۔
مردانِ خدا کی روگردانی اضداد کی صحبت اور محال پر مرید کے کان دہرنے سے جدا
بچائے ۔ اور کہا کرتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام کی مناجات کے وقت مین موسیٰ
تہا علی رضی اللہ عنہ کے حملون کے وقت مین علی تہا میرے ہی ہاتھ مین روے
زمین کے ہر ولی کا خلعت ہے، ان مین سے جسکو مین چاہتا ہون پہناتا ہون مین نے
آسمان مین اپنے رب کو مشاہدہ کیا اور کرسی پر اُس سے مخاطب ہوا مینے ہی اپنے
ہاتھ سے دوزخ کے دروازے بند کئے اور مینے ہی اپنے ہاتھ سے جنت الفردوس
کے دروازے کہولے جسنے میری زیارت کی مینے اسکو باغ فردوس مین جگہہ دی
اور سُن اے میرے بچے ! کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء ایسے ہین کہ نہ انکو خوف ہے،
اور نہ وہ غمگین ہوتے ہین اللہ سے ملے ہوے ہین اور جو ولی اللہ تعالیٰ سے
ملا ہوا ہے وہ اُسی طرح اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے جسطرح موسیٰ علیہ السلام
اپنے رب سے سرگوشی کرتے تھے اور جو ولی ہے وہ کافرون پر اُسی طرح حملہ کرتا ہے
جسطرح علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ کرتے تھے اور مین اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء
ازل مین قدیم ازلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیر تھے اور اللہ
عزوجل نے مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے پیدا کیا اور مجھے حکم دیا کہ سب
ولیون کو مین اپنے ہاتھ سے خلعت پہناؤن چنانچہ مینے اپنے ہاتھ سے ان کو
خلعت پہنائے اور مجھسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابراہیم تو
ان پر نگہبان ہو چنانچہ مین تہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور میرے بھائی
عبدالقادر میرے پیچھے تھے اور ابن الرفاعی عبدالقادر کے پیچھے ۔ بعدہٗ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف رُخ کیا اور فرمایا کہ اے ابراہیم مالک (دوزخ)
کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ دوزخ کے دروازے بند کردے اور رضوان
(جنت کے نگہبان) کے پاس جا اور اُس سے کہہ کہ بہشت کے دروازے کھول دے
چنانچہ مالک نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی اور رضوان نے بھی اور
اسی مضمون کے کلام کو انہون نے بہت طول دیا اور اسکے بعد کہا ہے کہ جو کچھ مینے
کہا ہے اسکو صرف وہی جانے گا جو اپنے پردون کی کثافت سے باہر نکل آیا اور فرشتون
کیطرح روحانی ہوگیا ہے مین کہتا ہون کہ یہ کلام استطالت کے مقام
کا ہے اس مقام والے کو یہ رتبہ عطا ہوتا ہے کہ جو چاہے بولے اور ان سے پہلے
شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ وغیرہ نے اس قسم کی باتین کی ہین اس لئے
سزاوار نہین ہے کہ اسکی مخالفت کیجاے مگر نص صریح سے والسلام۔ آپکا نسب نامہ
یہ ہی۔ ابراہیم بن ابی المجد بن قریش بن محمد بن ابی النجا بن زین العابدین بن عبدالخالق بن محمد بن ابی الطیب
بن عبداللہ کاتم بن عبدالخالق بن ابی القاسم بن جعفر زکی ابن علی محمد جواد بن علی رضا
بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی زاہد بن علی زین العابدین بن حسین
بن علی بن ابی طالب قرشی ہاشمی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ انہون نے امام شافعی رضی اللہ
عنہ کے مذہب کی فقہ حاصل کی بعدہٗ سادات صوفیہ کی روش اختیار کی اور مسند
شیخوخیت کو رونق بخشی اور انکی شہرت کا علم بلند ہوا۔ تینتالیس سال کی عمر
پائی اور کبھی نفس و ہوا و شیطان کے مجاہدہ مین غفلت نہ کی۔ اور ۶۷۶ھ چھہ سو
چہتر ہجری مین عالم جاودانی کی راہ لی۔

انکی ایک نظم کا ترجمہ یہ ہے

معشوقِ حقیقی نے دیا جام محبت — عشاق سے پنہان مین ہون اور گوشۂ عزلت

اُس نورِ جلالت کی تجلی ہوئی مجھپر — ہے کوہ مین بھی جسکے تحمل کی نہ طاقت

اُس بزم مین تھے جتنے ہین اُنکے تھے ساقی — ہر دور مین پھرتے تھے ہین چرخ کی صورت

دی اُسنے مجھے چھپکے مے حکمت و اسرار — تھے اسمین رسولِ عربی پیر طریقت

اقرار لئے مجھسے رہا جنکا مین پابند — چھوٹا نہ کبھی ہاتھہ سے سر رشتۂ الفت

سب دیو و پری جن و بشر ہوگئے محکوم — دی سارے جہان کی مجھے اللہ حکومت

چھوٹا نہین مجھسے کوئی خطہ کوئی گوشہ — ہر ملک مین ہے مانی ہوئی میری ولایت

وہ چیز ہون مین جسکو ہر اک آنکھہ نہ دیکھے — گو حکمِ خدا سے ہین سبھی میری رعیت

آکے علمار برسرِ انکار رہے سب — پر فضلِ خدا سے گئے باخرقہ و بیعت

اس قول سے منظور نہین مجھکو تفاخر
ہے حکم کہ لوگون پہ کھُلے میری طریقت

انکی ایک دوسری نظم کا مضمون یہ ہے

ہوا جلوہ فگن میرے لئے معشوق ہر جانب
کیا نظارہ اُس کا مینے ہر معنی و صورت مین
اُٹھا کر میرے دل کے پردے ۔ پوچھا "مجکو بھی جانا؟"
کہا- جانان! تجھے کیونکر نہ جانون ایسی حالت مین

توہی ہے میرے دل کی آرزو - بلکہ میں ہوں توہی +

کھلا یہ راز تو عینِ حقیقت ہے حقیقت مین

کہا "ہے بات تو یونہین"، مگر تعین حائل ہے

مثنیٰ میرے ہی نسخہ کا ہے توبھی کتابت مین

ہوئی وصلت ہے میری ذات اُس سے متحد لیکن

حلول اسمین نہین ممکن - یہ ہے تحقیق نسبت مین

بقائے دائمی مین ہو گیا مین بھی فنا ایسا

نشان باقی نہین میرا دوام سرمدیت مین

مجھے غائب کیا نظرون سے میری اسطرح اُسنے

کہ اپنی ذات کو خود ڈھونڈھتا پھرتا ہون غیبت مین

بنا ہون اپنے ہی آئینہ مین نظّارگی اپنا

یہی تھی منتہائے آرزو میری حقیقت مین

مٹاتے ہین علوم اور وہم قائم رکھتا ہی مجھکو

مری روداد اب دائرہ ہے منفی اور مثبت مین

گذر جس جا نہین ممکن ہے گلرویانِ عالم کا

نشیمن ہے وہی اسکا ہمارے دل کی جنت مین

مین ہی وہ قطب ہون چلتا ہے جسکا حکم عالم مین

مرے ہی گرد گردش کرتے ہین سب اپنی نوبت مین

مین ہی وہ مہر ہون جو نور افشان ہے بصیرت پر

مین غائب ہون اُن آنکھون سے جو ناقص ہین بصارت مین

ہے زنگ آلود آئینہ مین میری شکل کا جویا

نظر آئے بھلا کسطرح تجھکو نور ظلمت مین

بنوت میری ہی قائم ہوئی ہر اک زمانہ مین

ہین راہین مختلف لیکن سبھی ہین میری امت مین

کوئی مسجد نہین ایسی نہو منبر مرا جس مین

کیا مختار اس درجہ تک اسنے اپنی حضرت مین

مری آنکھون نے عینِ ذات ہی کو ہے فقط دیکھا

سوا اسکے سما تا کب ہے اس چشم بصیرت مین

میری ہی ذات سے قائم ہین ذاتین ذرہ ذرہ کی

مکین تو ایک ہی ہے ہر نئے قصر و عمارت مین

نہ لیلیٰ تھی نہ سلمیٰ تھی نہ علویٰ تھی نہ سُعدیٰ تھی

یہ تصویرین تھین مری شکل و صورت کی حقیقت مین

مرا نشو ونما تھا عشق مین آدم سے بھی پہلے

مین پیدائش سے اپنی ہی مقدم ہون محبت مین

مین نورِ احمدی کے ساتھ تھا عرش معلی پر

مکینِ درۃ البیضا رہا اپنی خاص خلوت مین

جو ابراہیم نے دیکھا تھا قصہ خواب مین اپنے

مین ہی مقصود تھا بالذات اُس لطف و عنایت مین

گئے جو حضرتِ ادریس باغِ خلد کو یہان سے
ملین جب نعمتین انکو مین تھا اُن کی معیت مین
مین تھا ہمراہ عیسیٰؑ کے جو گہوارہ مین باتین کین
حلاوت مینے ہی داؤد کو بخشی تھی نعمت مین
خلائق نے بہی دیکھا تہا کہ تہا مین نوحؑ کا ساتھی
وہ سیلاب اور کشتی سب تھے وہان میری ہی قدرت مین
مین ہر حالت مین شیخِ وقت اور قطبِ زمانہ ہون
مین ابراہیم بندہ پیر ہون راہِ طریقت مین

مین کہتا ہون کہ ان اشعار مین جو کچھ حد سے متجاوز باتین ہین وہ ارواح کی زبان سے ہین اور اسکو نہین جانتا مگر وہی شخص جسنے ارواح کے صادر ہونے کا مشاہدہ کیا ہے کہ کہان سے آئین اور کہان تک جائین گی اور ان روحون کے مومنون مین عضو واحد کیطرح ہونے کو سمجھا ہے کہ جب ایک مین درد ہو تو سارے اعضا بیقرار ہو جائین اور یہ کامل محمدی کے ساتھ مخصوص ہے اسکے سوا اور کوئی اِس سے واقف نہین ہے۔ اور سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ مین اپنے مریدون کو اَلَستُ بِرَبِّکُمْ کے روز سے پہچانتا ہون اور یہ بہی جانتا ہون کہ کون کون اُس دن میرے دائین جانب تھے اور کون کون بائین جانب اور اُسی دن سے مین اپنے مریدون کی برابر تربیت کرتا رہا ہون اور وہ صلبون مین تھے مگر مجھ سے چھپے ہوئے نہ تھے اور اسوقت تک یہی حال ہے۔ اسکو ابن العربی رضی اللہ عنہ نے

فتوحات مین نقل کیا ہے۔ اور حضرت ابراہیم دسوقی کا قول ہے کہ جب مین چھہ برس کا تھا تو اللہ تعالیٰ نے جو کچھہ کہ عالم بالا مین ہے مجھے مشاہدہ کرلویا تھا۔ اور جب مین آٹھہ برس کا تہا تو لوح محفوظ مین نگاہ کی تہی۔ اور جب نو برس کا تھا تو آسمان کا طلسم توڑا تہا۔ اور سبع مثانی مین مینے ایک ایسا حرف معجم دیکھا جسمین جن و انس حیران تہے مگر مینے اسکو سمجہہ گیا اور اسکے سمجھنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر کیا اور جو ساکن تہا اُسکو مینے حرکت دی اور جو متحرک تہا اسکو ساکن کیا اور اُسوقت مین چودہ برس تہا والحمد للہ رب العلمین۔ یہ مضامین مینے انکی کتاب الجواھر سے جو ایک ضخیم جلد ہے خلاصہ کیے ہین۔

(۲۸۸) سید حسیب نسیب ابوالعباس سیدی احمد بدوی شریف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تمام روے زمین مین انکی اسقدر شہرت ہے کہ میری تعریف کی ضرورت نہین ہے لیکن انسے برکت حاصل کرنے کے لیے مین ان کا تہوڑا ساحال حوالہ قلم کرتا ہون اور اللہ ہی کی توفیق سے کہتا ہون کہ۔ انکا مولد شہر فاس ہے جو ملک مغرب کا مشہور شہر ہے۔ کیونکہ انکے اجداد حجاج کے زمانہ مین جب اسنے بہت سے سیدون کو قتل کرڈالا یہان چلے آئے تہے۔ یہ جب سات برس کے ہوئے تو انکے والد ماجد نے خواب مین دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ اے علی! اس ملک سے مکہ مشرفہ کو نقل وطن کر کیونکہ اسمین ہمارا ایک بڑا مقصد ہے یہ واقعہ ۶۰۳ھ

چھ سو تین ہجری کا ہے۔ سید احمد رضی اللہ عنہ کے بھائی سید حسن کہتے ہین کہ
چنانچہ ہم روانہ ہوئے اور برابر عربون ہی کے پاس اترتے چلے اور سب تعظیم و
کشادہ دلی کے ساتھ پیش آنے لگے۔ بالآخرہ چار سال مین ہم مکہ مشرفہ پہونچے اور
سارے شرفاء مکہ ہمسے آکر ملے اور سب نے ہماری تعظیم و تکریم کی اور ہم نہایت فراغ حالی
و فارغ البالی کے ساتھ انمین رہے یہانتک کہ ۶۲۷ھ چھ سو ستائیس ہجری مین ہمارے
والد نے وفات پائی اور باب المعلاۃ مین دفن ہوئے اور انکی قبر وہان ایک
زاویہ مین ظاہر اور لوگون کی زیارتگاہ ہے۔ سید حسن کہتے ہین کہ مین اور میرے بھائی وہین
اقامت پذیر رہے اور احمد عمر مین ہم سب سے چھوٹے اور دل کی شجاعت
مین سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ اور چونکہ یہ اکثر ڈہاٹا باندہتے تھے ہمنے ان کو
بکروی کا لقب دے رکھا تھا۔ مینے انکو اپنے بیٹے حسین کے ساتھ مکتب
مین قرآن پڑھایا۔ مکہ کے سوادن مین ان سے بڑھکر دلیر کوئی نہ تھا اور مکہ والون نے
ان کا نام عطّاب رکھدیا تھا۔ مگر جب ان پر عشق و سراسیمگی کی حالت طاری
ہوی تو انکی حالت بالکل بدل گئی لوگون سے کنارہ اور برابر چپ رہنے لگے
کسی سے بات نہین کرتے تھے مگر اشارہ سے اور بعض عارفین کہا کرتے تھے کہ
انکو حق تعالی پر ایسی جمعیت حاصل ہوئی ہے کہ ابد تک ان کو مستغرق رکھے گی
اور ہمارے اس زمانہ تک برابر انکا حال بڑھتا ہی رہا بعدہٗ ۶۳۳ھ چھ سو تینتیس
ہجری کے شوال مین انھون نے تین بار خواب مین دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ اٹھ
اور مطلع آفتاب کی طرف جا اور جب مطلع آفتاب تک پہونچ جاے تو آفتاب کے
جانے غروب کی راہ لے اور طنطا تک جا کیونکہ اسے جوان وہین تیرا مقام

ہے یہ خواب دیکھکر انھون نے اپنے اقربا سے مشورہ لیا اور عراق تک سفر کیا۔
اور بزرگان عراق نے انکو خیر مقدم کہا جنمین سیدی عبد القادر رضؓ و سیدی احمد بن رفاعی بھی
تھے۔ ان دونون بزرگون نے کہا کہ اے احمد! عراق۔ ہند۔ چین۔ روم۔ مشرق و
مغرب کی کنجیان ہمارے ہاتھون مین ہین ان مین سے جو کنجی تم چاہو اسکو پسند
کرو۔ مگر سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ مجھے تمہاری کنجیون کی
کوئی حاجت نہین ہے مین تو صاحب کلید ہی سے کنجی لونگا۔ سید حسن کہتے ہین
کہ سید احمد اولیاء عراق جیسے شیخ عدی بن مسافر و حلاج وغیرہ کے مزارون کی
زیارت سے جب فارغ ہوئے تو ہمنے خطۂ طندتا کے ارادہ سے کوچ کیا
اور تمام اطراف و جوانب کے لوگون نے ہمکو گھیر لیا اور ہمسے عداوت و معاوضہ اور
ہمکو تنگ کرنے لگے اسوقت سید احمد نے ہاتھ سے انکی طرف اشارہ کیا تو سب کے
سب گر پڑے اور کہنے لگے کہ اے احمد! تم جوانون کے باپ ہو اور سب سرنگون
ہو کر الٹے پائون لوٹ گئے اور ہم سب ام عبیدہ کیطرف چلے۔ یہان سے
سید حسن مکہ معظمہ کو لوٹ گئے اور سید احمد رضی اللہ عنہ فاطمہ بنت بری
کے یہان گئے۔ یہ بہت بڑی صاحب حال اور بدیع الجمال بی بی تھین اور
مردون کے احوال سلب کر لیا کرتی تھین۔ مگر سید احمد رضی اللہ عنہ نے انکے احوال کو

ع ظاہر ہے کہ ان بزرگون کے خیر مقدم کہنے اور کنجیان پیش کرنے سے روحانی تصرفات مراد
ہین نہ جسمانی۔ کیونکہ یہ واقعہ جیسا عبارت کتاب سے ظاہر ہے ۶۳۳ھ ہجری یا اس کے بعد کا
ہے۔ اور ۶۳۳ھ ہجری کے بہت قبل دونون بزرگ اس زندگی کو الوداع کہہ چکے تھے ۱۲
مترجم۔

سلب کرلیا اور بی صاحبہ نے انکے ہاتھہ پر توبہ کی کہ اب سے کسی سے تعرض نہ کرونگی اور جتنے قبائل کہ بنت بری کے پاس آکر جمع ہوگئے تھے سب اپنے اپنے گھرون کو چلے گئے اور اولیاء اللہ مین یہ بہت بڑی خوشی کا دن تھا۔ بعدہٗ سید احمد رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ ہاتف کہتا ہے کہ اے احمد طنطنا کیطرف جا کیونکہ تو وہین اقامت گزین ہوگا اور وہان بہت سے مردان وبہادران راہ خدا عبد العال وعبد الوہاب وعبد المجید وعبد المحسن وعبد الرحمن کی تربیت کریگا یہ واقعہ شہر رمضان ۶۳۴ھ چھہ سو چونتیس ہجری کا ہے۔ چنانچہ وہ مصر ہوپنچے اور بعدہٗ طنطنا کو روانہ ہوگئے اور وہان جاکر فوراً بڑی تیزی کے ساتھہ ایک شخص مسمی بہ ابن شحیط کے گھر مین جو اس شہر کے مشائخ مین سے تھے چلے گئے اور انکی کوٹھری کی چھت پر چڑھ گئے اور شب وروز متحیر آسمان کیطرف نظر کئے ہوئے کھڑے رہنے لگے۔ اس زمانہ مین انکی انکھون کی سیاہی اسقدر سرخ ہوگئی تھی کہ شعلۂ آتش نظر آتی تھی اور چالیس چالیس دن بلکہ اس سے بھی زیادہ بےخواب وخور کھڑے رہا کرتے تھے۔ اسکے بعد چھت سے اُتر آئے اور فلیتا المنارہ کے اطراف کی طرف روانہ ہوئے اور لڑکے انکے پیچھے چلے جنمین عبد العال اور عبد المجید بھی تھے۔ اور سید احمد رضی اللہ تعالی عنہ کی آنکھہ سوج گئی تھی اس لئے انھون نے عبد العال سے کہا کہ ایک انڈا لے آؤ تو مین اُسے اپنی آنکھہ پر رکھون۔ عبد العال نے کہا کہ سبز لکڑی جو آپکے پاس ہے وہ مجھے دیدیجئے۔ چنانچہ اُنھون نے دیدی اور وہ اپنی مان کے یہان آئے اور کہنے لگے کہ یہان ایک بدو ہے جسکی آنکھہ دکھنے کو آئی ہے اسنے مجھہ سے ایک انڈا مانگا ہے اور یہ لکڑی مجھے دی ہے۔ مگر اُسکی مان نے

کہا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے - انہون نے واپس آکر سید احمد رضی اللہ عنہ
سے ماجرا بیان کیا - تب انہون نے کہا کہ خانقاہ چلا جا اور وہان سے ایک انڈا
میرے لئے لے آ - چنانچہ عبد العال نے خانقاہ آکر جو دیکھا تو وہ انڈون سے بھرا
پڑا تھا - اُس مین سے ایک لے لیا اور انکے پاس پہونچے - اسی وقت سے عبد العال
نے سید احمد رضی اللہ کے ساتھ ساتھ پھرنا اختیار کیا اور انکی مان انکو سید احمدؓ
کے پنجہ سے نہ چھڑا سکین اور کہا کرتی تھین کہ اے بدو تو ہمارے لئے منحوس ہے -
مگر سید احمد رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر پہونچی تو وہ کہا کرتے تھے کہ اگر وہ اُسے بدو ہمارے
لئے تو نیکی ہے " کہتین تو زیادہ صحیح ہوتا - بعدہٗ اُنہون نے عبد العال کی مان کو کہلا
بھیجا کہ بیل کے سینگ کے دن سے یہ میرا بیٹا ہے - اور اسکا واقعہ یہ تھا کہ عبد العال شیر خوارہ
ہی تھے کہ انکی مان نے ایکدن انکو ایسے مقام پر رکھہ دیا تھا جہان بیل کا چارہ تھا
بیل وہان پر چارہ کہانے کو جو آیا تو اُسنے نہا لچہ مین اپنے سینگ ڈال دیے اور
عبد العال کو اپنے دونون سینگون پر اُٹھا لیا اور وہ ایسا برہم تھا کہ کوئی شخص عبد العال
کو اُس سے نہ چھڑا سکا اُسوقت سید احمد رضی اللہ عنہ عراق مین تھے انہون
نے وہین سے ہاتھہ بڑہایا اور عبد العال کو اسکے سینگون سے چھڑا لیا - پس
عبد العال کی مان کو وہ واقعہ یاد آگیا اور اُسی دن سے وہ حضرت کی معتقد ہوگئین -
آمدم بر سر مطلب - سید احمدؓ بارہ برس تک برابر چھتون ہی پر رہے اور سید عبد العال
جب کسی مرد یا لڑکے کو دیکھ پاتے تو وہ چھت سے اُتر کر ایک نگاہ اُسپر ڈال کر اُسے
نعمتون سے مالامال کر دیتے اور عبد العال سے کہتے کہ اسکو فلان شہر یا فلان جگہہ
لیجاو - اسلیئے ان فقیرون کا نام " اصحاب السطح " یعنی چھت والے پڑ گیا - اور سید احمد

رضی اللہ عنہ ہمیشہ دوڑہاٹے باندہے رہتے تہے اور سید عبد المجید کو ایک دن یہ
خواہش ہوئی کہ سید احمد رضی اللہ عنہ کا چہرہ دیکہتے - چنانچہ اونہون نے کہا کہ یا
سیّدی مین چاہتا ہون کہ آپکا روے انور دیکہون تاکہ پہچان سکون اُنہون
نے کہا کہ اے عبد المجید ہر دیکہنا دیکہنے والے کی استعداد کے لحاظ سے ہوا
کرتا ہے - عبد المجید نے کہا کہ یا سیّدی مجہے دکہا دیجئے گو مین مر ہی کیون
نہ جاؤن - چنانچہ اُنہون نے اوپر کا ڈہاٹا کہولا تو عبد المجید بیہوش ہوکر گرے اور
فوراً راہی ملک عدم ہوے - اور طندتا مین ایک فقیر حسن زرگر اخنائی
اور دوسرے سالم مغربی تہے - اور جب سید احمد رضی اللہ عنہ عراق سے پہلی مرتبہ
آتے ہوئے مصر کے قریب پہونچے تو حسن زرگر نے کہا کہ اب یہان ہم نہین ٹہیر سکتے
ملک کا مالک آگیا چنانچہ وہ اخنا کے اطراف مین چارہے اور اسوقت تک اُنکا
مزار وہان مشہور ہے - اور سالم رضی اللہ عنہ ٹہیرے رہے اور اُنہون نے سید
احمد رضی اللہ عنہ کو صاحب ولایت تسلیم کیا اور اُن سے کچہہ تعرض نہ کیا اس لیے
سید احمد رضی اللہ عنہ نے انکو بحال رکہا اور انکی قبر طندتا مین مشہور ہے -
مگر اور دن نے انکا انکار کیا اسلیئے اُن سے نعمتین چہین لیگئین اور انکا نام
ونشان مٹا دیا گیا - انہین سے ایک طندتا مین عظیم الشان محل والے تہے جسکا
نام وجہ القمر تہا اور یہ بڑے ولی تہے انکو حسد کا جوش ہوا اور انہون نے
اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے سر تسلیم خم نہ کیا اسلیئے کورے بنا دئے گئے -
اور اسوقت طندتا مین انکی قبر پر کتّے بہرے رہتے ہین اور اسمین مطلق نیکی
و مدد کی بو نہین ہے - طندتا کے خطیبون نے انکی طرفداری کی اور انکے عرس

کا ایک زمانہ مقرر کیا اور بہت سارا مال اسمین خرچ کیا اور انکے تکیہ کی بہت بڑی عمارت بنوائی - مگر عبدالعال رضی اللہ عنہ نے اسکو پانون سے ٹہوکر ماری جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے زمانہ تک وہ ویران پڑی ہے سچ ہے ؎

کسے را کہ قہرِ تو از سر فگند بہ یاری کس نہ گردد بلند

اور ملک الظاہر بیبرس ابو الفتوحات سید احمد رضی اللہ عنہ کا بہت بڑا معتقد تھا اور انکی زیارت کو آیا کرتا تھا - اور جب وہ عراق سے آئے تو وہ معہ اپنے لشکر کے اُن سے ملنے کو مصر سے باہر نکلا اور حد درجہ انکی عزت و توقیر کی -

سید احمد رضی اللہ کی پنڈلیان پُر گوشت تہین ہاتھ لمبے تھے - مُنہ بڑا سا تھا آنکھین سرگین تہین - قد لمبا اور رنگ گندمی تھا - انکے چہرہ پر سیتلا کے تین داغ تھے - ایک دائین رخسارہ پر اور دو بائین پر - ناک بلند اور پتلی تھی اور دونون کنارہ پر مسور کے دانہ سے چھوٹے چھوٹے دو سیاہ تِل سے تھے - اور انکی آنکھون کے بیچ مین اُسترے کے زخم کا نشان تھا - جب یہ مکہ معظمہ مین تھے تو انکے بہائی حسین کے بیٹے نے انکو یہ چرکا لگایا تھا - یہ چھٹپن سے برابر دو ڈہاٹے باندہے رہتے تھے - قرآن مجید حفظ کر لینے کے بعد مدت تک امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مذہب کی تعلیم پاتے رہے - یہانتک کہ جب کیفیت عشقیہ پیدا ہو گئی تو اسکو تہہ کر کے رکھدیا - یہ جو کپڑا یا عمامہ استعمال کرتے تھے اسکو نہ دہونے کے لئے اُتارتے تھے اور نہ بدلنے کے لئے - جب وہ گل جاتا تھا تو لوگ دوسرا پہنا دیتے تھے -
اور جو عمامہ کہ ہر سال انکے میلاد کے دن انکا خلیفہ (یعنی سجادہ نشین) زیب سر کرتا ہے وہ حضرت ہی کا عمامہ ہے جو خلیفہ کے قبضہ مین ہے لیکن خراسانی سرخ اونی چادر

عبدالعال رضی اللہ کا لباس ہے۔ سید احمد رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ مین
اپنے رب کی عزت کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ میری نہرین بحر محیط پر گھومتی ہین اگر دنیا
کی ساری نہرون کا پانی بطر جائے تو بھی میری نہرون کا پانی نہ بطرے گا۔ سید احمد
بدوی رضی اللہ عنہ نے ۶۷۵ھ چہ سو پچہتر ہجری مین ملار اعلی کا سفر کیا۔ اور اسکے
بعد فقرا پر سیدی عبدالعال رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ انہون نے نیک روش
اختیار کی اور خانقاہ و منارون کی تعمیر کرائی اور فقرا و اصحاب طریقت کا کہانا مقرر
کیا اور چھوٹی روٹیان پکانے کا حکم دیا جیسی کہ آجتک چلی آتی ہین۔ اور جو فقرا
کہ صحیح الاحوال تہے انکو جس جس مقام مین سکونت اختیار کرنے کا حکم دیتے
تہے اس سے مخالفت کرنے کی کسی کو مجال نہ تہی۔ چنانچہ انہون نے اسمعیل
انبابی کے باپ یوسف کو انبابہ مین اور احمد ابوطرطور کو انبابہ کے سامنے
میدان مین اور عبداللہ جیزی کو جیزہ کے سامنے کے میدان مین اور وہیب کو
برشوم کبری مین اقامت گزین ہونے کا حکم دیا۔ لیکن یوسف رضی اللہ
عنہ کیطرف مصر کے اُمرا و اکابر جھکے اور انکے دسترخوان پر وہ کہانے ہوتے
تہے جو اکثر امیرون کے مقدور سے باہر تہے۔ اسپر شیخ احمد ابوطرطور نے اپنے
ہمراہیون سے کہا کہ ہمکو بھائی یوسف کے یہان لے چلو دیکہین اُنکا کیا حال
ہے۔ چنانچہ وہان پہونچے تو یوسف رح نے کہا کہ یہ خوشبودار کہانے کہاؤ اور سید
احمد کی مسور و پیاز کا جو میل تمہارے پیٹون مین ہے اسکو دہوڈالو۔ اس کلام
سے شیخ ابوطرطور کو غصہ آیا اور انہون نے کہا کہ اے یوسف کیا ایسا ہی ہے؟
یوسف نے کہا کہ یہ تو مذاق تہا۔ مگر ابوطرطور نے کہا کہ نہین یہ تو تیرہ دن کی جنگ ہے۔ اور

انہون نے آکر عبدالعال رضی اللہ عنہ سے یہ ماجرا بیان کیا۔ عبدالعال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابوطاہر تم پراگندہ خاطر نہو جو کچہہ اسکے پاس تہا مینے چہین لیا اور اسکا نام ونشان گم کردیا اور اسکے بیٹے اسمٰعیل کو وہ نام ونشان دیدیا۔ چنانچہ اُسی دن سے ہمارے زمانہ تک یوسف کا نام کوئی بہی نہین لیتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسکے بیٹے اسمٰعیل کے ہاتہہ پر کرامتین ظاہر کین جو باپ ان سے باتین کرتے تہے۔ اور یہ خبر دیتے تہے کہ مینے لوح محفوظ کو دیکہا ہے اور فلان فلان شخص پر یہ واقعہ گذرنے والا ہے اور ایسا ہی واقع ہوتا تہا۔ اسپر مالکی مذہب کا ایک عالم انکا منکر ہوا اور اُسنے فتویٰ دیا کہ انکو سزا دیجاوے۔ یہ خبر جب اسمٰعیل رضی اللہ عنہ کو پہونچی تو انہون نے کہا کہ مینے تو لوح محفوظ مین یہ دیکہا ہے کہ یہ قاضی دریاے فرات مین ڈوب جاے گا۔ اور ہوا بہی ایسا ہی کہ بادشاہ مصر نے اسکو فرنگیون کے بادشاہ کے پاس اُسکے ہان کے پادریون سے مباحثہ کرنے کو بہیجا۔ کیونکہ اسنے وعدہ کیا تہا کہ اگر یہ مباحثہ مین مسلمان عالم سے مغلوب ہوجاینگے تو دین اسلام قبول کر لینگے۔ اور مصر مین اس قاضی سے بڑہکر کوئی مقرر وحجتی نہ ملا اسلیئے اسکو بہیجدیا چنانچہ یہ وہان جاکر دریاے فرات مین ڈوب گیا۔ اور سید احمد رضی اللہ عنہ کے خاندان مین جو اجلاف کی مشہور ترتیب اسوقت تک چلی آتی ہے یعنی نانبائیون۔ چرواہون گہاس لانے والون اور جہاڑ دینے والون وغیرہم کی اولاد کی یہ ترتیب سید عبدالعال رضی اللہ عنہ کی قائم کی ہوئی ہے اور کبہی اجلاف کی اولاد خلیفہ (سجادہ نشین) کے احاطہ مین بلا اجازت سواری پر نہین آتی ہے مگر گہاس لانے والون کی کیونکہ لوگون کو

معلوم تہا کہ سید احمد رضی اللہ انکو دوست رکہتے تہے۔

اور عبدالوہاب جوہری رضی اللہ عنہ کا جو محلۂ مرحوم کے قریب مدفون ہین یہ حال تہا کہ جب کوئی شخص انکی صحبت مین داخل ہونے کو آتا تو اس سے کہتے کہ اس میخ کو اس دیوار مین گاڑ دے۔ اگر وہ میخ دیوار مین ٹھیر جاتی تو اسکو مرید کر لیتے اور اگر گر پڑتی اور نہین ٹھیرتی تو اس سے کہتے کہ چلے جاؤ تمہارا حصہ ہمارے ہان نہین ہے۔ مین انکی خلوت کے اندر گیا اور اس دیوار کو مینے دیکہا اسمین اکثر دراڑ تہے۔ اور اسمین تہوڑی ہی میخین ٹھیری تہین۔ اور یہ بزرگ کشف کے ذریعہ سے جانتے تہے کہ کون انکی اولاد مین ہے اور کون نہین ہے اور اسکو وہ اسلیئے ظاہر کر دیتے تہے کہ مرید قائل ہو کر اپنے ہی دل مین فیصلہ کر لے اور پیر سے ردوکد نہ کرے۔ اور شیخ محمد المعروف بہ قمرالدولہ کا واقعہ یہ ہے کہ یہ سید احمد رضی اللہ عنہ کی صحبت مین زمانہ تک نہ رہے بلکہ ایک مرتبہ سخت گرمی کے زمانہ مین سفر مین تہے اور آرام لینے کو طنطا مین ٹھیر گئے۔ یہان انہون نے سُنا کہ سید احمد رضی اللہ عنہ ضعیف ہو گئے ہین۔ یہ انکی زیارت کو حاضر ہوے اور عبدالعال وغیرہ موجود نہ تہے۔ یہ جو پہونچے تو انہون نے دیکہا کہ سید احمد رضی اللہ عنہ نے تربوز کا پانی پیا اور پہر اسی تربوز مین اسکو قے کر دیا شیخ محمد نے اُس پانی کو لیا اور پی گئے۔ اسپر سید احمد رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ تو میرے اصحاب کا قمرالدولہ ہے۔ عبدالعال اور جماعت نے جو اس کو سُنا تو شیخ محمد سے لڑنے اور انکو مار ڈالنے کو باہر نکلے۔ شیخ محمد نے ایڑ مار کر اپنے گہوڑے کو اُس کوئین مین ڈالدیا جو تربیت نقاضنہ کے ٹیلے کے قریب تہا اور

ے طلسم تازہ یہ دیکھو کہان ڈوبے کہان نکلے

اُس کنوئین مین سے نکلے جو نفیا کے کنارہ پر واقع تہا۔ اور لوگ بہت دیر تک اُسی
کنوئین کے پاس انکے منتظر کہڑے رہے جسمین انہون نے گہوڑا ڈالا تہا۔
اور جب یہ خبر آئی کہ وہ نفیا کے قریب والے کنوئین سے نکلے تو لوگ انکا
پیچہا چہوڑ کر پلٹ گئے۔ قصہ کوتاہ شیخ محمد تادم مرگ نفیا مین رہے اور عبد العال رض
کے ڈر سے پہر طنطا نہ گئے۔ شیخ محمد رضی اللہ عنہ سلطان محمد بن قلاؤن کی
فوج مین تہے۔ اور انکا عمامہ اور کپڑا اور انکی کمان و ترکش و تلوار انکے مزار واقع
نفیا مین لٹکی ہوئی ہے۔

مین کہتا ہون کہ سید احمد رضی اللہ عنہ کے مولد مین میرے ہر سال
حاضر ہونے کا سبب یہ ہے کہ میرے شیخ عارف باللہ تعالیٰ حضرت محمد شناوی
رضی اللہ عنہ نے جو اس خاندان کے سربرآوردہ بزرگون مین سے ہین میری بیعت
گنبد کے اندر سید احمد رضی اللہ عنہ کے مُنہ کے مقابل مین لی اور مجہے اپنے ہاتہ
سے انکے سپرد کیا۔ چنانچہ ضریح سے دست مبارک نکلا اور اسنے میرا ہاتہ پکڑا
اور میرے پیر نے کہا کہ یا حضرت آپکی نگاہ اسپر رہے اور اسکو آپ اپنی آنکہون
مین رکہین۔ اسپر مینے سُنا کہ سید احمد رضی اللہ عنہ نے قبر سے کہا کہ "اچہا" اسکے
بعد دوسری مرتبہ مینے انکو مصر مین دیکہا کہ خود ہین اور سیدی عبد العال اور مجہسے کہتے ہین
کہ طنطا مین ہماری زیارت کر اور ہم تیری ضیافت کے لئے ملوخیہ ع

ع یہ ایک ساگ ہے جسکو دہی اور گوشت کی لاگ سے عرب لوگ پکاتے ہین سید احمد صاحب
فرہنگ آصفیہ اس لفظ کے تحت مین لکہتے ہین کہ یہ ساگ اس طرز سے پکا ہوا نہایت خوش ذائقہ

بکوائینگے ۔ چنانچہ مین سفر کرکے وہان پہونچا تو وہان کے اکثر لوگون نے میری دعوت کی اور اُسمین ملوخیہ ضرور کھلایا ۔ اسکے بعد مینے انکو قحافہ کے پل پر طنطا کے سامنے دیکھا کہ یہ شہر پناہ کیطرح محیط ہین اور مجھسے فرماتے ہین کہ یہین ٹھیرے رہو جسکو چاہو میرے پاس آنے دو اور جسکو چاہو روک دو ۔ اور جب مینے فاطمہ ام عبد الرحمن سے جو باکرہ تھین شادی کی تو پانچ مہینے گذر گئے اور مین انکے پاس نہ گیا ۔ اُسوقت مینے حضرت کو دیکھا کہ میرے پاس آئے اور مجھے معہ میری بیوی کے اپنے ساتھ لے گئے اور گنبد کے اُس ستون پر جو اندر کے بائین جانب ہے میرے لئے فرش بچھایا اور میرے لئے حلوا تیار کیا اور زندون و مردون کی دعوت کی ۔ اور مجھسے کہا کہ یہین اُسکی بہار لوٹ چنانچہ اُسی رات کو مین کامیاب ہوا ۔ اور ۹۴۸ھ ہجری مین اُنکے مولد مین اپنے پہونچنے کے معمولی دن نہ پہونچا مجھے دیر ہوگئی اور وہان بعض اولیا موجود تھے انہون نے مجھے خبر دی کہ اُس دن سید احمد رضی اللہ عنہ اپنے مرقد کا پردہ ہٹا کر کہتے تھے کہ عبد الوہاب نے دیر لگائی نہ آیا ۔ اور ایک سال مینے ارادہ کیا تھا کہ اب کے نہ جاؤنگا اس پر مینے سید احمد رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ سبز لکڑی ہاتھہ مین لئے ہین اور سارے اطراف سے لوگون کو بُلا رہے ہین اور بے شمار خلقت انکے پیچھے اور دائین بائین ہے پھر وہ میرے پاس ہو نکلے ہین اور مین مصر مین ہون اور مجھسے کہا کہ کیا تو نہین جائیگا مینے کہا کہ مجکو درد ہے انہون نے کہا کہ درد عاشق کو نہین روک سکتا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۲) ہوتا ہے اور اسکا پکانا عربون کے ساتھہ مخصوص ہے اور راقم نے کھایا ہے ۔ ۱۲ مترجم

بعدہٗ مجھے اولیاء وغیر اولیاء زندون اور مردون کا ایک انبوہ کثیر دکھلایا جنمین بہت سے
بوڑھے اور اپاہج تھے اور اپنے کفن لیے ہوئے پانون گھسیٹتے جاتے تھے اور
سب کے سب مولد مین شریک ہونے کو جارہے تھے - انکے بعد مجھے قیدیون کی ایک
جماعت دکھلائی جنکے زنجیرین اور بیڑیان پڑی ہوئی تھین اور فرنگیون کے ملکون
سے کھسکتے ہوئے آرہے تھے - انکو دکھلاکر مجھسے کہا کہ ان لوگون کو دیکھو
کہ اس حال مین بھی غیر حاضر رہنا نہین چاہتے - یہ ماجرا دیکھکر میرا حاضری کا ارادہ قوی
ہوا اور مینے اُن سے عرض کیا کہ انشاء اللہ تعالی ہم حاضر ہونگے - مگر انہون نے کہا کہ تم پر پیادۂ تعینات کرنا ضروری ہے
چنانچہ انہون نے ہاتھی کیطرح کے دو عظیم الشان سیاہ درندے مجھپر مسلط کردئے اور ان سے کہا
کہ جب تک کہ تم انکو لاکر حاضر نہ کردو ان سے الگ نہو - مینے یہ واقعہ حضرت شیخ محمد
شناوری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تو انہون نے کہا کہ "سارے اولیاء لوگون
کو قاصدون کے ذریعہ سے بلاتے ہین اور سیدی احمد رضی اللہ عنہ خود ہی لوگون
کو حاضر ہونے کے لئے کہتے پھرتے ہین - بعدہٗ ارشاد فرمایا کہ میرے پیر شیخ
محمد سروی رضی اللہ عنہ ایک سال حاضری مین پیچھے رہ گئے تو سید احمد رضی اللہ
عنہ نے ان پر عتاب کیا اور کہا کہ جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے
ہین اور اُنکے ہمراہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور اصحاب و اولیاء آتے ہین وہان
حاضر نہین ہوتا - چنانچہ شیخ محمد رضی اللہ عنہ مولد کے ارادہ سے روانہ ہوئے تو
اُنہون نے لوگون کو واپس آتے ہوئے دیکھا اور انکو وہ مجمع نہ نصیب ہوا اس
سبب سے وہ آنیوالونکے کپڑون کو چھوتے اور اپنے چہرہ پر ملتے تھے" انتہی
اور ایک مرتبہ میری اور میرے بھائی ابو العباس حریثی رحمہ اللہ تعالی کی شہر

مصر مین ہندوستان کے قریب ایک ولی سے ملاقات ہوئی۔ اس ولی نے کہا کہ
تم میری ضیافت کرو کیونکہ مین غریب الوطن ہون اور انکے ساتھ دس آدمی تھے چنانچہ
مینے انکے لئے چپاتیان اور شہد منگوایا اور اُنہون نے نوش جان کیا۔ بعدہ مینے
ان سے پوچھا کہ آپ کس ملک کے رہنے والے ہین۔ انہون نے کہا کہ ہند کے۔
مینے کہا کہ مصر مین آپکو کیا کام ہے۔ انہون نے کہا کہ سید احمد رضی اللہ عنہ کے مولد
مین مین حاضر ہوا تہا۔ اسپر مینے پوچھا کہ آپ ہندوستان سے کب روانہ ہوے
تھے۔ انہون نے کہا کہ مین منگل کے دن نکلا چارشنبہ کی رات کو سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سویا پنجشنبہ کی رات کو شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کے
پاس رہا اور جمعہ کی رات کو سید احمد رضی اللہ عنہ کے پاس طندتا مین تہا۔ ہمنے اسپر
تعجب ظاہر کیا تو اُنہون نے کہا کہ اللہ عزوجل کے اولیار کے نزدیک ساری دنیا ایک
قدم ہے۔ اور ہمسے اور اُن سے ہفتہ کے دن آفتاب نکلتے جو وقت کہ مولد کے
میلے کے چڑہنے کا تہا ملاقات ہوئی تھی۔ پھر مینے اُن سے پوچھا کہ ملک ہندوستان
مین آپکو سید احمد رضی اللہ عنہ کی کس نے خبر دی۔ انہون نے کہا کہ بڑے تعجب
کی بات ہے کہ ہم انکو نہ جانین ہمارے تو چہوٹے چہوٹے بچے سید احمد رضی اللہ عنہ ہی کی
برکت کی قسمین کہاتے ہین اور یہ اُنکی بہت بڑی قسم ہے اور کوئی بہی ایسا ہے جو
احمد رضی اللہ عنہ کو نہ جانتا ہو بحر محیط کے پرے اور تمام ملکون اور پہاڑون کے اولیار
تو انکے مولد مین حاضر ہوا کرتے ہین۔ اور ہمارے پیر شیخ محمد شناوی رضی اللہ عنہ
نے بیان کیا کہ ایک شخص نے انکے مولد مین جانے کو برا ٹھیرایا تو اسکا ایمان سلب
ہوگیا بال برابر بہی اسمین ایمان نہ رہا جس سے وہ دین اسلام کیطرف جُہکے۔ آخر اسنے

سید احمد رضی اللہ عنہ سے فریاد کی آپ نے کہا کہ دیکھو پھر ایسا نہ کرنا۔ اسنے کہا کہ پھر نہ کرونگا۔ تب آپ نے اسکو خلعتِ ایمان واپس دیا اور اُس سے پوچھا کہ ہمارے یہان کی کونسی بات تو بری سمجھتا ہے۔ اسنے کہا کہ مردون اور عورتون کا اکٹھا ہونا۔ سید احمد رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا کہ یہ تو طواف مین بھی ہوتا ہے مگر اس کو کسی نے بھی منع نہین کیا ہے۔ بعدہٗ آپ نے کہا کہ مین اپنے پروردگار کی عزت کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ میرے مولد مین جسنے گناہ کیا اُسنے ضرور توبہ کی اور اسکی توبہ اچھی سمجھی گئی اور جب مین وحشی جانورون کی جنگلون مین اور مچھلیون کی سمندرون مین رکھوال کرتا اور ایک کو دوسرے سے بچاتا ہون تو کیا اللہ عزوجل مجھے اُن لوگون کی نگہداشت سے مجبور رکھے گا اور جو میرے مولد مین حاضر ہوا کرتے ہین۔

اور یہ بھی میرے پیر ہی نے مجھسے بیان کیا کہ شیخ ابو الغیث بن کتیلہ محلہ کبریٰ کے ایک عالم اور وہان کے صالحین مین سے ایک شخص مصر مین تھے وہ بولاق جو آئے تو لوگون کو اس مولد کے لئے اہتمام کرتے اور کشتیون مین سوار ہوتے ہوئے دیکھ کر آزردہ خاطر ہوئے اور کہنے لگے کہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ یہ لوگ جسقدر اہتمام احمد بدوی کے مولد کے لئے کرتے ہین اسقدر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد کیلئے نہین کرتے اسکے جواب مین ایک شخص نے ان سے کہا کہ سید احمد بہت بڑے ولی ہین۔ عالم صاحب نے کہا کہ اس مجلس مین وہ شخص موجود ہے جس کا مقام اُن سے بھی اعلیٰ ہے۔ اسکے بعد ایک شخص نے اسپر جادو کیا اور اسکو مچھلی کھلائی جسکا کانٹا اسکے حلق مین پھنس گیا اور کسی حیلہ و تدبیر سے نہ فرو ہوا نہ باہر نکلا۔ جس سے اُسکا گلا سوج کر تکیون کے چھتے کیصورت کا ہو گیا۔ اور اسکو نو مہینے گذر گئے۔ اِس کو

نہ کھانے پینے مین مزہ ملتا تھا اور نہ سونے مین - اور اس عرصہ مین سبب کیطرف
اسکا خیال نہ گیا - نو مہینے بعد خدا کی کرم سے اسکو سبب یاد آیا - تب اسنے
لوگون سے کہا کہ مجھے سید احمد رضی اللہ عنہ کی گنبد کو لے چلو - لوگون نے اسکو
وہان پہونچایا تو اسنے سورہ یٰسین پڑہنی شروع کی - تھوڑی دیر مین اسکو زور سے
چھینک آئی اور وہ کانٹا خون مین لتھڑا ہوا خودبخود نکل پڑا - تب اسنے کہا کہ یا
سید احمد مینے توبہ کی اور فوراً اسکا درد وورم جاتا رہا اور شیخ خلیفہ کے بیٹے نے
جو جوابیار کے علاقہ کا رہنے والا تھا اپنے شہر کے لوگون کے سامنے
اس مولد مین جانے کو برا کہا اور ہمارے شیخ محمد عشاوری نے اسکو سمجھایا مگر اسنے اپنی
راے نہ بدلی تب اسکی شکایت سید احمد رضی اللہ عنہ سے کی وہان سے ارشاد
ہوا کہ عنقریب اسکے ایک دانہ نکلے گا جو اسکے منہ اور زبان کو کھا جائیگا - چنانچہ
اسی دن دانہ نکلا اور اسکا منہ گل گیا اور اسی سے وہ مرگیا - اور ابن اللبان نے سید احمد
رضی اللہ عنہ کے حق مین زبان درازی کی تو انکے دل سے قرآن وعلم وایمان
سب محو ہوگئے اور یہ برابر اولیاء اللہ سے فریاد کرتے رہے مگر کسی کی مجال نہوئی
کہ انکے معاملہ مین دخل دے - تب لوگون نے ان سے یاقوت عرشی کے
پاس جانے کو کہا - اور یہ سید احمد رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضر اور ان سے ہمکلام
ہوئے اور انہون نے قبر ہی سے جواب دیا - انہون نے عرض کیا کہ آپ جوانان
راہِ خدا کے باپ ہین اس مسکین کی کمائی واپس کردیجئے انہون نے کہا کہ اگر توبہ
کرے - چنانچہ انہون نے توبہ کی اور جو بات ان سے جاتی رہی تہی وہ پہر حاصل
ہوگئی - یہی سبب تہا جو ابن اللبان کو یاقوت رضی اللہ عنہ پر اعتقاد تہا - اور یاقوت رضی اللہ

عنہ نے اپنی بیٹی کی شادی بھی ان سے کردی تھی اور یہ اپنی بیوی کی پائینتی مین بمقام قرافہ دفن ہوے - اور ابن دقیق العید کا واقعہ اور انکا سید احمد رضی اللہ عنہ کا امتحان لینا مشہور ہے - اور وہ یہ ہے کہ شیخ تقی الدین نے (جنکی کنیت ابن دقیق العید تھی اور جو اپنے زمانہ کے مشہور محدث تھے) عبدالعزیز دیرینی کو کہلا بھیجا کہ میری طرف سے ان مسائل مین اُس شخص کا امتحان لوجسنے لوگون کو اپنی طرف مشغول کر رکھا ہے - پس اگر وہ تمکو ان مسئلون کا جواب دے تو وہ ولی اللہ ہے - چنانچہ عبدالعزیز انکے پاس گئے اور اُن مسائل کے جواب کے طالب ہوے - انہون نے نہایت عمدہ جواب دیے اور کہا کہ یہ جواب کتاب التنحیرہ مین لکھے ہوے ہین - چنانچہ جیسا اُنہون نے کہا تھا ویسا ہی اُس کتاب مین لکھا ہوا ملا - اور عبدالعزیز دیرینی سے جب سید احمد رضی اللہ عنہ کو کوئی پوچھتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ ایسے سمندر ہین جسکا ٹھکانا نہین معلوم ہوتا اور سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ کے عیسائیون کے ملکون سے مسلمان قیدیون کو لے آنے - رہزنون کے مقابلہ مین لوگون کی فریاد کو پہونچنے اور جسنے ان سے مدد چاہی اسکو مدد دینے کے واقعات اسقدر ہین کہ دفترون مین نہین آسکتے - مین کہتا ہون کہ مینے ۹۴۵ہجری مین خود اپنی آنکھون سے عبدالعال رضی اللہ عنہ کے منارہ پر ایک قیدی کو دیکھا کہ اسکے بیڑیان اور زنجیرین پڑی ہوئی تھین اور وہ مخبوط العقل تھا - مینے اُس سے حال پوچھا تو اسنے کہا کہ مین فرنگی کے ملک مین تھا اور آخر شب مین مینے سید احمد رضی اللہ عنہ کیطرف رجوع کیا - بس فوراً وہ میرے پاس تھے اور وہ مجھے لیکر ہوا مین اُڑے اور یہان لاکر انہون نے مجھے رکھدیا - چنانچہ یہ شخص دو دن تک وہان ٹھیرا رہا کیونکہ شدت پروانہ

سے اسکے سر مین چکر تہا۔

(۲۸۹) شیخ عارف کامل محقق مدقق یکے از اکابر عارفین باللہ سیدی محیی الدین بن العربی رضی اللہ تعالی عنہ

انکی کنیت ابن العربی الف لام تعریف کے ساتھ ہے جیساکہ مینے انکے ہاتھہ کا لکھا ہوا کتاب نسب الخرقہ مین دیکھا ہے۔ محققین اہل اللہ کا سارے علوم مین انکی بزرگی پر اجماع ہے جیساکہ انکی تصنیفات شاہد ہین۔ اور جنھون نے انکا انکار کیا ہے اُن لوگون نے صرف انکے کلام کی وقت کی وجہ سے نہ کسی اور سبب سے ایسا کیا ہے۔ کیونکہ جو شخص طریق ریاضت پر چلے بغیر انکے کلام کا مطالعہ کرتا ہے اُسکو لوگ اسوجہ سے بُرا سمجھتے ہین کہ مبادا اسکے اعتقاد مین شبہہ واقع ہوجاے اور شیخ کے مقصود کے مطابق اسکی تاویل اُسکو نہ سوجہے اور اسی حال مین وہ مرجاے۔ اور شیخ صفی الدین بن ابی المنصور وغیرہ نے انکو ولایت کبری صلاح عرفان وعلم کے ساتھہ متصف قرار دیا ہے۔ چنانچہ کہا ہے کہ وہ شیخ امام محقق اجلاء عارفین ومقربین کے سردار صاحب اشارات ملکوتیہ ونفحات قدسیہ وانفاس روحانیہ وفتح مونق وکشف مشرق وبصائر خارقہ وسرائر صادقہ ومعارف باہرہ وحقائق زاہرہ ستھے۔ منازل انس مین مراتب قرب مین سے انکا مقام بہت بلند تہا اور مناہل وصل مین انکا مورد شیرین وخوشگوار معارج دُنو مین سے

انکو اعلی بلندی حاصل تہی - اور احوال نہایت کی تمکین مین انکا قدم راسخ تہا - اور احکام ولایت
کے تصرف مین انکو بڑی قدرت تہی - اور یہ اس طریق کے ایک رکن تہے - اور ایسا
ہی اِنکے حال مین شیخ عارف باللہ محمد بن اسعد یافعی رضی اللہ عنہ نے لکہا ہے اور
انکا ذکر عرفان وولایت کے ساتہہ کہا ہے اور ابو مدین رضی اللہ عنہ نے اِن کو
سلطان العارفین کا لقب دیا ہے - اور آدمی کے باطنی مقام پر سب سے زیادہ
اسکا کلام دلالت کرتا ہے - اور انکی کتابین لوگون مین خصوصاً ملک روم مین مشہور
ہین - اور اسکی وجہ یہ ہے کہ انہون نے اپنی ایک کتاب مین سلطان سلیمان بن عثمان
اول اور اسکے فتح قسطنطینہ کی حالت لکہی تہی کہ فلان وقت مین وہ اسے فتح کریگا
اور جیسا انہون نے لکہا تہا ویسا ہی واقع ہوا حال آنکہ انکے اور سلطان موصوف کے
درمیان تنوسال کا فصل تہا - اس سلطان نے شام مین انکی قبر پر بہت بڑا گنبد تعمیر
کرایا اور عمدہ تکیہ بنوایا ہے جہان لوگون کو کہانا اور خیرات دی جالتی ہے - اور جو کوتاہ
نظر انکے منکر تہے اور انکی قبر پر پیشاب کرتے تہے وہ انکے مزار کی زیارت پر
مجبور ہوے - اور میرے بہائی شیخ تکو کار حاجی احمد حلبی نے مجہے خبر دی کہ شیخ
محی الدین رضی اللہ عنہ کی قبر کے قریب انکا مکان واقع تہا ایک دن نماز عشا کے
بعد منکرون مین سے ایک شخص آگ لئے ہوے شیخ کی تابوت کو جلانے آیا اور
وہ قبر سے نو ہاتہہ کے فاصلہ پر زمین مین دہسا اور ہمارے دیکہتے دیکہتے زمین مین
غائب ہو گیا اور اُسی رات سے اسکے اعزہ واقربا اسکو ڈہونڈہتے پہرتے تہے -
مینے اُن سے یہ ماجرا بیان کیا - اسپر اُن لوگون نے اس جگہہ کو کہودنا شروع کیا اور اُس
شخص کا سر دکہائی دیا - مگر جیسے جیسے وہ کہودتے تہے وہ زمین مین دہستا ہی چلا جاتا

تہا۔ آخر لوگون نے مجبور ہوکر اسکو مٹی سے بہر دیا۔

شیخ رحمہ اللہ پہلے عرب کے ایک بادشاہ کے منشی تہے۔ اسکے بعد زہد و عبادت و سیاحت اختیار کی۔ اور مصر و شام و حجاز و روم ہوپہنچے اور جس جس شہر مین پہونچے وہان کتابین تالیف کین۔ شیخ عزالدین بن عبدالسلام جو مصر کے شیخ الاسلام تہے انکی بہت برائیان کیا کرتے تہے مگر جب شیخ ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کی صحبت مین پہونچے اور اس گروہ کے احوال سے واقف ہوئے تب انکو ولایت و عرفان و قطبیت کے ساتھہ یاد کرنے لگے۔ شیخ رضؓ نے ۶۳۸ھ چہہ سو اڑتیس ہجری مین عالم بقا کا سفر کیا۔ مینے اپنی کتاب تنبیہ الاغبیاء علی قطرۃ من بحر علوم الاولیاء مین انکے علوم و احوال پر بحث کی ہے اسکو دیکہو واللہ اعلم

(۲۹۰) شیخ داود کبیر بن ماخلا رضی اللہ عنہ

سیدی محمد وفی شاذلی رضی اللہ عنہ کے پیر۔ یہ حاکم اسکندریہ کے گہر مین سپاہی تہے اور حاکم کے سامنے بیٹہا کرتے تہے۔ اور دونون مین اشارہ مقرر تہا جس سے قابل سزا و قابل برأت معلوم ہو جاتا تہا۔ چنانچہ اگر یہ اشارہ کرتے کہ یہ بری ہے تو وہ اسکو رہا کر دیتا تہا اور اگر اشارہ کرتے کہ جو الزام اسپر ہے اسکا یہ مرتکب ہے تو اسکو سزا دیتا تہا۔ اور وہ اشارہ یہ تہا کہ اگر یہ اپنی ڈاڑہی کو پکڑکر سینہ کیطرف کہینچتے تہے تو سمجہا جاتا تہا کہ وہ مجرم ہے اور اگر اوپر کیطرف تو یہ کہ بری ہے۔ اور تصوف مین بلند

مضامین انہون نے بیان کیئے ہین۔ حال آنکہ اُمّی تھے نہ لکھنا جانتے تھے نہ پڑہنا
اپنی کتاب مسمّی بہ عیون الحقائق مین انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ارشاد ع انما الاعمال بالنیات اور ع انما لکل امرئٍ ما
نوی کی نسبت کہا ہے کہ تمہاری نیّت مین جسقدر بلند ہمتی ہوگی اُسی قدر تمہارے
دانائے راز کے نزدیک تمہارا درجہ بلند ہوگا۔ اور انکا قول ہے کہ دوری وحجاب
کے سبب سے علل واسباب ہین اور جسنے اپنے قلب کو منور کیا اسنے جانا کہ
رب الارباب کے سامنے فروتنی بغیر کسی سبب کے ضروری ولازمی ہے۔ اور ان کا
قول ہے کہ دل کے دو نور ہوا کرتے ہین ایک تو عنایت ورحمت کا جس سے وہ
قصد کرنیوالون کو کھینچتا ہے اور دوسرا فیض وعزت وقہر کا جس سے وہ دور رہنے والون
اور کجی اختیار کرنے والون کو دفع کرتا ہے کیونکہ وہ فضل وعدل کے دو نون
دائرون مین گھومتا رہتا ہے پس جب فضل کے ساتھ تعینات کیا جاتا ہے تو ظاہر
ہوتا اور اپنی طرف کھینچتا اور نفع ہونچاتا ہے اور جب عدل وغلبہ کے ساتھ متعین
ہوتا ہے تو حجاب مین اور پوشیدہ رہتا ہے اور نکالتا ہے اسی لئے بعض رخ
کرتے ہین اور بعض پیٹھ پھیرتے ہین۔ اور جیسے جیسے بندہ کا علم بڑہتا ہے اُسکی
محتاجی وطلب بڑہتی ہے اور ہمت بلند ہوتی ہے کیونکہ جہل کی حالت مین وہ
علم کا طالب ہوتا ہے اور علم کی حالت مین علوم کے جلال کا اور معلومات کے اسقدر

ع اعمال نیتون ہی پر موقوف ہین ۱۲ ع ہر شخص کو وہی ملے گا جو اسنے نیت کی ہے ۱۲
یہ دونون صحیح متفق علیہ حدیثین ہین ۱۲

درجے ہین کہ نہ اُنکے منتہی کا کچھ پتہ ہے اور نہ انکے مقصود کی بلندی کا - ہاے
عجیب و غریب تشنگی ہے کہ جسقدر زیادہ سیراب ہوتی ہے اُسیقدر زیادہ شعلے بھڑکتے
ہین - اور ایک وہ اسرار ہین جنپر علم اُترتا ہے اور دوسرے وہ ہین جو ترقی کرکے علم
تک پہونچتے ہین اور ان دونون مین اعلی اول الذکر ہین کیونکہ جب علم ان پر وارد ہوا
تو یہی اُسمین اصل ٹھیرے اسلئے اسرار کی نشانیان چھپی رہین گی اور انکے علوم ظاہر
رہینگے اور انکے شواہد دقیق ہونگے اور جب اسرار ترقی کرکے علوم تک پہونچین گے
توعلوم کے جام مین اسرار کے مزہ کی آمیزش رہیگی اور انکی بخششون کے خلعت اہل
کے جنس لباس سے ملتے جلتے ہونگے اسلئے اُن مین ایک قسم کا اخفاء و اشکال
ہوگا - اور ظاہر کے عالم کا علم جسقدر وسیع ہوتا جائیگا اُسیقدر صاف و واضح ہوگا اور
باطن کے عالم کا علم جسقدر وسیع ہوتا جائیگا اُسیقدر بلند اور ادراک کے نزدیک
دقیق اور رائل بخفا ہوگا کیونکہ پوشیدہ چیز کا عالم بھی پوشیدہ ہوگا بخلاف ظاہر کے
اور یہ بھی ہے کہ ظاہر کے عالم کا علم اس دار ناپائدار کے ساتھ چلا جائیگا کیونکہ اس کا
مدار تکلیف پر ہے البتہ اُسی صورت مین باقی رہے گا جب اُسمین صدق اور
خالص اللہ ہی کیلئے جزا و ثواب ہوگا - اور اللہ تعالی اور اسکے فرشتون اور اسکی
کتابون اور اسکے رسولون پر ایمان لانیکے بعد سے بڑی نعمت اُس نور ولایت پر ایمان لانا ہی جو اسکے
خلق مین ہے عام اس سے کہ وہ اُسی بندہ کی ذات مین ظاہر ہو یا بندون مین سے کسی اور مین
کیونکہ جیسا یہ مطلوب ہے کہ جو نور غیر مین ہے اسپر ایمان لایا جاے ویسا ہی یہ بھی مطلوب ہے کہ جو نور ولایت خود
اسمین ہے اسپر بھی لائے - اور لوگون کی دو قسمین ہین ایک قسم تو دنیا مین اور اسکی سلطنت
اور اسکے شعائر دین کے قائم رکھنے مین مشغول ہے اور یہ علماء سلیمین کی کفالت

مین ہے اور دوسری قسم وہ ہے جنکی ہمتین اُن باتون کے حاصل کر لینے کے بعد
جو اگلون نے حاصل کی تہین اسرار کے سمجھنے اور ایسے شخص کی جستجو کرنے کی
طرف بلند پروازیان کرتی ہین جنکے سہارے سے تحقیق کی منزلین طے کرے
وہ عارفون کی کفالت مین ہے - عبادت سے تمہارا سب سے بڑا مقصود صرف معبود کا
قرب ہونا چاہئے نہ اجر ثواب کیونکہ جب تمکو بارگاہ مین آنے سے سرفراز کیا جائے گا
تو وہین سارے اجر اور ان سے بہی اعلیٰ چیزین ہین بعدہٗ تمکو ایسی نعمت عطا ہوگی
کہ خود تمہین نعمت دہندہ ہوجاؤ گے - اور انکا مقولہ ہے کہ کل کی برداشت جزو سے
نہین ہوسکتی - اور انکا قول ہے کہ جسکی ولایت کسی بڑے شخص کے باعث درست
ہوئی اُسکے باطن مین اُسیکا نور ظاہر پوشیدہ محیط رہے گا اور حضرات قرب مین سے
کسی حضرت مین داخل نہوگا مگر وہ اسکے ساتھ رہے گا - اور جب محبوب شخص عجیب
و غریب علوم و فہوم کی باتین کرے تو اسکو تعجب کی نگاہ سے نہ دیکھو کیونکہ غیب کے
قلم کی سیاہی فیاض ہے - اور عارفون کے قلوب سے یہ نہین ہوسکتا کہ بغیر یقین کے
خبر دین - اور عارف کی زبان وہ قلم ہے جس سے قلوب مریدین کے تختون پر لکہا
جاتا ہے پس اکثر تمہارے قلب کے لوح پر وہ بات لکہدی جاتی ہے جسکے معنی
تم نہین جانتے اور جب اُسکی نشانیان ظاہر ہوتی ہین تب اسکے معنی ظاہر ہوتے
ہین - اور انکا قول ہے کہ قلب روح کے نور کا سایہ ہے اور روح سِرّ کے نور کا
سایہ ہے اور سِرّ اُس حقیقت اولیٰ کے شعاعون کی تجلّی کا مظہر ہے جو اوائل تکوین
مین تہی - اور نفس قلب لے عالم شہادی کی سیاست کیطرف متوجہ ہونے اور عالم شہادت
کی تدبیر پر اتفاقت کرنے کا نام ہے - اور قلب کا لا الٰہ الا اللہ کے ساتہ متوجہ رہنا

دینا بہر کے عمل سے جو اللہ عزوجل سے اغراض کے ساتھ ہو بہتر ہے - اور عارف کا اثر اُس سے تعلیم پانے والون مین اسکی امداد و انوار کے سبب سے خود انکے اعمال و اذکار کے اثر سے کہین زیادہ ہوتا ہے - اور عارف کا دل آگ کی طرح آدمی کا جلنے والا ہے نہ باقی رکھتا ہے اور نہ چھوڑتا ہے - اور سب سے بڑا گناہ ماسوی اللہ کا شہود ہے یعنی اسکا ایسا شہود جو اپنی ذات سے قائم ہو - اور قلب کا اللہ کیطرف رُخ کرنا ایسی نیکی ہے کہ امید ہے کہ اُسکے ساتھ کوئی گناہ ضرر نہ کرے اور قلب کا اللہ سے مُنہ پھیر لینا وہ بُرائی ہے کہ اسکے ساتھ کوئی نیکی فائدہ نہین کرسکتی - اور غافل کا شہود سم قاتل ہے - اور جب اللہ عزوجل کسی بندہ پر کرم فرماتا ہے تو اُس سے اسکی خصوصیت کے شہود کو الگ کر دیتا ہے اور اسکی عبودیت کی تحقیق مین اسکو جماتا ہے اسلیے جب بندہ اپنی عبودیت کے حقوق کی نگہداشت سے غائب ہوتا ہے تو اسکی نسبت شطح[ع] و انبساط و حدود ادب سے تجاوز کرنے اور سیدھی راہ سے ٹل جانے کا اندیشہ ہوتا ہے - اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے اور ولی کو الہام ہوتا ہے - اور مومنون کے قلوب اولیا کے قلوب کے سایہ مین ہوتے ہین اور اولیا کے قلوب انبیا علیہم الصلوہ والسلام کے قلوب کے سایہ مین اور انبیا کے قلوب اُن انوار عنایت و امداد کے سایہ مین ہوتے ہین جو انکے پاس نازل ہوتے اور جنکے بعد شاہد کا ظہور ہوتا ہے - اور یہ شان نہین ہے کہ خفا مین خفا ہو شان تو بس یہ ہے کہ ظہور مین خفا ہو - اور کشایش کا سب سے بڑا دروازہ بندہ کا اپنی غفلت سے بیدار ہونا ہے - اور ان نفسون سے بچتے رہو کیونکہ انکی طاعتون مین

ع شطح ایسے کلام کو کہتے ہین جس مین رعونت و دعوے کی بو پائی جاے اور یہ محققین کی لغزشون مین داخل ہے - ۱۲ مترجم

کھوٹ اور آفتین ہوا کرتی ہین- اور جسنے موجودات کی طرف قلب کی نگاہ سے دیکھا
وہ حجاب یا حساب یا عذاب مین مبتلا ہوا- اور نبوت کے نور سے ایمان پکتا اور اعمال
وزنی ہوتے ہین اور ولایت کے نور سے عبادتین پاک و صاف ہوتی اور احوال
نتیجہ پیدا کرتے ہین- اور جب فرزند آدم دنیا و آخرت کے مصالح انجام نہ دیتا ہو تو وہ موت
جماد کیطرح ہے اور اگر معصیت و بدی مین مشغول ہو تو شیطان جیسا ہے اور اگر دنیا و آخرت کے
معاملہ مین مشغول ہو تو وہ حیوان کے مانند ہے اور اپنی فکر مین اُس چیز کے متعلق جو اللہ تعالی
ذکی وہی ہو مشغول ہو تو وہ فرشتہ کا سا ہے- پس خدا تیر رحم کرے دیکھو کہ کس درجہ مین تم شامل ہونا چاہتے
ہو- اور اولیا مین سے بعض اپنے قلب کے خزانہ سے باتین کرتے ہین اور
بعض غیب کے خزانہ سے- پس اپنے قلب کے خزانہ سے باتین کرنیوالا محصور ہے
اور خزانہ غیب سے باتین کرنیوالا غیر محصور ہے- اور خلائق کے دلون مین جون جون
تاریکی بیٹھتی جاے گی ووں ووں عارفون کی زبانین زیادہ صراحت کے ساتھ حقائق کو
بیان کرینگی کیونکہ دیکھنے والون کی نگاہون سے محفوظ ہین- اور جو کچھ تمنے پایا اگر
اسپر قانع ہو گئے تو تمنے کچھ نہین پایا کیونکہ نعمت نعمت دہندہ سے ملنے کا شوق
دلاتی ہے- اور اگر تمنے پایا اور نعمت نے تمکو پکڑ کر نعمت دہندہ کی طرف کھینچا تو یہ اور نعمتون
کے ملنے کا مژدہ ہے اور اسی لئے بعضون نے کہا ہے کہ اللہ کافر کو نعمت نہین دیتا بلکہ
وہ تو نقمت (سزا سے کردار) ہی ہوتی ہے- اور حقیقت کی شان اس سے کہین
بڑی ہے کہ بشریت اسکے ملنے کا محل ہو لیکن جب وہ چاہتا ہے کہ اسکو تم تک پہونچاے
تو تمہارے قلب مین اک شعاع ڈالکر اسکو حقیقت سے ملاقی ہونے کا محل بناتا ہے اسلئے
تم حقیقت کو اس شعاع سلطانی کے سبب سے پاتے ہو نہ اپنے سبب سے ٥

اپنی ہی آنکھ اُسنے عاشق کو ہے دی	کب نگاہ غیر اُسپر ہے پڑی

اور حقیقت کی شان اس سے کہین اعلیٰ ہے کہ اُسکی جزا مخلوق سے ہو سکے اسکی جزا تو رب العالمین سے طلب کیجاتی ہے - اور کسی مرید سے ہو نہین سکتا ہے کہ اپنے پیر کو جس سے اسنے تعلیم پائی ہے کبھی بدلہ دے سکے کیونکہ جو چیزین اسنے حاصل کی ہین اُنکا بدلہ اعراض سے کیونکر ہو سکتا ہے - اور علماء ظاہر کے قلوب عالم صفا اور کدورتون کے مظاہر کے بیچ مین واسطے ہین اور یہ اُن عامیون پر رحمت کیلیئے ہے جو معانی غیبیہ وادراکات حقیقیہ تک نہین پہونچے ہین - اور اہل تصوف وہ لوگ ہین جنھون نے اجسام سے انکے اورار کیطرف سفر کیا اور بارگاہ وفا مین اُترے اور محل صفا مین داخل ہوئے - اور سب سے زیادہ تعجب انگیز یہ ہے کہ عاشق معشوق کے سوا اور کے دروازہ پر ٹھیرے - اور کریمون سے سوال مین ہٹ کرو اور اگر تم عطا کے سزاوار نہوگے تو اُنکے اخلاق بہت پسندیدہ ہوتے ہین - اور کوئی قلب کبھی اپنے پیدا کرنیوالے کیلیئے ذلیل نہوا مگر اسنے اُسکو تو ونکی بخشی - اور کسی مرید کی ہمت اپنی رفتار مین کبھی کسی ہستی کے پاس کسی ہستی کے لیئے نہ ٹھیری مگر منادی تحقیق نے اُسکو للکارا کہ جسکے ساتھ تو ٹھیرا ہوا ہے اسکے وجود کو ثابت کر - اور اپنے ایمان کا تکیہ گاہ انسانی غور وفکر کے نتیجون کو نہ بناؤ بلکہ اس سے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف بھاگو اور اس سے اللہ کی پناہ ڈھونڈھو بلکہ ایمان کو اللہ عزوجل کی مدد سے چاہو - اور نہین سے دوسری روایت مین یہ ہے کہ اگر تم راہ واضح وروشن پر چلنا اور اتقیاء کے رتبہ پر پہونچنا اور اعلیٰ مرتبہ والون کا اقتدار کرنا چاہتے ہو تو دیکھو ہرگز اپنے دین وایمان کو عقل و فکر کا نتیجہ اور معقولیون کے دلائل پر موقوف نہ سمجھنا بلکہ اعلیٰ مقام اور نادر الوجود منزل

کی طرف چڑھ جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے برکات و انوار کی مدد چاہو اور اللہ
تعالیٰ سے سوال کرو کہ وہ تمپر احسان کرکے اپنے پاس سے ایسی مدد پہونچاسے کہ تمکو
کسی غیر کی حاجت نہ رہے اور وہ اپنے نور سے تمہین اپنی طرف کی راہ دکھاسے تاکہ
اُسمین تم صرف اُسی کو دیکھو اور یہ کہو کہ اے میرے پروردگار مین تیری پناہ ڈھونڈھتا ہون
کہ میرا ایمان تیری نسبت اور تیری اُتاری ہوئی کتابون کی نسبت اور تیرے رسولون کی
نسبت ایسی فکر سے مستفاد ہو جسمین نفسانی اوصاف کی آمیزش ہو یا جو ایسی عقل کیطرف
مستند ہو جو طینت بشریہ کے ساتھ ملی ہوئی ہو بلکہ تیرے نور مبین اور تیری اعلیٰ مدد
اور تیرے نبی مصطفےٰ کے نور سے مستفاد ہو۔ اور اگر تم ولی کے نور کی معرفت تک
پہونچنا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کے طالب ہو پس وہین تم اسے پاؤگے کیونکہ اولیا اسکے
غیب کی امانتین اور اسکے بارگاہ کی پوشیدہ چیزین ہین۔ اور اعمال و علوم و احوال
کی نسبت یہ نہ چاہو کہ وہ تمام بشری آمیزشون سے خالص و پاک ہون ورنہ تکلیف
مالایطاق مین پڑجاؤگے اور جسکا وجود ممکن نہین ہے اُسکو شہود و غلط گمان کرنے لگوگے بلکہ
آب و خاک کی نجاست اور مدکون کے ادراک سے پوشیدہ چیز کے خون کے بیچ
مین سے خالص ؏ دودھ نکلتا ہے جو پینے والون کے لئے خوشگوار ہوتا ہے۔ اور
بدکارون کی کثرت اور نیکوکارون کی قلت سے ہرگز نہ ڈرو کیونکہ گو اُنکی تعداد کثیر ہے مگر اُنکا
معاملہ چھوٹا اور حقیر ہے اور اگرچہ انکا شمار کم ہے لیکن اُنکا معاملہ اہم ہے۔ اُنکی ظاہری
باتون کے ساسے اور اُسکے زوال پذیر معانی جو حقیقی نہین ہین بہت ہین اسلئے وہ

؏ دیکھو چودہوین پارہ کا پندرہوان رکوع آیت ۶۶۔ نُسْقِیْکُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ ۝

کہ اس بات کیطرح عالم ثانی مین داخل ہین کیونکہ انکے کالبد نبات کے ہین جو معانی نورانیہ سے خالی اور نفوس خسیسہ ارضیہ سے معمور ہین انکی آبادی کی علامتین معانی رذیلہ حیوانیہ اور صفات اشکال شیطانیہ ہین انکا بہت ہی تھوڑا اور انکا ذی عزت بھی صاحب ذلت ہے وہ چوپایون[عـ۵] کیطرح بلکہ ان سے بھی زیادہ بے راہ ہین اور یہی لوگ تو غافل ہین - اور ان نیکوکارون کی ظاہری تعداد قلیل اور باطنی امداد کثیر ہے انمین کا ایک آدمی اپنے جنس کے نیکوکارون مین سے بہترون کے برابر سمجھا جاسے گا پھر ان لوگون کے مقابلہ مین جنکا کچھ بھی وزن نہین ہے اپنے انوار کی وسعت کے اعتبار سے اسکا کیا کچھ وزن نہوگا - اور جن لوگون کی کچھ بھی قدر نہین ہے ان کی مقدار زیادہ ہونے سے انکی وقعت زیادہ نہین ہوسکتی - اور جون جون بندہ مومن خلوص سے حقیقت ایمان کی تجدید کرتا ہے دون دون اسکی یہ تجدید عالم کون کے فنا کی مقتضی ہوتی ہے - اور غنی الاعظم کے سایہ مین فناء اکبر کے اندر آجانا نعمت عظمیٰ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ[عـ۵] اور حدیث مین ہے کان اللہ ولا شئ معہ - اور لوگون نے کہا ہے ؎

چھپا اسکے دامن مین اہل زمان سے	لگا دیکھنے دوسرون کو مین وان سے
مجھے پر کسی نے نہ دیکھا نہ جانا	کہ ہے نام کیا اور کہان ہے ٹھکانا

اور انکا قول ہے کہ وہ مرد نہین ہے جو استعمال کرنیکے لئے تمکو دوا بتادے بلکہ مرد تو وہی ہے جو اسکی حضرت مین تمہاری دوا کرے - اور اعلیٰ درجہ کا نور وہ ہے جو قلب

عـ۵ دیکھو نوین پارہ کا بارہوان رکوع آیت ۱۷۹ - أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ۵

عـ۵ پھر انکو پڑے جھک مارنے دو کھیل بنایا کرین (پارہ ساتوان ستر ہوان رکوع - آیت ۹۱)

دا سرا زمین پر جا ہے اور اس دا نا پائدار کے ختم ہونے تک ظاہر نہو اور یہ اسوجہ سے
کہ وہ جلد ظاہر ہونیوالے سے زیادہ پائدار زور دار بلند و اعلیٰ ہوتا ہے - اور تم غور سے دیکھو
تو معلوم ہوگا کہ جو دانے دیر سے اُگتے ہین وہ دوسرون سے جو اسطرح کے نہین ہوتے
زیادہ تر پائدار زور دار اور اوپر کو جانیوالے ہوتے ہین - اور اللہ تعالیٰ کی بابا اللہ تعالیٰ
کی راہ کی ذرہ برابر محبت کو بھی ڈھیرون اعمال کے بدلے نہ بیچو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم - نے فرمایا ہے کہ آدمی جسکو دوست رکھتا ہے اُسی کے ساتھ رہتا ہے - اور
ایک آدمی دوسرے سے معانقہ کرتا ہے مگر دونون مین مشرق و مغرب کی دوری ہوتی ہے
اور زبان ایک باطن کی ہے ایک روح کی ایک قلب کی اور ایک عقل کی اور یہ
اپنے اصل ماخذ اور اصلی سرچشمون سے پہچانی جاتی ہین اور عارف کامل ان مین
سے ہر ایک کو اُسی کی زبان اور اُسی کی لغت مین خطاب کرتا اور اُسی کے جام مین
اپنی شراب ڈالتا ہے - اور دوستی نہین ظاہر ہوتا ہے مگر شعلۂ معرفت کے غالب
ہونے کی صورت مین اور اگر معرفت نہوتی تو دوستی کبھی پکڑا نہ جاتا اور اگر دوسری
تشبیہ دیکر کہنا چاہتا ہو تو یون کہو کہ ہستی کا ستارہ روشن نہین ہوتا ہے مگر آفتاب
معرفت کے نظر نہ آنے کی حالت مین اور جب توحید کے مشرق سے معرفت کا
آفتاب طلوع ہوتا ہے تب آثار کے ستارے اور اغیار کے تارے ڈوب جاتے
ہین اور اگر لوگ دل کی قدر جانتے تو ضرور ہر آدمی سے بادب پیش آتے کیونکہ سب
کا یکسان لباس اور ایک سی صورت ہے اور جب علم والے تمکو کسی بات کا حکم دین
یا کسی بات پر ڈانٹ بتائین تو حکم کو مان لو اور ڈانٹ کی جگہ مین رک جاؤ گو تمہارا مقام
اعلیٰ اور منازل قرب مین تمہارا مرتبہ بہت نزدیک ہو کیونکہ اسمین اللہ تعالیٰ کا ادب

اور اسکے حق حکمت کا پورا کرنا اور اوامر الہیہ کے حدود کے پاس رک جانا ملحوظ ہے
اسلیے کہ بادشاہ کے ہمنشین کا کمال ادب یہ ہے کہ جب دربان ڈانٹے تو شاہی
آداب کی تکمیل کے خیال سے سر تسلیم خم کردے۔ اور کبھی کوئی علوی یا سفلی کرشمہ
ظاہر نہین ہوتا اگر وہ حضرت ربانیہ اور معرفت خفیہ کے نور کی دلیل ہوتا ہے اور بہت سے
معارف ایسے ہین جنکی نہ کوئی مثال ہوتی ہے اور نہ کسی ذی بصیرت دل مین اُن کا
تصور آتا ہے۔ اور جب تیر معرفت کسی قلب کے ایمان کو نشانہ بنائیگا تو ضرور اُسپر جا کر بیٹھے گا
خطا نہ کرے گا۔ اور یہ عالم بہ تدریج پیدا ہوا ہے پس جب پیدائش آخری دائرہ اور
نشاۂ ثانیہ کیطرف متوجہ ہوئی تو آسمان بمنزلہ باپ کے ہوگیا اور زمین بمنزلہ ماں کے اور
پیدا ہونے والا ایک دفعہ مین ایک ہی تھا اسلیے آدمیون کی روئیدگی کے دانے
زمین کے بطن سے ایک ہی روئیدگی کے حکم مین ثابت ہوے۔ اور جب عارف
کی زبان معرفت مین گویا ہوتی ہے تو اُسکا سارا وجود خاموش ہوجاتا ہے۔ اگر نفوس
اُس چیز کی قدر جانتے جسکی طرف بُلائے جاتے ہین تو اسکی طرف جانے مین اپنے
بُلانیوالون سے پیشقدمی کرتے۔ اور دنیا کی شراب نہ پیو مگر اُسکو شراب آخرت کے ساتھ
ملانے کے بعد اور یہ اسلیے کہ تم محفوظ رہو۔ اور کوئی جدید وقت ایسا نہین ہے جسمین
جدید مدد نہ آتی ہو جو کہ ہر ارواح و سائط وقت کو پہونچتی ہے کیونکہ یہی وقتی مدد کے اہل
اور اسکے سفیر ہین اور اثر مین آیا ہے کہ تمہارے اس دہر مین تمہارے رب کے
نفحات ہین اسلیے سن رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نفحات کے سامنے آو" اسمین وقتی
مدد کی طرف اشارہ ہے۔ اور کبھی کوئی حقیقت کسی عارف پر وارد ہوتی مگر اس کا
شہود سلطان انوار حقیقت کے نیچے دب گیا لیکن جو شخص اس سے سننے والا ہے

اُسکے شہود کا باقی رہنا ممکن ہے باوجود اسکے کہ وہ حقیقت اُس سے اسکو پہونچی ہی ہو کیونکہ اسکے پاس وہ بشر کے ذریعہ سے آئی ہے۔ اور ارواح اشباح (اجسام) مین چھپ گئین کیونکہ اس جہان مین اشباخ ظاہر ہین اسلیئے لوگون کو اُسی کے ساتھہ اعتبار ہوتا ہے اور بندہ اپنے ظاہر کے شہود مین مشغول ہو کر قلب و باطن کی نگہداشت سے غافل ہوجاتا ہے اور صاحب توفیق سعادتمند وہ ہے جو اپنی روح کے لئے زحمت اُٹھاکر اُسکو ظاہر کرنا اور اسکی اصلاح حقیقت مین مجاہدہ کرکے اُسکو رہائی دلاتا اور آزاد کراتا ہے۔ اور وہ بڑا شخص نہین ہے جو اپنے امور بشریہ کو تمسے چھپا کر اپنے آپ کو تمسے مخفی رکھے بڑا آدمی وہی ہے جو امور و اوصاف بشریہ کو ظاہر کردے بعدہ کہ بشریت پر تحقیق کے آثار تمہارے سامنے نمایان کرے اور اسکے چھپے ہوئے خزانہ سے غیب کے ذخیرے نکالکر بتاوے اور اسمین اللہ تعالی کے اس قول کے سمجھنے کا اشارہ ہے عـــہ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰٓى اِلَىَّ (اے محمدؐ! تم کہو کہ مین تو تمہارا ہی جیسا بشر ہون مجھپر وحی آیا کرتی ہے) اور عارف کسی حال مین غیر اللہ تعالی کے ساتھہ نہین رہتا اور نہ اُس چیز کے ساتھہ ٹھیرتا ہے جو حق سے اُس کے لئے ظاہر ہوتی ہے اور جب اُسکے ساتھہ ٹھیرا تو اسکے باعث اپنے پروردگار سے محجوب ہوگیا۔ اور سب سے مفید دوا کے پینے والے صورت کے سبب سے اُسکو پانی سمجھتے ہین مگر اُسمین سب بیماریون سے شفا ہوتی ہے یہی حال ولیون کا بھی ہے کہ جو آدمی اُنکو عوام کی صورت مین دیکھتا مگر اُنکے پاس پہونچ جاتا ہے اُسکو وہ اپنے پروردگار کی بارگاہ مین پہونچا دیتے ہین مگر وہ غافل رہتا اور اپنے مقام کو نہین جانتا ہے

عـــہ جو بیسوان ۲۴ پارہ پندرہوان رکوع سورہ حٰم سجدہ کی چھٹی آیت ۱۲

بعد کہ جب اُسکا قلب منور ہو جاتا ہے تب اُسکو پہچانتا ہے - اور سلطان نور تجلی
کے سامنے آدمی ثابت قدم رہا اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اسکی وجہ یہ ہے کہ
طینت بشر کا خمیر اصل اصیل سے ہے بخلاف پہاڑ کے - اور زبانین تین ہین
ایک تو زبان سے نقل کرنیوالی دوسری قلب سے نقل کرنیوالی اور تیسری غیب سے نقل
کرنیوالی - پس پہلی محض ناقل ہے دوسری عالم ہے اور تیسری عارف ہے - اور زبان
کی زبان ہوا کی ہوا ہے - اور قلب کی زبان سیدہی راہ کیطرف رہنما ہے - اور غیب
کی زبان عالم محو و فنا کے جانب اشارہ کرتی ہے اور ادنی فرع اعلی اصل ہین پیچیدہ
ہے - اور علوم کا مہر فہم کا حُسن ہے اور حقائق کا مہر حقائق کے غلبہ مین فنا ہو جانا
ہے - اور عارف کا نفس جو معیشت حیات دنیا کی سیاست پر مقرر کیا گیا ہے
اسکے نور معرفت کے تحت مین ایک شاگرد اور ہمکی روح کے ہاتھ کے نیچے
ایک مرید ہے جو سارے شاگردون کے ساتھ تعلیم پاتا اور کل مریدون کیطرح
تربیت کیا جاتا ہے اور اُسکی خصوصیت پر ویسا ہی ایمان رکھتا ہے جیسا اور
مومن جنکو خدا چاہتا ہے اور اسکے علوم ربانیہ کے حقائق اور اُسکے مقامات علویہ
کی واقفیت سے معزول رہتا ہے کیونکہ یہ سب ایسے اسرار غلبیہ ہین کہ علمار
ظواہر انپر مطلع نہین ہوتے صرف اسکے ظاہری آثار کو جان سکتے ہین - اور اگر تجلیات
وانوار سے غیب مین تیری آواز نہ پہونچے تو طاعت و اذکار سے پہونچا - اور اگر
کسی پر ایک ہی وقت مین نت نئی بیداریان طاری ہون تو یہ دلیل اس بات کی
ہے کہ اُسمین چند غفلتین ہین اور خصوصیت والون کے لئے بیداری نہین
ہوتی کیونکہ اُنمین غفلت ہی نہین ہے - اور جب تم اپنے نطفہ کی پیدائش مین

اُسکی تخلیق و تصویر کے محتاج ہو تو اپنی حقیقت اصلیہ کی ہدایت مین کیونکر اُسکی
عنایت و تنویر کے محتاج نہو گے - اور اللہ عزوجل نے کہا ہے کہ اے میرے
بندے جب تو مجھسے ایسی حالت مین ملے گا کہ تو میرا پہچاننے والا ہو گا تو جسقدر
موجودات ہین اتنی ہی تیری نیکیان لکھون گا - اور بہت سے بندے جو اپنے
نفس کو اسقدر ذلیل سمجھتے ہین کہ اُنکو تعجب ہوتا ہے کہ وہ موجود کیون ہوا اُنکو
جب فضل کا خلعت عطا ہوتا ہے تو وہ اللہ سے شرماتے ہین کہ اُسکا وجود کوئی
اللہ کے ساتھ مشہود کیون ہوا - اور اُن تر و تازہ خبرون کے سننے کو واجب جانو
جو غور و فکر سے پیدا نہین ہوئی ہین کیونکہ یہ دلون کی وہ ائینہ ہین - اور تمہاری ذات
آئینہ ہے اور تمہاری ذات کی شکل تمہاری ذات کی آئینہ ہے - اور جب تم نے
دیکھنے والے کو دیکھا تو دیکھ لیا - اور جو حقیقت ایسی جلوہ گر ہو کہ اُسکے غلبہ مین اُسکے
شہود کا شاہد غائب ہو جائے وہ شہد حق ہے اور اگر غائب نہو تو اُسکے شہود مین
آمیزش و تلبیس ہے - اور خود روحون کی کوئی صورت نہین ہے اور جو ہے وہ اجسام
کے اعتبار سے ہے اسی لیے جب بنی آدم نے نافرمانی کی تو ارواح کے اتصال
کی وجہ سے بُرائی ظاہر ہوئی کیونکہ عالم ارواح کا جب ظہور ہو گا تو اُسکے رب کا شہود
ہو گا اور اس شہود کی صورت مین عصیان کہان - اور سب سے نادر الوجود چیز طلب
مین خلوص کا پایا جانا ہے اور اسی کے لگ بھگ قبول ہے اور ان دونون سے
زیادہ کمیاب وصول پر دسترس ہے - اور دو چیزین ایسی ہین جن پر بہت کم دل جما کرتا
ہے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اللہ تعالیٰ کے ماسوا سے باہر آجانا - اور عمدہ بات یہ
نہین ہے کہ تمہارے معشوق کی تجلی ہو اور تمہارا رقیب موجود نہو بلکہ عمدہ بات یہ ہے

کہ رقیب کے رہتے ہوئے تمہارے حبیب کی تجلی ہو۔ اور عارف کو اگر خلق اسلئے
تلاش نہ کرے کہ اُسکے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ تک پہونچے تو اللہ تعالیٰ کے حق کے
اقتصار سے وہی اُسکو تلاش کرے گا۔ اور جنت مطلوب ہے اور دوزخ طالب
ہے اسی لیے اُس سے طلب کا معاملہ کیا جاتا ہے اور اس سے بھاگنے کا۔
اور مہربان باپ اپنے چھوٹے بچہ کو اس طور پر طبیب کے پاس بھیجتا ہے کہ اُسے
خبر نہین ہوتی اور طبیب کو کہلا بھیجتا ہے کہ اُسکے ساتھ نرمی و مہربانی سے پیش آنا
اسکا احسان مجھپر ہوگا اور اُسکو نہ بیماری کی خبر کرنا نہ علاج کی اسی طرح عارف سے کہا جاتا
ہے کہ میرے بیمار بندے جب تمہارے پاس آئین تو اُن کا اُن آسانیون
کے ساتھہ جو ہمنے تبادی ہین اس طور پر علاج کرنا کہ وہ خبر ہون اور تم اُنکو اُنکی بیماری و
دوا سے واقف ہونے کی تکلیف نہ دینا کیونکہ لبا اوقات اُن پر شان گذرے گا
اور تم بھی اُن سے اُسیطرح پیش آنا جسطرح ہم پیش آتے ہین کیونکہ تم تو ہماری طرف
بلانیوالے اور ہمارے حق کا مطالبہ کرنیوالے ہو دیکھو ہمنے اُنکو اپنی بارگاہ اور
اپنی جنت کی طرف بلایا ہے اور وہ نہ اسکو جانتے ہین اور نہ عارفون کے سوا حقیقت
ہین حقائق کے کنہ کو پہچانتے ہین۔ اور اسرار و انوار مین باہم کشاکش ہوتی ہے
اور اُن مین سے ہر ایک اپنے جام کا دور دوسرے کو دیتا ہے پس دونون پر نشہ
چڑھتا ہے اور دونون اپنے وجود سے غائب ہوجاتے ہین پھر تو نہ اسرار
ہوتے ہین اور نہ انوار۔ اور نعمت اور بہت بڑی نعمت تمسے خطاب ہے گو ایک
ہی لفظ سے کیون نہو۔ اور عارفان اس چیز کی رویت کیلئے جو اشرف و اعلیٰ و بزرگتر
ہے دونون جہان سے دست بردار ہوگئے ہین۔ اور عابد اپنے نفس کے عمل

سے دشمنی رکھتے ہین اور عارف خود اپنے نفس ہی سے - اور لاالہ الا اللہ کہنے کی
اسقدر پابندی کرو کہ لاالہ الا اللہ کے ذریعہ سے لاالہ الا اللہ سے غائب ہو جاؤ - اور لوگون کو
عارف محقق سے انکا شرک ہی روکتا ہے کیونکہ عارف انکو حضرات جمع و تفرید مین
دہنساتا ہے اسلئے اُنکے نفوس الوار کی آگ کی گرمی سے اغیار کے سایون کی طرف
بہاگتا ہے - اور جسکو اللہ تعالیٰ سے محبت ہو گی وہ ہر چیز کو جسکا سبب وہ ہے دوست
رکہے گا جیسا کہ بنی عامر کے مجنون کا قول ہے ؎

ترے سبب سے یہ کالے بھگے لگے مجکو		سگ سیاہ نظر آتے ہین سگے مجکو

اور عارف جب اپنے آثار بشریہ کی شکایت کرتا ہے تو اُس سے کہا جاتا ہے کہ
ہم تو تیرے ذریعہ سے حس کے دائرون کو اُسی طرح آباد کرنا چاہتے ہین جسطرح
قدس کے دائرون کو تجہسے ہمنے آباد کیا ہے - اور فرزند آدم گوشت و پوست
کے بازو لیکر دنیا مین آیا اور اُسکے اوپر آسمان ہے اور نیچے آگ ہے پس اگر اُسنے
اپنے بازوون اور پرون کی پرورش کی تو اُڑا اور اگر اُنکو اپنی حالت پر چھوڑ دیا تو
آگ مین گرا اور حدیث مین آیا ہے کہ مومن کا لوتھڑا اک پرندہ ہے جو بہشت کے درخت
مین لٹکا رہتا ہے اور یہ بھی قہار کا ایک قہر ہے کہ بہت سی چیزون کا تمکو مشاہدہ کرا ے
اور نہ تم مین اُنپر چلنے کی سکت ہو اور نہ تم اُسکے اقتضا پر عمل کرتے ہو مگر جب وہ چاہے
اور ارادہ کرے - اور جس چیز کا تم ارادہ کرو اور تم اُس سے محجوب ہو تو وہ عین امر
مطلوب نہین ہے - اور بندہ جسقدر حضوری مین زیادتی کرے گا اُسیقدر اُسکے
وقت مین نور کی زیادتی ہو گی - اور آگ نہین کہاتی ہے مگر شرک ہی کی جگہہ کو اگر
اسارا ہے تو سارے کو اور تہوڑا ہے تو تہوڑے کو اور بعض مومنون تک جو آگ

پہونچے گی تو اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے گناہون کے باعث شرک خفی مین مبتلا رہین گے
اور حقیقت ستر دونون جہان مین کسی پر ظاہر نہین ہوتی - اور اضطرار کے وقت
بہی اسرار کا اظہار مباح نہین ہے مگر اُنکے علمار کے فتوے سے - اور حقیقت
انسان کا مغز ظاہر نہین ہوتا مگر اُسکی ظاہری طینت کو نکال پہینکنے سے جیسا کہ بعض
میوون کا باطنی مغز اُسکے ظاہری چہلکے ہی کو اُتار دینے کے بعد ظاہر ہوتا ہے -
اور اداب معاملات کے اوصاف کو بیان کرنے سے یہ لازم نہین آتا کہ اُنکے ساتھ
اتصاف بہی پایا جاے لیکن جو شخص اُن سے متصف ہو اُسکا بیان سننے والے
کیلیے زیادہ تر مفید ہے اور غیر متصف کا بیان شافی اور اُسکے علم کا پہیلانا طلب سے
خالی نہوگا - اور اللہ تعالی ابنی آدم سے فرماتا ہے کہ تمنے زمین کو طول وعرض مین گہیر لیا مگر
تم مین سے ہمارے پاس تہوڑے ہی سے پہونچے - اور کبہی کوئی عارف خاموش نہوا
گو ایک ہی سانس کیلیے مگر اپنے زمانہ والون کے عذاب کیلیے اور کبہی کوئی کلمہ
اُسنے مُنہ سے نہ نکالا مگر جتنے لوگون نے اُسکو سُنا اُنکو فائدہ پہونچا - اور بندہ کی
غفلت اور اُسکے دل کا اندہاپن ہے جو وہ چیزون کی نسبت اپنے رب کے سوا
اورون کی طرف کرتا ہے - اور تم سے ہو نہین سکتا ہے کہ تم شیطان سے بچ سکو
جو تمہارے نفس وجود سے ملا ہوا تمہارے قلب کے کانون سے چپکا ہوا
اور تمہارے خون کیطرح تمہاری رگون مین دوڑتا پہرتا ہے مگر اُسی کی طرف رجوع
کرنے سے جو باعتبار شیطان کے تمسے زیادہ تر قریب ہے اور وہ اللہ تعالی ہے -
اور معاملات کے رستہ مین ظاہری بدیان معاف ہونے کے قابل ہین کیونکہ
یہ اُن سُنے ہوے حکمون کی مخالف ہین جو پردہ کے باہر سے مخلوق پر اوترے

ہین بخلاف دلون کے انوار و اسرار کے کہ جب انمین خلل واقع ہوا تو نہ انکی برائیون کی معافی ہے اور نہ اِنکے نقصانون کی تلافی چنانچہ بعض شخص جو اس خلل مین مبتلا تھے اُن سے کہا گیا تھا کہ ؎

تیری ہر خطا سے ہے یان درگذر	فقط بے رخی ہی گوارا نہین
دے لے بخش اگلے تمہارے قصور	یہ دل پیسر تمہارا اجارا نہین

اور جب کبھی کسی خالی یا تاریک وقت کے بعد ندامت لاحق ہوئی تو ضرور وہ معمور یا منور ہو گیا۔ اور پہلی مرتبہ تم سنتے ہو دوسری مرتبہ سمجھتے ہو تیسری مرتبہ جانتے ہو چوتھی مرتبہ دیکھتے ہو اور پانچوین مرتبہ پہچانتے رہو۔ اور بنی آدم کے لیے تین عالم ہین عالم انسانی عالم شیطانی اور عالم روحانی پس خاکی ہونے کے باعث اس مین جہل و نسیان ہے اور بادِ شیطانی کے سبب سے جھٹلانا ناشکری انکار اور سرکشی اور وصف روحانی کی وجہ سے تصدیق و اعتقاد و بعدہٗ یقین و عرفان اور بعدہٗ شہود و عیان۔ اور قلوب تین ہین: ایک تو قلب ارضی جسمین شیطان پناہ لیتا ہے اور اکثر اغوار کے ذریعہ سے اسپر چھا جاتا ہے دوسرا قلب سماوی جسکی طرف شیطان ڈالدیا جاتا ہے اور جسکے اردگرد سے باتین چراتا ہے پس شیطان اُسکی خبرین سن لیتا ہے اور اکثر اُسکے انوار کے شہاب کی مار اسپر پڑتی ہے اور تیسرا قلب عرشی ہے شیطان جسکے قریب کبھی نہین آتا اور نہ کبھی اُس تک پہونچ سکتا ہے۔ اور قرآن کے سننے کا پہلا مرتبہ یہ ہے کہ سننے والا موجودات کے شہود سے غائب ہو جائے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو اپنی پہونچانا چاہتا ہے تو ایسے طریقہ سے جسمین نہ ظاہری شرعیات کی تکلیفین ہین اور نہ قواعد

عقلیات کی زیر دستیان اُسکے قلب تک علوم حقیقیہ کو جو بارگاہ ربوبیت سے ملتے ہین پہونچا دیتا ہے - اور عالم شہادت سارے کا سارا آدم کی ظاہریت مین پیچیدہ ہے اور اُسکی ظاہریت اُسکے معنی روح مین پیچیدہ ہے جو اپنے ہونیکے جانے کے بیچ مین غائب ہے اور ہونیکا جانا افاضتہ مین پیچیدہ ہے اور یہ منقطع الاشارۃ ہے - اور جب ہستی فانی چشم غفلت سے اللہ تعالیٰ کے ساتھہ کسی موجود کو دیکھتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی یکتائی کی غیرت کے سبب سے اُسکی فنا رکا حکم جاری فرماتا ہے - اور اگر عارف اپنی حقیقت کی زبان سے کلام کرے تو ہستی شہادی مین اُس کا ایک کلمہ بہی نہ سما سکے - اور گویا حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے وہ شخص جسنے مجہسے طلب کیا ہے لے اور اے وہ شخص جو مجہسے طلب کرتا ہے ٹھیر جا - اور جسنے یاد دہی کے جام مین اپنی بشریت کا ذرہ برابر بہی ملاکر تمکو دیا اُسنے تمکو اذیت دی اور اگر عارف کو اختیار دیا جاوے کہ چاہے ایک لاکہہ خصوصیتین قبول کرے اور چاہے حجاب کا دور ہونا تو وہ ضرور اسی کو پسند کریگا کہ ذرہ برابر بہی اُسکا حجاب دور ہوجاوے - اور حال وہ ہے جو تمکو اُسکی بارگاہ کیطرف کہینچے اور علم وہ ہے جو تمکو اُسکی خدمت کیطرف پہیر لاوے - اور اگر راہین تنگ ہوتین تو تم نور کو بہتا ہوا دیکہتے اور نسیم قرب کی خوشبو سونگہنے سے تمکو کسی چیز نے نہین روکا ہے مگر تمہارے زکام نے اور نور کے مشاہدہ سے تمکو کسی چیز نے باز نہین رکہا ہے مگر تمہاری تاریکی نے - اور اپنے محبوب سے جس شخص کی محبت کسی نئے سبب سے زیادہ ہوجاوے وہ انتہائی محبت کے دعوے سے کوسون دور ہے - اور جس حالت پر کوئی اعتراض نہ ظاہر سے ہو اور نہ باطن سے وہ ایسا "جمع" ہے جسمین "تفرقہ" نہین ہے اور

ایسا "فرق" ہے جسمین شرک نہین ہے - اور جسنے اللہ تعالی کے ایسے اسرار کہولدیے جنکا کہولنا مناسب نہین اور ایسے پوشیدہ علم کی کوئی بات افشا کردی جسکا افشا سزاوار نہین اُسکو یہ سزا دیجاتی ہے کہ لوگ اُس سے بدگمان ہوجاتے ہین یا اس سے بہی بڑہکر عقوبات مین مبتلا ہوتا ہے - اور اگر تجہسے "مین" نکل جائے تو تجہپر روشن ہوجائے کہ مین کون ہے - اور شیطان کا مطلب آدمی سے حاصل نہین ہوتا مگر جس وقت وہ اپنی خواہشون کی زمین مین اُترتا ہے - اور عابد خلق اللہ سے اسلیے بہاگتے ہین کہ انمین اللہ تعالی کے جو اسرار ہین اُن سے وہ ناواقف ہین اور اگروہ اُن اسرار سے واقف ہوتے تو ضرور ان سے ویسے ہی مانوس ہوتے جیسے عارف مانوس ہین - اور کشف غیبی جسقدر دقیق و خفی ہوگا اُسیقدر اعلی ہوگا - اور جن وسیلون سے تم اللہ تعالی کی معرفت حاصل کرنی چاہوگے اُن سب سے زیادہ واضح خود تم ہو - اور اس دار ناپایدار مین عارف نہ کسی حال پر عمل کرتے ہین اور نہ کسی مقام پر وہ تو صرف اللہ کی طرف متوجہ ہونے کی تحقیق پر عمل کرتے ہین اور سب باتین اسی کے ضمن مین ہین - اور ہر جو دات مین جتنی چیزین ایسی ہین کہ اپنے افعال مین اپنے اختیار کے شہود سے دور ہین اُنکی بقامین پایداری ہے جیسے آسمان زمین پہاڑ اور دریا اور جو اپنے اختیار کے شہود سے قریب ہین اُنکی عمر کوتاہ ہے جیسے آدمی اور جانور تاکہ عقل والے سمجہین اور عنایت سابقہ ہدایت ناطقہ کے پیشتر ہوا کرتی ہے - اور دنیا مین تم ٹہیرنے والے نہین ہو اور آخرت تک تم ابہی پہونچے نہین ہو اسلیے قریب مجیب کی طرف رجوع کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہین ہے - اور اللہ عزوجل کی بندہ پر اس سے

بڑھکر کوئی بخشش نہین ہے کہ اُسکے قلب کو منور کردے۔ اور جب وقت عارف ایک کلمہ بھی بولتا ہے تو اُسمین سننے والے کا وجود غائب ہوجاتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ کلام بمنزلہ مرد کے ہے اور کان بمنزلہ عورت کے ”اور مرد[عہ٥] عورتون کے سردھرے ہین“ اور اگر عارف کسی شہر مین سانس لے تو جو بندہ اُسمین ہوگا اُسکا ایمان مضبوط ہوجاے گا۔ اور بہر وصول غیبی کے سامنے عارض شہوانی ہے۔ اور جب عارف کا وجود اُسکے مرید کے سامنے مر نہ جاے اُسکا مرید اللہ تعالیٰ تک نہ پہونچے گا۔ اور حضرات انوار تک نہین پہونچتے مگر وہی اسرار جو خاص ہوتے ہین۔ اور جس مرید نے عارف کو توقیر و وادکی نگاہ سے دیکھا وہ راہ حق و رشاد کا سالک ہوا اور فہم کے ساتھ توحید مباح نہین ہے مگر خاص کر تکلیف کے محل مین اور جسنے سمجھا ایسے مقام مین یہ مکلف وجد کیا جسمین وہ پہونچا نہین ہے اُس کا قدم اُس مقام سے جسمین وہ ہے نیچے کیطرف پھسلجاے گا یہ صرف اُسی کو مباح ہے جسکو اجازت ہے، یا جو کسی عارف کے اشارہ کے تحت مین ہے۔ اور واردات ربانیہ سمجھ سے باہر نہین اور جو سمجھ مین آتے ہین وہ تو اُسکے پانی کے چھینٹے اور اُسکی روشنی کی شعاعین ہین اور جب تک کہ تم عام موجودات سے باہر نہ چلے اُو تمہارے لئے حقائق ایمان کا نور نہین چمکنے کا۔ اور علم حقیقی کی ایک علامت یہ ہے کہ جب دل مین اُتر جاے تو امثال و صورتین مٹ جایئن گو امثال ظنیہ حقائق اصلیہ کے اخذ کا سبب ہون اور جو کچھ تم مین پیدا کیا گیا ہے وہ صرف اس لئے کہ اُسکے ذریعہ سے تم موجودات کو پہچانو نہ کہ موجود کنندہ کو کیونکہ وجود اللہ تعالیٰ ہی کے ذریعہ سے پہچانا جاتا ہے۔ اور

عہ٥ الرجال قوامون علی النساء سورہ نساء۔ ۱۲

حکمت کے مواد انسانی قوت کے اندر پیچیدہ ہین مگر حکیم کو اورون پر صرف اسلئے فضیلت ہے
کہ وہ اُنکو قوت سے فعل کی طرف لاتا ہے۔ اور آدمی پر اشارہ واقع نہین ہوتا کیونکہ
وہ ایک نسبت ہے جو فنا رکے انوار مین سرگردان ہے۔ اور اگر وصول مین تمہاری
کوئی نیت ہوگی تو تمہارا کچھ اثر اُسمین باقی نہ رہے گا۔ اور فرزند آدم کی خوبیان چھپی
ہوئی رہتی ہین اسلئے اُسکو اُنکے اعتبار سے دیکھو تو امید ہے کہ تمکو اُس کا کچھ
جمال نظر آئے۔ اور ایمان کے جواہر اُنکے ہی سے ظاہر ہوتے ہین۔ اور حیات دنیا
مین شہوات کا حاصل ہونا فوری عذاب ہے مگر چھپا ہوا۔ اور جب حقائق اپنے صفت
کے ساتھ ظاہر ہونگے تو اُنکے ظہور مین خفا اور خفا مین ظہور ہوگا اور اُنکو ھوالاول
والآخر والظاھر کی وادسے مدد پہونچتی ہے۔ اور کوئی اعلی واردات نہین
آتی مگر اُسکے ساتھ قطع کا اندیشہ لگا رہتا ہے۔ اور محققون کی دو قسمین ہین ایک کو
تو رہنمائی وصاف گوئی کی اجازت ہوتی ہے اور دوسرے کو اسکی اجازت نہین ہوتی
اور دنیا کے مال ومتاع مین خوبی وبرکت اسلئے ہے کہ وہ نہ منقطع ہونیوالی عطا اور
نہ ختم ہونیوالے احسان ہین اور عالم بقا اور فضاء اعلی کیطرف جانیوالے ہین۔ اور جب
تمہارے پاس سے غیب کے حقیقی بادل کا کوئی ٹکڑا گزرے تو اُسکے نیچے ٹھیر جاؤ
کیونکہ وہ یا تمپر سایہ ڈالے گا یا تمکو تر کرے گا۔ اور آدمی کے آزادانہ ہونے کی ایک
علامت یہ ہے کہ جدہر اُسکو ہوا وہوس چلائے اُدہر ہی اُسکا قدم اُٹھ جائے۔ اور
اپنے حسن نیت پر جمے رہو تاکہ اصول مقصود کی صورت پیدا ہو۔ اور مومن کا شوق
ایسی چیز کی نسبت جسمین ہوائے نفس نہین ہے۔ اور جو چیز اُسکے نفس کے لئے
مناسب نہو اُس سے امید وبیم اُسکی استقامت کی دلیلین ہین۔ اور اگر کوئی شخص

اپنی ظاہری بشریت کے پانی کا تھوڑا تیرے سامنے پیش کرے تو خبردار اُس مین سے
نہ پینا کیونکہ وہ تجھے پیروی حرص دگمراہی کیطرف کھینچکر لیجاے گا اور اگر اپنی باطنی خصوصیت
کے پانی کا تھوڑا تجکو دے تو اُسکو بے تکلف خوشی خوشی پی جاؤ یہ شربت تمکو نفع کریگا
اور جس کلام کے ردوقبول مین تمکو اختیار ہو اُس سے تمکو تھوڑا نفع پہونچے گا اور جو کلام
تمکو قبول کرنے پر مجبور کرے وہی تمکو زبردستی اچھے اور عمدہ کام کیطرف لیجاے گا۔
اور مرید کی سیر باطن سے ہوا کرتی ہے اور اُسکا ظاہر تابع ہوا کرتا ہے اور عابد کی
سیر ظاہر سے ہوتی ہے اور اُسکا باطن تابع ہوتا ہے اسلیئے عابد اپنے اوراد کی
نگہبانی کرتا ہے اور مرید اپنے واردات کی۔ اور علما اس لیئے لوگون پر رحم کرین اور
علم نہین حاصل کرتے کہ معصوم بنین بلکہ اسلیئے کہ لوگون پر رحم کرین اور اسلیئے
نہین کہ اپنے علم کے ذریعہ سے تقدیری امور سے محفوظ رہین بلکہ بحاجت و محتاجی کے
ساتھہ اللہ تعالی کی طرف رجوع کرین۔ اور اہل معرفت کے احوال نہایت ہی عجیب
ہین کیونکہ اگر وہ اپنی بشریت کے ساتھہ ہین تو پانی کی مچھلیان ہین اور اگر اپنی خصوصیات
کے ساتھہ ہین تو ہوا کی چڑیان ہین اسلیئے وہ جب اپنے نفسون کے اوصاف مین
ہونگے تو دنیا کے دریاؤن مین ڈوبے ہوئے ہونگے اور جب اپنی روحون کے اوصاف
مین تو عالم اعلی کے افق مین چکر لگانیوالے اور ہر عالم سے جسکو عالم اعلی سے زیادہ
مشابہت ہے دنیا مین بہت ہی کم ٹھیرنے والے اور اصالت مین بہت نزدر آور ہونگے
اور جتنی چیزین کہ عقل کے ادراک سے بالاتر ہین اُن مین دو ہی ذریعون سے چل سکتے
ہین اور وہ یا نور ہے یا اعتقاد۔ اور مخلوقات کی طرف سے جسقدر کم تدبیرین ہون گی
اُسیقدر زیادہ خالق کی طرف سے توفیق واعانتین پہونچین گی۔ اور بنی آدم کا اہل

حجاب سایہ کے حقائق کو نصب العین نہ رکھکر سایہ کے ساتھ ٹھیر رہتا ہے جیساکہ
وہ علم کی وجہ سے اسلئے محجوب ہین کہ اُسکے حقائق سے باہر ہوکر اُسکے پردہ کے پیچھے
ٹھیرے ہوے ہین۔ اور حالتِ شکر مین شکر کرنے والے کی ایک زبان ہوتی ہے
جو اپنے رب کی طرف سے یہ کلام کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی زبان سے فرماتا
ہے کہ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ (جو شخص اُسکا شکر کرتا ہے اللہ اُسکی سنتا ہے)
اور مرید کو جیسی حاجت اپنے پیر سے ہوتی ہے اُس سے بڑھکر پیر کو اپنے مافوق
کی ہوتی ہے۔ اور مریدون کے دل تک انوار پہونچنے کی راہ سچی محبت ہے۔ اور عارف
دنیا مین غیر کے لیے ہے نہ اپنے لئے اور غیر عارف خود اپنے لیے ہے نہ غیر کیلئے
اور بندہ جسقدر اپنے قلب کو اللہ تعالیٰ کیطرف متوجہ کرے گا اُسیقدر اُس کو
اطمینان ہوگا اور جسقدر خلق کی طرف مائل کرے گا اُسیقدر پریشان ہوگا۔ اور جو سبب
تجھے تفرقہ مین ڈالے وہ تجھے فنا کردے گا اور مار ڈالے گا اور جو سبب تیری جمعیت
کا باعث ہو وہ تجھے جِلاے گا اور پایدار بناے گا۔ اور محبت ارواح حقائق
کا جسد اور اُنکے حضرات کا دروازہ ہے۔ اور عابدون کے لوگون سے بھاگنے کی
وجہ یہ ہے کہ اُنکو اپنی ظاہری بشریت کے باعث مردار دنیا کی بدبو معلوم ہوئی اور عارفون
نے جو انکی طرف رُخ کیا اُسکا سبب یہ ہے کہ انکو اپنی باطنی خصوصیت کے سبب سے
ارواح کی خوشبو محسوس ہوئی۔ اور اللہ عزوجل کو اپنے ولی کے بارہ مین رشک
آتا ہے کہ اُسکو اور کوئی پہچانے۔ اور جبتک کہ اللہ تعالیٰ نہ پہچنوائے ولی پہچانا نہین
جاتا کیونکہ یہ اُسکے پاس ہوتا ہے اور اگر اُسکے پہچنوانے سے پیشتر پہچانا جاے
تو اُسکے لیے اللہ تعالیٰ سے حجاب ہوجائے گا۔ اور اس دنیا مین اللہ تعالیٰ کے

جاننے کے دو ہی طریقے ہین - اولیاء کے لئے الہام اور انبیاء کے لئے وحی -
اور نگاہون کے اعتبار سے چار قسم کی آنکھین ہین - پہلی جنگی اور تیز نگاہ اور یہ نبیون
کی آنکھین ہین - پہلی جنگی اور سست نگاہ اور یہ ولیون کی آنکھین ہین - ذات کے
اعتبار سے موجود مگر نگاہ مین محجوب اور یہ غافل مومنون کی آنکھین ہین - اور اندہی
اور کافرون نادانون کی آنکھین ہین - اور جب سے آدمی قالب بشری مین گہیر گئے
اور مظاہر حسیات کے قیدخانون مین قید کئے گئے اُس وقت سے اُن کے
پاس عالم غیبی کی کوئی سانس اور محل کون کے انوار کی کوئی شعاع اور کوئی بینا علم
حقیقی نہ آیا مگر نبیون اور رسولون کے ذریعہ سے اور پہر اُنکے پیرون یعنی ولیون
صدیقون اور معرفت والے عالمون کے ذریعہ سے اور ان مین سے کسی کو
اُس سے زیادہ علم نہین ہوتا جتنا کہ اوائل فطرت مین اُنکو ملا ہے اسلئے ان کے
پاس نئے اور تر و تازہ علوم نہین ہوتے مگر اُنہین اعلی درجہ کے قدسی منبعون سے
نکلے ہوئے - اور جسنے عارف کو پہچانا عارف کو اُس سے مشقت ہی حاصل ہوئی
کیونکہ اُسکی ساری تبدیلیون مین عارف ہی کو اُسکا بوجہ اُٹہانا پڑا اور جسنے عارف کو
نہ پہچانا عارف کو اُس سے راحت نصیب ہوئی اور جسقدر عارف کی معرفت بڑہتی
جائیگی اُسیقدر اُسکی محتاجی و مفلسی زیادہ ہوتی جائیگی کیونکہ جسقدر معرفت
بڑہے گی اُسیقدر قرب بڑہے گا اور قرب سے نسب زائل ہوجاتا ہے کیونکہ دوری
و حجاب ہی کے ساتہہ نسب و اسباب پائے جاتے ہین - اور دنیا مین عارف
کی مثال اُس شمع کی ہے جو خود چہپی ہوئی دیگر روشنی دیتی ہو - اور جسدن اہل باطل
خسارہ مین ہونگے اُسدن نبی یا نبی کے پیرو یا عاشق کے سوا کسی کو نجات نہ ملیگی

اور مثالین مریدون کے لئے ہین اور حقائق عارفون کے لئے اور عارف کی مثال
اُس شخص کی ہے جو دریا کے پاس ہو کہ جہان سے چاہے پانی نکال لے اور مرید کی
مثال اُس شخص کی ہے جسکے پاس تھوڑا سا منجمد پانی ہو اور وہ اس انتظار مین ہو
کہ وہ پگھلے تو اُسے نوش جان کرے۔ اور جب تمہارا نفس قرآن کے سمجھنے کا
قصد کرے تو یہ تمہارا عجیب حال ہے کیونکہ جو چیز تم مین موثر ہے تم اُسکے موثر بننا
چاہتے ہو۔ اور جب مؤمن ایک دن ایمان کے ساتھ رہا تو اُسنے لاکھ سے زیادہ
رستیان پکڑ رکھی ہین جنمین سے کوئی بھی ٹوٹنے والی نہین ہے۔ اور اگر شیطان انسان
کو گناہ و عصیان کیطرف ہنکا لیگیا اور اُسنے اصرار نہ کیا بلکہ رجوع و توبہ کی تو
گویا اُسنے کبھی شیطان کی فرمانبرداری ہی نہکی تھی۔ اور جب تمنے کسی بندہ کو ایسی
چیز کی طرف بُلایا جسمین اُسکی ہوا ئے نفس نہین ہے تو جہانتک تمہارے امکان
مین ہو اُس سے بچو کیونکہ وہ اپنے نفس سے تمکو دشمن سمجھے گا اور اپنے ایمان سے
تمکو دوست رکھے گا۔ اور جب تمنے اپنا عمل درست کیا تو جنت نے تمہاری طرف
رخ کیا اور جب تمنے اپنا دل درست کیا تو حق سبحانہ و تعالیٰ اپنے احسان سے
تمہارے جانب متوجہ ہوا۔ اور جسطرح بندہ کو ہزار ناپاکیون کے بدلے بھی ایک
ہی غسل کافی ہے جس سے اُسکا نماز مین داخل ہونا جائز ہے اُسیطرح جب بندہ
غفلت سے ہزار گناہ کرے بعدہٗ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کو یاد اور اُس سے امرزش کی فریاد
کرے تو یہ اُن گناہون سے اُسکو پاک کردے گا اور حضرات مین اُسکو داخل ہونے
کے قابل بنادے گا۔ اور جب تمکو دو بہترین باتین حاصل ہو جائین تو پھر کچھ پروا نہ کرو
ایک اللہ پر ایمان اور دوسری بار بار اللہ کی طرف رجوع و میلان۔ اور واللہ اگر

اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو اس دارنا پائدار مین چھپانا نہ چاہتا تو وہ کسی کو اُسکے ستانے کے لئے اُن پر مسلط نہ فرماتا۔ اور فراخ حال مین حقائق کے ظاہر ہونے سے پیشتر کجی سے باز رکھنے کے لئے جو ڈانٹ بتائی جائے اور جو فائدہ مند نصیحتین کیجائین اُنکو سن لو کیونکہ حقائق مین پہلی چیز کتاب ہے دوسری خطاب تیسری عتاب چوتھی حجاب اور پانچوین عذاب "وجس دن[عہ] تمہارے رب کی بعض نشانیان آئینگی اُس دن کسی شخص کو اسکا ایمان فائدہ نہ دیگا" اور تمہاری نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف تقصیر کے ساتھ بھی اُس کے غیر کی طرف وفا و خلوص کی نسبت سے کہین بہتر ہے۔ اور گویا حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جسنے مجھسے ایسی شے طلب کی جس سے اُسکی شہرت ہو تو اُسنے مجھسے اپنا وصف مانگا اسلئے وہ محرومی سے قریب تر ہے اور جسنے مجھسے میرا وصف چاہا وہ کامیابی سے قریب تر ہے۔ اور جب تمنے نفس کو خواہش سے روکا تو بس جنت ہی ٹھکانا ہے اور جب تم تقویٰ کے قدم سے اُس چیز کی طرف دوڑے جسمین نفس کی خواہش نہین ہے تو بس وہ بارگاہ ہی تمہارا ٹھکانا ہے۔ اور اگر تمسے حجاب اُٹھ جائے تو کتاب نظر آئے۔ اور انبیاء علیہم السلام کے حقائق غیب کے دائرون مین ٹھیرے ہوئے ہین اسلئے وہ اپنی ذاتون سے وہان ہین اور ظاہر کے دائرون کا حق پورا کرنے کیلئے عالم شہادت مین اُنکے رقائق ہین اور اولیاء کے حقائق عالم شہادت مین ٹھیرے ہوئے ہین اور عالم غیب مین اُنکے جگر کہانے والے رقائق ہین بس انبیاء اپنے حقائق سے حجاب کو طے کرتے ہین اور اولیاء اپنے رقائق سے۔ اور جو شخص اپنے اختیار سے آزاد بندون کو اللہ تعالیٰ کی طرف بُلاتا ہے اُسی کی سُنی جاتی ہے

عہ دیکھو آٹھوین پارہ کا ساتوان رکوع یعنی سورہ انعام کی آیت (۱۵۸)۔ ۱۲

اور تمہارے صلاح حال مین تمہارا راس المال وجود اقبال ہے - اور قطعی مقبول نماز وہی ہے جو حقیقی پیروی سے ملی ہوئی ہے - اور اگر کوئی عارف باللہ مشرق مین حقیقت پر گفتگو کرے اور اللہ کا کوئی عاشق مغرب مین ہو تو اسکو بقدر اپنی قسمت و محبت کے اُس سے ضرور حصہ ملے گا - اور ہر عمل کی جزا کا آیندہ وعدہ کیا گیا ہے مگر سمجھانا کہ اسکی جزا آیندہ کے علاوہ فوری بھی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ عہ وَذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ (اور سمجھاتے رہو کہ سمجھانا ایمان والون کو فائدہ بخشتا ہی) اور عارفون کی معرفت اس سے کہین اعلیٰ ہے کہ دار دنیا اُس کے ظہور کی جگہہ ہو اور تیرا اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت مین ملنا کہ تیرا قلب نورانی بستنیر ہو اس سے بہتر ہے کہ تو اُس سے ملے اور تیرا عمل کثیر ہو - اور جس کی زبان عجمی (قاصر) ہے اور دل کی زبان عربی (کامل) ہے اسلیے جب تمکو جس کے قصور بیان سے کوئی مشکل پیش آئے تو اُسکو اپنے قلب کی عربیت سے حل کرو تمکو راہ راست ملجائیگی - اور قلوب ہمیشہ اپنی اصلی سادگی پر رہتے ہین لیکن جب تذکرہ (سمجھانے) کے ذریعہ سے اُنکو حرکت دیجاتی ہے تو اگر سیدھے رہے تو اللہ تعالیٰ اُسپر توجہ فرماتا ہے اور اگر ٹیڑھے رہے تو اللہ تعالیٰ اُنکی کجی کو اور زیادہ کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے عہ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَۃٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ اِيْمَانًا

عہ پارہ ۲۷ - رکوع ۲ - یعنی سورہ ذاریات کی آیت ۵۵-۱۲

عہ گیارہوین پارہ کا پانچوان رکوع - یعنی سورہ توبہ کی ایکسو چوبیسوین اور ایکسو پچیسوین آیتین - اور وہ دونون یہ ہین :- واذا ما انزلت سورۃ فمنھم من یقول ایکم زادتہ ھذہ ایمانا ج فاما الذین امنوا فزادتھم ایمانا وھم یستبشرون ۝ واما الذین فی

(دونون آیتون کے اخیر تک) آور حق کا کہنا اور سننا عبادت ہے چاہے کوئی اُسپر عمل کرے یا نکرے - آور خلق اللہ دنیا سے سروکار رکھنے پر عارف اس لئے مجبور ہوے ہین کہ جو بہان ڈوبتے ہین اُنکو نکالین جو قید ہین اُنکو چھڑائین اور بستر کے کمزورون کے یار اُٹھائین - اور دنیا مین توحید کی زبان گویا کوا ہے جو دنیا کے نیست و نابود ہوجانے کی کائین کائین لگاتا ہے - آور چونکہ یہ امت اور امتون سے حقائق توحید مین زیادہ قوی ہے اسلئے اُن سے جسم مین کمزور اور عمر مین کم ہے - اور جو اسرار کہ خواص بنی آدم مین پھیلے ہوے ہین اُن مین ملاء اعلیٰ کا کچھبھی واسطہ نہین ہے اُنکو تو حق تعالیٰ ہی اپنی قدرت سے اُنکے باطن مین پہونچا دیتا ہے اور اسرار کے سوا اور چیزین عالم بالا ہی کے واسطہ سے اسفل کی طرف آتی ہین اور جب کسی موجود کو تم خطاب کرتے ہو یا وہ تمکو خطاب کرتا ہے تو حقیقت اصلیہ وہان نہین ہوتی مگر حقائق کہ تم اُن سے عین ذات اصلی ہی کے ساتھ ملتے ہو - آور اگر سچے مرید کے قلب کو مریج حقائق سے واسطہ پڑے تو سارے عالم مین اُسکی گنجائش نہو - آور حقیقت جب اعلیٰ درجہ کی ہوگی تو نہ ظاہر ہوگی مگر ساری مخلوقات مین سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲۸) قلوبھم مرض فزادتھم رجساً الی رجسھم وماتوا وھم کفرون ﴿۱۲۵﴾ - اِن دونون کا ترجمہ یہ ہے - اور جس وقت کوئی سورت نازل کیجاتی ہے تو انمین سے بعض لوگ پوچھنے لگتے ہین کہ بھلا اس سورت سے تم مین سے کس کا ایمان بڑہا دیا سو جو ایمان رکھتے ہین اسنے اُن کا ایمان تو بڑہایا اور وہ خوشیان مناتے ہین - اور جن لوگون کے دلون مین روگ ہی تو اسنے اُنکی خباثت پر ایک خباثت اور بڑہائی اور یہ لوگ کفر ہی کی حالت مین مرگئے - ۱۲

اعلیٰ و اشرف ہی پر جیساکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور چونکہ انوار مین سب سے اعلیٰ تھا اسلئے نہ ظاہر رہا اگرچہ بہترین و بزرگترین بشر پر صلی اللہ علیہ وسلم - اور باعتبار بولنے والے کے سننے والے کے ذہن مین حقیقت زیادہ ٹھیرتی ہے کیونکہ اُسمین کلام کرنیوالا اُسکو صاف مشاہدہ کرتا ہے اسلئے اُسکے پاس حقیقت کے ٹھیرنے کا زمانہ کم ہوتا ہے اور سننے والا اُسکو شہادت سے اخذ کرتا ہے اسلئے اسکے پاس ٹھیرنے کا زمانہ طویل ہوتا ہے اور جب کوئی نور تمہارے سلئے چمکے تو شہود یا محبت کے ذریعہ سے اُسکا اپنے ہمراہ رہنا چاہو کیونکہ تمہارا حصہ اُس سے تمکو حاصل ہو چکا ہے - اور انوار عرفانیہ غیر محل بشریت سے صاف نظر آتے ہین اسلئے اگر تم اُن تک پہونچنا چاہو تو بشریت کو اُسکی شرط نہ قرار دو اور جب تم کسی مرد خدا کا کلام کسی کتاب مین دیکھو یا نقل کے ذریعہ سے سُنو تو اگر ناقل کو اُسکے شہود حقیقت کے ساتھ نسبت نہین ہے تو تمکو اُس کلام سے نفع نہین پہونچے گا - اور جب دنیوی ہستی عارض ہوئی تو حجاب آیا اور جب آخروی ہستی عارض ہوئی تو ٹھیراؤ ہوا - اور ہوا سے نفوس و دنیا کی ہوا حقیقت کے نور آفتاب کو بجھا نہین سکتی کیونکہ یہ جواہر دریاے قلوب کے قعر مین جاگزین ہین نفس و ہوا کا غواص وہان تک نہین پہونچ سکتا - اور اگر حقیقت عارف کو اُسکی ذات سے دور نہ کرتی تو بھی اُسکی تعبیر بہت کم ممکن تھی - اور جب عارف اپنی چشم بصیرت سے دیکھتا ہے تو اُسکے آئینہ مین دنیا غائب ہو جاتی ہے کیونکہ اُسکی بصیرت کا حلقہ دنیا سے زیادہ وسیع ہے - اور عالم دنیوی معنی انسانی کے ظہور کا محل ہے اور موت کے بعد سے آخر محشر تک نور ایمانی کے ظہور کا اور دخول جنت کی ابتدا سے سر عرفانی کے ظہور کا - اور حقیقت کے متعلق اللہ تعالیٰ

کا ایک علم ہے جسکو اُسکے سوا کوئی نہین جانتا اور جو علم اس سے نیچے ہے اُسمین
لوگون کے درجے متفاوت ہین۔ اور جو دل غافل ہین وہ جب حقائق کو سنتے ہین
تو بہاگتے ہین اور سماع حقائق مین نہین ٹہیرتا ہے مگر وہی دل جسکی حق تعالیٰ ترقی چاہتا
ہے۔ اور دنیا مین کوئی دلی کبہی اپنی حقیقت کے ساتھہ نہین ہوتا وہ اپنے علم کے ساتھہ
ظاہر ہوتا ہے نہ ذات کے ساتھہ مگر جب قیامت کا دن آے گا اللہ تعالیٰ اُنکو
اُنکے حقائق و اعیان کے ساتھہ ظاہر فرماے گا۔ اور اے فرزند آدم تو نے کیا خوب
انصاف کیا دنیا کی طرف بُلانے والا آجانے والی تیلی اور مٹنے والی چیز کے لیے
ایک بات ایک دن کہدیتا ہے تو تو ہزار دن اُسکا کہا مانتا ہے اور آخرت کیطرف
بُلانیوالا رہنے والی صاف اور پائدار چیز کے لئے ہزار دن تجہسے کہتا ہے مگر تو
ایک دن بہی اُسکا کہا نہین مانتا اے کاش آخرت مین آنے سے پہلے تو دونون
کو برابر ہی سمجہے۔ اور تعجب کی بات ہے کہ آدمی دنیا کے آفتاب کو دیکہتا ہی اور اُسکی
روشنی سے منور ہوتا اور اُسکے اثرون سے نفع اُٹہاتا ہے اور اُسکے سر وجود مین
انوار کا آفتاب ہے مگر اپنی خاکی ذات کی تاریکی کے باعث اُسکی حقیقت کے شہود
سے غافل ہے۔ اور ہمارے اس دین کی دو قسمین ہین ظاہر علم اور باطن حقیقت
پس اسکا ظاہر اصول و نقول سے ضبط کیا ہوا ہے اور اسکا باطن قلوب کے انوار سے
پس جو شخص تمہارے پاس انہین سے کوئی قسم لیکر آئے اُس سے اُسی قسم کا شاہد
طلب کرو ظاہر والے سے ظاہر کا اور باطن والے سے باطن کا مگر جو شخص ظاہر
کی کسی چیز و شخص معتبر کی نقل کے بغیر مان لے گا وہ ٹہوکر کہائیگا اور جو شخص باطن کی
کسی بات کو قلب کے گواہون کے بغیر تسلیم کرے گا وہ گمراہ ہوگا۔ اور بہت عمدہ وہ

نور ہے جو مرید کے قلب پر اُترے اور دعوی کی تاریکی سے آلودہ نہو - اور وا اللہ
اللہ تعالیٰ کیطرف بُلانے والون کا مقصود نہ علوم ہین نہ احوال نہ مقامات نہ خصائص
اور نہ اور کوئی شے انکا قصد تو صرف یہ ہے کہ دین کا کلمہ جیسا ظاہر مین مجتمع ہے ویسا ہی
اُسکو باطن مین کردین - اور اگر اللہ تعالیٰ روحون کے پانون مین دو بھاری بھاری بیڑیان نہ ڈالتا
تو وہ ضرور اللہ تعالیٰ کیطرف اُڑ جاتین - مین کہتا ہون کہ دو بیڑیون سے شاید
امر و نہی مراد ہو - اور یہ عارفون کے دل کاتب ہین مریدون کے دل مکتوب فیہ اور غافلون کے دل
نہ کاتب نہ مکتوب فیہ - اور حقائق جب تمہارے سامنے ظاہر ہوئی تو وہی علم ہوا اور جب تم ظاہر ہو تو وہی کشف ہے
اور عالم ربانی وجود مین قلب کے مانند ہے اور اُسکا وجود بمنزلہ شکم کے ہے ع۵ اور اللہ تعالیٰ
نے کسی شخص کے شکم مین دو قلب نہین رکھے ہین،، اور اگر اس عالم مین دو عارفون
سے برابر برابر مدد حقیقی پہونچے تو حاصل کرنیوالون کے دلون مین شرک خفی کا وجود
ضرور سرایت کر جاے فافہم مین کہتا ہون کہ انکی مراد یہ ہے کہ ہر زمانہ مین
ایک ہی شخص کو نفس الامر مین مرتبہ ملتا ہے اور جو زائد ہوتے ہین وہ اُسی کے معاون
و مددگار ہوتے ہین واللہ اعلم - اور کسی بندہ مین کوئی خصوصیت دو سانس نہ ٹھیری
مگر وہ اُسکی وجہ سے سرکش ہوا پس اگر اللہ تعالیٰ اُسکی بھلائی چاہتا ہے تو اُسکو اُسکے
اوصاف کے شہود سے پاک وصاف کر لیتا ہے - اور جو مومن اپنے نفس سے
مجاہدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکے اسلام پر لاکھہ بار سے زیادہ مہر (صاد) کر دیتا ہے کیونکہ
وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے مجاہدہ کی تلوارون سے بار بار قتل ہوتا ہے - اور کسی عارف

ع۵ مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنۡ قَلۡبَیۡنِ فِیۡ جَوۡفِہٖ ۝ (اکیسوین پارہ کا سترہوان
رکوع) - ۱۲

کسی کے نقش قدم پر تمہارا ایک قدم چلنا اُس ہزار فرسخ چلنے سے بہتر ہے جو حرص و ہوا کے ساتھ ہو - اور کلمۂ حکمت کو عالی خاندان دُلہن سمجھو جسکو اگر جوڑ کا بَر نہ ملے تو اپنے میکہ کو واپس چلی جاوے - اور دنیا مین منفرت کا اعلیٰ مقام حقیقی کشائش کا پایا جانا ہے اور یہی فرمان ولایت ہے - اور عابد اپنی عمر بھر مین ایک مرتبہ اسلام لاتا ہے اور مرید اپنی زندگی بھر جانے کتنی مرتبہ مسلمان ہوتا ہے - اور ہر گروہ کے تابعین اعتقاد و ایمان سے سکتے ہین اور اس گروہ کے تابعین مشاہدہ و عیان سے - اور عارف کے قلب نہین ہوتا جسکے ساتھ وہ جیتا ہو کیونکہ وہ اپنے رب کے ساتھ ہوتا ہے نہ قلب کے ساتھ اور بعض عارف کہا کرتے تھے کہ جسکے قلب نہین ہے اُسی نے زندگی کی اور اسی مضمون کو اسطرح کسی نے شعر مین ادا کیا ہے ؎

کہتے ہین دل کی حفاظت کی نہین		عارفون کے دل بھی ہوتے ہین کہین!!!

آورد و ارد کا دیر تک ٹھیرنا اُسکے اعلیٰ درجہ کا ہونے کی دلیل ہے - اور بندۂ مومن یا عارف کے دل کے اندر جو کچھ پیچیدہ ہے اگر وہ ظاہر ہو جاوے تو سارے موجودات جگمگا جائین - اور لابدی ہے کہ عارف جنت مین بیٹھین اور لوگون سے اس سے بالاتر بات یعنی جنت اور اُسکے معاملہ و آداب کی بیان کرین اور لوگون مین سب سے زیادہ نعمت و بخشش اُسکو ملتی ہے جسکے ہاتھ مین اللہ تعالیٰ اپنے بندون کی روزی دیتا ہے - اور اگر حقائق کی روح نہوتی تو خلائق کی موت تھی - اور اگر تمکو اپنی وہ قدر معلوم ہوتی جو تمہارے باپ آدم سے پہلے تمہاری تھی تو تمکو مرتے دم تک ندامت رہتی - اور ہرگز سَمِعْتُ وَرَوَیْتُ (مینے سُنا اور مینے روایت کی) پر قناعت نہ کرو بلکہ شَهِدْتُ وَرَأَیْتُ (مینے مشاہدہ کیا اور مینے دیکھا) پر -

اور عارف ہزارون برس تک باتین کرے اور یہی اللہ تعالیٰ کے پاس سکوت کے
وصف کے ساتھہ آیگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "جسدن عـ۵ اللہ تعالیٰ رسولون کو جمع
کرے گا تو پوچھے گا کہ تمکو کیا جواب ملا تھا۔ وہ کہینگے کہ ہمکو کچھہ معلوم نہین توہی پوشیدہ
باتون کو خوب جانتا ہے" اور عارف کو خواہی نخواہی اپنے مرید کی تربیت کے لئے
اپنی ہمت کی بلندی سے نیچے اُترنا پڑتا ہے۔ اور مرد کامل دو دائرون یعنی نبوت
و امومت کے ذریعہ سے تربیت کرتا ہے۔ اور اگر واحد الزمان صبح ہوتے ہی
خلائق کے معاملہ کی طرف متوجہ نہو تو کیا رگی اللہ کا حکم ان پر پہونچے اور اُن کو ہلاک
کردے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کی طمع مین رات بسر کرنی رکوع و سجود مین رات
گذارنے سے تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور جو شخص حضرت مین حاضر ہوا اسکا نہ نام
ہے نہ صفت اور اللہ تعالیٰ اہل جنت مین سے خواص کو ایسے خلعت پہنائے گا
جنمین کوئی رنگ نہوگا۔ اور اگر جنت کا ایک درخت بھی اپنی حقیقت کے ساتھہ جلوہ گر
ہو تو اہل جنت اُسکی طرف دیکھنے کی تاب نہ لاسکین۔ اور آج تم موجود سے کٹتے
ہو کہ اپنے موجد کو مجھے بتاو اور آخرت مین وہ تمسے کہیگا کہ تم میرے موجد کو مجھے بتاؤ۔ اور جو شخص دنیا کی محبت سے الگ
ہوا اسکا نام عابد زاہد رکھا گیا اور جو شخص اپنے نفس اور اُسکے عالم سے الگ ہوا وہ عارف کہلایا۔
جس شخص نے اللہ کو پہچاننے سے پیشتر اللہ کے ماسوا کو پہچانا وہ محجوب ہوا اور جسنے
خلق کو پہچاننے سے پہلے اللہ کو پہچانا وہ محجوب نہوا اور واعظون کے افعال کو نہ دیکھو
ورنہ اُنکے اقوال کے فائدہ سے محروم رہوگے اور عارفون کی ذات کو نہ دیکھو ورنہ اُنکے

عـ۵ يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۵ (ساتوین پارہ کا پانچوان رکوع)

اشارات کے سمجھنے سے قاصر رہو گے۔ اور تم اپنے خالق کو کسی ایسی چیز کے ذریعہ سے کیونکر پہچان سکتے ہو جسکو اُسی نے تمہارے اندر پیدا کیا ہے کیونکہ ہر ادراک کرنیوالے کو اُس چیز پر جسکو وہ دریافت کرتا ہے غلبہ ہوتا ہے " حالانکہ وہی غالب اپنے بندوں سے بالاتر ہے"۔ اور جسنے یہ گمان کیا کہ حروف اُسکے حافظہ کے خزانہ مین جمے رہتے ہین اُسکی عقل پر پردہ ہے۔ اور جنبت حقیقتہ عالم وصول کا اشراق ہے۔ اور کلام ربانی کے جاننے والے کے چارون طرف لوگون کی وہی قطع ہے جیسی صاحب فصاحت کے اردگرد اُن لوگون کی جو صاف طرح سے باتین کرنی بھی نہین جانتے اس لیے اُنکے لیئے دانست کی شرط نہین ہے۔ اور باپ کی خدمت پر پیر کی خدمت مقدم ہے اسلیئے کہ تمہارے باپ نے تمکو میلا کچیلا کر دیا اور پیر نے تمکو صاف کیا اور تمہارا باپ تمکو نیچے لایا اور تمہارا پیر تمکو اوپر لے گیا اور تمہارے باپ نے تمکو ماردطین (پانی اور مٹی) مین ملا دیا اور تمہارے پیر نے تمکو اعلیٰ علیین تک پہونچا دیا۔ اور جو شخص دنیا مین آیا اور اُسنے کوئی ایسا مرد کامل نہ پایا جو اُسکی تربیت کرتا وہ دنیا سے آلودہ گیا۔ گو اُسنے ثقلین کے برابر عبادت کیون نہ کی ہو اور اسکی وجہ کہ نماز مین بندہ کو وسوسہ لاحق ہوتا ہے اور جب عارف کے سامنے اُسکے کلام کو سنتا ہے تو نہین لاحق ہوتا صرف یہی ہے کہ نمازی اپنے پروردگار سے سرگوشی کرتا ہے اور عارف کے کلام سننے والے سے اُسکا رب سرگوشی کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا بندون پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اُنکے درمیان مین کسی عارف کو ظاہر کرے گو وہ اُسے نہ دیکھین اور نہ پہچانین۔ اور جب تو نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا تو کسی بُرائی کا گمان

ع وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ (ساتوان پارہ اٹھوان رکوع)

نہ کر کیونکہ اُسکی معرفت کے بعد بیان کوئی بُرائی نہین ہے - اور اللہ تعالیٰ عارفون
سے اُنکے بہت سے مقامات و کرامات کو پوشیدہ رکھتا ہے تاکہ اُنہین دعوے کا
خیال نہ آئے - اور مرد عارف کو چاہئے کہ خود کشتی مین ہوا اور اولیا راوسکے چارون
طرف پانی پر چلتے اور اُس سے تعلیم پاتے جاتے ہون اور وہ اگر کشتی سے اُتر کر
انکی معیت مین آئے تو ڈوب جائے - اور جو چیز تجھے اللہ تعالیٰ سے روکے وہی
گناہ ہے - اور اہلِ جنت کی سب سے بڑی نعمت وہ علم ہوگا جو اللہ تعالیٰ اُن کو
وہان عطا فرمائے گا - اور جب تو حضرت "لا این" مین داخل ہو تو "این لا این"
کا انتظار کر - اور کامل وہ ہے جو اپنے باطن کو اپنے ظاہر سے ڈہانکے رہے -
اور جب صور پہونکا جائے گا تو مرید صادق کہے گا کہ مین تو اسکو زمانہ سے سن رہا
ہون - اور اہل سعادت کے گناہ اوہام کے مانند ہین اور اہل شقاوت کے تحقیقی -
اور عارف سے ایک لحظہ مین ادب کا ایک کلمہ سننا امر ظاہر مین باپ اور معلم
سے بیس برس تک سننے سے افضل ہے کیونکہ عارف تمہاری روح کا ادب آموز
ہے اور دوسرے تمہارے نفس کے - اور جب عارف کی مجلس مین اغیار مین سے
کوئی آجاتا ہے تو عارف سے کہا جاتا ہے کہ اسوقت تو اپنی فکر کے خزانہ سے
خرچ کر اور جو کچھ تیرے قلب کے خزانہ مین ہے اسکو ڈہانک دے اور جب تیری مجلس
کے خاص لوگ آجائین اور اُنکے ساتھ اُنکے دل بہی ہون تو اس خزانہ کو کہولنا - اور
جسنے تمہارے جسم سے تمکو سیراب کیا اُسنے تم پر ظلم کیا اور جسنے تمہارے نفس
سے تمکو سیراب کیا اُسنے تم پر ظلم کیا اور جسنے تمہاری عقل سے تمکو سیراب کیا اُسنے تم پر
ظلم کیا مگر جسنے تمہارے قلب کی شراب تمکو پلائی اُسی نے تمہارے ساتھ دوستی کی -

اور علوم تین ہین ایک تو سلوک کا علم ہے اسکا ظاہر کر دینا واجب ہے، دوسرا کشف کا علم ہے اسکا ظاہر کرنا کبھی غیر مباح بھی ہوتا ہے اور تیسرا باطن کا علم ہے اسکا ظاہر کرنا کبھی جائز نہین ہے - اور افعال خلق کی کیفیت کے کہنہ پر اور اُسکی مکنونات کی تدبیر کے اسرار پر اور اسباب کے باہمی لگاو پر مطلع ہونا اور ان مین جو حکم جاری ہون اُنکی وجہ کو سمجھنا اور اُن کا اور اُن کے اوصاف اور اُنکی نسبتون کا تحقیقی علم ہونا جنس بشر کے لئے متعذر ہے البتہ مین اُنکی نہین کہتا جو اللہ تعالی کے نور سے موئّد ہین پس ہمیشہ نفوس بشریہ ان چیزون کے علم کے جویا رہتے ہین اور جب اُس انداز سے کہ اُنکی طبیعتون مین امور ظنیہ یا خیالیہ یا وہمیہ یا تجربیہ یا تقلیدیہ کی ترکیب سے یہ باتین اُن پر روشن ہوتی ہین تو جھٹ سے وہ اسکے علم کا ادعا کر بیٹھتے ہین حال آنکہ وہ غلط ہوتا ہے اور کوئی بندہ کسی عمل کے ذریعہ سے اللہ تعالی کی طرف متوجہ نہین ہوتا مگر اُسکی نسبت پکارا جاتا ہے کہ اس بندہ کا قلب کہان ہے جہان اسکا قلب ہو وہین اُس کا دیوان عمل قائم کرو - اور اہل دوزخ پر جنت کی محرومی کے عذاب سے بڑھکر اور کوئی عذاب نہوگا - اور عارف جب اللہ تعالی کیطرف بُلاتا ہے تو انسان کی جو چیز سب سے پہلے اُسکا جواب دیتی ہے وہ روح ہے پس اگر وہ عوارض سے بچی ہوئی ہے تو عارف کے ساتھ ہو لیتی ہے ورنہ واپس چلی آتی ہے اور اہل عصمت کے سوا باقی آدمیون کی شکلین بت جیسی ہین اسلئے جو اِن پر جُھکا اُسنے انکو پوجا اور جس نے اِن سے مُنہ پھیر لیا اُسنے اللہ تعالی کو پا لیا - اور جب موسی علیہ السلام کے سایہ مین ستر آدمی سمائے اور اُنھون نے ربانی کلام سُنا تو کیا محمدی سایہ مین سات لاکھ بلکہ اس سے بھی زائد نہ سما سکینگے حال آنکہ اُن مین سے بعض بوالہوس ہی تھے اور ان مین سے

سب نے پہچانا ہے اور کیا ہی عزیز الوجود اس گروہ کی راہ ہے اور کیسے عزیز الوجود
اسکے طالب ہین اور کسقدر کمیاب اسکے پانیوالے ہین اور کتنے نایاب وہ ہین
جو اسکے پالینے کے بعد اسپر ثابت قدم رہتے ہین - اور جب مرید صادق عارف
کی مجلس مین پہونچتا ہے تو چہون[۵] سمتون سے اُسکا کلام سنتا ہے - اور جو کچھہ
تیرے قلب کے لوح مین ہے وجود اُسکو ہمیشہ میٹتا رہتا ہے اور اُسمین لکھتا رہتا
ہے - اور عارف کی مراد یہ ہوتی ہے کہ مرید عالم غیب مین تنگی سے نکلکر وسعت مین
آئے گو مرید کو اسکی خبر نہو - اور عارف خلق سے باتین کرتے ہین مگر وہ حق کے ذریعہ
سے حق کے ساتھہ ہوتے ہین جیسا کہ ابوالقاسم جنید رضی اللہ عنہ سے منقول
ہے کہ اُنھون نے کہا تھا کہ مجھے اللہ تعالی اسکے ساتھہ باتین کرتے ہوے تیس سال
ہوگئے مگر لوگون کا گمان یہ ہے کہ مین اُنکے ساتھہ کلام کرتا ہون - اور اللہ تعالے
کے کچھہ بندے ایسے ہین کہ جن اعمال مین وہ مصروف ہوتے ہین اُنکی وجہ سے
کوئی مرید اُنکے حکم کے تحت مین داخل ہونے کی سکت نہین رکھتا اور اگر وہ اپنے
کملون مین سے کوئی کمل اُسپر ڈالدین تو وہ سیسہ کیطرح پگھل جاے - اور
بندہ کا عمل تولا نہ جائیگا مگر جب تجلیات کے انوار سے عاری ہوگا اور اگر انوار تجلیات
کا لباس اُسکو پہنایا جاے تو اُسکے عمل کی سمائی میزان مین نہوگی - اور بعض مردان
خدا وہ ہین جنکے لیے مقام کی صورت کھڑی کیجاتی ہے اور بعض مقام کو مشاہدہ کرتے
ہین اور بعض کو مقام کی لذت محسوس ہوتی ہے - اور جو شخص اپنے نفس کے خزانہ
سے تمکو کچھہ دے اُس سے کچھہ بھی نہ قبول کرو اور جو اپنی عقل کے خزانہ سے کچھہ

---

[۵] یعنی آگے پیچھے داہنے بائین نیچے اوپر ۱۲

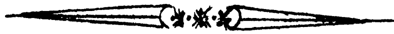
پیش کرے اُسکو اُس مقدار سے کہ اُسکی عقل کو نور حکمت سے لگا ہو قبول یا ترک کرو اور جو اپنے قلب کے خزانہ سے تمکو کچھہ عطا کرے اُسکو قبول کرو اور زیادتی کے طالب ہو اور اسمین سے ذرہ بہی واپس نہ کرو اور جو شخص اپنے غیب کے خزانہ سے تمکو کچھہ بخشے تو وہ ایسا گنج گرانمایہ ہے جسپر لوگ جان دیتے ہین - اور دنیا کی طرف بُلانے والا تمکو تمھاری خواہش و میلان کی چاٹ پر بلاتا ہے اور آخرت کیطرف بُلانے والا تمکو وہان بُلاتا ہے جہان سے تم بہاگتے اور جسکو تم ناپسند کرتے ہو اور حقیقت کی طرف بُلانیوالا تمکو وہان بُلاتا ہے جہان تم فنا ہو جاؤ گے اور تمھاری نمود باقی نہ رہے گی اسی لیے نفس پہلے کی فوراً ہوس لیتے ہین اور دوسری کی بدشواری سنتے ہین اور تیسرے کی سننے سے رُکے رہتے ہین مگر جب پوشیدہ عنایت ہوتی ہے - اور اگر اللہ تعالیٰ تیرے لیے تیرے بے زبان اعضا گویا بے زبان موجودات کو گویا کردے تو تجہسے وہی باتین کہین جو عارف کہتا ہے اور رد اللہ مین یہ نہین چاہتا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے لکھے ہوے صحیفے لیکر جاون مین تو صرف یہ چاہتا ہون کہ اُسکے پاس ایسے دل لیکر جاؤن جنکو مین اُسکی طرف کہینچنا اور اُسکے پاس کی نعمتون پر مائل کرنا اور اُسکو اُنکا محبوب بناتا ہون - اور حجاب سے بڑہکر حجاب ہے حجاب ہے - اور عارف اگر نعرہ مارے تو اُسکی آواز دنیا مین نہ سماے - اور اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ علم حقیقی تک نہ پہونچے مگر وہی موجودات کے مشاہدہ سے اپنے قلب کو الگ کرلے - اور اگر کوئی موجود اپنے اُس وجود کے ساتھہ جو حقیقت مین ہے ذکر کیا جاے تو انوار توحید اُسے جلا ہی ڈالین اور اُسکا وجود ذرہ ذرہ ہو جاے گویا اُسکا وجود تہا ہی نہین اور جو شخص غیب کی نسبت

ٹھیک ٹھیک کاٹنے کی تول گفتگو کرے اُس سے کسی کو کچھ اخذ کرنا درست نہین ہے مگر اُسی کو جو مردانِ خدا مین سے قوت والے ہین اور جو شخص قلوب کی نسبت ویسا ہی کلام کرے اُس سے مریدون کو اخذ کرنا اور سالکون کو فائدہ اُٹھانا درست ہے۔ اور گویا حق تعالیٰ اپنے بندگان عارفین سے فرماتا ہے کہ میرے بندون کو میری طرف سے میری حجت پہونچا دو اور اُنکو میری راہ صاف کرکے بتا دو تو مین تمہارے لئے وہ حسنات لکھون گا جنکو تم نہ اعمال سے حاصل کر سکتے ہو اور نہ اپنے عمدہ احوال سے۔ اور تمہارا یہ وجود بشری تمہاری چشم بصیرت کے لئے خس و خاشاک ہے پس اگر تمہاری بشریت کی آنکھ سے یہ خس و خاشاک دور ہو جاوے تو اسے بینا پاؤ اور اپنی چراگاہ دکھائی دینے لگے اور اپنی بہبودی در راہ راست کو دیکھنے لگے۔ اور ہر زمانہ کے لوگ مختلف آوازون سے حجت پیش کرتے ہین اور انہین سے سچے صاحب حق اور پہونچنے والے تھوڑے ہوتے ہین۔ اور اس راستہ کی حقیقت یہ ہے کہ تم نفس و زینت عمل کے طالب رہو اور جہان تمنے گمان کیا کہ تم پہونچے تو نہین پہونچے اور جہان تمنے گمان کیا کہ تم کامیاب ہوئے تو نہین کامیاب ہوئے اور جہان تمنے گمان کیا کہ تمنے اپنے لئے کوئی حال حاصل کیا تو تمہارا کوئی حال نہین ہے۔ اور عارف رات اور دن مین ستر مرتبہ رنگ بدلتا ہے اور عابد برسون ایک ہی حالت پر رہتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ عارف وارد تعریف کیطرف اور عابد دائرہ تکلیف کی طرف مائل ہے۔ اور بشارت کی نشانی یہ ہے کہ سب لوگ سوتے نظر آئین۔ اور جب عارف دنیا مین نعرہ مارتا ہے تو حقائق اُنکے لئے ملاء اعلیٰ مین نعرہ مارتے ہین اور اگر وہ خاموش رہین تو اُنکے متعلق خاموش نہین رہتے۔

آور جنت کی ہر ہستی اللہ عزوجل کے غیبون مین سے ایک غیب ہے- اور اس معاملہ (تصوف) کی ابتدا سننا اور تصدیق ہے - بعدہٗ سمجھنا اور تدقیق ہے اور اسکے بعد شہود و تحقیق ہے - آور یہ سیدی ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کے اس قول پر "زہے نصیب اُسکے جسنے مجھے دیکھا یا جسنے میرے دیکھنے والے کو دیکھا یا جسنے میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا" کہتے تھے کہ دیکھنے والے تین قسم کے ہوا کرتے ہین - محجوب - ناقد - اور وارث - پس جو محجوب دیکھنے والا ہے اُسکا کچھ اعتبار نہین اور جو ناقد دیکھنے والا ہے وہی یہان مراد ہے اور جو وارث دیکھنے والا ہے وہ وہی کرسکتا ہے جو یہ کہتے ہین - آور ہر موجود تسبیح کرتا اور اپنی تسبیح مین کہتا ہے کہ مین اپنے خالق کو اس سے مبرا جانتا ہون کہ مین اُسے ادراک کرسکون - آور جب تمھارے لیے آسمان مین منادی کردی گئی کہ آسمان والے تمکو پہچان لین تو تمکو اسکی کیا پروا ہے کہ زمین مین منادی کیجاے کہ لوگ تمکو پہچانین اور جو شخص تمسے ناواقف رہے گا وہ اپنا حصہ جو تمسے اسکو ملتا کمو دیگا پس اپنے آپ کو ضرر پہونچائیگا نہ تمکو - آور اگر خاص عام کے راستہ پر پڑے تو وہ چل جائیگا مگر اس صورت مین کہ اللہ عزوجل کے حکم سے تنزل واقع ہو - آور جسنے تصوف کی تشریح کی وہ صوفی نہین ہے اور جسنے تصوف کو نظر مین رکھا وہ بھی صوفی نہین ہے تصوف تو بس یہ ہے کہ بندہ تصوف سے غائب ہوجاے - اور یہ اپنے مریدون سے کہا کرتے تھے کہ جو شخص مجھکو اپنے حضور قلب کا مژدہ سناے اُسکو امر عظیم تک پہونچ جانے کی خوشخبری سنا دو - آور ان کا قول ہے کہ بعض کلمہ کے تحت مین ایک ہزار کلمے ہین اور بعض کے تحت مین ایک لاکھ اور بعض کے تحت مین دریا ہین جنکے منازلات کا احاطہ نہین ہوسکتا اور جنکی بڑی غایات کا پتہ نہین لگ سکتا - آور ہر مومن کا

قلب اُسکے جسم کے لئے شب قدر ہے اور ہر سال کی شب قدر اُس سال کا قلب ہے۔ اور مرید دو قسم کے ہوتے ہین ایک تو وہ کہ جو کچھ تعلیم کرنیوالے سے اُس کو پہونچتا ہے اسکو قبل اسکے کہ وہ اُسکے قلب تک پہونچے اپنی عقل سے جانچ لیتا ہے اور دوسرے گروہ جو اُسکو عقل سے نہین جانچتا بلکہ بادی الراے سے قلب تک پہونچا دیتا ہے اور یہ نفع سے قریب تر ہے اور بھلائی دونون مین ہے۔ اور نفس جب سالکون کے بیچ مین آتا ہے تو انکو اذکار کی زیادتی اور طاعتون کے حاصل کرنے سے روکتا ہے اور جب عارفون کے بیچ مین آتا ہے تو اُنکو مشاہدات لذیذہ اور اوپر کے درجون پر ترقی کرنے سے مانع ہوتا ہے پس نفس دونون گروہ کو چلنے سے روکتا ہے اور آغاز توحید مین نفس کو "لا" کی لگام ڈال دی جاتی ہے تاکہ اپنے سارے دعوون سے باز آئے اور اعلیٰ ترین جام وہی ہے کہ جسکو ملے وہ اُسے تنہا نوش جان نہ کرے۔ یہانتک ہمنے انکے کلام سے انتخاب کیا ہے۔ خدا ان سے راضی و خوشنود رہے۔

(۲۹۱) عارف باللہ تعالیٰ شیخ محمد بن عبد الجبار نفری رحمہ اللہ



یہ چوتھی صدی کے بزرگون مین سے تھے لیکن ہمنے اتفاق سے انکا ذکر یہان لکھ دیا گو ہمنے اولیاء اللہ کے ذکر مین ترتیب زمانی کا التزام نہین کیا ہے۔ اس گروہ کے طریق کے متعلق انکا کلام بلند ہے یہ **مواقف** کے مصنف ہین شیخ محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ وغیرہ نے ان سے نقل کی ہے۔ یہ سارے علوم مین امام ماہر تھے **مواقف** مین انکے جو کلام ہین اُنمین سے تھوڑے سے یہ ہین۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ عارفون کے دل کیونکر غمگین نہون وہ مجھے دیکھتے ہین کہ
مین جو عمل کیطرف نگاہ کرتا ہون تو برے عمل سے کہتا ہون کہ تو وہ صورت بن جا جس
صورت مین تیرا کرنے والا آکر ملیگا اور اچھے عمل سے کہتا ہون کہ تو وہ صورت بن جا جسمین
تیرا کرنیوالا آکر ملے گا - اور عارفون کے قلوب اور اک کی سطوتون سے نکلکر علوم
کیطرف جاتے ہین اور یہی اُنکا کفر ہے اور اسی سے اللہ تعالی اُنکو منع فرماتا ہے -
اور گویا اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جب عارف نے معرفت سے دل لگایا اور دعوی یہ کیا
کہ اُسنے مجھ سے دل لگایا تو وہ جیسا خدا کے نہ پہچاننے سے بھاگا تھا ویسا ہی
پہچاننے سے بھاگا - اور گویا حق تعالی عارفون کے قلوب سے فرماتا ہے کہ ساکت
و صامت رہو تاکہ پہچانو اور اگر تم نے مجھ تک پہونچنے کا دعوی کیا تو تم اپنے دعوی
کے باعث حجاب مین ہو اور جو وزن تمہاری ندامت کا ہوگا وہی وزن تمہاری معرفت
کا ہوگا کیونکہ تمہاری آنکھین میقاتون کو دیکھتی ہین اور تمہارے دل ابد کو دیکھتے ہین
پس اگر تم سے یہ نہو سکے کہ اقدار کے پیچھے رہو تو افکار کے پیچھے تو رہو - اور جسطرح
تم حکمت کا قصد کرنیوالون کے مُنہ سے حکمت سیکھتے ہو اُسیطرح اُس سے غافل
رہنے والون کے مُنہ سے بھی سیکھو کیونکہ تم اللہ وحدہ کو غافلون ہی کی حکمت مین
پاؤ گے نہ کہ قصد کرنیوالون کی حکمت مین - اور معرفت کا حق یہ ہے کہ عرش و حاملانِ
عرش اور جو اُسپر حاوی ہین یعنی ہر ذی معرفت کو اپنے حقائق ایمان سے یہ کہتے ہوے
مشاہدہ کرو کہ اُسکی جیسی کوئی چیز نہین ہے اور وہ یعنی عرش اپنے رب سے حجاب مین
ہے پس اگر اُسکا حجاب اُٹھا دیا جاوے تو چشم زدن مین یا اُس سے بھی کم مین سارا عالم
جل جاوے - اور تم اپنے مقام کو نہ چھوڑو ہر چیز زائل ہوگی اور تمہارا مقام نہین ہے

مگر اللہ تعالیٰ کی رویت پس جب تم اُسکی رویت پر مداومت کروگے تو ابد کو بلا عبارت دیکھوگے کیونکہ ابد مین کوئی عبارت ہی نہین ہے اسلیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اوصاف مین سے ایک وصف ہے لیکن جب ابد نے تسبیح کی تو اللہ تعالیٰ نے اُسکی تسبیح سے رات اور دن کو پیدا کیا - اور جب تمنے کسی بھائی کو چن لیا تو جو کچھ اُسکا ظاہر ہوا سمین تم اُسکے ساتھ رہو اور جو کچھ اُسنے چھپایا ہوا سمین اُسکے ساتھ نہ رہو کیونکہ یہ تمسے الگ اُسکا ایک راز ہے پس اگر وہ اُسکی طرف اشارہ کرے تو تم بھی اشارہ کرو اور اگر اُسکو صاف بیان کرے تو تم بھی صاف بیان کرو - اور گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا خاص اسم اور میرے اسمار تیرے پاس میری امانت ہین انکو نہ نکال ورنہ مین تیرے قلب سے نکل جاؤنگا اور جب مین تیرے قلب سے نکلجاؤن گا تو وہ قلب میرے غیر کو پوجے گا اور پہچاننے کے بعد بے مجھے نہ پہچانے گا اور اقرار کے بعد مجھسے مکر جائیگا اسلیے نہ میرا نام بتا اور نہ میرے نام کا معلوم بتا اور نہ اُس سے باتین کر جو میرا نام جانتا ہے اور نہ یہ کہہ کہ جو شخص میرے نام سے واقف ہے اُسکو تو نے دیکھا ہے اور اگر کوئی بیان کرنے والا میرے نام کے بارہ مین تجھسے کچھ بیان کرے تو اُسکی سن لے اور اُس سے اپنی نہ کہہ - اور جس گناہ سے اللہ عزوجل غضب مین آتا ہے اُسکی علامت یہ ہے کہ اُسکے بعد گناہ کرنیوالے مین دنیا کی رغبت پیدا ہو اور جو دنیا کا راغب ہوا اُسنے اللہ عزوجل سے کافر ہونے کا دروازہ کھول لیا کیونکہ گناہ کفر کے قاصد ہین اور جو شخص اُس دروازہ مین داخل ہوا اُسنے کفر مین سے اُسیقدر لیا جس قدر وہ داخل ہوا واللہ اعلم - اور ہمنے مختصر المواقف مین انکے کلام مین سے بہت کچھ بیان کیا ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے -

(۲۹۲) شیخ ابو الفتح واسطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ممالک محروسہ مصر کے بلاد غربیہ کے شیخ المشائخ تھے۔ یہ سید احمد بن رفاعی کے ساتھ رہنے والوں مین سے تھے۔ مگر انہون نے انکو شہر اسکندریہ کیطرف جانیکا حکم دیا اسلیے یہ وہان گئے اور بے انتہا لوگون نے ان سے طریقت حاصل کی جنمین سے شیخ عبدالسلام قلیبی شیخ عبداللہ بلتاجی۔ شیخ بہرام دمیری شیخ جامع الفضلین دنوتری شیخ علی ملیجی۔ شیخ جمال الدین بخاری شیخ عبدالوہاب وشیخ عبدالعزیز دیرینی اور اُنکے امثال بھی ہین اور یہ اس مصیبت مین مبتلا تھے کہ لوگ انکا انکار کرتے تھے۔ اور اسکندریہ مین لوگون نے انکے خلاف مین مجلس منعقد کی اور انہون نے دلیل سے اُنکو معقول کر دیا۔ اور مسجد جامع العطارین کا خطیب سب سے زیادہ انکے خلاف تھا مگر ایک دن وہ منبر پر چڑہ چکا تہا اور اُسکے سامنے اذان ہو رہی تھی کہ اُسے یاد آیا کہ مین ناطاہر ہون اُسیوقت شیخ ابو الفتح نے اپنی آستین اُسکے سامنے بڑہا دی اور وہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک گلی ہے جسمین وہ چلا گیا وہان اُسے پانی اور لوٹا ملا۔ چنانچہ وہ نہا کر باہر آیا اور منبر پر بیٹھا بس جب شیخ نے اسطرح اُسکا پردہ رکھہ لیا تو وہ معتقد ہوگیا اور انکے بزرگترین اصحاب مین سے ہوا۔ شیخ نے ۵۸۰ھ پانچسو اسی ہجری کے قریب جامہ ہستی اُتار دیا اور اسکندریہ مین مدفون ہوئے جہان ان کا مزار ظاہر ہے لوگ اُس کی زیارت کرتے ہین۔

(۲۹۳) شیخ علی ملیجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

شیخ ابوالفتح کے جنکا ترجمہ ابھی گذرا اصحاب مین سے تھے - یہ سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر تھے - اور سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب عبدالعال رح کو کسی کام کے لیئے بھیجتے تو اُن سے کہدیتے کہ جب تم جمزود پہونچو تو اپنے جوتے اُتار لینا وہان ملیجی کے ڈیرے پڑے ہوے ہین - اور سید احمد رضی اللہ عنہ کے پاس ایک معمار تھا جو اُن کے یہان تعمیر کا کام کیا کرتا تھا اُس کو علی رض نے بُلوایا اور زیادہ مزدوری دینے کی ترغیب دی - وہ ملیج کو روانہ ہوا مگر جب وہان پہونچا تو اُس کا ایک ہاتھ اُکھڑ کر گر پڑا - علی رضی اللہ عنہ نے اُسکو اُٹھالیا اور اپنا تھوک لگا کر اُس کو چپکایا تو وہ جُڑ گیا اور سید احمد رضی اللہ عنہ کو مذاق کے طور پر کہلا بھیجا کہ تم توڑتے ہو اور ہم جوڑتے ہین - ہر سال سید احمد رضی اللہ عنہ کے مولود سے ایک جمعہ پیشتر اُنکا مولود ہوا کرتا ہی جسمین بڑا مجمع ہوتا ہے اور لوگون کو کپڑے وغیرہ بہت کچھ ملتے ہین -

(۲۹۴) سیدی عبدالعزیز دیرینی رضی اللہ عنہ

یہ شیخ عابد زاہد وپیشوا صاحب حالات فاخرہ واحوال شریفہ وکرامات مشہورہ تھے - اِن کی بہت سی تصنیفین تفسیر فقہ لغت تصوف وغیرہ مین ہین

اور ان کی نظمین بہت اور تمام شایع ہین - بہت سے علما ان کی صحبت مین رہ کر فیضیاب ہوئے - اور یہ ملک مصر کے زراعتی علاقہ مین رہا کرتے تھے - اور تمام اطراف کے لوگ ان سے برکت حاصل کرنے کو آیا کرتے تھے - اور مصر سے مشکل مشکل مسئلے انکے پاس بھیجے جاتے تھے اور یہ اُنکے عمدہ ترین جواب دیتے تھے یہ علی ملیجی رضی اللہ عنہ کی ملاقات کو بہت جایا کرتے تھے ایک دن علی ملیجی نے انکے لئے ایک جوزہ ذبح کیا جسکو انہون نے تناول کیا اور علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے ضرور ہوا کہ آپکے ساتھ اسکا بدلہ کرون اُنہون نے کہا کہ اچھا ایک دن آپ بھی میری دعوت کیجئے - چنانچہ اُنہون نے علی رضی اللہ عنہ کے لئے ایک جوزہ ذبح کیا - جس سے ان کی بی بی رنجیدہ ہوئین - اور جب وہ جوزہ پک کر آیا تو علی رضی اللہ عنہ نے "ہش" کہا اور وہ جوزہ اُٹھکر چلنے لگا - اور علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رنجیدہ ہو ہمکو شوربا ہی کافی ہے - اور عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے فقرا کی ایک جماعت نے کرامت طلب کی تو عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا کہ میرے بچو! کیا کوئی کرامت اس سے بڑھکر ہو سکتی ہے کہ باوجود اسکے کہ ہم اس قابل ہین کہ زمین مین دھسا دئے جائین اسپر بھی اللہ تعالیٰ ہمکو زمین پر روکے ہوئے ہے اور نہین دھساتا - انہون نے ۶۹۷ھ چھ سو ستانوے ہجری مین اس دار ناپائدار سے سفر کیا اور انکی قبر دیرین مین ہمارے وقت تک ظاہر ہے اور لوگ اُس کی زیارت کرتے ہین -



(۲۹۵) شیخ عبداللہ بن ابی جمرہ اندلسی مرسی رحمہ اللہ

امام پیشوا اے ربانی ۔ مصر چلے آئے تھے ۔ اور جامع المقسم کی مسجد میں انکا تکیہ ہے ۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کے پابند اور صاحب حالت اور عبادت پر مستقل تھے ۔ اور اخلاص اور موت کے لئے آمادگی اور لوگون سے بھاگنے اور کنارہ رہنے مین بہت مشہور تھے ۔ صرف جمعہ مین لوگون کے نزدیک آتے تھے ۔ اور جب انہون نے کہا کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت بیداری مین دیکھتا اور اُن سے دو بدو باتین کرتاہون تو لوگ انکے منکر ہوگئے اور بعض آدمی انکے خلاف مین اُٹھ کھڑے ہوے ۔ اسلئے یہ خانہ نشین ہوگئے اور مرتے دم تک باہر نہ نکلے ۔ انہون نے ۶۷۵ھ چھ سو پچہتر ہجری مین قبر کو آرام گاہ بنایا ۔

مین کہتا ہون کہ ابن ابی جمرہ ایک اور ہین جنکا نام احمد تھا ۔ انہون نے کتاب مدونہ علی مذہب الامام کو حفظ کیا تھا اور ۵۹۹ھ پانچسو ننانوے ہجری مین بمقام مرسیہ وفات پائی

(۲۹۶) شیخ عبداللہ بن محمد عرشی مرجانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ امام پیشوا ۔ واعظ ۔ مفسر اور فقہ و تصوف مین بڑے سر برآوردہ لوگون مین سے تھے ۔ مصر مین آکر انہون نے وعظ کہا اور شہرون مین ان کی شہرت ہوئی اور

تونس مین ۶۶۹ھ چھہ سو انہتر ہجری مین قضا کی - یہ امتحان مین مبتلا ہوے اور علمار نے ان کی تکفیر کا فتوی دیا مگر جب اسکا ان پر کچھہ اثر نہوا تو حیلہ کر کے ان کو مروا ڈالا -

(۲۹۷) شیخ عبد الحق بن سبعین مرسی رضی اللہ تعالی عنہ

دین کے قطب - بڑے بزرگون مین سے تھے - پچپن سال کی عمر مین ۶۶۷ھ چھہ سو سرسٹھہ ہجری مین بمقام مکہ مشرفہ راہی ملک بقا ہوے -

(۲۹۸) شیخ محمد قونوی صوفی رحمہ اللہ تعالی

ابن العربی رضی اللہ عنہ کے ساتھی - ان سے سورۂ فاتحہ کی تفسیر ایک مجلد مین ہے اور دوسری تصنیفین بھی ہین - کچھہ اوپر ساٹھ سال کی عمر پائی اور ۶۷۲ھ چھہ سو بہتر ہجری مین قونیہ مین وفات پائی اور یہ وصیت کی کہ ان کا تابوت اٹھہ کر دمشق جاے اور شیخ محی الدین ابن العربی کے پاس جو ان کے پیر تھے دفن کیا جاے مگر ایسا نہوا - اور مرتے دم تک لوگ ان کے منکر رہے -

(۲۹۹) شیخ محمد عبدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فاسی بعدہ مصری مالکی مذہب اور ابن الحاج مشہور تھے۔ یہ عالم نیکوکار اور لوگون
کے مقتدیٰ تھے۔ اور ابو عبداللہ بن ابی جمرہ کے جنکا ذکر او پر گذرا اصحاب مین
سے تھے۔ یہ کتاب **المدخل فی الحوادث والبدع** کے مصنف
ہین۔ تقریباً اسّی سال زندہ رہے اور ۷۳۷ھ سات سو سینتیس ہجری مین فوت ہوئے

(۳۰۰) شیخ ابراہیم جعبری رضی اللہ عنہ

ابن معضاد ابن شدّاد۔ عابد زاہد صاحب احوال غریبہ و مکاشفات عجیبہ تھے۔ انکے
وعظ کی مجلس سامعین کو خوش وقت کرتی اور گنہگارون کو کھینچکر لاتی تھی۔ اپنی وفات
سے پہلے اپنی موت کی خبر دے دی اور اپنی قبر کی جگہ بتادی تھی۔ اور کہا تھا کہ "اے
قبیّر تیرے پاس دُبیر آیا" (یعنی ذلیل قبر تیرے پاس ذلیل بدبخت آیا)
یہ جب چاہتے تھے تو اہلِ مجلس کو عین گریہ کی حالت مین ہنسا دیتے اور عین خندہ
کی حالت مین رُلا دیتے تھے۔ اور اہل مجلس کے بیچ مین ٹہل ٹہل کر وعظ کہتے تھے
اور انکی ایک مریدن تھی کہ جب یہ مصر مین وعظ کہتے تھے تو وہ سرزمین اسوّان
سے جو انتہائی صعید مین واقع ہے سُنا کرتی تھی۔ چنانچہ یہ ایک دن وعظ کہہ رہے تھے
اور لوگ رُو رہے تھے کہ انھون نے کلام موزون مین کہا کہ "وہ دریچہ مین بیٹھی ہے

اور کُتّا گوندہا ہوا آٹا کہا رہا ہے۔ ہان بے گُتّے کہا اور مزے کر۔ آٹے کا کوئی والی وارث نہین ہے،، اسپر اُس عورت نے جو مڑکر دیکہا تو کُتّا اُسکا آٹا کہا رہا ہے۔ لوگون نے اِس واقعہ کی تاریخ لکہہ رکہی اور وہان سے اِسکی تصدیق ہوئی۔ آنکے اصحاب مین سے شیخ کمال الدین بن عبد الظاہر تہے جنکی قبر کی صعید مین لوگ زیارت کرتے ہین۔ اور وہ ایک دن وعظ کہہ رہے تہے اور لوگون پر گریہ طاری تہا کہ انہون نے لوگون سے کہا کہ تم بہی میرے ساتہ " شفع بقع یا الله یقع " کہو۔ چنانچہ خبر آئی کہ مذہب مالکی کا قاضی قلعۂ مصر کے دروازہ مدرج سے اُترا آتا تہا کہ گرا اور اُس کی گردن ٹوٹ گئی۔ اور خبر ملی کہ لوگون نے اِسلیے ایک مجلس منعقد کی تہی کہ اِن کو وعظ کہنے سے روکا جاے اور لوگون نے کہا تہا کہ یہ قرآن وحدیث مین اعراب کی غلطیان کرتے ہین۔ مگر اور تینون مذہب کے قاضیون نے تامل کیا اور مالکی مذہب کے اُس قاضی نے اِن کے رد کرنے کا فتویٰ دیا۔ آخر اُن تینون قاضیون نے حاضر ہوکر شیخ کے پانون کو بوسہ دیا اور کہا کہ اگر ہم آپکے بارہ مین کوئی فتویٰ دیتے تو ہم سب کے سب ہلاک ہوجاتے۔ اسپر شیخ نے کہا کہ ہم غلطیان نہین کرتے تمہاری سماعت ہی غلطی کرتی اور باطل و ناراست سُنتی ہے۔ یہ سلطان مصر کو خطوط مین " از جانب ابراہیم جعبری بطرف سگ زدبری،، لکہا کرتے تہے اور سلطان کہتا تہا کہ انکو میرا وہ نام کس نے بتلادیا جو میرے ملک مین میرا تہا واللہ یہان آنے سے پہلے اپنی دیس مین میرا یہی نام تہا۔ اس بناپر عالمون نے ایک مجلس منعقد کی اور شیخ کو سزا دینے کا فتویٰ دیا۔ شیخ نے اِن علمار اور نیز سلطان کا پیشاب بند کر دیا اور اِن لوگون سے کوئی تدبیر بن نہ آئی۔ آخر سب نے آکر شیخ سے معافی چاہی شیخ نے اِن سے کہا کہ

میرے لوٹے سے استنجا کرو چنانچہ اُن سب کا حرج جاتا رہا۔ اور ایک نصرانی نے انکے اصحاب کی ایک جماعت کو تنگ کیا۔ شیخ نے اُسکو کہلا بھیجا کہ اگر تمنے دوبارہ اُنکو ستایا تو مین اپنے اس قلم پر ضرور قط دونگا۔ نصرانی نے اپنے دل مین کہا کہ انکے قط دینے سے میرا کیا ہوگا۔ آخر ادہر انہون نے قلم کو قط دیا اُدہر نصرانی کا سر قلم ہوگیا۔ یہ ظالمون اور حاکمون کے حق مین دہکتی ہوئی آگ اور بہلائی کے سخت آمر تہے۔ انکی بہت سی نقلین اور مقفی و مسجع نثرین اور صوفیانہ و شطحی کلام ہین ۶۸۷ھ چہ سو ستاسی کے محرم مین فوت اور باب النصر کے باہر اپنے تکیہ مین دفن ہوے۔ جہان ان کی قبر ظاہر ہے اور لوگ اُسکی زیارت کرتے ہین۔

باب الخاتمۃ

خاتمہ اس دوسرے حصہ کا ترجمہ بتاریخ اونتیسوین ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۴ جولائی ۱۹۰۴ء روز پنجشنبہ بمقام حیدرآباد دکن اختتام کو پہونچا۔ اور بتاریخ ۳۰ جون ۱۹۱۱ء مطبع شمسی مین **محمد بشیر الدین خان** مالک و مینجر مطبع کے اہتمام سے بفرمایش حضرت مترجم شہر اکبرآباد مین حلیہ طبع سے آراستہ ہوا

غلطنامہ نغمت عظمی حصہ دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۳	رحمتہ اللہ	رحمہ اللہ
//	۱۰	ابتدائر	ابتدا ر
۲	۷	وعدۂ وعید	وعدۂ و عید
۲	۱۳	دنیوری	دینوری
۴	۱۰	اور ہے	ہے اور
۶	۱۶	علمون مین	علمون
۷	۱	رحمتہ اللہ	رحمہ اللہ
۸	فٹ نوٹ	سوسن	سوس
۱۰	۱۰	ابتدأ	ابتداء
۱۱	۱	آدمی	آدمی
//	۱۳	روزشب	روز و شب
۱۲	۱۷	عظمت ہے	عظمت سے
۱۴	۱۳	الّا الہ	الا آیہ
۱۵	۶	ستوسال	ستون ہین
۱۷	۱۳	دونون	وہ دونون
۲۰	فٹ نوٹ	پارہ	پارہ کا
۲۳	۱۰	تیس سو	تین سو
۲۴	۳	ہمارے	تمھارے
۲۸	۱۲	غلاف	خلافت
۲۹	۵	تجلی	تجلّی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰	۵	ہین لے	مین
//	۶	مین کہا	مینے کہا
۳۴	۴	پہلے	بھلے
//	۸	آرزون	آرزوون
۳۵	۱۳	عذلت	مذلت
//	آخر	سوہلی	سوسی
۳۶	۱۵	اُسکو اُسکے	اُسکو
۳۷	۳	فالو	قالوا
//	۱۵	یہی کہ	یہ
//	آخر	گزرہے	گذرے
۳۸	۱۵	پھربھی	بھربھی
۳۹	۲	مان	ان
//	۳	اُسکو	کہ اسکو
۴۲	۷	تین سوتین	تین سو تیس
۴۶	۳	مقامات مین	مقالات ہین
۴۸	۵	بازون	بازدون
۴۹	۱۴	حیانت	صیانت
//	آخر	اسود	اسود
۵۱	فٹ نوٹ	پہلا	بہلا
۵۵	//	اوڑتا	اڑتا ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۵	آخر	سُہل	سہل
۵۷	اول	امام تھے	معارف کے امام تھے
۵۷	آخر	وہ	د
۵۹	۴	تکر	تکہ
۶۳	۶	کئے	کے
〃	۱۴	ہجری	ہجری مین
۶۵	۱۲	مر	امر
۶۶	فٹ نوٹ	سورہ عراف	سورۂ اعراف
۶۸	۶	باطینی	باطنی
۷۴	〃	اُسکی	اسکو
۷۷	اول	اقتدار	اقتدار
۷۸	۱۳	اُممک	ممسک
〃	۱۵	جادوکرہ	جلوہ گر
۸۰	۲	رہتا	رہنا
۸۱	۱۲	اخلاق	اخلاقِ د
۸۳	۱۵	تھوڑی بلائین ہی اپنر	اپنر بلائین ہی تھوڑی
۸۷	۱۲	چھسکارہ	چٹکارا
۹۲	فٹ نوٹ	الشراح	انشراح
۹۶	۹	سنیت	منت
〃	۱۳	خیزون	چیزون
۹۷	۵	اذکبار	اذکیار
〃	۱۴	نہ کبھی	نہ کسی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۷	۱۷	تیری	تبری
۱۰۰	۱۱	کے اٹھنا	کیلئے اٹھنا
۱۰۲	آخر سے دوسری	موت دے	موت دی
۱۰۳	۱۲	کے ارادہ	کی ارادہ
۱۰۴	۱	تعیر	تغییر
〃	۸	مھا	منھا
〃	〃	مِثلھا	مِثلُھا
۱۰۵	۴	سالت	حالت
۱۰۷	۱۰	تب	تب
۱۰۸	۶	فیضلُک	فیضلک
〃	فوٹ نوٹ	تیسوین	تیسوین
۱۱۰	۹	دیکھتا	دیکھتا ہے
۱۱۳	اخیر سے ۴	ہوتے	ہوے
۱۱۵	۹	خلوس	خلوص
۱۱۶	۹	مراکتبہ	مراقبہ
۱۱۹	۶	لیس	لبس
〃	۹	عیب	غیب
۱۲۳	آخر	دتیا ہے	دنیا ہے
۱۲۵	فوٹ نوٹ	قنسرمین	قنسرین
۱۲۸	آخر	ہدامیت	بدایت
۱۳۳	۶	فنابجی	صنابحی
۱۳۴	۱	رہگزرے	رہگرائے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۵	آخر	ماخود	ماخوذ
۱۳۷	نوٹ نوٹ کی پہلی سطر	کسی	کبھی
۱۳۸	۳	انور	انوار
؍؍	۶	انصاں	انضاق
۱۳۸	۹	ہی	کی
؍؍	۱۰	مہینے کی	مہینے کے
؍؍	؍؍	بارش	یا اس
؍؍	۱۳	وہین یہ	وہین
۱۳۹	۱	عالمون کے	عالمون
؍؍	۵	جیسا	جیسے
؍؍	۹	اعلم	علم
؍؍	آخر	صحور	صحو
۱۴۰	۴	خفوظ	حفوظ
۱۴۱	۱۶	اٹھا ہے	اٹھتا ہے
۱۴۲	۱۰	جبتی	جتنی
۱۴۶	۹	ہین	تھین
۱۴۸	۷	سمیدر	سمندر
۱۴۹	۳	دنا کیے	دیا کیے
۱۵۳	۴	اللہ تعالے تکو	اللہ تعالے
۱۵۵	۷	قطبعیت	قطبیت
؍؍	۱۱	رابو الوفار	ابو الوفار
۱۵۶	۱۲	ہوتا ہے	ہونا ہے
۱۵۷	۴	الجمیع	الجمع
؍؍	۶	تجلّی	تجلی
۱۵۸	۵	ملبی	لمبی
۱۶۰	نوٹ نوٹ	حول قوت سے تیزی	حول و قوت سے بری
۱۶۱	۴	ورد	ورود
۱۶۵	۲	جو	ہ
۱۷۱	۲	لے باعث	کے باعث
؍؍	؍؍	گم گستگی	گم گشتگی
۱۷۳	۱۲	ہوا چلنی	ہوا چلتی
۱۷۹	۳	عقل کل کی بصیرت استمر روح کی بصیرت امر حکم کی	عقل کی بصیرت اور سر روح کی بصیرت اور امر حکم کی
۱۸۶	آخر	استمال	اشتمال
۱۹۲	۷	سواطمع	سواطع
۱۹۴	۳	ملتیم د	ملتئم
۱۹۵	۹	ڈرا اپنے	ڈرا اور اپنے
؍؍	۱۰	حنیہ	حسنیہ
۱۹۸	۲	زدنق	رونق
؍؍	۱۶	فضول اور	اور فضول
۲۰۰	۱۴	دو	وہ
۲۰۱	۱۳	سہروردنونہ	سہروردیہ
۲۰۳	۱۶	آئین	آئین
۲۰۴	۱۳	روایت	رویت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۴	۱۵	ترمین	ترین	۵	۶	غامضہ	غامضہ
۲۰۶	۳	لوگون کو	لوگون کا	؍؍	۱۱	سنت	سست
۲۰۹	۷	بن منہ	بن موئے	؍؍	۱۷	قربت	قریب
۲۱۰	۹	نوجونون	نوجوانون	۲۳۶	۱۰	چاہیے	چاہتے ہو
۲۱۱	۷	واسطہ	واسط	۲۳۹	۱۸	چھوٹا	جھوٹا
۲۱۴	۱۶	عدوت	عداوت	۲۴۰	۱۵	اطلاعت	اطاعت
۲۱۷	۱۴	جاہتی	چاہتا ہے	۲۴۳	۹	ہین ہین	مین ہین
؍؍	؍؍	پوجی	پوچھا	۲۴۴	۱۲	آنکھین	انٹھین
۲۲۰	۹	برکاتیہ	برکاتہ	۲۴۶	۸	سوامین	سواہین
۲۲۲	۵	بات سے بات سے	بات سے	۲۵۴	۱۸	وریا	دریا
؍؍	آخر	بعض	بغض	۲۵۶	۶	وروغبانی	وروغبافی
۲۲۳	۱	اقتدار	اقتدار	۲۵۷	۱۶	ارقوم	رقوم
۲۲۵	۳	ہدایت	ہدایت	۲۵۹	۱۸	مین تھی ہے	ہی ہے
؍؍	۵	بہلات	جہلات	۲۶۰	آخر	کھانا	کھاتا
۲۲۶	۲	نہ کرنے	نہ آنے	۲۶۷	۸	ملا	بلا
؍؍	۱۷	ہوے	ہوائے	؍؍	۱۳	کرتے	کرنے
۲۲۸	۷	بین	ہین	؍؍	۱۸	باریک موٹے	باریک اور موٹے
۲۳۰	۷	خطاو	حظ کو	۲۶۸	۲	تہ بند	تہمد
؍؍	۸	وصیع	وسیع	۲۶۹	۱۷	اعتبار کرنے	اعتبار کرتے
۲۳۱	۵	اور نہ سہم ہین سے	اور نہ ہم ہین ہے	۲۷۱	۱۲	یہی ہے	یہی
۲۳۲	آخر	نون	ہون	؍؍	۱۸	ہنوئی	ہوئی
۱۳۵	۱	الوق	الفوق	۲۷۴	۳	نہ کرد	کرد

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۲۷۴	۹	دشمنِ جاں تو	*
۲۷۸	۱۲	مرے اول	میرے دلی
۲۸۱	۱۴	ردخون	رد حون
۲۸۲	۷	برس تھا	برس کا
۲۸۴	~	۱۸۴	۲۸۴
〃	۹	معادصہ	معارضہ
〃	نوٹ ترث سطر ۲	جیسا عبارت کی	جیسا کہ عبارت
۲۸۶	۱۳	نہ چہڑا	چہڑا
۲۸۷	۱۱	ٹھہرے ہے	ٹھیرے رہے
〃	۱۵	جبسکا	جبکا
۲۸۸	۱۱	تسے	سے
۲۸۹	۶	منارون لی	منارون کی
۲۹۰	۹	انھون نے کہ	انھون نے کہا کہ
〃	۱۷	جہاڑوتے	جہاڑو دیتے
۲۹۱	۹	کردینے سے	کردیتے تھے
〃	آخر	تربیت	تربت
〃	〃	آٹیلے	ٹیلے
۲۹۴	۱	رندون	زندون
〃	۷	ہو اور	ہوا اور
〃	〃	ضرورہی ہے	ضروری ہے
〃	۸ و ۹	کہا لوکہ	کہا کہ لو
〃	۱۰	شناوری	شناوی
۲۹۵	۱	اس	مصرمین
۲۹۶	×۹	اورجو	جو
۲۹۷	۸	شناوری	شناوی

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۲۹۹	۶	شاہدمن	شاہد ہین
۳۰۰	۴	کہاے	کہیا ہے
〃	۱۴	محلی الدین	محیی الدین
۳۰۲	۲	عیوان	عیون
〃	۱۶	جلار	جلار
۳۰۳	۱۸	اسمین سے	اسمین ہی
〃	〃	ہی لاے	بہی یہان لاے
۱۱	آخر	اسی شائر	اسکی شعائر
۳۰۴	۵	اجرلو	اجرو
〃	۱۸	قاب بے	قلب کے
۳۰۵	۱	اغراض	اعراض
۳۰۹	۶	بھترون	بہتیرون
۳۱۰	۱۳	چاہتا ہو	چاہو
۳۱۱	۱۷	وتمنی	وقتی
۳۱۲	۶	کرنا	کرتا
۳۱۳	۱۴	غلبیہ	غیبیہ
۳۱۴	۵	گیون	کیون
〃	۶	کوئی	کونی
۳۱۵	۱۳	جانتی مین	جانتے ہین
〃	۱۴	کنبہ	کہنہ
〃	۱۵	دہ سرے	دوسرے
۳۱۶	۱	اللہہ	الا اللہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱۶	۲	اللہ	الا اللہ
"	"	"	"
"	۵	بہاگتا ہے	بہاگتے ہین
"	۷	بہگے	بہلے
"	۹	آباد کرتا	آباد کرنا
"	۱۲	اُنکو	انکو
"	۱۳	لوتہڑاک	لوتہڑااک
۳۱۸	۵	یہ	پہ
"	۱۸	ہوجانے	ہوجاے
"	"	بنده	بنده
۳۲۰	۱۲	جمع ہونے	جمع ہوئے
۳۲۱	۸	توقیر و داد	توقیر و وداد
"	۱۰	یہ تکلف	بہ تکلف
"	۱۲	باہر نہین	باہر ہین
۳۲۲	۱۷	اصول	اصل
۳۲۳	۸	لوگون پر رحم کرین اور	××××
۳۲۴	۱۵	ہاتنی	باطنی
۳۲۵	۵	اورکازون	اور یہ کافرون
"	۷	غالم	عالم
"	۱۶	دوررہی	دوری
"	۱	دیگر	ہوگر
۳۲۵	۱۹	پیرہو	پیرو
"	۵	تم	تم
۳۲۷	۱۴	گرنے	گرتے
۳۲۸	۱۴	ٹھیرے	ٹیڑہا ہے
"	نوٹ نوٹ سطر ۴	فرادلہ	فرادہم
۳۳۱	۷	تیلی	میلی
۳۳۹	۱۶	موجودات	جوذات
۳۴۱	۱۹	قطرات	قطرات
۳۴۲	۶	طاعنون	طاعنون
"	۱۲	ارحبار	الجبار
۳۴۳	۷	یایا	یا
۳۴۵	۲	غربیہ	غربیہ
"	۱۰	منیر	منبر
"	۱۱	ناظاہر	ناطاہر
۳۴۶	۳	بروی	بدوی
۳۴۷	۹	جوزه	چوزه
۳۴۸	۲	سیدیہ	سیدہ

التماس - اس حصہ مین صاحب مطبع کی غیر معمولی مہربانی سے اس قدر غلطیان ہین کہ مجہی اسکے شایع کرنے مین سخت پس و پیش رہا لیکن کیا کرتا روپیہ پیشگی دیکر پہنس چکا تہا - ناظرین سے توقع ہے کہ جسطرح خون جگر کہاکر "زر دادن و درد سر خریدن" کی مصیبت مین مبتلا ہوا ہون اوسیطرح بنظر ہمدردی و اخوت اسلامی وہ بہی تصحیح اغلاط کی مصیبت گوارا فرمائین -

آخری درج شده تاریخ پر یه کتاب مستعار
لی گئی تهی مقرره مدت سے زیاده رکهنے کی
صورت میں ایک آنه یومیه دیرانه لیا جائے گا۔

کتب خانہ
جامعہ عثمانیہ

۱۔ ارکانِ مجلسِ اعلیٰ، مجلسِ عاملہ، مجلسِ انتظامی و عہدیداران جامعہ نصابِ تعلیم کی کتابیں ایک ماہ کے لیے اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۲۔ اساتذۂ جامعہ عثمانیہ و کلیہ جات متحدہ و افسرانِ جامعہ اور اراکینِ دار الترجمہ دس کتابیں ایک ماہ کے لیے اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۳۔ طلبا میں جو رجسٹر شدہ ہوں دو کتابیں بی اے، ایل ایل بی و بی ٹی کے طلبہ، اور ایم اے کے طلبہ تین کتابیں، چودہ یوم کے لیے اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۴۔ مدتِ مقررہ پر کتابیں واپس نہ ہوں تو فی کتاب یومیہ ایک آنہ جرمانہ وصول کیا جائے گا۔ کتب خانہ میں کتاب کا لانا لازم ہے۔

۵۔ کتابیں اگر خراب ہو جائیں تو مستعیر ذمہ دار ہوگا۔

۶۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان یا حاشیہ نہیں لکھا جا سکتا۔

۷۔ قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں جاری نہیں کی جا سکتیں۔ فقط